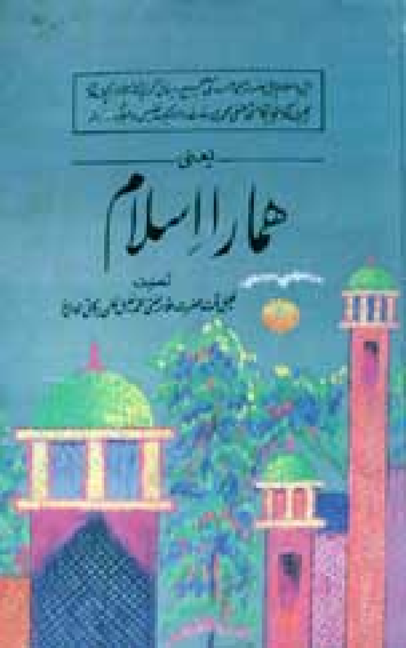

ہمارا اسلام

ہمارا اسلام

(حصہ اول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان بڑی رحمت والا ہے

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ السلام علی سید نامحمد والہ واصحابہ اجمعین

ساری تعریف اللہ کے لئے جو سارے جہاں والوں کا مالک ہے اور درود وسلام ہو ہماری جانب سے ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) اور ان کے تمام اہلبیت وآل واصحاب پر۔

چھ کلمے

اول کلمہ طیب:

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ(ﷺ)

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں محمد (ﷺ) اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

دوم کلمہ شہادت :

اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشھدان محمد عبدہ ورسولہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید:

سبحان اللہ والحمدللہ ولآ الہ الا اللہ واللہ اکبر ط ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ط.

پاک ہے اللہ اور ساری خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے

بڑا ہے اور گناہ سے باز رہنے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ تو حید:

لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمدط یحی ویمیت ط وھو حی الا یموت ابدا ابدا ط ذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر ط وھو علی کل شئٍ قدیر ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے ساری خوبیاں وہ زندہ کرتا اور

موت دیتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی بھی نہیں مرے گا وہ عظمت والا بزرگی والا ہے اسی کے ہاتھ میں خیر ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ استغفار :

استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذنبتہ عمدااوخطأ سرا اوعلانیۃ واتوب الیہ من الذنب الذی اعلم ومن الذنب الذی لا اعلمہ انک انت علام الغیوب وستار العیوب وغفار الذنوب ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ط.

میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے کیا خواہ جان کر یا بے جانے ،چھپ کر یا کھلم کھلا اور میں اس کی طرف توبہ کرتا ہوں اس گناہ سے جسے میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے جو میں نہیں جانتا یقیناً تو ہی ہر غیب کو خوب جاننے والا ہے تو ہی عیبوں کو چھپانے والا اور گناہوں کو بخشنے والا ہے اور گناہوں سے اور نیکی کی قوت اللہ ہی سے ہے جو بلند مرتبہ والا عظمت والا ہے۔

ششم کلمہ رد کفر:

اللھم انی اعوذبک منب ان اشرک بک شیاوانااعلم به واستغفرک لما لا اعلم به واستغفرک لما اعلم به تبت عنه وتبرأت من الکفر والشرک والکذب والغیبه والبدعة والنمیمة اوالفواحش والبھتتان والمعاصی کلھا واسلمت واقول لا اله الا الله محمد رسول الله

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں تیرے ساتھ کسی کو شریک کروں اور وہ میرے علم میں ہو اور میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اس گناہ سے جس کا مجھے علم نہیں میں نے اس سے توبہ کی اور میں اس سے بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بری ایجادات سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور کسی پر بہتان باندھنے سے اور ہر قسم کی نافرمانی سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں سوائے اللہ کے معبود نہیں ۔محمد (ﷺ) اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں۔

ایمان مجمل :

امنت باللہ کما ھو باسمآئه وسناته وقبلت جمیع احکامه اقرار باللسان وتصد ھیق بالقلب ط

میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے قبول کئے اس کے تمام احکام مجھے اس کا زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین۔

ایمان مفصل:

امنت باللہ وملآئکته وکتبه ورسوله والیوم الاخرو القدر

خیره وشره من الله تعالیٰ والبعث بعد الموت ط

میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر کہ ہر بھلائی اور برائی اللہ تعالی نے مقدر فرمادی ہے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔

اسلامی عقیدوں کا خلاصہ:

سبق نمبر ۱

۱: اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت اور بندگی کی جائے وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔

۲: لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالی نے جتنے نبی اور رسول بھیجے ان میں سے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اللہ کے نبیوں اور رسولوں کی تعظیم کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اللہ تعالی کے محبوب اور عزت والے بندے ہیں اور ہمارے آقا و مولی حضرت محمد (ﷺ) تمام رسولوں کے سردار ہیں۔

۳: بہت سے نبیوں پر اللہ تعالی نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اتاریں یہ سب کتابیں اور صحیفے ہیں اور سب کلام اللہ ہیں اور ان میں سے جو کچھ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا سب پر ایمان ضروری ہے ان کتابوں میں سب سے افضل کتاب قرآن عظیم ہے جو سب سے افضل رسول حضرت محمد (ﷺ) پر اتارا گیا اور اس کی حفاظت اللہ تعالی نے خود اپنے ذمہ رکھی ہے۔

۴: فرشتے اللہ تعالی کی ایک نورانی مخلوق ہیں جو نہ مرد ہیں نہ عورت وہ اللہ تعالی کہ فرمانبردار بندے ہیں اور وہی کرتے ہیں جو خدا کا حکم ہوتا ہے ان کی غذا اللہ تعالی کی عبادت اور ذکر ہے۔

۵: جن اللہ تعالی کی مخلوق ہے۔ یہ آگ سے پیدا کیئے گئے ہیں انسانوں کی طرح کھاتے پیتے جیتے مرتے ہیں۔ ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر و بے دین بھی، برے بھی ہیں اور بھلے بھی ان جو شریر کافر ہوتے ہیں انہیں شیطان کہا جاتا ہے۔

۶: جس طرح ہم لوگ پیدا ہوتے اور مرجاتے ہیں اور ہر چیز فنا ہوتی ہے اور مٹتی رہتی ہے ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ ساری دنیا فرشتے، پہاڑ، جانور، آدمی ،زمین، آسمان اور ان کے اندر کی سب چیزیں فنا ہوجائیں گی۔ خدا کی ذات کے سوا کوئی بھی چیز باقی نہیں رہی گی اس کو قیامت کہتے ہیں پھر اللہ تعالی تمام چیزوں کو دوبارہ پیدا کرے گا مردے قبروں سے اٹھیں گے سب کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔ اس کا نام حشر ہے پھر میزان (ترازو) قائم ہو

گی اور سب کا حساب کتاب ہوگا مسلمان و کافر اور نیک و بد کے تمام اعمال تولے جائیں گے اور ان کے اچھے برے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اچھے آدمی جنت میں داخل کیئے جائیں گے اور کافر دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے۔

۷: جہنم کے اوپر پل ہے جسے "پل صراط" کہتے ہیں۔ یہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے سب لوگوں کو اسی پر سے گزرنا ہوگا، جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے۔

۸: دنیا میں جیسا ہونے والا تھا اور جیسا کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ کو اس کا علم پہلے ہی سے تھا۔ ان تمام باتوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق لکھ دیا، اور جو کچھ لکھ دیا وہی ہوگا اس میں بال برابر فرق نہ آئے گا، اسے تقدیر کہتے ہیں۔

سبق نمبر ۲:

اسلام کی تعریف

سوال نمبر۱: تم کون ہو؟

جواب: ہم مسلمان ہیں۔

سوال نمبر۲: مسلمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: دین اسلام کی پیروی کرنے والے کو مسلمان کہتے ہیں۔

سوال نمبر۳: اسلام کی بنیاد کن چیزوں پر ہے؟

جواب: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

۱: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

۲: نماز قائم کرنا۔

۳: زکوٰۃ دینا۔

۴: حج کرنا۔

۵: ماہ رمضان کا روزہ رکھنا

سوال نمبر۴: اسلام کا کلمہ کیا ہے؟

جواب: اسلام کا کلمہ یہ ہے:۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ)

سبق نمبر ۳

ایمان اور کفر

سوال نمبر۵: ایمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: محمد رسول (ﷺ) کو ہر بات میں سچا جاننا اور حضور کی حقانیت کو سچے دل سے ماننا ایمان ہے جو اس بات کا اقرار کرے اسے مسلمان جانیں گے۔

سوال نمبر۶: بغیر مطلب سمجھے زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کوئی کلمہ کے معنی سمجھانے والا نہیں ہے یا ہے بھی تو وہ معنی سمجھتا نہیں۔ اگر وہ زبان سے اتنا اقرار کرے کہ میں دین محمدی کو سچا جانتا اور اسے قبول کرتا ہوں تو وہ شخص مسلمان ہی ٹھہرے گا۔

سوال نمبر۷: جو لوگ اسلام کا اقرار نہ کریں وہ کون ہیں؟

جواب: ایسے لوگوں کو جو اسلام کو سچا نہ مانیں کافر کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر۸: مرتد کسے کہتے ہیں؟

جواب: اسلام کا کلمہ پڑھ کر جو شخص کلمہ کفر بکے اور اپنی بات کو پیچ کرے یعنی کفری بات پر نفرت نہ کرے مرتد کہلاتا ہے۔

سوال نمبر۹: اور منافق کون ہے؟

جواب: جو لوگ زبان سے اسلام کا کلمہ پڑھے اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور پھر دل میں اس سے انکار کرتے ہیں وہ منافق کہلاتے ہیں۔

سوال نمبر۱۰: مشرک کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو لوگ خدا کے سوا کسی اور کو پوجتے یا خدا کے سوا کسی دوسرے کو بندگی کے قابل سمجھتے ہیں یا خدا کی خدائی میں کسی کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں وہ مشرک ہیں۔

سوال نمبر۱۱: دنیا کی کون کون سی قومیں مشرک ہیں؟

جواب: جیسے ہندو جو بتوں کی پوجا پاٹ کرتے ہیں اور بتوں کو خدا کی خدائی میں شریک سمجھتے ہیں یا عیسائی اور یہودی یا پارسی وغیرہ جو دو یا تین خدا مانتے ہیں، یہ سب مشرک ہیں۔

سوال نمبر۱۲: کیا مسلمانوں میں بھی مشرک ہوتے ہیں؟

جواب: توبہ توبہ! مسلمان کس طرح مشرک ہوسکتا ہے، مسلمان خدا کو ایک سمجھتا ہے اور مشرک دوسروں کا شریک ٹھہراتا ہے، تو جس طرح کسی مشرک کو مسلمان نہیں کہہ سکتے یونہی کسی مسلمان کو مشرک نہیں کہہ سکتے۔

سوال نمبر۱۳: مسلمان کو مشرک کہنے والے کون لوگ ہیں؟

جواب: کچھ نئے فرقے ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو بات بات پر مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ یہ گمراہ بد دین ہیں ان کے سائے سے دور بھاگنا ضروری ہے۔

سوال نمبر۱۴: کیا کافر کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے؟

جواب: مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہنا اور ماننا ضروری ہے۔ یہ بات محض غلط ہے کہ کافر کو بھی کافر نہیں کہنا چاہیے خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کافروں کو کافر کہہ کر پکارا ہے:

قل یآ ایھاالکافرون یعنی اے کافرو!

سبق نمبر ٤

جنت کا بیان

سوال نمبر۱۵: جنت کیا ہے؟

جواب: جنت ایک مکان ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بنایا ہے اس میں سو درجے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین سے آسمان تک، اور ہر درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا صرف ایک درجہ میں ہو تب بھی اس میں جگہ باقی رہے۔

سوال نمبر۱۶: جنت میں کیا کیا ہوگا؟

جواب: جنت میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی جسمانی اور روحانی لذتوں کے سامان کیئے ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ ان کی نعمتوں کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا نہ کسی کے دل میں اس کا خطرہ گزرا بڑے سے بڑے بادشاہ کے خیال میں بھی وہ نعمتیں نہیں آسکتیں ہیں جو ایک ادنیٰ جنتی کو ملیں گی۔

سوال نمبر۱۷: جنت کی سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟

جواب: سب سے بڑی نعمت جو مسلمانوں کو اس روز ملے گی وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار (دیکھنا) ہے کہ اس نعمت کے برابر نعمت نہیں جسے ایک بار اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ اسی کے ذوق میں ڈوبا رہے گا کبھی نہ بھولے گا۔

سوال نمبر۱۸: جنت میں داخل ہونے والوں کی تعداد (گنتی) کیا ہے۔؟

جواب: ہمارے نبی (ﷺ) نے فرمایا ہے کہ میری امت سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہونگے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان کیساتھ تین جماعتیں اور کردے گا، معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہونگے۔ اس کا شمار تو وہی جانے یا اس کے بتائے سے اس کا رسول (ﷺ)۔

سبق نمبر ۵

دوزخ کا بیان :

سوال نمبر۱۹: دوزخ کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے گنہ گاروں اور کافروں کے عذاب اور سزا کے لئے ایک جگہ بنائی ہے جس کا نام جہنم ہے اس کو دوزخ بھی کہتے ہیں دوزخ میں ستر ہزار وادی (جنگل) ہیں ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں، ہر گھاٹی میں ستر ہزار بچھو اور ستر ہزار اژدھے ہیں۔

سوال نمبر۲۰: دوزخ میں کیا کیا ہوگا؟

جواب: دوزخ میں ہر قسم کی تکلیف دینے والے طرح طرح کے عذاب اللہ تعالیٰ نے مہیا کیئے ہیں جن کے خیال سے ہی رونگٹے کھڑے ہوتے اور اچھے بھلے آدمی کے حواس جاتے رہتے ہیں۔ اس میں آگ کا عذاب ہے سخت سردی کا عذاب ہے سانپ بچھو اور زہریلے جانوروں کا عذاب ہے جہنم کے شرارے (آگ کے پھول) اونچے اونچے محلوں کے برابر اڑیں گے، گویا زرد اونٹوں کی قطار کہ برابر آتے رہیں گے، آدمی اور پتھر اس کے ایندھن ہیں اس کی آگ بالکل سیاہ ہے جس میں روشنی کا نام نہیں۔

سوال نمبر۲۱: گناہ گار مسلمان کی نجات کیسے ہوگی؟

جواب: مسلمان کتنا بھی گناہ گار ہو کبھی نہ کبھی ضرور نجات پائے گا اور جنت میں جائے گا خواہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ محض اپنے فضل سے بخش دے یا ہمارے نبی (ﷺ) کی شفاعت کے بعد اسے معاف فرمادے یا دوزخ میں اپنے کیئے کی سزا پا کر جنت میں جائے اس کے بعد کبھی جنت سے نہ نکلے گا۔

سوال نمبر۲۲: کافر کی بھی بخشش ہوگی یا نہیں؟

جواب: کفر اور شرک کبھی نہ بخشے جائیں گے۔ کافر اور مشرک ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور طرح طرح کے عذاب میں گرفتار، اور آخر میں کافر کے لئے یہ ہوگا کہ اس کے قد کے برابر آگ کے صندوق میں اسے بند کر کے یہ صندوق آگ کے دوسرے صندوق میں رکھ کر ان میں آگ کا قفل لگا دیا جائے گا تو اب ہر کافر یہ سمجھے گا کہ اس کے سوا اور کوئی عذاب میں نہ رہا اور یہ اس کے لئے عذاب پر عذاب ہوگا۔

سبق نمبر ٦

پیارے نبی (ﷺ) کی پیاری باتیں

سوال نمبر۲۳: تم کس امت میں ہو؟

جواب: ہم اللہ کے محبوب حضرت محمد (ﷺ) کی امت میں ہیں۔

سوال نمبر۲۴: آنحضرت (ﷺ) کی زندگی کے مختصر حالات بتلاؤ؟

جواب: ہمارے اور سارے جہاں کے سردار حضرت محمد (ﷺ) ملک عرب کے مشہور شہر مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے والد (باپ) کا

ام حضرت عبداللہ، دادا کا نام حضرت عبدالمطلب اور والدہ (ماں) کا نام حضرت آمنہ خاتون ہے۔ حضرت حلیمہ آپ (ﷺ) کی دودھ پلانے والی دایہ کا نام ہے۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ کا سایہ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ہی سر سے اٹھ گیا تھا اور جب آپ کی عمر شریف چھ برس ہوئی تو آپ کی والدہ ماجدہ کی بھی وفات ہوگئی۔ والدین کے بعد آپ اپنے دادا حضرت عبدالمطلب کے پاس رہے اور جب آپ کی عمر شریف آٹھ برس دو مہینے اور دس دن کی ہوئی تو عبدالمطلب بھی دنیا سے رحلت فرما گئے (یعنی گزر گئے)

سوال نمبر ۲۵: آپ (ﷺ) کس عمر میں نبی بنائے گئے؟

جواب: ویسے تو آپ کو سب نبیوں سے پہلے نبی بنایا جا چکا تھا اس لئے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کے نور کو پیدا کیا اور آپ کو نبوت بخشی مگر ظاہری طور پر چالیس برس کی عمر میں آپ پر وحی نازل ہوئی اور آپ نے اپنے نبی ہونے کا اعلان کیا۔

سوال نمبر ۲۶: ہمارے حضور (ﷺ) نے اسلام کس طرح پھیلایا؟

جواب: چونکہ ساری دنیا میں خاص کر عرب میں جہالت کی حکومت تھی اور اس وقت کی حالت لوگوں کو حق کی آواز پر کان لگانے کی اجازت نہ دیتی تھی۔ اس لیے آنحضرت (ﷺ) نے پہلے پہل اپنی جان پہچان کے لوگوں میں اسلام کی تبلیغ شروع کی۔ مسلمان اب تک چھپ چھپا کو خدا

کی عبادت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بیٹا باپ سے اور باپ بیٹے سے چھپ کر نماز پڑھتا تھا اس طرح ایک خاصی جماعت اسلام میں داخل ہوگئی تین سال کے بعد جب کثرت سے مرد و عورت اسلام میں داخل ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے آپکو حکم بھیجا کہ علی الاعلان (کھلم کھلا) لوگوں کو کلمۂ حق پہنچائیں۔ چنانچہ آپ نے حکم کی تعمیل کی اور جب اسلام کی تعلیم کا نام چرچا ہوگیا تو مکہ کے باہر بھی لوگ کثرت سے اسلام میں داخل ہونے لگے۔

سوال نمبر ۲۷: سب سے پہلے کون شخص اسلام لائے؟

جواب: مردوں میں سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کی تصدیق کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا اسلام لائیں۔ لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

سوال نمبر ۲۸: حضور (ﷺ) تمام عمر کہاں رہے؟

جواب: دس برس تک برابر آنحضرت (ﷺ) عرب کے قبیلوں میں اعلان کے ساتھ ساتھ اسلام کی تبلیغ مکہ میں رہتے ہوئے فرماتے رہے اور خداوند عالم کو یہ منظور تھا کہ اسلام کی اشاعت اور ترقی مدینہ میں ہو تو اس لئے چند آدمی مدینہ طیبہ سے آپ کی خدمت میں بھیج دیئے۔ یہ مسلمان ہو کر مدینے واپس آئے اور مدینے کے گھر میں اسلام کا چرچا ہونے لگا اور اسلام کے سب سے پہلے مدرسے کی بنیاد مدینہ طیبہ میں پڑ گئی۔ آہستہ آہستہ مکہ کے مسلمانوں نے بھی مکہ معظمہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور پھر تمام عمر شریف وہیں گزاری مدینہ ہی میں آپکا وصال شریف ہوا اور یہیں آپ کا روضہ مبارکہ ہے۔ جس پر کروڑوں مسلمانوں کی جانیں نثار ہیں۔ آپ درحقیقت زندہ ہیں اور روضۂ مبارک میں آرام فرما رہے ہیں ظاہراً آپ نے تریسٹھ سال کی عمر شریف پائی۔

سوال نمبر ۲۹: مکہ معظم میں حضور (ﷺ) کو کیا خاص بات حاصل ہوئی؟

جواب: نبوت کے پانچویں سال آنحضرت (ﷺ) کو جاگتے ہوئے جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔ آپ مسجد حرام (مکہ معظمہ) سے مسجد اقصیٰ بیت المقدس) اور وہاں سے ساتوں آسمانوں اور عرش و کرسی کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ حوض کوثر دیکھا، پھر جنت میں داخل ہوئے۔ پھر دوزخ آپ کے سامنے پیش کی گئی اس کے بعد آپ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا جمال دیکھا اور خدا کا کلام بلا واسطہ سنا۔ غرض آپ نے آسمانوں اور زمین کے ذرہ ذرہ کو ملاحظہ فرمایا، یہیں نمازیں فرض کی گئیں۔ اس کے بعد آپ مکہ معظمہ راتوں رات واپس آگئے

سوال نمبر۳۰: کیا حضور (ﷺ) کے بعد کوئی اور نبی بھی گزرا ہے؟

جواب: نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور (ﷺ) پرختم کردیا۔ حضور (ﷺ) کے زمانہ میں یا بعد کوئی نیا نبی کسی لحاظ سے نہیں ہوسکتا۔ جو شخص حضور (ﷺ) کے زمانے میں یا حضور (ﷺ) کے بعد کوئی نیا نبی مانے یا جائز جانے وہ کافر ہے۔

سوال نمبر۳۱: ہمارے رسول (ﷺ) دوسرے نبیوں سے مرتبے میں بڑے ہیں چھوٹے؟

جواب: نبیوں میں سب سے بڑا مرتبہ ہمارے آقا و مولا سید الانبیاءؑ (نبیوں کے سردار) (ﷺ) کا ہے اور نبیوں کو جو کمالات جدا جدا ملے حضور (ﷺ) میں وہ سب کمالات جمع کردیئے گئے اور ان کے علاوہ حضور (ﷺ) کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا کوئی حصہ نہیں۔ غرض خدا نے انھیں جو مرتبہ دیا ہے وہ کسی کو نہ ملے نہ کسی کو ملا۔

سوال نمبر۳۲: جو حضور (ﷺ) کو اپنے جیسا یا بھائی برابر کہے وہ کون ہے؟

جواب: حضور سرورِ عالم (ﷺ) کو اپنا جیسا یا بھائی برابر کہنے والے یا کسی اور طرح حضور کا مرتبہ گھٹانے والے مسلمان نہیں، گمراہ، بددین ہیں۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ کافروں کا یہ طریقہ بیان کیا گیا ہے وہ نبیوں کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے اسی لئے گمراہی اور کفر میں پڑے۔

سوال نمبر۳۳: حضرت محمد (ﷺ) کو ماننے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: آنحضرت (ﷺ) کو ماننے کا مطلب ہے کہ آپ (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول یقین کرے، ہر بات میں آپ کو سچا جانے۔ خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں آپ کو سب سے افضل سمجھے۔ ہر بات میں آپ کی تابعداری کو نجات کا ذریعہ جانے، ماں باپ، اولاد اور تمام جہاں سے زیادہ آپ کی محبت دل میں رکھے بلکہ ایمان اسی محبت کا نام ہے۔

سوال نمبر۳۴: حضور (ﷺ) سے محبت کی علامت (پہچان) کیا ہے؟

جواب: حضور (ﷺ) سے محبت کی علامت یہ ہے کہ اکثر آپ کا ذکر کرے، درود شریف کثرت سے پڑھے جب حضور پرنور (ﷺ) کا ذکر آئے تو بڑے ادب اور پیار سے نام پاک سنتے ہی درود شریف پڑھے اور نام پاک لکھے تو اس کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم لکھے۔ حضور (ﷺ) کے تمام آل و اصحاب اور دوستوں سے محبت رکھے۔ حضور کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھے حضور (ﷺ) کی شان میں جو الفاظ استعمال کرے وہ ادب میں ڈوبے ہوئے ہوں حضور (ﷺ) کو نام پاک کے ساتھ نہ پکارے بلکہ کہے یا نبی اللہ! یا رسول اللہ (ﷺ) اور محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ حضور (ﷺ) کے قول و فعل اور عمل لوگوں سے دریافت کرے اور ان کی پیروی کرے۔ میلاد شریف پڑھے اور محفل میلاد میں ذوق وشوق سے شریک ہو اور نہایت ادب سے صلوٰۃ و سلام پڑھے۔

سبق نمبر ۷

قرآن مجید

سوال نمبر۳۵: قرآن مجید کیا ہے؟

جواب: قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جو اس نے سب سے افضل رسول حضرت محمد مصطفٰے (ﷺ) پر نازل کیا اس میں جو کچھ بھی لکھا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

سوال نمبر۳۶: یہ کیسے معلوم ہوا کہ قرآن مجید خدا کا کلام ہے؟

جواب: قرآن مجید کتاب اللہ (خدا کا کلام) ہونے پر اپنے آپ دلیل ہے کہ خود اعلان کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے سب سے خاص بندے محمد (ﷺ) پر اتاری، کوئی شک ہو تو اس کی مثل (یعنی اس جیسی) کوئی چھوٹی سی سورت کہہ لاؤ'' لہٰذا کافروں نے اس کے مقابلہ میں جی توڑ کوششیں کیں مگر اس کے مثل سورت تو کیا ایک آیت نہ بنا سکے نہ بنا سکیں گے۔

سوال نمبر ۳۷: قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے کیا خاص بات رکھی ہے؟

جواب: اگلی کتابیں صرف نبیوں ہی کو یاد ہوئیں لیکن یہ قرآن عظیم کا معجزہ ہے کہ مسلمان کا بچہ بچہ اسے یاد کر لیتا ہے۔

سوال نمبر ۳۸: قرآن عظیم کتنے عرصہ میں نازل ہوا؟

جواب: تیئس ۲۳ سال کی مدت میں پورا قرآن مجید نازل ہوا قرآن کریم کی سورتیں اور آیتیں ضرورت کے مطابق ایک ایک دو دو کر کے اترتی تھیں۔

سوال نمبر ۳۹: قرآن مجید پڑھنے میں کتنا ثواب ملتا ہے؟

جواب: ہمارے حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ جو شخص کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھے گا اس کو ایک نیکی ملے گی جو دس نیکیوں کے برابر ہوگی میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمّ ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لآم دوسرا حرف اور میم تیسرا حرف ہے۔

سوال نمبر ۴۰: جو شخص قرآن عظیم پڑھنا نہ سیکھے وہ کیسا ہے؟

جواب: ہمارے حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ جس کے سینہ میں کچھ قرآن نہیں ہے وہ ویرانے مکان کی طرح ہے۔

سوال نمبر ۴۱: قرآن شریف پڑھنے کے آداب کیا ہیں؟

جواب: سنت یہ ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت پاک جگہ میں ہو اور مسجد میں زیادہ بہتر ہے۔ تلاوت کرنے والے کو چاہئے کہ قبلہ رو (یعنی قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے اور نہایت عاجزی اور انکساری سے سر جھکا کر اطمینان سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھے پڑھنے سے پہلے منہ کو خوب صاف کر لے کہ بدبو باقی نہ رہے۔ قرآن شریف کو اونچے تکیہ یا رحل پر رکھے اور تلاوت سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ لے۔ بلا وضو قرآن کو ہاتھ لگانا گناہ ہے اور سننے والا خاموش دل لگا کر سنے۔

سوال نمبر ۴۲: قرآن کریم پڑھنے کے قابل نہ رہے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: قرآن کریم جب پرانا بوسیدہ ہو جائے اور اس کے ورق ادھر ادھر ہو جانے کا خوف ہو اور تلاوت کے قابل نہ رہے تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر احتیاط کی جگہ دفن کر دیا جائے کہ وہاں کسی کا پیر نہ پڑے اور دفن کرنے میں بھی لحد بنائی جائے تا کہ اس پر مٹی نہ پڑے۔

سوال نمبر ۴۳: کیا صحیح قرآن شریف آج کل ملتا ہے؟

جواب: جی ہاں قرآن شریف ہر جگہ صحیح ملتا ہے اس میں ایک حرف کا بھی فرق نہیں ہو سکتا اس لئے اس کا نگہبان اللہ ہے۔

سوال ۴۴: قرآن شریف کس لئے آیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی صحیح راہنمائی کے لئے قرآن عظیم اتارا تا کہ بندے اللہ اور اس کے رسول کو جانیں، خدا اور رسول کے احکام کو پہچانیں ان کی مرضی کے موافق کام کریں اور ان کاموں سے بچیں جو خدا اور رسول (ﷺ) کو پسند نہیں۔

سبق نمبر ۸

نماز کی فضیلت

سوال نمبر ۴۵: نماز کیا ہے؟

جواب: ہر دن رات میں پانچ مرتبہ خدا کی عبادت کا وہ خاص طریقہ جسے مسلمان ادا کرتے ہیں نماز کہلاتا ہے۔ یہ طریقہ مسلمانوں کو خدا اور رسول نے قرآن و حدیث میں سکھایا ہے۔

سوال نمبر۴۶: نماز کس پر فرض ہے؟

جواب: ہر سمجھ بوجھ والے بالغ مرد اور عورت پر نماز فرض ہے اور جو اسے فرض نہ جانے کافر ہے۔

سوال نمبر۴۷: کیا بچوں پر بھی نماز فرض ہے؟

جواب: نابالغ لڑکے اور لڑکی پر اگرچہ نماز پڑھنا فرض نہیں مگر بچہ کی جب سات برس کی عمر ہو تو اسے نماز پڑھنا سکھایا جائے اور جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر پڑھوانا چاہیئے۔

سوال نمبر۴۸: نماز کی کچھ فضیلتیں بیان کرو۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے محبوب (ﷺ) نے فرمایا کہ مسلمان بندہ جب اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس سے گناہ ایسے گرتے ہیں جیسے پت جھڑ کے موسم میں درخت کے پتے اور بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے اس کے لئے جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں نماز جنت کی کنجی ہے نماز دین کا ستون ہے جس نے اسے قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھادیا اور قرآن شریف میں ہے کہ نماز آدمی کو برائی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے، غرض نمازی آدمی اللہ و رسول (ﷺ) کا پیارا ہوتا ہے اس کے رزق میں کاروبار میں، عمر اور ایمان میں نماز کے باعث ترقی ہوتی ہے۔

سوال نمبر۴۹: جو شخص نماز نہ پڑھے وہ کیسا ہے؟

جواب: رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز جان بوجھ کر چھوڑی اس کا نام دوزخ کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے خدا اور رسول اس سے بیزار ہیں اور جو شخص نماز کا پابند نہیں وہ قیامت کے دن فرعون کے ساتھ ہوگا۔

سوال نمبر۵۰: اس زمانہ میں بے نمازی کو کیا سزا دی جائے؟

جواب: بے نمازی کے ساتھ کھانا پینا، بات چیت، میل جول، سلام وغیرہ چھوڑیں، حقہ پانی بند کر دیں۔ کیا عجب کہ وہ اس ڈر سے نماز کا پابند ہو جائے۔

سوال نمبر۵۱: آدمی کس عمر میں بالغ ہو جاتا ہے؟

جواب: لڑکا ہو یا لڑکی دونوں پورے پندرہ برس کی عمر ہو جانے پر اسلام کے قانون میں بالغ مان لیے جاتے ہیں اور نماز روزہ وغیرہ ان پر فرض ہو جاتا ہے۔ شریعت کے احکام ان پر جاری ہو جاتے ہیں۔

سبق نمبر ۹

نماز کے وقتوں کا بیان

سوال نمبر۵۲: دن رات میں کتنی نمازیں پڑھی جاتی ہیں؟

جواب: دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہیں۔

سوال نمبر۵۳: پانچ نمازوں کے نام کیا ہیں؟

جواب: پہلی نماز فجر، دوسری نماز ظہر، تیسری نماز عصر، چوتھی نماز مغرب اور پانچویں نماز عشاء

پنجگانہ یہ نمازیں کر ادا فجر و ظہر و عصر و مغرب اور عشا

سوال نمبر۵۴: ہر نماز کا پورا پورا وقت کیا ہے؟

جواب: فجر کی نماز کا وقت پو پھٹنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک ظہر کی نماز کا وقت سورج ڈھلنے کے بعد سے ہر چیز کے اصلی سایہ کے علاوہ دوگنا

ہونے یعنی ڈیڑھ دو گھنٹہ دن رہنے تک ہے عصر کی نماز کا وقت ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد سے سورج ڈوبنے کے پہلے تک ہے، مغرب کی نماز کا وقت سورج ڈوبنے کے بعد سے شفق کے غائب ہونے تک یعنی مغرب کی اذان کے بعد سے زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ تک اور عشاءً کا وقت شفق غائب ہونے کے بعد سے فجر ہونے کے پہلے تک رہتا ہے۔

سبق نمبر ۱۰

نماز کی رکعتیں

سوال نمبر۵۵: پانچوں وقت کی نمازوں میں کتنی رکعتیں فرض ہیں؟

جواب: رات دن کی نمازوں میں سترہ رکعتیں فرض ہیں، دو فجر کی، چار ظہر کی، چار عصر کی، تین مغرب کی اور چار عشاءً کی (شعر)

پانچ وقتوں کی ملا کر سترہ رکعتیں ہیں فرض تم کرلو شمار

فجر کی دو رکعتیں مغرب کی تین ظہر اور عصر و عشاءً کی چار چار

سوال نمبر۵۶: سب نمازوں میں کتنی رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں؟

جواب: پانچوں وقت کی نمازوں میں بارہ رکعت سنت مؤکدہ ہیں، دو فجر کی، چھ ظہر کی، چار فرضوں سے پہلے اور دو فرضوں کے بعد دو مغرب کے فرضوں کے بعد اور دو عشاءً کے فرضوں کے بعد۔ (شعر)

کچھ خبر بھی ہے تمھیں سنت ہیں کتنی رکعتیں اول آخر فرض کے بارہ ہیں لو ہم سے سنو

فجر کے اول میں دو اور ظہر کے اول میں چار ظہر و مغرب اور عشا ہر ایک کے آخر میں دو

سوال نمبر۵۷: رات دن میں کتنی رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں؟

جواب: عام طور پر ظہر کے بعد دو نفل، عصر سے پہلے دو یا چار رکعت سنت (غیر موکدہ) مغرب کے بعد نفل عشا کے فرضوں سے پہلے دو یا چار رکعت سنت (غیر موکدہ) عشاءً کے فرضوں کے بعد دو سنت موکدہ پڑھ کر دو نفل پھر تین وتر پڑھے جاتے ہیں ورنہ نفل کی کوئی خاص تعداد نہیں آئی۔

سوال نمبر۵۸: پانچوں وقت کی نمازوں میں کل کتنی رکعتیں پڑھی جاتی ہیں؟

جواب: فجر میں (۴ رکعت) پہلے دو سنت اور پھر دو فرض ظہر میں (بارہ رکعت) پہلے چار سنت پھر چار فرض پھر دو سنت دو نفل عصر میں (آٹھ رکعت) پہلے چار سنت (غیر مؤکدہ) پھر چار فرض، مغرب میں (۷ رکعت) پہلے تین فرض، پھر دو سنت پھر دو نفل، عشاءً میں (۱۷ رکعت) پہلے چار سنت (غیر مؤکدہ) پھر چار فرض دو سنت پھر دو نفل پھر تین وتر پھر دو نفل، یہ سب اڑتالیس رکعتیں ہوئیں۔

سوال نمبر۵۹: وتر کی نماز فرض ہے یا سنت؟

جواب: وتر کی تین رکعتیں نہ فرض ہیں نہ سنت بلکہ واجب ہیں جو عشاءً کے فرض اور دو سنت دو نفل پڑھ کر پڑھی جاتی ہیں۔

سبق نمبر ۱۱

اذان کا بیان

سوال نمبر۶۰: اذان کسے کہتے ہیں؟

جواب: ہر نماز کا وقت آنے پر نماز کے لیے ایک خاص قسم کا اعلان (بلاوا) کیا جاتا ہے تاکہ نمازی آدمی مسجد میں آ کر نماز پڑھنے کی تیاری کریں اسے اذان کہتے ہیں۔

سوال نمبر۶۱: کیا اذان کے لئے کچھ الفاظ مقرر ہیں؟

جواب: ہاں اذان کے الفاظ مقرر ہیں اور وہ یہ ہیں

الله اکبر الله اکبر	الله اکبر الله اکبر
اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے	اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے
اشھدان لآ الٰہ الا اللہ	اشھدان لآ الٰہ الا اللہ
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
اشھدان محمد ارسول اللہ	اشھدان محمد ارسول اللہ
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں	میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں
حی علی الصلوٰۃ	حی علی الصلوٰۃ
نماز کے لیے آؤ	نماز کے لیے آؤ
حی علی الفلاح	حی علی الفلاح
بھلائی کی طرف آؤ	بھلائی کی طرف آؤ
الله اکبر الله اکبر	لاالٰہ الا اللہ
اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے	اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں

سوال نمبر ۶۲: کیا ہر وقت کی اذان میں یہی کلمے کہے جاتے ہیں؟

جواب: صرف صبح کی اذان میں **حی علی الفلاح** کے بعد دو مرتبہ یہ کلمے بھی کہے جاتے ہیں **الصلوٰۃ خیر من النوم** (نماز نیند سے بہتر ہے)

سوال نمبر ۶۳: اذان کس طرح کہی جاتی ہے؟

جواب: اذان کہنے والا باوضو قبلہ کی طرف منہ کر کے مسجد سے باہر بلند جگہ پر کھڑے ہو کر کانوں کے سوراخ میں شہادت کی انگلیاں ڈال کر اذان کے کلمات بلند آواز سے ٹھہر ٹھہر کر کہے تا کہ دوسروں کو خوب سنائی دے اور **حی علی الصلوٰۃ** داہنی طرف منہ کر کے اور **حی علی الفلاح** بائیں طرف منہ کر کے کہے۔

سوال نمبر ۶۴: اذان کہنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: اذان کہنے والے کو مؤذن کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۶۵: اذان سنے والا کیا کرے؟

جواب: جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور سارے کام یہاں تک کہ قرآن کی تلاوت بند کر دے، اذان کو غور سے سنے اور جواب دے جو اذان کے وقت باتوں میں لگا رہے اس پر معاذ اللہ خاتمہ برا ہونے کا خوف ہے۔

سوال نمبر ۶۶: اذان کا جواب کیا ہے؟

جواب: مؤذن جو کلمہ کہے اس کے بعد سننے والا بھی وہی کلمہ کہے۔ مگر **حی علی الصلوۃ ، حی علی الفلاح** کے جواب میں **لاحول ولاقوۃ الا باللہ** کہے۔

سوال نمبر ۶۷: اذان میں حضور (ﷺ) کا نام سنے تو کیا کرے؟

جواب: جب مؤذن اشھدان محمدا رسول اللہ کہے تو سننے والا درود شریف پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے

لگائے اور کہے:۔

قرة عينى بك يارسول الله اللهم متعنى بالسمع والبصر.

یارسول اللہ (ﷺ) میری آنکھوں کی ٹھنڈک حضور (ﷺ) سے ہے الٰہی مجھے سننے اور دیکھنے سے فائدہ پہنچا۔

سوال نمبر ۶۸: الصلوٰة خير من النوم سن کر کیا کہنا چاہئے؟

جواب: صدقت و بررت وبالحق نطقت.

سوال نمبر ۶۹: اذان ختم ہونے پر کونسی دعا پڑھی جاتی ہے؟

جواب: جب اذان ختم ہو جائے تو مؤذن اور اذان سننے والے درود شریف پڑھیں اس کے بعد یہ دعا پڑھیں:۔

اللهم رب هذه الدعقة التآمة والصلوٰة القائمة ات محمد ن الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعه والبعثه مقاما محمودان الذى وعدته واجعلنا شفاعته يوم القيامة انك لا تخلف الميعاد ط

اے اللہ اس دعائے تام اور برپا ہونے والی نماز کے مالک تو عطا کر ہمارے سردار محمد (ﷺ) کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ اور انھیں مقام محمود میں کھڑا کر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اور ہمیں روز قیامت ان کی شفاعت نصیب کر بے شک تو وعدہ کا خلاف نہیں کرتا۔

سبق نمبر ۱۲

اقامت کا بیان

سوال نمبر ۷۰: اقامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: جماعت قائم ہونے سے پہلے ایک شخص مدھم آواز سے جلد از جلد اذان کے الفاظ پڑھتا ہے اور اسی کو اقامت اور تکبیر کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۷۱: اذان اور اقامت میں کیا فرق ہے؟

جواب: اذان اور اقامت میں تھوڑا سا فرق ہے اور وہ یہ کہ "اذان میں کانوں کے سوراخوں میں انگلیاں رکھتے ہیں اقامت میں نہیں، اذان بلند جگہ اور مسجد سے باہر کہی جاتی ہے۔ اقامت جماعت کی جگہ صف کے اندر نماز سے ملی ہوئی امام کے دائیں یا بائیں کہی جاتی ہے اور اقامت میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ یہ کلمے پڑھے جاتے ہیں قدقامت الصلوة قد قامت الصلوٰة (نماز قائم ہو چکی ہے نماز قائم ہو چکی ہے)

سوال نمبر ۷۲: اقامت کا جواب کس طرح دیا جائے؟

جواب: اس کا جواب بھی اسی طرح ہے جیسے اذان کا ہاں اس میں قدقامت الصلوٰة کے جواب میں یہ کلمہ کہے:۔

سوال نمبر ۷۵: تکبیر کہنا کس کا حق ہے؟

جواب: مؤذن یعنی جس نے اذان کہی اگر وہ موجود ہو تو تکبیر بھی اسی کا حق ہے وہاں اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے اور اگر وہ موجود نہیں تو جو چاہے اقامت کہہ لے۔

سبق نمبر ۱۳

وضو کا بیان

سوال نمبر ۷۶: وضو کسے کہتے ہیں؟

جواب: نماز یا اس جیسی کوئی عبادت ادا کرنے کے لئے چہرہ، پیشانی سے ٹھوڑی سمیت طول میں اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک دھونے اور دونوں ہاتھ کہنیوں تک اور دونوں پاؤں گٹوں تک دھونے اور سر پر مسح کرنے کو وضو کہتے ہیں، بے وضو نماز ہوتی ہی نہیں۔

سوال نمبر ۷۷: وضو کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: وضو کرنے کے لیے پاک صاف اونچی جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھو اور ثواب پانے کے لئے خدا کا حکم بجالانے کی نیت سے بسم اللہ پڑھ کر وضو شروع کرو پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھوئیں پھر مسواک کرو۔ مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت مانجھ لو پھر تین مرتبہ چلو میں پانی لے کر تین بار کلیاں کرو کہ ہر بار منہ کے اندر ہر پرزے پر پانی بہہ جائے دونوں کام داہنے ہاتھ سے کرو اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرو، پھر تین مرتبہ منہ دھوؤ، منہ دھونے میں ماتھے کے سرے پر ایسا پھیلا کر پانی ڈالو کہ اوپر کا بھی کچھ حصہ دھل جائے۔ یادرکھو ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر پانی کا چلو ڈال کر سارے منہ پر ہاتھ پھیر لینے سے منہ نہیں دھلتا اور وضو نہیں ہوتا۔ پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک دھونا چاہیئے۔ پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ اس طرح دھوؤ کہ کہنیوں سے ناخنوں تک کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دھلنے سے نہ رہ جائے۔ ورنہ وضو نہیں ہوگا۔ پہلے داہنا ہاتھ تین بار اور پھر بایاں ہاتھ تین بار دھونا چاہیئے پھر ہاتھ پانی سے تر کر کے پہلے سر کا پھر کانوں کا پھر گردن کا مسح کرو۔ مسح صرف ایک مرتبہ کرنا چاہیئے، پھر دونوں پاؤں پہلے داہنا پھر بایاں، ٹخنوں سمیت تین تین بار دھولو۔

سوال نمبر ۷۸: سر کا مسح کس طرح کرنا چاہیئے؟

جواب: انگوٹھے اور کلمہ کی انگلی کے سوا دونوں ہاتھوں کی آخری تین تین انگلیاں ملالو اور پیشانی کے اوپر سے بیچ کے حصہ میں گدی تک اس طرح لے جاؤ کہ ہتھیلیاں سر سے دور رہیں پھر دونوں ہتھیلیوں کو گدی سے پیشانی کی طرف ملتے ہوئے واپس لاؤ، یہ سر کا مسح ہوا پھر کلمہ کی انگلی کا پیٹ کان کے اندر پھیرو اور انگوٹھے کے پیٹ کانوں کے نیچے پھیرو یہ کانوں کا مسح ہوا، پھر دونوں ہاتھوں کی پیٹھ گردن پر پھیر لو یہ گردن کا مسح ہو گیا، اور گلے کا مسح کرنا بدعت یعنی بری بات ہے۔

سوال نمبر ۷۹: وضو کے بعد کیا پڑھا جاتا ہے؟

جواب: وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھو:۔

اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین

''الٰہی تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کردے''۔

اور بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لو اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کلمہ شہادت اور سورۂ ''انا انزلنا'' پوری پڑھ لو بڑا ثواب پاؤ گے۔

سبق نمبر ۱٤

نماز کے فضائل

ثنا:

سبحنک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولآ الہ غیرک .

پاک ہے تو اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

تعوذ

اعوذباللہ من الشیطن الرجیم

تسمیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ فاتحہ

الحمد للہ رب العلمین o الرحمن الرحیم o ملک یوم الدین o ایاک نعبد وایاک نستعین o
اھدناالصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولاالضالین o

"سب خوبیاں اللہ کو جو مالک ہے سارے جہان والوں کا بڑا مہربان بڑی رحمت والا روز جزا کا مالک ہم بس تیری ہی عبادت کرتے اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا ہے نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوں کا۔"

سورۃ اخلاص

قل ھو اللہ احد o اللہ الصمد o لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفو احد o

"تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔"

تسمیع

سمع اللہ لمن حمدہ

"جو اس کی حمد کرے اللہ اس کی سنتا ہے"۔

تمہید

ربنالک الحمد

"اے ہمارے رب حمد تیرے ہی لئے ہے"۔

تشہد

التحیات للہ والصلوات و الطیبات السلام علیک ایھاالنبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام
علینا وعلی عباد اللہ الصلحین اشھدان لاالہ الا اللہ واشھدان محمد اعبدہ ورسولہ

تمام عبادتیں اور نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ کے لیے ہیں اور سلام حضور (ﷺ) پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں سلام تم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

درود شریف (ابراھیمی)

اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی ال سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراھیم وعلی ال
سیدنا ابراھیم انک حمید مجید o اللھم بارک علی سید نامحمدوعلی ال سیدنا محمد کما
بارکت علی سید نا ابراھیم وعلیال سیدنا ابراھیم انک حمید مجید o

اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمد پر اور ان کی آل پر جس طرح درود بھیجا تو نے ہمارے سردار ابراہیم پر اور ان کی آل پر

بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے اے اللہ برکت نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد پر اور ان کی آل پر جیسے برکت نازل کی تو نے سیدنا ابراہیم پر اور ان کی آل پر بیشک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

دعا

اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا وانہ لا یغفر لذنوب الا انت

فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم

اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور بے شک تیرے سوا گناہوں کا بخشنے والا کوئی نہیں تو اپنی طرف سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم کر بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے!

یا یہ دعا

اللھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار ط

اے اللہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں نیکی دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

دعائے قنوت

جو وتر کی تیسری رکعت میں سورت کے بعد رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اور اللہ اکبر کہہ کر پڑھی جاتی ہے۔

اللھم انا نستعینک ونستغفرک ونؤمن بک ونتوکل علیک ونثنی علیک الخیر ونشکرک ولانکفرک ونخلع ونترک من یفجرک اللھم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجدوالیک نسعی ونحفد ونرجو رحمتک ونخشی عذابک ان عذابک بالکفار ملحق o

الٰہی ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں اور مغفرت چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر توکل کرتے ہیں اور بھلائی کیساتھ تیری ثنا کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور ہم جدا کرتے ہیں اور اس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے اور تیری طرف دوڑتے ہیں۔ ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

سوال نمبر ۸۱: جسے دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا پڑھے؟

جواب: جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے یہ دعا پڑھے:۔

اللھم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار o

سوال نمبر ۸۲: رکوع کے بعد کھڑے ہونے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: رکوع کے بعد کھڑے ہونے کو قومہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۳: دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۴: بہت سے لوگ مل کر نماز پڑھتے ہیں اسے کیا کہتے ہیں؟

جواب: مل کر نماز پڑھنے کو جماعت کہتے ہیں، نماز پڑھانے والے کو امام اور پیچھے نماز پڑھنے والوں کو مقتدی کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۸۵: تنہا (اکیلے) نماز پڑھنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

جواب: تنہا نماز پڑھنے والے کو منفرد کہتے ہیں۔

سوال نمبر۸۶: جماعت سے نماز پڑھنے میں کتنا ثواب ملتا ہے؟

جواب: نماز با جماعت، تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے۔

سوال نمبر۸۷: مسجد میں جاتے اور آتے وقت کیا دعا پڑھتے ہیں؟

جواب: جب مسجد میں جاؤ تو پہلی داہنا پاؤں اندر رکھو اور پھر یہ دعا پڑھو:۔

اللھم افتح لی ابواب رحمتک

اے اللہ تو رحمت کے دروازے میرے لیے کھولدے۔

اور جب باہر نکلو تو پہلے بایاں قدم باہر نکالو اور یہ پڑھو:۔

اللھم انی اسئلک من فضلک

''اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال نمبر کرتا ہوں''

سوال نمبر۸۸: مسجد میں جا کر کیا کرنا چاہیے؟

جواب: مسجد میں داخل ہوں تو جو لوگ وہاں بیٹھے ہیں انھیں سلام کر و اپنا وقت خدا کی یاد میں گذارو، جماعت کا وقت ہو تو نماز با جماعت ادا کرو، وقت نہ ہو تو قرآن شریف کی تلاوت کرو یا کلمہ شریف و درود شریف پڑھتے رہو۔ ہرگز ہرگز دنیا کی بات مسجد میں نہ کرو یہ سخت منع ہے، نمازی کے آگے سے نہ گزرو، انگلیاں مت چٹکاؤ۔

سبق نمبر ۱۵

نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال نمبر۸۹: نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: وضو کر کے پاک صاف کپڑے پہن کر پاک جگہ قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور نماز کی نیت کر کے دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھاؤ، انگلیاں اپنی حالت پر رکھو اور ہتھیلیاں قبلہ رخ کر لو۔ اب اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ نیچے لاؤ اور ناف کے نیچے دونوں ہاتھ اس طرح باندھو کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت (پیٹھ) پر اور انگوٹھا اور چھنگلی کلائی کے اغل بغل، اب ثنا یعنی **سبحنک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولآ الہ غیرک**۔ پڑھو پھر تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم اور تسمیہ **بسم اللہ الرحمن الرحیم** یعنی پڑھ کر سورۃ فاتحہ یعنی الحمد شریف پڑھو اور الحمد کے ختم پر آہستہ سے آمین کہو پھر کوئی سورت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھو پھر **اللہ اکبر** کہتے ہوئے رکوع میں جاؤ اور ہتھیلیاں گھٹنے پر رکھ کر انگلیاں پھیلا کر گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑلو، پیٹھ بچھی ہوئے اور سر کو پیٹھ کے برابر رکھو اونچا نیچا نہ ہو اپنی نظر اپنے قدموں پر جمالو اور کم سے کم تین بار **سبحان ربی العظیم** کہو پھر تسمیع یعنی **سمع اللہ لمن حمدہ** کہتے ہوئے سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور تحمید یعنی **اللھم ربنا و لک الحمد** یا **ربنا لک الحمد** بھی کہہ لو، پھر **اللہ اکبر** کہتے ہوئے سجدے میں اسطرح جاؤ کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھو پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں پہلے ناک پھر پیشانی زمین پر جماؤ پیشانی کی ہڈی اور ناک کی نوک کا زمین سے چھو جانا ہرگز کافی نہیں۔

بازؤوں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھو اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ زمین پر قبلہ رخ جمائے رکھو ہتھلیاں بچھی ہوئی اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور تین یا پانچ بار **سبحان ربی الاعلی** کہو پھر تکبیر کہتے ہوئے پہلے سر اٹھاؤ پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کر و اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھے بیٹھ جاؤ اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں

کے پاس رکھو کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں پھر **اللہ اکبر** کہتے ہوئے دوسرا سجدہ اسی طرح کرو پھر سر اٹھاؤ اور تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کو گھٹنے پر رکھو اور پنجوں کے بل کھڑے ہو جاؤ اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ نہ ٹیکو۔

یہ دوسری رکعت شروع ہوئی اب صرف **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھ کر الحمد شریف پڑھو اور کوئی سورت ملاؤ اسی طرح رکوع کرو اور رکوع سے سیدھے کھڑے ہو کر اسی طرح سجدے میں جاؤ اور دونوں سجدے اسی طرح کر کے داہنا قدم کھڑا کرو اور بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جاؤ اور اب تشہد یعنی التحیات پڑھو اور جب کلمہ ''لا'' کے قریب پہنچو تو داہنے ہاتھ کی درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بناؤ اور چھنگلی اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دو اور کلمہ ''لا'' پر کلمہ کی انگلی اٹھاؤ مگر اس کو حرکت نہ دو اور کلمہ ''الا'' پر گرا کر سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لو پھر درود شریف پھر دعا پڑھو پھر داہنی طرف منہ پھیر کر ایک بار **اسلام علیکم ورحمۃ اللہ** پھر بائیں طرف منہ پھیر کر **السلام علیکم ورحمۃ اللہ** کہو یہ دو رکعت نماز پوری ہوگئی۔

سوال نمبر ۸۹: تین یا چار رکعت نماز پڑھنی ہو تو کیسے پڑھیں؟

جواب: اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو دوسری رکعت کے آخر میں صرف التحیات پڑھ کر کھڑے ہو جاؤ اور جتنی رکعت پڑھنا چاہو پڑھو مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد شریف کیساتھ سورت ملانے کی ضرورت نہیں ہاں نماز سنت یا نفل یا واجب ہے تو یہ دو رکعتیں بھی پہلی دو رکعتوں کی طرح پڑھو یعنی الحمد کے بعد سورت ملاؤ۔

سوال نمبر ۹۰: امام اور مقتدی کی نماز میں کیا فرق ہے؟

جواب: نماز پڑھنے کا جو طریقہ ہم نے لکھا یہ امام یا تنہا مرد (منفرد) کے پڑھنے کا ہے مقتدی کے لئے اس کی بعض باتیں جائز نہیں مثلاً امام کے سورۂ فاتحہ یا کوئی سورت پڑھنا، مقتدی کو صرف پہلی رکعت میں ثناء پڑھ کر خاموش ہو جانا چاہیئے۔ اسے **اعوذ باللہ** اور **بسم اللہ** پڑھنے کی بھی اجازت نہیں اور ایک فرق یہ بھی ہے کہ رکوع سے اٹھتے وقت مقتدی کو صرف **اللھم ربنا ولک الحمد** یا **ربنا لک الحمد** کہنا چاہیئے۔

سوال نمبر ۹۱: سجدے میں پاؤں زمین سے اٹھے رہیں تو کیا نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگنا شرط ہے اور ہر پیر کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب، تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے نماز نہ ہوئی بلکہ صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی جب بھی نہ ہوئی اس مسئلہ سے بہت لوگ غافل ہیں۔

سوال نمبر ۹۲: فرض نماز کے بعد کون سی دعا پڑھتے ہیں؟

جواب: فرض نماز کے بعد یہ دعا پڑھی جاتی ہے۔

اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام تبارت وتعالیت یا ذوالجلال والاکرام

''اے اللہ تو سلام ہے اور سلامتی تجھ ہی سے ہے اور سلامتی تیری طرف ہوتی ہے
اے رب ہمارے تو برکت والا ہے اور بزرگ ہے اے عزت وجلال والے۔''

سبق نمبر ۱۶

اچھی اچھی باتیں

سوتے سے اٹھو تو یہ دعا پڑھو:۔

الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔

سب تعریف اس اللہ کو جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی دی اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

۲.کھانے سے پہلے کی دعا:۔

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم بارک لنا فيه وابدلنا خيرا منه

اللہ کے نام سے جو بہت بڑا رحیم اور رحم کرنے والا ہے

الٰہی اس میں ہمارے لئے برکت اتار اور ہمیں اس سے بہتر دے۔

۳. کھانے کے بعد کی دعا :۔

الحمدلله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمين .

سب تعریف اس اللہ کو جس نے ہمیں کھانے اور پینے کو دیا اور مسلمان بنایا۔

٤. نیاکپڑا پہننے کی دعا:۔

الحمد لله الذی کسانی هذا ورزقنيه من غير حول منی و لاقوة

"سب تعریف خدا کیلئے جس نے ہمیں یہ لباس پہنایا اور ہماری طاقت کے بغیر ہمیں عطا فرمایا۔"

۵.آئینہ دیکھنے کی دعا:۔

اللهم بيض وجهی يوم تبيض وجوه وتسود وجوه

"الٰہی میرا منہ اجالا کر جس دن کچھ منہ اجالے ہوں اور کچھ سیاہ"

٦. سرمہ لگانے کی دعا:۔

اللهم اتغنی بالسمع والبصر .

"الٰہی مجھے سننے اور دیکھنے سے بہرہ مند کر"

۷۔ ہر نماز کے بعد کلمہ شہادت پڑھو بڑا ثواب پاؤ گے۔

۸۔ جب اپنی یا کسی مسلمان بھائی کی کوئی چیز دیکھو اور پسند آئے تو برکت کی دعا کرو اور کہو:۔

برکت کی دعا:

تبارک الله احسن الخالقين اللهم بارک له نيه و لاتضره .

اے اللہ اس میں برکت دے کہ یہ نقصان نہ پہنچا سکے۔

١٠. کسی کو بیمار یا مصیبت میں مبتلا دیکھو تو یہ دعا پڑھو :.

الحمد لله الذی عافانی ممابتلاک به وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا

اللہ کا شکر ہے اس نے مجھے اس چیز سے نجات دی جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت بخشی۔

میں وہ سنی ہوں جمیلؔ قادری مرنے کے بعد میرا لاشہ بھی پڑھے گا الصلوٰۃ و السلام

دعائے خیر

دنیا میں ہر آفت سے بچانا مولیٰ عقبےٰ میں نہ کچھ رنج دکھانا مولیٰ

بیٹھوں جو در پاک پیمبر کے حضور ایمان پر اس وقت اٹھانا مولیٰ

واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمین وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه سیدنا محمد واله

واصحابه اجمعین برحمتک یاارحم الرحمین

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارھروی عفی عنہ مدرس مدرسہ احسن البرکات حیدرآباد پاکستان

یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہو جائے ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے



حصہ دوم

پہلا باب
اسلامی عقیدے

سبق نمبر ۱
دین اسلام

سوال نمبر۱: اسلام کی بنیاد کتنی چیزوں پر ہے؟

جواب: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

:۱ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور حضرت محمد (ﷺ) اللہ کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

:۲ نماز قائم کرنا۔

:۳ زکوٰۃ دینا۔

:۴ حج کرنا۔

:۵ ماہ رمضان کا روزہ رکھنا

سوال نمبر۲: کلمۂ شہادت کیا ہے؟

جواب:

اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريک له واشهدان محمد عبده ورسوله

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک
نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔

سوال نمبر۳: کیا صرف زبان سے کلمہ پڑھ کر آدمی مسلمان ہو جاتا ہے؟

جواب: نری کلمہ گوئی یعنی صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا مسلمان وہ ہے جو زبان سے اقرار کے ساتھ ساتھ سچے دل سے ان تمام باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین سے ہیں محمد (ﷺ) کو ہر بات میں سچا جانے اور اس کے قول یا فعل سے اللہ ورسول ﷺ کا انکار یا توہین نہ پائی جائے۔

سوال نمبر۴: گونگے آدمی کا مسلمان ہونا کیسے معلوم ہوگا؟

جواب: گونگا آدمی کہ زبان سے انکار نہیں کرسکتا اس کے مسلمان ہونے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اشارے سے یہ ظاہر کردے کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اور اسلام میں جو کچھ ہے وہ صحیح اور حق ہے

سوال نمبر۵: ضروریات دین جنھیں بغیر مانے آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا وہ کیا ہیں؟

جواب: ضروریات دین وہ مسائل ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتا ہے جیسے اللہ عزوجل کی توحید (یعنی اسے ایک جاننا) نبیوں کی نبوت، جنت، دوزخ، حشر ونشر وغیرہ مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور اقدس (ﷺ) کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔

سوال نمبر۶: ایک شخص کلمۂ اسلام پڑھتا ہے اور دین کی کسی ضروری بات کا انکار بھی کرتا ہے، وہ مسلمان ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں، جو شخص کسی ضروری دینی امر کا انکار کرے یا اسلام کے بنیادی عقیدوں کے خلاف کوئی عقیدہ رکھے اگر چہ وہ اپنے آپ کو مسلمان

کہے نہ اسلامی برادری میں داخل ہے نہ مسلمان۔

سوال نمبر۷: نفاق کیا چیز ہے؟

جواب: زبان سے اسلام کا دعویٰ اور دل میں اسلام سے انکار کرنا نفاق ہے یہ بھی خالص کفر ہے۔ بلکہ ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے۔

سوال نمبر۸: کیا اس زمانے میں کسی کو منافق کہہ سکتے ہیں؟

جواب: کسی خاص شخص کی نسبت یقین کے ساتھ تو منافق نہیں کہا جا سکتا، البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانے میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بدمذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جاتا ہے تو اسلام کے دعویٰ کے ساتھ ضروریات دین کا انکار بھی کرتے ہیں۔

سبق نمبر ۲
ہمارا خدا

امنت باللہ

''میں اللہ پر ایمان لایا''

سوال۹: اللہ تعالیٰ کے ساتھ مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہونا چاہیے؟

جواب: اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت و پرستش کی جائے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا، نہ اس کی بی بی نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ اس کا کوئی ہمسر و برابر۔

۲: اللہ تعالیٰ کی ذات تمام کمالات اور خوبیوں والی ہے۔ وہ ہر قسم کے عیب و نقص اور کمزوری سے بری اور پاک ہے۔ وہ ہر ایسی صفت سے پاک ہے جن سے عیب یا نقص یا کسی دوسری چیز کی طرف احتیاج (حاجت) لازم آئے۔

۳: وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔

۴: وہی سب سے اول ہے کہ جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا اور وہی سب سے آخر ہے یعنی جب کچھ نہ ہوگا جب بھی وہ رہے گا اور اس کی تمام صفتیں اس کی ذات کی طرح ازلی و ابدی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔

۵: وہ حی و قیوم ہے یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اس کے ہاتھ میں ہے، جسے جب چاہے زندگی بخشے (زندہ کرے) اور جب چاہے موت دے۔

۶: وہ تقدیر ہے ہر چیز پر قادر، بڑی طاقت اور قدرت والا ہے جو چاہے اور جیسا چاہے کرے کسی کو اس پر قابو نہیں۔

۷: وہ سمیع ہے، ہر پکارنے والے کی پکار اور آواز سنتا ہے، زمین پر چیونٹی کے چلنے کی آہٹ اور مچھر کے پروں کی آواز تک وہ سنتا ہے۔

۸: وہ بصیر ہے یعنی ہر چیز کو دیکھتا ہے، کوئی چیز اندھیرے میں اجالے میں ہو، نزدیک ہو یا دور ہو، بڑی ہو یا چھوٹی ہو، اس سے چھپی ہوئی نہیں

۹: وہ علیم ہے یعنی ہر چیز کی اس کو خبر ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے یا ہو چکا یا آئندہ ہونے والا ہے سب اللہ کے علم میں ہے۔ ہماری گفتگو، ہماری نیتیں، ہمارے ارادے جو ہمارے سینوں میں پوشیدہ (چھپے ہوئے) ہیں سب اسے معلوم ہیں ایک ذرہ اس سے پوشیدہ نہیں۔

۱۰: تمام چیزیں اسی کے ارادہ اختیار سے ہیں جس کو چاہتا ہے وہی چیز ہوتی ہے اور وہ جسے نہ چاہے ہرگز نہیں ہو سکتی اس کی مشیت (ارادے) کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا، پرندہ پر نہیں مار سکتا۔ کوئی ذرہ بغیر اس کے حکم کے ہل نہیں سکتا۔

۱۱: وہی ہر چیز کا خالق (پیدا کرنے والا) ہے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں اسی نے پیدا کیا سوائے اللہ کے اور کوئی کسی چیز کا خالق نہیں، وہ اکیلا تمام جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ ہر چھوٹی بڑی چیز اسی کی مخلوق، اس کی پیدا کی ہوئی ہے، جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے ''کن'' کہہ کر پیدا کر دیتا ہے۔

۱۲: وہی رزاق ہے چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو رزق پہنچاتا ہے اور روزی دیتا ہے، وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے، وہی رب العالمین ہے۔

۱۳: وہ کلام بھی کرتا ہے، تمام آسمانی کتابیں اور قرآن کریم سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

سوال نمبر۱۰: اللہ تعالیٰ کس چیز سے دیکھتا اور سنتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفتیں بھی اس کی شان کے مطابق ہیں۔ بیشک وہ سنتا ہے، دیکھتا ہے کلام کرتا ہے، مگر ہماری طرح دیکھنے کے لئے آنکھ سننے کے لئے کان کا اور کلام کرنے کے لئے زبان کا محتاج نہیں وہ بے کان کے سنتا ہے اور اس کے سننے کے لئے ہوا کے واسطے کی بھی ضرورت نہیں بے آنکھ کے دیکھتا ہے اور دیکھنے کیلئے روشنی کا بھی محتاج نہیں، بے زبان کے بولتا ہے اور اس کا کلام آواز والفاظ سے بھی پاک ہے۔

سبق نمبر ۳

فرشتے

وملٰئکتہٖ

(اور میں ایمان لایا اللہ کے فرشتوں پر)

سوال نمبر۱۱: ملائکہ (فرشتے) کون ہیں؟

جواب: فرشتے اللہ تعالیٰ کے ایمان دار، عبادت گزار اور مکرم (عزت والے) بندے ہیں جن کے فرمانبردار، خدا کی نافرمانی اور گناہ نہیں کرتے وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ خدا کی عبادت و بندگی ان کی غذا ہے، ہر وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۲: فرشتوں کو معصوم کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں گناہ اور برائی کرنے کی قوت ہی نہیں رکھی ان سے خدا کی نافرمانی ممکن ہی نہیں اور اسی لیے نبیوں کو بھی معصوم کہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۳: فرشتوں کی تعداد (گنتی) کتنی ہے؟

جواب: فرشتے بے شمار ہیں ان کی تعداد وہی جانے جس نے انھیں پیدا کیا یا اس کے بتائے سے اس کا پیارا رسول (ﷺ) ان کی پیدائش روزانہ جاری ہے، ہر روز بیشمار پیدا ہوتے ہیں اولیاء اللہ فرماتے ہیں کہ نیک کلام اچھا کام فرشتہ بن کر آسمان کو بلند ہوتا ہے۔

سوال نمبر۱۴: مشہور فرشتے کتنے ہیں؟

جواب: چار فرشتے بہت مشہور ہیں اور بہت عظمت رکھتے ہیں۔

۱: حضرت جبرائیل (علیہ اسلام)، ان کی ذمہ پیغمبروں کی خدمت میں وحی لانا ہے۔

۲: حضرت میکائیل (علیہ اسلام)، پانی برسانے اور خدا کی مخلوق کو روزی پہچانے پر مقرر ہیں۔

۳: حضرت اسرافیل (علیہ اسلام)، جو قیامت کو صور پھونکیں گے ۔

۴: حضرت عزرائیل (علیہ اسلام)، جنھیں روح قبض کرنے یعنی لوگوں کی جان نکالنے کی خدمت سپرد کی گئی ہے، بے شمار فرشتے ان کی ماتحتی میں کام کرتے ہیں۔

سوال نمبر۱۵: اور فرشتے کن کاموں پر مقرر ہیں؟

جواب: ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں اور جداگانہ کاموں پر مقرر ہیں بعضے جنت پر اور بعضے دوزخ پر، کسی کے ذمہ آدمیوں کے نامۂ اعمال لکھنا ہے تو کسی کے ذمہ ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانا، بعضوں کے متعلق قبر میں مردوں سیسوال نمبر کرنا ہے تو بعضوں کے متعلق عذاب کرنا، کوئی دربار رسول (ﷺ) میں حاضری پر مقرر ہے اور کوئی مسلمانوں کے درود وسلام حضور (ﷺ) کی بارگاہ میں پہنچاتا ہے اور کوئی میلاد شریف وغیرہ ذکر خیر کی مجلسوں میں حاضری دیتا ہے۔

سوال نمبر۱۶: نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتوں کا کیا نام ہے؟

جواب: انھیں کراماً کاتبین کہتے ہیں۔ نیکی اور بدی کے لکھنے والے علیحدہ علیحدہ ہیں، دن کے اور ہیں رات کے اور۔

سوال نمبر۱۷: قبر میں سوال نمبر کرنے والے فرشتے کون سے ہیں؟

جواب: یہ دو فرشتے ہیں ان میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں ان کی شکلیں بڑی ہیبت ناک (ڈراؤنی) ہوتی ہے۔

سوال نمبر۱۸: کیا فرشتے کسی کو نظر بھی آتے ہیں؟

جواب: ہمیں تو نظر نہیں آتے مگر جنھیں اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ فرشتوں کو دیکھتے ہیں جیسے انبیاً اللہ (خدا کے پیغمبر) انھیں دیکھتے اور ان سے کلام کرتے ہیں۔ ہاں موت کے وقت مسلمان رحمت کے فرشتے اور کافر عذاب کے فرشتے دیکھ لیتا ہے۔

سوال نمبر۱۹: جو شخص فرشتوں کو نہ مانے وہ کون ہے؟

جواب: فرشتوں کے وجود کا انکار یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں اور اس کے سوا کچھ نہیں، یہ دونوں باتیں کفر ہیں اور ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر۔

سبق نمبر٤

آسمانی کتابیں

وکتبہ

(اور میں ایمان لایا اس کتابوں پر)

سوال نمبر۲۰: آسمانی کتاب سے کیا مطلب ہے؟

جواب: خدا کی کتاب جو اس نے اپنی بندوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے اتاری تا کہ بندے اللہ اور اس کے رسولوں کو جانیں اور ان کی مرضی اور حکم کے مطابق کام کریں۔

سوال نمبر۲۱: اللہ تعالیٰ نے کل کتنی کتابیں اتاریں؟

جواب: بہت سے نبیوں پر اللہ تعالیٰ نے صحیفے اور کتابیں اتاریں جن کی صحیح تعداد اللہ جانے اور اللہ کا رسول (ﷺ)، البتہ ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔

۱: توریت: حضرت موسیٰ (علیہ اسلام) پر اتری

۲: زبور: حضرت داؤد (علیہ اسلام) پر اتری

۳: انجیل: حضرت عیسیٰ (علیہ اسلام) پر اتری

۴: قرآن کریم: کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول محبوب کبریا حضرت محمد مصطفےٰ (ﷺ) کو عنایت فرمائی گئی۔

سوال نمبر۲۲: کیا قرآن کریم کے سوا باقی کتابیں آجکل صحیح موجود ہیں؟

جواب: جی نہیں، آج روئے زمین پر قرآن کریم کے سوا صحیح توریت، صحیح انجیل اور صحیح زبور کہیں نہیں پائی جاتی۔ عیسائی، یہودی اور اگلی امت کے شریروں نے اپنی خواہش کے مطابق انھیں گھٹا بڑھا دیا تو وہ جیسی اتری تھیں ویسی ان کے ہاتھوں میں باقی نہ رہیں۔

سوال نمبر۲۳: موجودہ توریت و انجیل کو کس طرح مانا جائے؟

جواب: جب کوئی بات ان کتابوں کی ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ قرآن کریم کے مطابق ہے ہم اس کی تصدیق کریں گے اور مان لیں گے اور اگر ہماری کتاب کے خلاف ہے تو ہم یقین جانیں گے کہ یہ ان شریروں کی تحریف ہے کہ انھوں نے کچھ کا کچھ کر دیا۔

سوال نمبر۲۴: اور اگر موافق مخالف ہونا کچھ معلوم نہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب: ایسی صورت میں ہمیں حکم ہے کہ ہم نہ اس کی تصدیق کریں نہ انکار بلکہ یوں کہیں **امنت باللہ وملئکتہ و کتبہ ورسلہ**۔ ''اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔''

سوال نمبر۲۵: کیا قرآن شریف میں کمی بیشی ہوسکتی ہے؟

جواب: نہیں، چونکہ یہ دین ہمیشہ باقی رہنے والا ہے لہٰذا قرآن شریف کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذمہ رکھی ہے اس لیے اس میں کسی حرف یا نقطہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوسکتی نہ کوئی اپنی خواہش سے اس میں گھٹا بڑھا سکتا ہے اگر چہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہوجائے۔

سوال نمبر۲۶: جس کا یہ عقیدہ ہو کہ قرآن کریم میں کمی بیشی جائز ہے وہ کون ہے؟

جواب: جو یہ کہے کہ قرآن شریف کا ایک حرف بھی کسی نے کم کردیا یا بڑھا دیا، یا بدل دیا وہ قطعاً کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

سوال نمبر۲۷: صحیفے کسے کہتے ہیں؟

جواب: مخلوق کی ہدایت کیلئے اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی چھوٹی چھوٹی کتابیں یا ورق جو قرآن شریف سے پہلے اتارے گئے انھیں صحیفے کہتے ہیں ان صحیفوں میں اچھی اچھی مفید نصیحتیں اور کار آمد باتیں ہوتی تھیں۔

سوال نمبر۲۸: کل کتنے صحیفے ہیں اور کس کس پر اتارے گئے؟

جواب: صحیح تعداد تو اللہ و رسول (عزوجل و ﷺ) ہی کو معلوم ہے ہمیں تو یہ پتا چلتا ہے کہ کچھ صحیفے حضرت آدم (علیہ اسلام) پر اتارے گئے، کچھ آپ کے بیٹے حضرت شیث (علیہ اسلام) پر، کچھ حضرت ابراہیم علیہ اسلام پر، کچھ حضرت ادریس (علیہ اسلام) پر اور کچھ حضرت موسیٰ (علیہ اسلام) پر بھی اتارے گئے۔

سوال نمبر۲۹: کیا قرآن شریف جیسی کوئی اور کتاب پائی جاسکتی ہے؟

جواب: ہرگز نہیں! قرآن شریف بے مثل کتاب ہے جو بے مثال نبی (ﷺ) پر نازل فرمائی گئی۔ اس امی لقب امین نے اس کتاب کو عرب جیسی قوم کے سامنے پیش کیا اسے اپنی نبوت کی دلیل ٹھہرایا اور صاف اعلان کردیا کہ اگر سارا نہیں تو قرآن جیسی دس ۱۰ سورتیں ہی بنالاؤ بلکہ یہ بھی فرمادیا کہ دس نہیں تو ایسی ایک ہی سورت پیش کرو۔'' لیکن دنیا جانتی ہے کہ ان عقلیں چکرا گئیں اور اگر وہ ایسا کرسکتے تو اس ذلت کو کیوں گوارا کرتے کہ انھیں اور ان کے معبودوں کو دوزخ کا ایندھن بتایا جارہا تھا تو جب اہل عرب اس جیسی اور کوئی سورت بلکہ آیت بھی نہ لاسکے تو دوسرا کون اس کا مقابلہ کرسکتا ہے۔

سوال نمبر۳۰: کیا ہندوؤں کے پاس کوئی خدا کی کتاب ہے؟

جواب: نہیں، اور وید جسے وہ آسمانی کتاب کہتے ہیں پرانے زمانے کے شاعروں کی نظموں کا مجموعہ ہے کلام الٰہی ہرگز نہیں۔

سبق نمبر ۵

خدا کے رسول و نبی

ورسلہ

''اور میں ایمان لایا اس کے رسولوں پر''

سوال نمبر۳۱: رسول کون ہوتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے جن برگزیدہ (پاک) بندوں کو اپنا پیغام پہنچانے کے واسطے بھیجا انھیں رسول کہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں۔

سوال نمبر۳۲: نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب: یہ دونوں لفظ ایک ہی معنی میں بولے اور سمجھے جاتے ہیں البتہ نبی صرف اس بشر (انسان) کو کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو۔ اور رسول فرشتوں میں بھی ہوتے ہیں انسانوں میں بھی اور بعض علماً یہ فرماتے ہیں کہ جو نبی نئی شریعت لائے اسے رسول کہتے ہیں۔

سوال نمبر۳۳: پیغمبروں اور دوسرے انسانوں میں کیا فرق ہے؟

جواب۔ زمین وآسمان کا فرق ہے نبی ورسول خدا کے خاص اور معصوم بندے ہوتے ہیں۔ ان کی نگرانی اور تربیت (پرورش) خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صغیرہ کبیرہ گناہوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں، عالی نسب عالی حسب انسانیت کے اعلےٰ مرتبے پر پہنچے ہوئے خوبصورت نیک سیرت، عبادت گزار، پرہیزگار، تمام اخلاق حسنہ (نیک عادت سے آراستہ اور ہر قسم کی برائی سے دور رہنے والے، انھیں عقل کامل عطا کی جاتی ہے جو اوروں کی عقل سے بدرجہا (درجوں) زائد ہے۔ کسی حکیم اور کسی فلسفی کی عقل کسی سائنسدان کی فہم وفراست اس کے لاکھویں حصے تک بھی نہیں پہنچ سکتی اور کیوں نہ ہو یہ اللہ کے لاڈلے بندے اور اس کے محبوب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں ہر ایسی بات سے دور رکھتا ہے جو باعث نفرت ہو اسی لیے انبیاً اللہ کے جسموں کا برص (سفید داغ) جذام (کوڑھ) وغیرہ ایسی بیماریوں سے پاک ہونا ضروری ہے جس سے لوگ گھن کریں۔

سوال نمبر۳۴: نبیوں کو غیب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: انبیا علیہم السلام غیب کی خبر دینے کے لیے ہی آتے ہیں، حساب کتاب، جنت دوزخ، ثواب عذاب، حشر نشر، فرشتے وغیرہ غیب نہیں تو اور کیا ہے یہ وہی بتاتے ہیں جن تک عقل نہیں پہنچتی مگر یہ علم غیب کہ ان کو ہے اللہ کے دیئے سے ہے لہٰذا ان کا علم عطائی (خدا کا عطا کیا ہوا) ہوا۔

سوال نمبر۳۵: خدا کے دربار میں نبی کا کیا مرتبہ ہے؟

جواب: تمام انبیاً کو خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی وجاہت اور عزت حاصل ہے انبیا اللہ تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ، بلند وبالا ہوتے ہیں، فرشتوں میں بھی ان کے مرتبے کا کوئی نہیں۔ بڑے سے بڑا ولی ان کے برابر نہیں ہوسکتا۔

سوال نمبر۳۶: جو کسی نبی کی عزت نہ کرے وہ کون ہے؟

جواب: نبی کی تعظیم کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے بلکہ یہ فرض دوسرے فرضوں سے بڑھ کر ہے تو جو شخص کسی نبی کی شان میں کوئی ایسی ویسی بات نکالے جس سے ان کی توہین ہوتی ہو وہ کافر ہے۔

سوال نمبر۳۷: کیا کوئی شخص عبادت سے نبی ہوسکتا ہے؟

جواب: نہیں! نبوت بہت بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی بھی شخص عبادت کے ذریعہ اسے حاصل نہیں کرسکتا چاہے عمر بھر روزہ دار رہے ساری زندگی نماز میں گزار دے سارا مال و دولت خدا کی راہ میں قربان کردے مگر نبوت نہیں پاسکتا نبوت خدا کا عطیہ ہے جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے ہاں دیتا اسی کو ہے جسے اس کے قابل پاتا ہے۔

سوال نمبر۳۸: کل کتنے انبیاً اللہ تعالیٰ نے بھیجے؟

جواب: نبیوں کی کوئی تعداد مقرر کرلینا جائز نہیں ہمیں یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ خدا کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

سوال نمبر۳۹: کیا جن اور فرشتے بھی نبی ہوتے ہیں؟

جواب: نہیں نبی صرف انسانوں میں سے ہوتے ہیں اور ان میں بھی یہ مرتبہ صرف مرد کے لیے ہے نہ کوئی جن وفرشتہ نبی ہوا اور نہ کوئی عورت نبی ہوئی۔

سوال نمبر ۴۰: کیا نبیوں اور فرشتوں کے سوا کوئی اور بھی معصوم ہوتا ہے؟

جواب: نبیوں اور فرشتوں کے سوا معصوم کوئی بھی نہیں، نبیوں کی طرح کسی اور کو معصوم سمجھنا گمراہی ہے۔

سوال نمبر ۴۱: کیا اولیأ اللہ بھی معصوم نہیں؟

جواب: بیشک اولیأ اللہ اور نبی (ﷺ) کی اولاد اور اہل بیت میں جو امام ہیں وہ بھی معصوم نہیں ہاں یہ اور بات ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے گناہوں سے بچاتا ہے ان سے گناہ ہوتا نہیں مگر ہو تو ناممکن بھی نہیں۔

سوال نمبر ۴۲: کیا نبی کسی حکم خداوندی کو چھپا بھی لیتے ہیں؟

جواب: نہیں! اللہ تعالیٰ نے نبیوں پر بندوں کے لیے جتنے احکام اتارے انہوں نے وہ سب کو پہنچا دیئے۔ جو کہے کہ کسی حکم کو نبی نے چھپائے رکھا یعنی خوف کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے نہ پہنچایا، وہ کافر ہے۔

سوال نمبر ۴۳: جو نبی وفات پا چکے انھیں مردہ کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: تمام انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں ویسے ہی زندہ ہیں جیسے اس دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں اور جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں۔ ایک آن کے لیے ان پر موت آئی پھر بدستور زندہ ہوگے۔

سوال نمبر ۴۴: دنیا میں سب سے پہلے آنے والے نبی کون تھے؟

جواب: سب سے پہلے نبی آدم (علیہ اسلام) ہیں۔ آدم (علیہ اسلام) سے پہلے انسان موجود نہ تھا سب انسان انھیں کی اولاد ہیں اسی لیے آدمی کہلاتے ہیں یعنی اولادِ آدم، اور آدم (علیہ اسلام) کو ''ابوالبشر'' کہتے ہیں یعنی سب انسانوں کے باپ۔

سوال نمبر ۴۵: سب سے پہلے رسول کون ہیں؟

جواب: سب سے پہلے رسول جو کافروں کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے حضرت نوح (علیہ اسلام) ہیں آپ نے ساڑھے نو سو برس تک تبلیغ کی مگر چونکہ آپ کے زمانے کے کافر بہت سخت دل اور گستاخ تھے اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے آخر کار آپ نے دعا کی، طوفان آیا اور ساری زمین ڈوب گئی، صرف گنتی کے وہ مسلمان اور ہر جانور کا ایک ایک جوڑا جو آپ کے ساتھ کشتی میں تھا بچ گئے باقی سب ہلاک ہوگئے۔

سوال نمبر ۴۶: سب میں آخر میں کون سے نبی تشریف لائے؟

جواب: سب میں پچھلے نبی جو تمام جہان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے تشریف لائے ہمارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور ﷺ پر ختم کر دیا کہ حضور (ﷺ) کے زمانے میں یا بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔

سوال نمبر ۴۷: انبیأ کرام مرتبے میں برابر ہیں یا کم وبیش؟

جواب: نبیوں کے مختلف درجے ہیں بعضوں کے رتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں اور سب سے افضل رتبے میں سب سے بلند و بالا ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ (ﷺ) ہیں۔ اسی لیے آپ (ﷺ) کو سید الانبیأ کہا جاتا ہے۔ یعنی سارے نبیوں کے سردار سب کے سر کے تاج (ﷺ)۔

سوال نمبر ۴۸: حضور (ﷺ) کے بعد کس کا مرتبہ بڑا ہے؟

جواب: حضور (ﷺ) کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ (علیہ اسلام) کا ہے پھر حضرت موسیٰ (علیہ اسلام) پھر حضرت عیسیٰ (علیہ سلام) اور پھر حضرت نوح (علیہ اسلام) کا یہ حضرات خدا کی ساری مخلوق سے افضل ہیں یہاں تک کہ فرشتوں سے بھی۔

سبق نبر ٦

سیدا لانبیاءﷺ

سوال نمبر۴۹: ہمارے حضور (ﷺ) کی خصوصیات کیا ہیں؟

جوب: ا۔اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور (ﷺ) کا نور پیدا کیا پھراسی نور سے تمام کائنات پیدا کی۔اگر حضور (ﷺ) نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور حضورﷺ نہ ہوں تو کچھ نہ ہوحضور (ﷺ) تمام جہاں کی جان ہیں۔

۲۔اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کی روحوں سے عہد لیا کہ اگروہ حضور (ﷺ) کے زمانے کو پائیں تو آپ (ﷺ) پرایمان لائیں اور آپ کی مدد کریں۔

۳۔حضور (ﷺ) تمام مخلوق الٰہی میں خود بھی سب سے بہتر ہیں اوران کا خاندان بھی سب خاندانوں سے افضل ہے ان جیسا دوسرا نہ کوئی ہوا نہ ہو۔

۴۔حضور انور (ﷺ) کی ولادت شریف کے وقت بت اوندھے منہ گر پڑے اور ایسا نور پھیلا کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ملک شام کے محل دیکھ لیے۔

۵۔آپ کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ نور ہی نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

۶۔گرمی کے وقت اکثر بادل آپ پر سایہ کرتا تھا اور درخت کا سایہ آپ کی طرف آجاتا تھا حالانکہ ابھی لوگوں کو آپ کا نبی ہونا معلوم نہ ہوا تھا۔

۷۔آپ کے جسم اور پسینے میں مشک وزعفران سے بڑھ کر خوشبو آتی تھی۔جس راستے سے آپ گزرتے وہ راستہ مہک جاتا۔

۸۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو زمین وآسمان کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادیں،اور اختیار دیا کہ جسے جو چاہیں دیں اور جس سے جو چاہیں واپس لیں ان کے حکم کو کوئی ٹالنے والا نہیں۔

۹۔دنیا وآخرت کی ہر چھوٹی بڑی نعمت آپ ہی کے طفیل میں ملتی ہے اور ملتی رہے گی۔

۱۰۔اللہ کے نام کے ساتھ حضور (ﷺ) کا ذکر بھی بلند کیا جاتا ہے۔حضور اللہ کے محبوب ہیں ساری خوبیاں حضور ہی کی ذات پر ختم ہیں۔

بعداز خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سوال۵۰: میلاد شریف کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: میلاد شریف یعنی حضور اقدس (ﷺ) کی ولادت (پیدائش) مبارک کا بیان جائز ہے اس محفل پاک میں حضور کی فضیلتیں حضور کے معجزے آپ کی عادتیں آپ کی زندگی کے مبارک حالات اور دوسرے واقعات بیان کیئے جاتے ہیں ان چیزوں کا ذکر حدیثوں میں بھی ہے اور قرآن کریم میں بھی اگر مسلمان یہی چیزیں اپنی محفلوں میں بیان کریں بلکہ خاص ان باتوں کے بیان کرنے کے لیے محفل کریں تو اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اس مجلس میں بوقت ذکر ولادت قیام کیا جاتا ہے یعنی کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھتے ہیں،یہ بھی جائز ہے۔

سبق نمبر ۷

نعت اکرم سید عالمﷺ

سچی بات سکھاتے یہ ہیں — سیدھی راہ چلاتے یہ ہیں
ڈوبی ناویں تیراتے یہ ہیں — ہلتی نیویں جماتے یہ ہیں
ان کے ہاتھ میں ہر کنجی ہے — مالک کل کہلاتے یہ ہیں
ان کا حکم جہاں میں نافذ — قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم — رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں
اس کی بخشش ان کا صدقہ — دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن — کون بچائے بچاتے یہ ہیں

سوال نمبر۵۱: قیامت کا دن کونسا دن ہے؟

جواب: قیامت کا دن بڑا سخت ہولناک دن ہے اس کی دہشت اور خوف سے دل دہلیں گے۔ زمین و آسمان جن وانسان اور فرشتے غرض تمام کائنات فنا ہوجائے گی۔ آسمان شق ہوجائے گا، زمین پر کوئی عمارت باقی نہ رہے گی۔ پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح اڑے پھریں گے آسمان کے تارے بارش کے قطروں کی طرح زمین پر گر پڑیں گے ایک دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہوکر فنا ہوجائیں گے اسی طرح ہر چیز فنا ہوجائے گی اور سوائے پروردگار عالم کے کچھ باقی نہ رہے گا۔

سوال نمبر۵۲: قیامت کیونکر ہوگی؟

جواب: قیامت آنے کی شکل یہ ہوگی کی اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ اسلام سور پھونکیں گے جس سے تمام زمین و آسمان میں ہلچل پڑ جائے گی شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بلند ہوتی جائے گی جس سے لوگ بیہوش ہوکر زمین پر گر پڑیں گے اور مرجائیں گے زمین آسمان اور پہاڑ اور پھر اللہ کے حکم سے اسرافیل اور عزرائیل بھی فنا ہوجائیں گے اس وقت سوا اس ایک اللہ کے دوسرا کوئی نہ ہوگا اور وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

سوال نمبر۵۳: حضرت عزرائیل (علیہ اسلام) کی روح کون قبض کرے گا؟

جواب: جب زمین و آسمان سب فنا ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت عزرائیل (علیہ اسلام) کو حکم دے گا کہ جبرئیل کی روح قبض کر، حضرت عزرائیل ان کی روح قبض کریں گے۔ وہ ایک بڑے پہاڑ کی مانند اللہ کی پاکی بیان کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑیں گے۔ اسی طرح حضرت میکائیل اور اسرافیل اور عرش اٹھانے والے فرشتوں کی روح باری باری سے قبض کر لی جائے گی وہ سب مرجائیں گے پھر عزرائیل (علیہ اسلام) سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا "مت" (مرجا) وہ بھی ایک بڑے پہاڑ کی مانند تسبیح کرتے ہوئے سجدے میں گر پڑیں گے اور مرجائیں گے۔

سوال نمبر۵۴: قیامت کب آئے گی؟

جواب: قیامت کا صحیح وقت تو خدا کو معلوم ہے یا پھر اس کا رسول جانے مگر جتنا وقت گزرتا جاتا ہے قیامت قریب ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہاں اللہ و رسول نے قیامت کی کچھ نشانیاں بتادی ہیں۔ جب یہ سب واقع ہولیں گی، قیامت آجائے گی۔

سوال نمبر۵۵: علامات قیامت (قیامت کی نشانیاں) کیا ہیں؟

جواب: سب سے بڑی علامت خود آنحضرت (ﷺ) کا دنیا میں تشریف لا کر چلا جانا ہے مگر حضور (ﷺ) نے کچھ اور بھی نشانیاں بیان فرمائی ہیں مثلاً:۔

۱۔ علم دین اٹھ جائے گا یعنی علماً دین اٹھا لیے جائیں گے جہالت کی کثرت ہوگی۔

۲۔ لوگ دنیا کمانے کے لیے علم حاصل کریں گے دین کی خدمت کے لیے نہیں۔

۳۔دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہو جائے گا جیسے مٹھی میں انگارا لینا۔

۴۔زکوٰۃ ادا کرنے کو تاوان اور بوجھ سمجھیں گے۔

۵۔گانے اور بے حیائی کی کثرت ہوگی، کسی کا لحاظ پاس نہ ہوگا۔

۶۔ذلیل لوگ بڑے بڑے محلوں میں فخر کریں گے مال کی زیادتی ہوگی۔

۷۔نکمے اور ناکارے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر ہوں گے۔

۸۔وقت میں برکت نہ ہوگی یعنی بہت جلد جلد گزرے گا۔

۹۔لوگ ماں باپ کی نافرمانی کریں گے اور بی بی اور دوستوں کا کہنا مانیں گے۔

۱۰۔اگلوں کو برا کہیں گے، ان پر لعنت کریں گے۔

۱۱۔مسجدوں میں شور کریں گے اور بیٹھ کر دنیا کی باتیں بنائیں گے۔

ان علامات کے علاوہ اور بھی بہت علامتیں ہیں جن کا بیان اگلے حصہ میں آتا ہے۔

سبق نمبر ۹

تقدیر کا بیان

والقدر خیرہ من شرہ من اللہ تعالیٰ

"اور میں ایمان لایا اس پر کہ تقدیر کی بھلائی، برائی اللہ کی طرف سے ہے"

سوال نمبر ۵۶: تقدیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: دنیا میں جو کچھ ہوتا اور بندے جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم ازلی سے اسے جانا اور لکھ دیا، اسی کا نام تقدیر ہے۔

سوال نمبر ۵۷: کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہوتا ہے؟

جواب: نہیں! یہ بات نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے بلکہ جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا تو اس کے علم یا لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار دیا ہے ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے۔ اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے، نفع نقصان کی پہچان سے آدمی پتھر کی طرح بے حس تو نہیں ہے۔

سوال نمبر ۵۸: تقدیر کا انکار کرنے والے کون لوگ ہیں؟

جواب: تقدیر کا انکار کرنے والوں کو نبی (ﷺ) نے اس امت کا مجوسی بتایا ہے۔

سبق نمبر ۱۰

موت وقبر کا بیان

سوال نمبر ۵۹: موت کسے کہتے ہیں؟

جواب: ہر شخص کی جتنی عمر مقرر ہے نہ اس سے کچھ گھٹے نہ بڑھے جب وہ عمر پوری ہو جاتی ہے تو ملک الموت (موت کا فرشتہ) یعنی حضرت عزرائیل علیہ اسلام قبض روح کے لیے آتے ہیں اور اس کی جان نکال لیتے ہیں، اسی کا نام موت ہے۔

سوال نمبر ۶۰: موت کے وقت کیا نظر آتا ہے؟

جواب: جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے مرنے والے کو اپنے دائیں بائیں فرشتے ہی فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے آس پاس رحمت کے فرشتے نظر آتے ہیں اور کافر کے ادھر اُدھر عذاب کے فرشتے ہوتے ہیں مسلمان آدمی کی روح فرشتے عزت کے ساتھ لے جاتے ہیں اور کافر کی روح کو ذلت اور حقارت (نفرت) سے لے جاتے ہیں۔

سوال نمبر ۶۱: مرنے کے بعد روح کہاں رہتی ہے؟

جواب: روحوں کے لیے مقامات مقرر ہیں نیکوں کے لیے علیحدہ بدوں کے لیے علیحدہ کسی مسلمان کی روح قبر پر رہتی ہے کسی کی چاہ زمزم شریف میں، کسی کی آسمان وزمین کے درمیان، کسی کی پہلے دوسرے ساتویں آسمان تک کسی کی آسمانوں سے بھی بلند۔

سوال نمبر ۶۲: کافروں کی روحیں کہاں رہتی ہیں؟

جواب: کافروں کی خبیث روحیں بعض ان کے مرگھٹ یا قبر میں رہتی ہیں بعض کی پہلی دوسری ساتویں زمین تک اور بعض کی اس سے بھی نیچے۔

سوال نمبر ۶۳: موت کے بعد جسم سے روح کا تعلق رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں مرنے کے بعد روح کا جسم سے تعلق باقی رہتا ہے۔ بدن پر جو گزرے گی روح اس سے ضرور آگاہ ہوگی، ثواب ملے گا تو روح کو راحت ہوگی جسم پر عذاب ہوگا تو روح کو تکلیف ہوگی۔

سوال نمبر ۶۴: کیا جسم کی طرح روح بھی فنا ہو جاتی ہے؟

جواب: موت یہی ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جائے نہ یہ کہ روح بھی مرجاتی ہو جو روح کو فنا مانے بدمذہب وگمراہ ہے۔

سوال نمبر ۶۵: قبر میں مردے پر کیا گزرتی ہے؟

جواب: جب مردہ قبر میں دفن کرتے ہیں اس وقت اس کو دباتی ہے اگر مردہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں پیار میں اپنے بچے کو زور سے چپٹا لیتی ہے اور اگر کافر ہے تو اس زور سے دباتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر سے اِدھر ہو جاتی ہیں۔

سوال نمبر ۶۶: کیا ایک کی روح دوسرے جسم میں جا کر پھر آتی ہے؟

جواب: ہرگز نہیں۔ یہ خیال کہ وہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے خواہ وہ بدن آدمی کا ہو یا کسی جانور کا محض باطل ہے اور اس کا ماننا کفر، یہ تو ہندوں کا عقیدہ ہے جسے وہ تناسخ یا آواگون کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۶۷: منکر نکیر کون ہیں؟

جواب: جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس وقت اس کے پاس دو فرشتے اپنے بڑے بڑے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں ان کی شکلیں ڈراونی، آنکھیں سیاہ اور نیلی اور دیگ کے برابر دہکتی ہوئی اور بال سر سے پاؤں تک ہیں۔ ان میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں یہ دونوں مردے کو جھڑک کر اٹھاتے اور نہایت سختی سے اس سے سوال نمبر کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۶۸: منکیر نکیر مردے سے کیا سوال کرتے ہیں؟

جواب: پہلا سوال نمبر **من ربک** تیرا رب کون ہے؟

دوسرا سوال نمبر **مادینک** تیرا دین کیا ہے؟

پھر حضور (ﷺ) کی طرف اشارہ کر کے تیسرا سوال نمبر کرتے ہیں۔

ماکنت تقول فی ھذا الرجل (ان کے بارے میں تو کیا کہتا تھا)

سوال نمبر ۶۹: مسلمان اس کا کیا جواب دے گا؟

جواب: مردہ مسلمان ہے تو پہلے سوال کا جواب دے گا **ربی اللہ** میرا رب اللہ ہے اور دوسرے کا جواب دے گا **دینی الاسلام** میرا دین اسلام ہے اور تیسرے سوال کا جواب دے گا **ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** وہ تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔

سوال نمبر ۷۰:   فرشتے جواب پا کر کیا کہیں گے؟

جواب: فرشتے سوال کا جواب پا کر کہیں گے کہ ہمیں تو معلوم ہوتا تھا کہ تو یہی جواب دے گا۔ اس وقت آسمان سے ایک منادی ندا کرے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کے لیے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ جنت کی طرف دروازے کھول دو چنانچہ تا حد نظر (جہاں تک نگاہ پھیلتی ہے وہاں تک) اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے، جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں اب تو آرام کر، مسلمان کے نیک اعمال اچھی اور پاکیزہ شکل پر ہو کر اسے انس پہنچاتے رہیں گے۔

سوال نمبر ۷۱: کافر اور منافق کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے؟

جواب: مردہ اگر کافر یا منافق ہے تو وہ ہر سوال پر کہے گا افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں، میں لوگوں کو کہتے سنتا تھا خود بھی کہتا تھا۔ اس وقت ایک پکارنے والا (منادی) آسمان سے پکارے گا کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لیے آگ کا بچھونا بچھاؤ، آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس کی گرمی اور لپٹ اس کو پہنچے گی، پھر اس پر عذاب کے لیے دو فرشتے مقرر ہوں گے جو لوہے کے گرز (ہتھوڑے) سے اسے مارتے رہیں گے اور سانپ اور بچھو اور اس کے برے اعمال کتا یا بھیڑیا اور شکل بن کر اسے ایذا (تکلیف) و عذاب پہنچاتے رہیں گے۔

سوال نمبر ۷۲: کیا گنہگار مسلمان پر بھی قبر میں عذاب ہوگا؟

جواب: ہاں بعض گنہگاروں پر ان کی نافرمانی کے لائق قبر میں بھی عذاب ہوگا پھر اس کے پیران عظام یا مذہب کے امام یا اولیائے کرام کی شفاعت سے یا محض رحمت خداوندی سے جب خدا چاہے گا نجات پائیں گے۔

سوال نمبر ۷۳:   جو مردے دفن نہیں کیئے جاتے ان سے بھی سوال نمبر ہوتا ہے؟

جواب: مردہ دفن کیا جائے یا نہ کیا جائے یا اسے کوئی جانور کھا جائے ہر حال میں اس سے سوالات ہوں گے اور وہیں اسے عذاب یا ثواب پہنچے گا۔

سوال نمبر ۷۴:   زندوں سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں زندوں کے نیک اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا اور فائدہ پہنچتا ہے۔ قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ پڑھ کر یا کوئی صدقہ خیرات کر کے اس کا ثواب مردوں کو بخشنا چاہیئے۔ اسے ایصال ثواب کہتے ہیں۔ حدیث شریف سے اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔

سوال نمبر ۷۵:   قبر پر اذان جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے اس سے مردے کو راحت ملتی اور گھبراہٹ دور ہوتی ہے۔

سبق نمبر ۱۱

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا

والبعث بعد الموت

''اور میں ایمان لایا مرنے کے بعد زندہ ہونے پر''

سوال نمبر ۷۶:   مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا کس طرح ہوگا؟

جواب: جب تمام کائنات فنا ہو جائے گی اور سوائے اس ایک اکیلے خدا کے کوئی باقی نہ رہے گا تو چالیس برس بعد اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا صور پھونکتے ہی ہر چیز دوبارہ زندہ ہو جائے گی۔ تمام مردے قبروں سے نکل پڑیں گے اور تمام جاندار برساتی پتنگوں کی طرح پھیل جائیں گے اور پھر سب کو حشر کے میدان میں جمع کر دے گا نامۂ اعمال ہر ایک کے ہاتھوں میں ہوگا۔

سوال نمبر ۷۷: حشر کا میدان کہاں ہے؟

جواب: میدان حشر ملک شام کی سرزمین پر قائم ہوگا۔ زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کنارے پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے سے دکھائی دے اور اس دن زمین تانبے کی ہوگی۔

سوال نمبر ۷۸: میدان حشر میں لوگوں کی کیا حالت ہوگی؟

جواب: جب زمین تانبے کی اور آفتاب (سورج) نہایت تیزی سے ایک میل کے فاصلے پر اس طرف کو منہ کیے ہوگا تو اس روز کی حالت پریشانی اور گھبراہٹ کا کیا پوچھنا۔ شدت گرمی سے بھیجے کھولتے ہوں گے، لوگ پسینہ میں ڈوب رہے ہوں گے زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی دل ابل کر گلے کو آجائیں گے پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا، ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ ماں باپ اولاد سے پیچھا چھڑائیں گے۔ بی بی بچے الگ جان چرائیں گے، غرض کس کس مصیبت کا بیان کیا جائے زندگی بھر کا کیا دھرا سامنے ہوگا اور حساب کتاب لینے والا اللہ واحد قہار۔

سوال نمبر ۷۹: پھر اس مصیبت سے نجات کس طرح ملے گی؟

جواب: قیامت کا دن کہ پچاس ہزار برس کا ایک دن ہے آدھے کے قریب گزر چکے گا تو لوگ آپس میں مشورہ کریں گے کہ کوئی اپنا سفارشی تلاش کرنا چاہیئے کہ ہم کو ان مصیبتوں سے نجات دلائے چنانچہ سب مل کر پہلے آدم (علیہ اسلام) اور پھر دوسرے انبیاؑ (علیہ اسلام) کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن کہیں بات کی شنوائی نہ ہوگی، سب یہی فرمادیں گے کہ میرے کرنے کا یہ کام نہیں تم کسی دوسرے کے پاس جاؤ۔

سوال نمبر ۸۰: پھر لوگ کہاں جائیں گے؟

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ اسلام تمام لوگوں کو ہمارے آقا و مولیٰ شافع محشر (ﷺ) کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیں گے۔ لوگ روتے چلاتے دہائی دیتے یہاں آکر حضور (ﷺ) سے اپنا مطلب عرض کریں گے، شفاعت کی درخواست کریں گے، شفاعت کی درخواست سن کر حضور (ﷺ) ارشاد فرمائیں گے ہاں میں اس کام کے لئے ہوں میں تمھاری دستگیری فرماؤں گا پھر حضور (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں گے اللہ رب العزت فرمائے گا اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمھاری شفاعت مقبول ہے اس وقت آپ گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے اور لاتعداد گناہگار نجات پائیں گے۔

سوال نمبر ۸۱: حضور (ﷺ) کے علاوہ کوئی اور شفاعت کرے گا یا نہیں؟

جواب: حضور (ﷺ) کے طفیل تمام انبیاؑ اپنی اپنی امت کی شفاعت فرمائیں گے اور پھر شفاعت کا سلسلہ بڑھے گا، اولیاؑ کرام علماء اسلام پیران عظام اور دوسرے دیندار مسلمان شفاعت کریں گے اور بے شمار مسلمان ان کی شفاعت سے نجات پاکر جنت میں جائیں گے۔

سوال نمبر ۸۲: قیامت کی ان دہشتوں سے کوئی محفوظ بھی ہوگا یا نہیں؟

جواب: قیامت کا دن کہ حقیقتاً قیامت کا دن ہے اور جو پچاس ہزار برس کا ہوگا اور جس کی مصیبتیں بیشمار ہونگی۔ انبیاؑ اور خدا کے دوسرے خاص بندوں کے لیے اتنا ہلکا کردیا جائے گا جتنا ایک وقت کی فرض نماز میں صرف ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی کم، یہاں تک کہ بعضوں کے لئے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہوجائے گا اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ ان ساری آفتوں سے حفاظت میں رہیں گے۔

سوال نمبر ۸۳: انسانوں کے علاوہ دوسرے جاندار کہاں جائیں گے؟

جواب: موذی جانور دوزخ میں کافروں کو عذاب دینے کے لیے بھیج دیئے جائیں گے مگر وہاں خود ان کو کوئی تکلیف نہ ہوگی، باقی سارے حیوانات مٹی کردیئے جائیں گے اور جنوں کے لیے آیا ہے کہ وہ جنت کے آس پاس مکانوں میں رہیں گے اور جنت میں سیر کو آیا کریں گے۔

دوسرا باب

ارکان اسلام یا اسلامی عبادت

سبق نمبر ۱۲

نماز کی اہمیت

سوال نمبر۸۴: ارکان اسلام میں سب سے مقدم کونسا رکن ہے؟

جواب: اسلام کے وہ احکام جن پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے، ارکان اسلام کہلاتے ہیں جن کا حال تم پڑھ چکے ہو اور صحیح طور پر ایمان لانے اور اپنے عقائد کو مذہب اہلسنت و جماعت کے مطابق درست کر لینے کے بعد تمام فرائض میں نماز نہایت اہم ہے۔ نماز کی اہمیت کا پتہ اس سے بھی چلتا ہے کہ اللہ عزوجل نے سب احکام اپنے حبیب (ﷺ) کو زمین پر بھیجے اور جب نماز فرض کرنا منظور ہوئی تو حضور کو اپنے پاس عرش عظیم پر بلا کر اسے فرض کیا اور شب اسریٰ یعنی معراج کی شب میں یہ تحفہ دیا۔

سوال نمبر۸۵: نماز کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کا وہ مخصوص اور پاکیزہ طریقہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (ﷺ) کو سکھایا اور نبی (ﷺ) نے امت کو تعلیم فرمایا، نماز کہلاتا ہے۔ نماز کے ذریعے انسان اپنی انتہائی عاجزی کا اظہار اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی بزرگی اور کبریائی کا اقرار کرتا ہے۔ اسی لیے نمازی آدمی خدا کا مقبول بندہ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ نماز کے طور پر دل لگا کر پڑھے۔

سوال نمبر۸۶: نماز پڑھنے کے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے؟

جواب: نماز کے لیے کچھ چیزیں نماز سے پہلے درکار ہیں انھیں شروط نماز (نماز کی شرطیں) کہا جاتا ہے بے ان کے نماز ہی نہیں ہوگی۔ اور کچھ چیزیں درمیان نماز ضروری ہیں۔ انھیں فرائض نماز کہتے ہیں، ان میں سے اگر ایک بھی نہ پائی جائے گی نماز نہ ہوگی۔

سوال نمبر۸۷: شرائط نماز کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: شرائط نماز دو قسم کی ہیں۔ ایک شرائط وجوب، یعنی نماز واجب ہونے کی شرطیں دوسری شرائط صحت، یعنی نماز صحیح ہونے کی شرطیں۔

سوال نمبر۸۸: نماز کے واجب ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب: وجوب نماز کی چار شرطیں ہیں۔ اول اسلام، دوم عقل کا صحیح ہونا سوم بلوغ یعنی بالغ ہونا، چہارم وقت کا پایا جانا، لہٰذا ہر مسلمان پر جبکہ وہ عاقل بالغ ہو اور نماز کا وقت پائے نماز کا ادا کرنا فرض ہے مرد عورت امیر غریب، بادشاہ، رعایا آقا، غلام، پیر، مرید، حاکم، محکوم سب پر اس کی فرضیت یکساں ہے۔

سوال نمبر۸۹: صحت نماز کی کیا شرطیں ہیں؟

جواب: صحت نماز کی چھ شرطیں ہیں۔ طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ وقت، نیت، تکبیر تحریمہ۔

سبق نمبر ۱۳

نماز کی شرط اول (طہارت)

سوال نمبر۹۰: طہارت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: طہارت کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کا بدن، اس کے کپڑے اور وہ جگہ جس پر نماز پڑھنی ہے نجاست سے پاک صاف ہو۔

سوال نمبر۹۱: طہارت کتنی قسم کی ہیں؟

جواب: طہارت کی دو قسمیں ہیں طہارت صغریٰ اور طہارت کبریٰ طہارت صغریٰ وضو ہے اور طہارت کبریٰ غسل اور جن چیزوں سے صرف وضو

لازم آتا ہے انھیں حدث اصغر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہوانہیں حدث اکبر کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر۹۲: نجاست کتنی قسم کی ہوتی ہیں؟

جواب: نجاست کی دوقسمیں ہیں حکمیہ اور حقیقیہ۔

سوال نمبر۹۳: نجاست حکمیہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب: نجاست حکمیہ وہ ہے جونظر نہیں آتی صرف شریعت کے حکم سے اسے ناپاکی کہتے ہیں جیسے بے وضو ہونا، غسل کی حاجت ہونا۔

سوال نمبر۹۴: نجاست حکمیہ سے پاک ہونے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: جہاں وضو کرنا لازم ہو وہاں وضو کرنا اور جہاں غسل کی حاجت ہو وہاں غسل کرنا، نجاستِ حکمیہ سے آدمی کو پاک کردیتا ہے۔

سوال نمبر۹۵: نجاست حقیقیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: نجاست حقیقیہ وہ ناپاک چیز جو کپڑے یا بدن وغیرہ پر لگ جاتی ہے تو ظاہر طور پر معلوم ہوتی ہے جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ۔

سوال نمبر۹۶: نجاست حقیقیہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: نجاست حقیقیہ دو قسم پر ہے، غلیظہ اور خفیفہ۔ نجاست غلیظہ وہ جس کا حکم سخت ہے اور نجاست خفیفہ وہ جس کا حکم ہلکا ہے۔

سوال نمبر۹۷: نجاست غلیظہ کا حکم کیا ہے؟

جواب: نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے بے پاک کیئے نماز ہوگی ہی نہیں اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب کہ بے پاک کیئے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہے یعنی ایسی نماز کا اعادہ (دوبارہ پڑھنا) واجب ہے اور اگر درھم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کیئے نماز پڑھی تو ہوگئی تو خلاف سنت ہوئی اس کا لوٹانا بہتر ہے۔

سوال نمبر۹۸: درھم کی مقدار یہاں کتنی ہے؟

جواب: نجاست اگر گاڑھی ہے تو درھم کا وزن اس جگہ ساڑھے چار ماشے ہے اور اگر پتلی ہو جیسے آدمی کا پیشاب، شراب، تو درھم کی مقدار ہتھیلی کی گہرائی کے برابر ہے یعنی تقریباً یہاں کے روپے کے برابر۔

سوال نمبر۹۹: نجاست خفیفہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عضو میں لگی ہے اگر چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہوجائے گی اگر پوری چوتھائی میں ہو تو اس کا دھونا واجب ہے اور زیادہ ہو تو اس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے دھوئے نماز ہوگی ہی نہیں۔

سوال نمبر۱۰۰: اگر کسی پتلی چیز میں نجاست گر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نجاست اگر کسی پتلی چیز مثلاً پانی یا سرکہ میں گر جائے تو چاہے غلیظہ ہو یا خفیفہ کل ناپاک ہوجائے گی اگرچہ ایک قطرہ گرے۔

سوال نمبر۱۰۱: کون کون سی چیزیں نجاست غلیظ ہیں؟

جواب: آدمی کا پیشاب، پاخانہ، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے، دکھتی آنکھ کا پانی حرام چوپایوں کا پخانہ پیشاب، گھوڑے کی لید اور ہر حلال جانور کا گوبر، مینگنی، مرغی اور ربط کی بیٹ، ہر قسم کی شراب، سور کا گوشت اور ہڈی اور بال، چھپکلی یا گرگٹ کا خون، اور درندے چوپایوں کا لعاب یہ سب نجاست غلیظہ ہیں۔ دودھ پیتے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب اور دودھ پیتے بچے کی قے بھی نجاست غلیظہ ہے اور لوگوں میں مشہور ہے کہ دودھ پیتے بچوں کا پیشاب پاک ہے محض غلط ہے۔

سوال نمبر۱۰۲: نجاست خفیفہ کون کون سی چیزیں ہیں؟

جواب: حلال جانوروں اور گھوڑے کا پیشاب اور حرام پرندوں کی بیٹ نجاست خفیفہ ہے اور نجاست غلیظہ نجاست خفیفہ میں مل جائے تو کل غلیظہ ہے۔

سوال نمبر۱۰۳: بدن یا کپڑا نجس ہو جائے تو پاک کرنے طریقہ کیا ہے؟

جواب: نجاست اگر پتلی ہو تو تین مرتبہ دھو لینے سے پاک ہو جائے گا مگر کپڑے کو تینوں مرتبہ اپنی قوت بھر اس طرح نچوڑنا ضروری ہے کہ اس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے اور پہلی دوسری بار نچوڑ کر ہاتھ بھی دھو لے اور نجاست اگر دل دار ہو جیسے گوبر خون، پاخانہ وغیرہ تو اس کو دور کرنا ضروری ہے۔ گنتی کی کوئی شرط نہیں اگرچہ چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے۔

سبق نمبر ۱۴

وضو کا بیان

سوال نمبر۱۰۴: وضو میں کتنے فرض ہیں؟

جواب: وضو میں چار فرض ہیں (۱) شروع پیشانی سے تھوڑی تک طول میں اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک عرض میں جلد کے ہر حصے کو دھونا یعنی پانی بہانا، تیل کی طرح چپڑ لینے کا نام دھونا نہیں (۲) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا کہ ذرہ برابر بھی کوئی جگہ پانی بہنے سے رہ نہ جائے (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا یعنی تر ہاتھ پھیرنا (۴) ٹخنوں (گٹوں) سمیت دونوں پاؤں کا دھونا۔

سوال نمبر۱۰۵: وضو میں کتنی سنتیں ہیں؟

جواب: وضو میں سولہ سنتیں ہیں:۔ (۱) نیت کرنا (۲) بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرنا (۳) پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین تین بار دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین چلو سے تین بار کلی کرنا (۶) تین بار ناک پانی چڑھانا (۷) داہنے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا (۸) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۹) منہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرنا (۱۰) ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۱۱) جو اعضاً دھونے کے ہیں ان کو تین تین بار دھونا (۱۲) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا (۱۳) کانوں کا مسح کرنا (۱۴) ترتیب سے وضو کرنا (۱۵) داڑھی کے جو بال منہ کے دائرے سے نیچے ہیں ان کا مسح کرنا (۱۶) اعضاً کو اس طرح دھونا کہ پہلے والا عضو سوکھنے نہ پائے دوسرا دھونے لگ جائیں۔

سوال نمبر۱۰۶: وضو میں مستحب کتنے ہیں؟

جواب: وضو میں پندرہ مستحب ہیں۔ (۱) قبلہ رخ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کرنا (۲) مسواک کرنا (۳) پانی بہاتے وقت ہر عضو پر تر ہاتھ پھیر لینا (۴) اپنے ہاتھ سے پانی بھرنا (۵) وضو کرنے میں بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا (۶) وقت سے پہلے وضو کر لینا (۷) انگوٹھی وغیرہ کو حرکت دینا اور اگر تنگ ہو تو حرکت دینا ضروری ہے (۸) اطمینان سے وضو کرنا یعنی ہر عضو دھوتے وقت ہاتھ یہ خیال رکھے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے (۹) مٹی کے برتن سے وضو کرنا (۱۰) دونوں ہاتھ سے منہ دھونا (۱۱) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ اور درود شریف وغیرہ دعائیں پڑھنا (۱۲) گردن کا مسح کرنا (۱۳) اور سورۃ انا انزلنا پڑھنا (۱۴) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑا ہو کر تھوڑا پی لینا (۱۵) بغیر ضرورت بدن کو بالکل خشک نہ کرنا۔

ان کے علاوہ وضو کے مستحبات اور بھی ہیں جن کا بیان بڑی کتابوں میں ہے۔

سوال نمبر۱۰۷: وضو میں کتنی چیزیں مکروہ ہیں؟

جواب: مکروہات وضو سترہ ہیں (۱) وضو کیلئے نجس (ناپاک) جگہ بیٹھنا (۲) مسجد کے اندر وضو کرنا (۳) اعضائے وضو سے لوٹے وغیرہ میں قطرے ٹپکانا (۴) پانی میں تھوکنا، ناک سنکنا اگرچہ دریا یا حوض ہو، (۵) قبلہ کی طرف تھوکنا یا کلی کرنا، (۶) بے ضرورت دنیا کی بات کرنا (۷) زیادہ پانی خرچ کرنا، (۸) اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ سنت ادا نہ ہو (۹) چہرہ پر زور سے پانی مارنا (۱۰) ایک ہاتھ سے منہ دھونا کہ یہ ہندوں کا طریقہ ہے۔ (۱۱) گلے کا مسح کرنا (۱۲) اپنے لیے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کرنا (۱۳) بائیں ہاتھ سے کلی کرنا یا ناک میں پانی ڈالنا (۱۴) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۵) تین نئے پانیوں سے تین بار مسح کرنا (۱۶) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا (۱۷) ہونٹ یا

۔ آنکھیں زور سے بند کر لینا اور کچھ سوکھا رہ گیا تو وضو ہی نہ ہوگا۔

سوال نمبر ۱۰۸: وضو کو توڑنے والی چیزیں کیا ہیں؟

جواب: جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انھیں نواقضِ وضو کہتے ہیں اور وہ یہ ہیں:۔ (۱) پاخانہ پیشاب کرنا یا ان دونوں راستوں سے کسی اور چیز کا نکلنا (۲) ریح یعنی ہوا، مرد یا عورت کے پیچھے سے نکلنا (۳) بدن کے کسی مقام سے خون یا پیپ کا نکل کر بہہ جانا (۴) منہ بھر تے کرنا اور بلغم کی قے وضو نہیں توڑتی جتنی بھی ہو (۵) چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر یا بیٹھ کر ایک کروٹ کو جھکا ہوا اور ایک کہنی پر تکیہ لگا کر یا سہارے سے سو جانا بشرطیکہ سرین زمین پر نہ جمے ہوں اور اونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا (۶) بیماری یا کسی اور وجہ سے بیہوش ہو جانا (۷) مجنون یعنی دیوانہ ہو جانا (۸) رکوع سجدے والی نماز میں قہقہہ مار کر ہنسنا۔

سوال نمبر ۱۰۹: اپنی یا پرائی شرمگاہ دیکھنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں! اور عوام میں جو مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے سے یا اپنا یا پرایا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے محض بے اصل بات ہے، ہاں بلا ضرورت ستر کھلا رکھنا منع ہے اور دوسروں کے سامنے ہو تو حرام۔

سوال نمبر ۱۱۰: آنکھ دکھتے وقت آنکھ سے جو پانی بہتا ہے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: آنکھ دکھتے میں جو آنسو بہتا ہے نجس اور ناقضِ وضو ہے۔ اس سے بہت لوگ غافل ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ایسی حالت میں لوگ کرتے وغیرہ سے آنسو پونچھ لیا کرتے ہیں حالانکہ ایسا کرنے سے کپڑا ناپاک ہو جاتا ہے۔

سبق نمبر ۱۵

غسل کا بیان

سوال نمبر ۱۱۱: غسل میں فرض کتنے ہیں؟

جواب: غسل میں تین فرض ہیں اگر ان میں سے ایک کی بھی کمی ہوئی تو غسل نہ ہوگا (۱) منہ بھر کر کلی کرنا کہ ہونٹ سے حلق کی جڑ تک داڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہ میں اور دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں ہر جگہ پانی بہ جائے (۲) ناک میں پانی چڑھانا تاکہ دونوں نتھنوں کا جہاں تک نرم حصہ ہے دھل جائے، بال برابر جگہ بھی دھلنے سے نہ رہے (۳) تمام ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوں تک جسم کے ہر پرزے ہر رونگٹے پر پانی بہانا۔

سوال نمبر ۱۱۲: غسل کا سنت طریقہ کیا ہے؟

جواب: غسل کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے خواہ نجاست ہو یا نہ ہو۔ پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے پھر نماز کا سا وضو کرے مگر پاؤں نہ دھوئے ہاں اگر چوکی وغیرہ پر یا پکے فرش پر نہائے تو پاؤں بھی دھولے۔ پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چپڑ لے خصوصاً جاڑے میں۔ پھر تین مرتبہ دہنے مونڈھے پر پانی بہائے پھر بائیں مونڈھے تین مرتبہ، پھر سر اور تمام بدن پر تین بار، پھر جائے غسل سے الگ ہو جائے وضو کرنے میں پاؤں نہیں دھوئے تھے تو اب دھولے اور نہانے میں قبلہ رخ نہ ہو۔ تمام بدن پر ہاتھ پھیرے اور ملے اور ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ناف سے گھٹنے تک بدن چھپانا ضروری ہے کسی قسم کا کلام نہ کرے نہ کوئی دعا پڑھے عورتوں کو بیٹھ کر نہانا بہتر ہے نہانے کے فوراً بعد کپڑے پہن لے۔

سوال نمبر ۱۱۳: کیا وضو غسل کے لیے پانی کی کوئی مقدار مقرر ہے؟

جواب: سب کے لیے غسل یا وضو میں پانی کی ایک مقدار مقرر نہیں جیسا کہ مشہور ہے بالکل غلط ہے کہ ایک لمبا چوڑا دوسرا دبلا پتلا ایک کے بدن یا سر پر بڑے بڑے بال دوسرے کا بدن بالکل صاف اور سر منڈا ہوا تو سب کے لیے ایک مقدار کیوں کر ممکن ہے۔

سوال نمبر ۱۱۴: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اسے کیا کہتے ہیں؟

جواب: جس پر نہانا فرض ہو اسے جنب کہتے ہیں اور جس سبب سے نہانا فرض ہو اسے حدث کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر۱۱۵: دریا یا تالاب میں نہانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: اگر بہتے پانی مثلاً دریا یا نہر میں نہاتا ہے تو تھوڑی دیر اس میں رکنے سے غسل کی سب سنتیں ادا ہو گئیں اور مینہ میں کھڑا ہو گیا تو یہ بہتے پانی کے حکم میں آتا ہے تو بدن کو تین بار حرکت دینے یا جگہ بدلنے سے تین بار دھونے کی سنت ادا ہو جائے گی، یہی حال وضو کا ہے یعنی بہتے پانی تھوڑی دیر اس عضو کو رہنے دے اور ٹھہرے ہوئے پانی میں تین بار حرکت دے یا جگہ بدل دے۔

سبق نمبر ۱۶

پانی کا بیان

سوال نمبر۱۱۶: کس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے؟

جواب: مینہ، ندی، نالے، چشمے، سمندر، دریا، نہر، کنوئیں اور برف، اولے کے پانی سے وضو جائز ہے اور جس پانی سے وضو جائز ہے اس سے غسل بھی جائز ہے۔

سوال نمبر۱۱۷: بڑا تالاب یا بڑا حوض کسے کہتے ہیں؟

جواب: دس ہاتھ لمبا، دس ہاتھ چوڑا جو حوض یا تالاب ہو اسے بڑا حوض کہتے ہیں، یونہی بیس ہاتھ لمبا پانچ ہاتھ چوڑا حوض بھی بڑا حوض ہے غرض کل لمبائی چوڑائی سو ہاتھ ہو تو وہ حوض یا تالاب بڑا ہے۔

سوال نمبر۱۱۸: کس پانی سے وضو یا غسل جائز ہے؟

جواب: کسی درخت یا پھل کے نچوڑے ہوئے پانی سے وضو جائز نہیں جیسے کیلے کا پانی گنے کا رس، یونہی وہ پانی جس کا رنگ یا بو یا مزہ کسی پاک چیز کے ملنے سے بدل گیا ہو اور وہ گاڑھا بھی ہو گیا یا پانی میں کوئی چیز مل گئی اور بول چال میں اسے اب پانی نہیں کہتے یا اس میں کوئی چیز ڈال کر پکالی اور اس سے میل کاٹنا بھی مقصود نہیں، یونہی وہ پانی جس میں زعفران یا کوئی پڑیا مل گئی اور وہ پانی کپڑا رنگنے کے قابل ہو گیا تو اس سے بھی وضو جائز نہیں اسی طرح ماء مستعمل (استعمال کیا ہوا پانی) بھی وضو غسل کے لائق نہیں۔

سوال نمبر۱۱۹: ماءِ مستعمل کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو پانی وضو یا غسل کرنے میں بدن سے گرا یا وہ پانی جس میں کسی بے وضو شخص کا ہاتھ یا پورا ناخن بے دھوئے ہوئے پڑ گیا مائع مستعمل کہلاتا ہے یہ پانی پاک ہے مگر اس سے وضو یا غسل جائز نہیں۔

سوال نمبر۱۲۰: کن جانوروں کا جھوٹا پانی ناپاک ہے؟

جواب: سور، کتا، شیر، چیتا، بھیڑیا، ہاتھی گیدڑ، اور دوسرے درندوں (شکاری چوپایوں) کا جھوٹا پانی ناپاک ہے اسی طرح بلی نے چوہا کھایا اور فورا برتن میں منہ ڈال دیا اس میں پانی تھا تو یہ پانی ناپاک ہو گیا اسی طرح شرابی آدمی نے شراب پی کر فورا پانی پیا تو یہ پانی نجس ہو گیا۔

سوال نمبر۱۲۱: کن جانوروں کا جھوٹا پانی مکروہ ہے؟

جواب: اڑنے والے شکاری جانور جیسے شکرا، باز، چیل وغیرہ کا جھوٹا پانی مکروہ ہے ایسے ہی گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی (بشرطیکہ فورا چوہا نہ کھائے ہو) سانپ، چھپکلی کا جھوٹا پانی یونہی غلیظ کھانے والی گائے یا غلیظ پر منہ ڈالنے والی مرغی جو چھوٹی پھرتی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے

سوال نمبر۱۲۲: کس کس کا جھوٹا پانی پاک ہے؟

جواب: آدمی کا جھوٹا اور ان جانوروں کا جھوٹا پانی جن کا گوشت کھایا جاتا ہے چوپائے ہوں یا پرندے پاک ہے یونہی پانی میں رہنے والے جانوروں اور گھوڑے کا جھوٹا پاک ہے۔

سوال نمبر۱۲۳: گدھے اور خچر کا جھوٹا پانی پاک ہے یا ناپاک؟

جواب: گدھے اور خچر کا جھوٹا پانی مشکوک کہلاتا ہے یعنی اس میں شک ہے کہ یہ پانی وضو اور غسل کے قابل ہے یا نہیں، لہٰذا اچھا پانی ہوتے ہوئے اس سے وضو و غسل جائز نہیں اور اگر اچھائی نہ ہو تو اسی سے وضو و غسل کرلے اور پھر تیمم بھی کرلے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

سوال نمبر۱۲۴: مکروہ پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اچھا پانی ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے غسل اور وضو مکروہ ہے اور اگر اچھا پانی موجود نہیں تو کوئی حرج نہیں۔

سوال نمبر۱۲۵: کس کس کا پسینہ یا لعاب ناپاک و مکروہ ہے؟

جواب: جس کا جھوٹا ناپاک اس کا پسینہ اور لعاب بھی ناپاک ہے اور جس کا جھوٹا پاک ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی پاک ہے اور جس کا جھوٹا مکروہ ہے اس کا پسینہ اور لعاب بھی مکروہ ہے اور گدھے اور خچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک ہے چاہے کتنا ہی زیادہ لگا ہو۔

سوال نمبر۱۲۶: بڑے حوض یا تالاب کا پانی کب ناپاک ہو جاتا ہے؟

جواب: ایسے حوض یا تالاب کا پانی بہتے پانی کے حکم میں ہے نجاست پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا ہاں اگر نجاست سے پانی کا رنگ یا مزہ یا بو بدل جائے تو پھر یہ پانی بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔

سبق نمبر ۱۷

کنوئیں کا بیان

سوال نمبر۱۲۷: کنواں کن چیزوں سے ناپاک ہو جاتا ہے؟

جواب: اگر نجاست غلیظہ یا خفیفہ یا کوئی ناپاک چیز کنوئیں میں گر جائے یا آدمی یا کوئی بہتے ہوئے خون والا جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر۱۲۸: اگر کنوئیں میں کوئی جانور گرا اور زندہ نکل آیا تو کنواں پاک رہے گا یا ناپاک ہو جائے گا؟

جواب: سور کے سوا اگر کوئی جانور کنوئیں میں گرا اور زندہ نکل آیا تو اس کی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا جدا حکم ہے مثلاً اس کے جسم پر نجاست لگی ہونا یقینی معلوم نہیں اور پانی میں اس کا منہ بھی نہیں پڑا پانی پاک ہے مگر احتیاطاً بیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور اگر یقین ہے کہ اس جسم پر نجاست تھی تو کنواں ناپاک ہو گیا اور جھوٹے کا ہے وہی حکم پانی کا ہے۔

سوال نمبر۱۲۹: مرا ہوا جانور کنوئیں میں گر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: جانور اگر باہر مرے اور پھر کنوئیں میں گر جائے تب بھی وہی حکم ہے جو کنوئیں میں گر کر مر جانے کا ہے۔

سوال نمبر۱۳۰: کنواں ناپاک ہو جائے تو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: کنواں پاک کرنے کے تین طریقے ہیں:۔

۱۔ کنوئیں میں آدمی بکری، کتا یا اور کوئی دموذی جانور (جس میں بہتا خون ہو، ان کے برابر یا اس سے بڑا گر کر مر جائے یا مرغی یا مرغابی چوہا چھپکلی یا کوئی اور جانور جس میں بہتا ہوا خون ہو کنوئیں میں مر کر پھول جائے یا پھٹ جائے یا چھپکلی، چوہے کی دم کٹ کر کنوئیں میں گر جائے یا کنوئیں میں نجاست یا کوئی ناپاک چیز گر جائے تو ان صورتوں میں کنوئیں کا کل پانی نکالا جائے۔

۲۔ چوہا، چھچھوندر، چڑیا وغیرہ جانور کنوئیں میں گر کر مر جائے تو بیس ڈول پانی نکالنا ضروری ہے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے۔

۳۔ کبوتر، مرغی بلی گر کر مر جائے تو چالیس سے ساٹھ تک ڈول نکالنا چاہیئے۔

سوال نمبر۱۳۱: جوتا یا گیند کوئیں میں گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر جوتے، گیند پر نجاست لگی ہونا یقینی طور پر معلوم ہو تو کنواں ناپاک ہو گیا کل پانی نکالا جائے گا اور کچھ پتہ نہ ہو تو بیس ڈول پانی نکال دیا جائے کنواں پاک ہو جائے گا محض نجس کا خیال کافی نہیں۔

سوال نمبر۱۳۲: پانی کا جانور کنوئیں میں مر جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: پانی کا جانور یعنی وہ جانور جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کنوئیں میں مر جائے یا مرا ہوا گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا اور جس کی پیدائش پانی میں نہ ہو مگر پانی میں رہتا ہو جیسے بطخ اس کے مر جانے سے پانی نجس ہو جائے گا۔

سوال نمبر۱۳۳: کنواں کب پاک مانا جائے گا؟

جواب: ناپاک کنوئیں سے جتنا پانی نکالنے کا حکم ہے جب نکال لیا گیا تو کنواں پاک ہو گیا اور وہ ڈول رسی جس سے پانی نکالا ہے یا کنوئیں کی دیواریں، سب پاک ہو گئیں دھونے کی ضرورت نہیں۔

سوال نمبر۱۳۴: اگر تھوڑا تھوڑا پانی کنوئیں سے نکالیں تو پاک ہوگا یا نہیں؟

جواب: کنوئیں سے جتنا پانی نکالنا ہے اس میں اختیار ہے کہ ایک دم سے اتنا نکالیں یا تھوڑا تھوڑا کر کے دونوں صورت میں کنواں پاک ہو جائے گا۔

سوال نمبر۱۳۵: ڈول سے کتنا بڑا مراد ہے؟

جواب: جس کنوئیں پر جو ڈول پڑا ہو اسی کا اعتبار ہے اس کے چھوٹے بڑے ہونے کا کچھ لحاظ نہیں۔

سوال نمبر۱۳۶: کنوئیں سے مرا ہو جانور نکلا اور معلوم نہیں کہ کب گرا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وقت معلوم نہیں تو جس وقت دیکھا گیا اسی وقت سے کنواں نجس قرار پائے گا اس سے پہلے نہیں اس کے گرنے، مرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی نجس ہے اس کے بعد اگر کسی نے اس سے وضو یا غسل کیا تو نہ ہی وہ وضو ہوا نہ غسل اور اس سے جتنی نمازیں پڑھیں وہ نمازیں نہ ہوئیں۔

سوال نمبر۱۳۷: جس کنوئیں میں پانی ٹوٹتا ہی نہیں وہ کسی طرح پاک ہوگا؟

جواب: جو کنواں ایسا ہو کہ اس کا پانی ٹوٹتا ہی نہیں چاہے کتنا ہی نکالیں اور اس کا کل پانی نکالنا ضروری ہو تو ایسی حالت میں حکم یہ ہے کہ یہ معلوم کر لیں کہ اس میں کتنا پانی ہے وہ سب نکال لیا جائے نکالتے وقت جتنا زیادہ ہوتا گیا اس کا کچھ لحاظ نہیں۔

سبق نمبر ۱۸

استنجے کا بیان

سوال نمبر۱۳۸: استنجاء کسے کہتے ہیں؟

جواب: پاخانہ پیشاب کرنے کے بعد بدن پر جو ناپاکی لگی رہتی ہے اسے پانی یا ڈھیلے وغیرہ سے پاک کرنے کو استنجا کہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۳۹: پیشاب کے بعد استنجا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: پیشاب کرنے کے بعد مٹی کے پاک ڈھیلے سے پیشاب خشک کر لے اور پھر پانی سے دھو ڈالے۔

سوال نمبر۱۴۰: پاخانہ کے بعد استنجے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: پاخانہ کے بعد مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے پاخانے کے مقام کو صاف کرے اور پھر آہستہ آہستہ پانی ڈال کر انگلیوں کے پیٹ سے دھو

ڈالے یہاں تک کہ چکنائی جاتی رہے۔

سوال نمبر ۱۴۱: کیا ڈھیلوں کے بعد پانی سے طہارت ضروری ہے؟

جواب: اگر پاخانہ پیشاب کے مقام کے آس پاس کہ جگہ نجاست نہ لگی ہو تو پانی سے طہارت کرنا مستحب یعنی اچھی بات ہے اور اگر نجاست ادھر ادھر لگ گئی اور ایک درھم سے کم یا برابر لگی ہے تو پانی سے طہارت کر لینا سنت ہے اور اگر وہ جگہ درھم سے زیادہ سن جائے تو دھونا فرض ہے مگر ڈھیلا لینا بھی سنت ہے۔

سوال نمبر ۱۴۲: استنجاء کن چیزوں سے جائز ہے؟

جواب: ڈھیلے، کنکر، پتھر اور پھٹے ہوئے کپڑے سے استنجا کرنا بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ یہ سب پاک ہوں۔

سوال نمبر ۱۴۳: کن چیزوں سے استنجاء مکروہ ہے؟

جواب: ہڈی اور کھانے اور گوبر لید، پکی اینٹ، ٹھیکری، کوئلہ اور جانوروں کے چارے سے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو اگر چہ ایک آدھ پیسہ ہی سہی ان چیزوں سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ کاغذ سے بھی استنجاء کرنا منع ہے۔

سوال نمبر ۱۴۴: کس صورت میں استنجاء کرنا مکروہ ہے؟

جواب: قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے استنجاء کرنا یا ایسی جگہ استنجاء کرنا کہ لوگوں کی نظریں آتے جاتے اس کی شرم گاہ پر پڑنے کا احتمال ہو یہ مکروہ ہے

سوال نمبر ۱۴۵: استنجاء کس ہاتھ سے کرنا چاہیئے؟

جواب: بائیں ہاتھ سے استنجاء کرنا چاہیئے دائیں ہاتھ سے مکروہ ہے۔

سوال نمبر ۱۴۶: کن جگہوں پر پیشاب پاخانہ مکروہ ہے؟

جواب: کنوئیں یا حوض یا چشمے کے کنارے، مسجد اور عیدگاہ کے پہلو میں قبرستان یا راستہ مین جہاں پانی اگر چہ بہتا ہو پھلدار درخت کے نیچے یا سایہ میں، جہاں لوگ ٹھرتے بیٹھتے ہوں یا جس جگہ مویشی بندھتے ہوں یا اس کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا چوہے کے بل اور اس کے سوراخ میں پیشاب کرنا مکروہ ہے یونہی جس جگہ غسل یا وضو کیا جاتا ہو یا سخت زمین پر جس سے چھینٹیں اڑ کر آئیں مکروہ اور منع ہے۔

سوال نمبر ۱۴۷: پاخانہ پیشاب کرتے وقت کیا کیا باتیں مکروہ ہیں؟

جواب: کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے یونہی ننگے سر پیشاب پاخانہ کو جانا یا کلام کرنا قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا یونہی چاند سورج کی طرف منہ پیٹھ کرنا یا ہوا کے رخ پیشاب کرنا مکروہ وممنوع ہے۔

سوال نمبر ۱۴۸: پیشاب پاخانہ کے آداب کیا ہیں؟

جواب: جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زیادہ بدن کھولے دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے (۳) اپنی شرمگاہ کی طرف نظر نہ کرے اور نہ اس نجاست کو دیکھے جو بدن سے نکلی ہے (۴) دیر تک نہ بیٹھے (۵) نہ تھوکے نہ ناک صاف کرے نہ بار بار ادھر ادھر دیکھے نہ بیکار بدن چھوئے نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم کے ساتھ سر جھکائے رہے۔ (۶) جب فارغ ہو جائے تو ڈھیلوں سے صاف کر کے کھڑا ہو جائے اور سیدھے کھڑے ہونے سے پہلے بدن چھپالے (۷) پھر کسی دوسری جگہ بیٹھ کر طہارت کر لے۔

سبق نمبر ۱۹

پیارے نبی(ﷺ) کی پیاری باتیں

رسول مقبول (ﷺ) فرماتے ہیں:۔

۱۔داہنے ہاتھ سے کھاؤ داہنے ہاتھ سے پیو اور داہنے ہاتھ سے لو اور داہنے ہاتھ سے دو کہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا اور لیتا دیتا ہے۔

۲۔تین انگلیوں سے کھاؤ کیونکہ یہ سنت ہے اور پانچوں انگلیوں سے نہ کھاؤ کہ یہ اعراب (گنواروں) کا طریقہ ہے۔

۳۔کھانے کو ٹھنڈا کر لیا کریں کہ گرم کھانے میں برکت نہیں ہے۔

۴۔کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ منہ دھونا محتاجی کو دور کرتا ہے۔

۵۔پانی کو چوس کر پیو (غٹ غٹ بڑے بڑے گھونٹ نہ پیئو) یہ خوشگوار اور زود ہضم ہے (جلد ہضم ہونے والا) اور بیماری سے بچاتا ہے۔

۶۔ٹخنوں سے نیچے تہ بند (وغیرہ کا جو حصہ ہے وہ آگ میں ہے۔

۷۔سونا اور ریشم میری امت کی عورتوں کے لیے حلال ہے اور مردوں پر حرام۔

۸۔اس مرد پر لعنت جو عورت کا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت جو مردوالے کپڑے پہنے۔

۹۔جس کو پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے سب کو سلام کرو۔

۱۰۔جب دو مسلمان مصافحہ کریں اور اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں تو دونوں کی بخشش ہو جائے گی۔

۱۱۔جمائی شیطان کی طرف سے ہے تو جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے دفع کرے جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

۱۲۔جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یرحمک اللہ کہے پھر کہنے والا اس کے جواب میں کہے

هديكم الله ويصلح بالكم______(اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمھارے کام بنائے)

۱۳۔جھوٹ سے منہ کالا ہوتا ہے اور چغلی سے قبر کا عذاب ہے۔

۱۴۔آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ جو چیز کارآمد نہ ہو اس میں نہ پڑے۔

۱۵۔اچھی بات کہنا خاموشی سے بہتر ہے اور بری بات بولنے سے چپ رہنا بہتر۔

۱۶۔حسد ایمان کو ایسا بگاڑتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو بگاڑتا ہے۔

۱۷۔مومن کے لیے حلال نہیں کہ مومن کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔

۱۸۔پروردگار کی خوشی باپ کی خوشی میں ہے اور اس کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔

۱۹۔ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

۲۰۔جہاں کہیں رہو خدا سے ڈرتے رہو اور برائی ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو یہ نیکی اسے مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ پیش آؤ۔

۲۱۔ایمان میں زیادہ کامل وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہوں۔

سبق نمبر ۲۰

اچھی اچھی دعائیں

۱۔جب پاخانہ پیشاب کو جاؤ تو مستحب یہ ہے کہ پاخانہ سے باہر یہ دعا پڑھے :

اللهم انی اعوذبک من الخبث والخبائث

"الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں پلیدی اور شیطانوں سے"

پھر بایاں قدم پہلے داخل کریں۔

۲۔اور نکلتے وقت پہلے داہنا پاؤں باہر نکالے اور نکل کر یہ دعا پڑھے:

الحمد لله الذی اذهب عنی الاذی وعافانی

"حمد ہے اللہ کے لیے جس نے مجھے اذیت و تکلیف کی چیز مجھ سے دور کی اور مجھے عافیت دی"

۳۔اور طہارت خانہ میں یہ دعا پڑھ کر جائے:

بسم الله العظيم وبحمده على دين الاسلام اللهم اجعلني من التوابئين

واجعلني من المتظهين الذين لاخوف عليهم ولاهم يحزنون ط

"اللہ کے نام سے جو بہت بڑا ہے اور اسی کی حمد ہے خدا کا شکر ہے کہ میں دین اسلام پر ہوں اے اللہ تو مجھے

توبہ کرنیوالوں اور پاک کرنے والوں میں سے کردے جنھیں نہ کوئی خوف اب ہے اور نہ وہ غم کریں گے"

۴۔طہارت خانہ سے باہر آکر یہ دعا پڑھے:

الحمد لله الذى جعل الماء طهورا والاسلام نورا وقائدوادليالاانى

الله و الى جنات النعيم اللهم حسن فرضه واللهم..............

"حمد ہے اللہ کے لیے جس نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور اسلام کو نور اور خدا تک پہنچانے والا اور جنت

کا راستہ بتانے والا یا الٰہی تو میری شرمگاہ کو محفوظ رکھ اور میرے دل کو پاک کر اور میرے گناہ دور کر"

واخر دعوانا ان الحمدلله رب العالمين وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه

سيدنا محمد واله واصحابه اجمعين برحمتك ياارحم الرحمين

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی المارهری عفی عنهٗ

حصہ سوم

پہلا باب

اسلامی عقیدے

سبق نمبر ۱

حمد باری

یا رب تو ہے سب کا مولا
سب سے اعلیٰ سب سے اولیٰ
تیری ثنا ہو کس کی زباں سے
لائے بشر یہ بات کہاں سے
تیری اک اک بات نرالی
بات نرالی ذات نرالی
تو ہی دے اور تو ہی دلائے
تیرے دیئے سے عالم پائے
تو ہی اول تو ہی آخر
تو ہی باطن تو ہی ظاہر
تجھ سے بھاگ کر جانا کیسا
کوئی اور ٹھکانا کیسا؟
کوئی تیرا کیا بھید بتائے
تو وہ نہیں جو فہم میں آئے
تجھ پہ ذرہ ذرہ ظاہر
نیت ظاہر ارادہ ظاہر
کوئی نہ تھا جب بھی تھا تو ہی
تیرے در سے جو بھاگ کے جائیں
ہر پھر تیرے ہی در پر آئیں
آٹھ پہر ہے لنگر جاری
سب ہیں تیرے در کے بھکاری

(حسن رضا بریلوی)

سبق نمبر ۲

توحید

سوال نمبر۱: اسلام کے بنیادی عقائد کتنے ہیں؟

جواب: اسلام کے بنیادی عقیدے تین ہیں توحید، رسالت اور معاد یعنی قیامت باقی اعتقادی باتیں انھیں کے اندر آجاتی ہیں۔

سوال نمبر۲: توحید کے کیا معنی ہیں؟

جواب: دل سے تصدیق (ماننا) اور زبان سے اس امر کا اقرار کرنا کہ ہماری اور تمام عالم کی پیدا کرنیوالی ایک ذات ہے اور وہ اللہ رب العزت ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ حکومت میں نہ عبادت میں۔

سوال نمبر۳: اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے پر کیا دلیل ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کا موجود ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے۔اس کی ہستی کا یقین ہر شخص کی فطرت میں داخل ہے۔خصوصاً مصیبتوں میں بیماریوں میں موت کے قریب، اکثر یہ فطرت اصلیہ ظاہر ہو جاتی ہیں اور بڑے بڑے منکرین بھی خدا ہی کی طرف رجوع کرنے لگتے ہیں اور ان کی زبانوں پر بھی بے ساختہ خدا کا نام آ ہی جاتا ہے۔

سوال نمبر۴: دنیا کی کن چیزوں سے خدا کی ہستی کا پتہ چلتا ہے؟

جواب: تھوڑی سی عقل والا انسان بھی دنیا کی تمام چیزوں پر نظر کر کے یقین کر لے گا کہ بے شک یہ آسمان و زمین، ستارے اور سیارے، انسان و حیوان اور تمام مخلوق کسی نہ کسی کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئے ہیں آخر کوئی ہستی تو ہے جس نے ان کو پیدا کیا اور جس طرح چاہتا ہے ان میں تصرف کرتا ہے جب کسی تخت یا کرسی وغیرہ بنی ہوئی چیزوں کو دیکھتے ہیں تو فوراً سمجھ لیتے ہیں کہ ان کو کسی نہ کسی کاریگر نے بنایا ہے۔اگر چہ ہم نے اپنی آنکھ سے بناتے نہ دیکھا ایک عرب کے بدو نے خوب کہا کہ اونٹ کی مینگنی دیکھ کر اونٹ کا یقین ہو جاتا ہے اور نقش قدم دیکھ کر چلنے والے کا ثبوت ملتا ہے تو پھر ان برجوں والے آسمان اور کشادہ راستہ والی زمین کو دیکھ کر اللہ کے صانع علم ہونے کا یقین کیونکر نہ ہوگا؟ فی الواقع آسمان و زمین کی پیدائش رات دن کا اختلاف، ستاروں کا خاص نظام ان کی مخصوص گردش اس بات کی کھلی ہوئی دلیلیں ہیں کہ ان کا کوئی پیدا کرنے والا ضرور ہے جو بڑی زبردست قوت وقدرت والا اور بہت بڑا حکیم اور بااختیار ہے جس کے قبضۂ قدرت والا اور بہت بڑا حکیم اور بااختیار ہے جس کے قبضہ قدرت سے یہ چیزیں نکل نہیں سکتیں۔

سوال نمبر۵: توحید کے ثبوت میں کونسی دلیل ہے؟

جواب: خداوند تعالیٰ کی وحدانیت کے ثبوت ایک تو عقلی ہیں یعنی انسانی عقل بشرطیکہ عقل صحیح ہو خدائے تعالیٰ کے ایک ہونے کا یقین رکھتی ہے اور اسی لیے دنیا کے بڑے بڑے حکماء اور فلسفی خدائے تعالیٰ کی توحید کے قائل ہیں دوسرے وہ ہیں جن کو قرآن کریم نے بتایا ہے۔

سوال نمبر۶: توحید الٰہی پر قرآنی دلیل کیا ہے؟

جواب: قرآن کریم کی متعدد آیات کریم خدائے تعالیٰ کی وحدانیت کا سبق دیتی ہیں مثلاً:۔

۱ . والھکم الہ واحد لاالہ الا ھو الرحمن الرحیم

''اور تمھارا خدا ایک خدا ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں بے انتہا کرم کرنے والا بار بار رحم فرمانے والا۔''

۲ . شھداللہ انہ لاالہ الا ھو ط الملئکۃ واولوا العلم قآئما بالقسط ط

''اللہ کی گواہی ہے کہ بجز اس کے کہ کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہل علم بھی اس کے گواہ ہیں اور عدل سے انتظام رکھنے ولا ہے۔''

۳. لو کان فیھما الھۃ الااللہ لفسدتا

''اگر زمین و آسمان میں اللہ کے سوا بھی خدا ہوتے تو یہ دونوں برباد ہو جاتے۔''

۴ . اذالذھب کل الہ بما خلق ولعلی بعضھم علی بعض ط سبحان اللہ عما یسفون

(بالفرض اگر کئی خدا ہوتے) تب تو ہر ایک خدا اپنی مخلوق کو لے کر چل دیتا۔اور ہر ایک خدا دوسرے پر چڑھ دوڑتا پاک ہے اللہ اس سے جو یہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر۷: توحید کے کتنے مرتبے ہیں؟

جواب: توحید کے چار مرتبے ہیں:

۱۔اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو واجب الوجود نہ سمجھنا۔

۲۔تمام روحانی اور مادی عالم کا خالق سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہ جاننا۔

۳۔آسمان اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزوں میں تمام تدبیر اور تصرف کو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے ساتھ مخصوص سمجھنا۔

۴۔اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو مستحق عبادت نہ سمجھنا۔

سوال نمبر۸: واجب الوجود کے کیا معنی ہیں؟

جواب: واجب الوجود ایسی ذات کو کہتے ہیں جس کا وجود ضروری اور عدم محال ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، جس کو کبھی فنا نہیں کسی نے اس کو پیدا نہیں کیا بلکہ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے جو خود اپنے آپ سے موجود ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

سوال نمبر۹: قدیم کسے کہتے ہیں؟

جواب: قدیم وہ جو ہمیشہ سے ہے اور ازلی کے بھی یہی معنی ہیں۔

سوال نمبر۱۰: باقی کے معنی کیا ہیں؟

جواب: باقی وہ جو ہمیشہ رہے گا اور اسی کو ابدی بھی کہتے ہیں اور یہ تمام صفات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے ثابت ہیں۔

سوال نمبر۱۱: خدائے تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کیا چیزیں قدیم ہیں؟

جواب: جس طرح اس کی ذات قدیم اور ابدی ہے اس کی صفات بھی قدیم ازلی ابدی ہیں اور ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں جو عالم میں سے کسی چیز کو قدیم مانے یا اس کے حارث ہونے میں شک کرے وہ کافر و مشرک ہے جیسے۔۔۔۔۔۔کہ وہ روح اور مادہ کو قدیم جانتے ہیں یقیناً مشرک ہیں۔

سوال نمبر۱۲: حادث کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو پہلے نہ وہ پھر کسی کے پیدا کرنے سے ہو وہ حادث ہے اسی کو ممکن بھی کہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۳: اللہ تعالیٰ کا ذاتی اور صفاتی نام کیا ہے؟

جواب: خدائے تعالیٰ کا ذاتی نام اللہ ہے اس کو اسم ذات بھی کہتے ہیں اور لفظ اللہ کے سوا نام جو اس کی صفت کو ظاہر کرے اسے صفاتی نام یا اسمائے صفات کہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۴: خدائے تعالیٰ کے کتنے نام ہیں؟

جواب: اس کے نام بے شمار ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام جس کسی نے یاد کر لیے وہ جنتی ہوا۔

سوال نمبر۱۵: ان ناموں کے علاوہ اور نام بولے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ان ناموں کے لیے ایسا نام مقرر کرنا جو قرآن وحدیث میں نہ آیا ہو جائز نہیں جیسے کہ خدا کو سخی یا رفیق کہنا اسی طرح دوسری قوموں میں جو اس کے نام مقرر ہیں اور خراب معنی رکھتے ہیں یہ بھی اس کے لیے مقرر کرنا ناجائز ہے، جیسے کہ خدا کو رام یا پرماتما کہنا۔

سوال نمبر۱۶: خدا کے نام کے کے ساتھ کسی اور کا نام رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے بعض نام جو مخلوق پر بولے جاتے ہیں ان کے ساتھ نام رکھنا جائز ہے، جیسے علی رشید کبیر، کیونکہ بندوں کے ناموں میں وہ معنی مراد نہیں ہوتے جو اللہ تعال کے لیے ثابت ہیں مگر ایسے ناموں کو بگاڑنا سخت منع ہے۔

سبق نمبر ۳

ملائکہ

سوال نمبر ۱۷: ملائکہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: ملائکہ جمع ہے ملک کی اور ملک فرشتے کو کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۸: فرشتے کون ہیں؟

جواب: فرشتے اجسام نوری ہیں جو خدائے تعالیٰ کے احکام کے پورے پورے مطیع وفرمانبردار ہیں اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے مقرب ہیں۔

سوال نمبر ۱۹: کیا فرشتوں کی کوئی خاص صورت ہوتی ہے؟

جواب: نہیں فرشتوں کی کوئی خاص صورت نہیں، صورت اور بدن ان کے حق میں ایسا ہے کہ جیسے ہمارے لیے ہمارا لباس، اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں اختیار کرلیں۔ ہاں قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے بازو ہیں اس پر ہمیں ایمان رکھنا چاہیئے۔

سوال نمبر ۲۰: ملائکہ میں کون سب سے افضل و مقرب ہیں؟

جواب: حضرت جبرائیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام تمام ملائکہ سے افضل و مقرب ہیں۔

سوال نمبر ۲۱: ان چاروں مقرب فرشتوں کے بعد کس کا مرتبہ ہے؟

جواب: ان چاروں کے بعد حاملان عرش کا مرتبہ ہے، پھر عرش معلےٰ کے طواف کرنے والوں کا، پھر ملائکہ کرسی کا، ان کے بعد ساتوں آسمانوں کے ملائکہ کا درجہ بدرجہ مرتبہ ہے۔ ان کے بعد وہ فرشتے ہیں جو ابرو ہوا پر مامور ہیں بادل چلاتے اور پانی لاتے ہیں ان کے بعد ان فرشتوں کا مرتبہ ہے جو پہاڑوں اور دریاؤں پر مؤکل ہیں اور ان کے بعد اور دوسرے فرشتے ہیں۔

سوال نمبر ۲۲: بشر افضل ہے یا فرشتے؟

جواب: عامہ بشر افضل ہے عامۂ ملائک سے اور فرشتوں میں جو رسول ہیں وہ عام بشر سے افضل ہیں اور بشر کے رسول افضل ہیں فرشتوں کے رسول سے۔

سوال نمبر ۲۳: جن کس کو کہتے ہیں؟

جواب: جن ایک قسم کی مخلوق جو آگ سے پیدا کی گی ہے یہ قوم انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح و اجسام (روح و جسم) والی ہے ان میں توالد و تناسل بھی ہوتا ہے (یعنی ان کی نسل چلتی ہے) اور کھاتے پیتے جیتے مرتے بھی ہیں۔ ان کی عمریں بہت ہوتی ہیں۔

سوال نمبر ۲۴: جنوں کی صورت کیسی ہوتی ہے؟

جواب: جنوں میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ان میں کسی کسی کے پر بھی ہوتے ہیں اور وہ ہوا میں اڑتے پھرتے ہیں اور بعضے سانپوں اور کتوں کی شکل میں گشت لگاتے پھرتے ہیں اور بعضے انسانوں کی طرح رہتے سہتے ہیں لیکن ان کی رہائش گاہ بیابان یا ویران مکان و جنگل اور پہاڑ ہیں۔

سوال نمبر ۲۶: ابلیس کون ہے؟

جواب: شریر جنوں کو شیطان کہتے ہیں۔ ان تمام شیطانوں کا سر کردہ ابلیس ہے یہ بہت بڑا عابد، زاہد تھا یہاں تک کہ گروہ ملائکہ میں اس کا شمار ہوتا تھا مگر جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو اس نے غرور میں آ کر سجدہ کرنے سے انکار کردیا جس کی وجہ سے وہ راندہ بارگاہ الٰہی ہوا اور ہمیشہ کے لیے مردود کیا گیا اس کی ذریت (اولاد) بھی ہے اور وہ بھی اس کی طرح مردود یہ سب شیطان ہیں اور انسان کو بہکانا ان کا کام ہے۔

سبق نمبر ٤

کتب سماوی

سوال نمبر۲۶: کتب سماوی کسے کہتے ہیں؟

جواب: کتب سماوی کا مطلب ہے آسمانی کتابیں یعنی وہ صحیفے اور کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی رہنمائی کے لیے نبیوں پر اتاریں یہ سب کلام اللہ ہیں اور حق، ان میں جو کچھ ارشاد ہوا، ان پر ایمان ضروری ہے۔

سوال نمبر۲۷: ان چار کتابوں میں سب سے افضل کون سی کتاب ہے؟

جواب: چار کتابیں بہت مشہور ہیں، توریت، انجیل، زبور اور قرآن کریم ان میں قرآن کریم سب سے افضل کتاب ہے۔

سوال نمبر۲۸: یہ چاروں کتابیں کس زبان میں نازل ہوئیں؟

جواب: توریت اور زبور عبرانی زبان میں، انجیل سریانی زبان میں اور قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا۔

سوال نمبر۲۹: جب یہ کتابیں سب کلام اللہ ہیں تو قرآن کریم کے افضل ہونے کے لیے کیا معنی ہوئے؟

جواب: کلام الٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زیادہ ہے۔

سوال نمبر۳۰: تورات و انجیل وغیرہ دوسری کتابوں پر ہم عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نہیں اس لیے کہ اول تو یہود و نصاریٰ نے ان میں تحریفیں کر دیں یعنی اپنی خواہش سے گھٹا بڑھا دیا اس لیے یہ کتابیں جیسی نازل ہوئی تھیں ویسی ملتی ہی نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کریم نے اگلی کتابوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیئے لہٰذا ہم اگر یہ فرض بھی کر لیں کہ صحیح تورات و انجیل اس وقت بھی موجود ہیں تو بھی ان کتابوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ قرآن کریم میں وہ سب کچھ ہے جس کی حاجت بنی آدم کو ہوتی ہے۔

سوال نمبر۳۱: منسوخ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: نسخ کا مطلب یہ ہے کہ بعض احکام کسی خاص وقت کے لیے ہوتے ہیں مگر یہ ظاہر نہیں کیا جاتا کہ یہ حکم فلاں وقت تک کے لیے ہے جب یہ میعاد پوری ہو جاتی ہے تو دوسرا حکم نازل ہو جاتا ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلا حکم اٹھا دیا گیا اور در حقیقت دیکھا جائے تو اس کے وقت کا ختم ہونا بتایا گیا، پہلے حکم کو منسوخ اور دوسرے کو ناسخ کہتے ہیں۔

سوال نمبر۳۲: اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو حکم منسوخ کیا گیا وہ باطل نہیں ہوتا اور جو اسے باطل کہے وہ کون ہے؟

جواب: منسوخ کے معنی بعض لوگ باطل کہتے ہیں یہ سب سخت بات ہے احکام خداوندی کے معنی لوگ باطل ہونا کہتے ہیں۔ یہ سب سخت بات ہے احکام خداوندی سب حق ہیں، وہاں باطل کی رسائی کہاں۔

سوال نمبر۳۳: جس ترتیب پر آج قرآن موجود کیا ایسا ہی نازل ہوا تھا؟

جواب: نزول وحی کے وقت یہ ترتیب نہ تھی جو آج ہے۔ قرآن مجید تیئس برس کی مدت میں تھوڑا تھوڑا حسب حاجت نازل ہوا جس حکم کی حاجت ہوتی اسی کے مطابق سورت یا کوئی آیت نازل ہو جاتی،

سوال نمبر۳۴: پھر قرآن کریم کی ترتیب کس طرح عمل میں آئی؟

جواب: قرآن عظیم متفرق آیتیں ہو کر اترا کسی سورت کی کچھ آیتیں اتریں پھر دوسری سورت کی آیتیں آتیں، پھر پہلی سورت کی آیتیں نازل ہوئیں جبریل علیہ السلام اس کا مقام بھی بتا دیتے اور حضور (ﷺ) ہر بار ارشاد فرماتے کہ یہ آیات فلاں سورت کی ہیں فلاں آیت کے بعد فلاں آیت سے پہلے رکھی جائیں۔ اس طرح قرآن عظیم کی سورتیں اپنی اپنی آیتوں کے ساتھ جمع ہو جائیں اور خود حضور (ﷺ) اسی

ترتیب سے اسے نمازوں، تلاوتوں میں پڑھتے پھر حضور سے سن کر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم یاد کر لیتے۔ غرض قرآن عظیم کی ترتیب اللہ
تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام کے بیان کے مطابق اور لوح محفوظ کی ترتیب کے موافق خود حضور (ﷺ) کے زمانہ اقدس میں واقع
ہوئی تھی۔

سوال نمبر ۳۵: مکی سورتوں اور مدنی سورتوں کا کیا مطلب ہے؟

جواب: وہ سورتیں جو مکہ معظمہ میں اور اس کے اطراف میں نازل ہوئیں ان کو مکی کہتے ہیں اور جو مدینہ منورہ اور اس کے قریب وجوار میں نازل
ہوئیں ان کو مدنی کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۳۶: مکی اور مدنی سورتوں کے مضمون میں کیا فرق ہے؟

جواب: باعتبار مضامین کے مکی اور مدنی سورتوں میں یہ فرق پایا جاتا ہے کہ مکی سورتوں میں عموماً اصولی عقائد یعنی توحید ورسالت اور حشر نشر کا بیان
ہے اور مدنی سورتوں میں اعمال کا ذکر ہے مثلاً وہ احکام جب سے اخلاق درست ہوں اور مخلوق کیساتھ زندگی بسر کرنے کا طریقہ معلوم ہو
مدنی سورتوں میں بیان کیئے گئے ہیں۔

سبق نمبر ۵

انبیأ و مر سلین علیہم السلام

سوال نمبر ۳۷: وہ کیا باتیں ہیں جو کسی نبی میں نہیں ہوتیں؟

جواب: وہ چھ باتیں ہیں ولد الزنا ہونا، بدصورتی، بے عقلی، بزدلی، پست ہمتی، نامردی۔

سوال نمبر ۳۸: نبی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: نبی کی فطرت بہت ہی سلیم ہوتی ہے اور سلامت روی اس کا ایک ذاتی خاصہ ہوتا ہے اسی لیے جو باتیں خدا کو ناپسند ہوتی ہیں اس سے نبی کو
نفرت ہوتی ہے اور اگر کوئی موقع پیغمبر کو ایسا پیش آجاتا ہے جو عام لوگوں کی لغزش کا مقام ہوتا ہے تو وہاں خدائی قدرت کسی نہ کسی صورت
میں ظاہر ہو کر سے اسے بچالیتی ہے لہٰذا پیغمبر سے گناہ کبیرہ کا صادر ہونا ناممکن ومحال ہے بلکہ ایسے افعال بھی ان سے سرزد نہیں ہوتے جو
وجاہت اور مروت کے خلاف ہیں یا جو خلق کے لیے باعث نفرت ہوں۔

سوال نمبر ۳۹: نبی سے گناہ صادر ہونا ممکن ہے یا نہیں؟

جواب: نبی کے قصد وارادہ سے گناہ صغیرہ کا صادر ہونا بھی ممکن نہیں ہے خواہ قبل نبوت ہو یا بعد نبوت۔ ہاں بھول چوک سے کوئی ایسا امر صادر
ہو جائے تو اور بات ہے کہ تو بشر ہیں مگر تبلیغی امور میں یہ بھی ممکن نہیں۔

سوال نمبر ۴۰: انبیأ کرام کی لغزش کا ذکر کرنا جائز ہے یا نہیں؟

سوال نمبر۴۱: نبی سے نبوت کا زوال جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں، کوئی بھی نبی کسی وقت میں نبوت کے منصب سے معزول نہیں ہوتا۔ یہ منصب عظیم محض خدا کا عطیہ ہے اور وہ اسی کو دیتا ہے جسے اس کے قابل پاتا ہے تو جو شخص نبی سے نبوت کا زوال جانے کافر ہے اس لیے اس سے خدا کی ذات پر بٹہ لگتا ہے۔

سوال نمبر۴۲: کون کون سے نبی زندہ ہیں؟

جواب: یوں تو ہر نبی زندہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو خراب کرے۔'' تو اللہ تعالیٰ کے نبی زندہ ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں ان پر ایک آن کو محض قرآنی وعدہ کی تصدیق کے لیے موت طاری ہوتی ہے اس کے بعد پھر ان کو حقیقی دنیاوی زندگی عطا ہوتی ہے مگر چار نبی ایسے زندہ ہیں کہ ابھی انھوں نے موت کا ذائقہ چکھا بھی نہیں ہے ان چاروں میں سے دو آسمانوں پر ہیں اور دو زمین پر۔ حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہم السلام زمین پر ہیں اور حضرت ادریس و حضرت عیسیٰ علیہم السلام آسمان پر ہیں پھر ان پر بھی موت طاری ہوگی۔

سبق نمبر ٦

خاتم النبین (ﷺ)

سوال۴۳: خاتم النبین کے کیا معنی ہیں؟

جواب: خاتم النبین یا ختم المرسلین کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور (ﷺ) پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا حضور کے زمانہ میں یا بعد میں کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا آپ کی ذات پاک پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔

سوال۴۴: ہمارے نبی (ﷺ) کی نبوت عام ہے یا خاص؟

جواب: حضور (ﷺ) کی نبوت و رسالت سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے روز قیامت تک تمام مخلوقات کو عام ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی رسالت تمام جن و انسان اور فرشتوں کو شامل ہے بلکہ تمام حیوانات، جمادات، نباتات آپ کے دائرہ میں داخل ہیں تو جس طرح انسان کے ذمہ حضور کی اطاعت فرض ہے یونہی ہر مخلوق پر حضور اقدس (ﷺ) کی فرمانبرداری ضروری ہے اور یہ سب حضور کی امت ہیں۔

سوال۴۵: کیا انبیاء و مرسلین بھی حضور (ﷺ) کی امت ہیں؟

جواب: جب حضور (ﷺ) بادشاہ زمین و آسمان ہیں اور خدا کی ساری مخلوق کے لیے نبی و رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں تو تمام نبیوں اور رسولوں کے بھی آپ رسول ہوئے اور جب حضور ان کے رسول ہوئے تو یہ حضرات آپ ہی حضور (ﷺ) کے امتی ٹھہرے۔

سوال۴۶: اللہ تعالیٰ نے حضور (ﷺ) کو کتنے قسم کے اوصاف دیئے؟

جواب: حضور (ﷺ) کے بعض خصائص یہ ہیں:۔

۱۔ سب سے پہلے جس کو نبوت ملی وہ آپ ہیں۔

۲۔ قیامت کے روز جو سب سے پہلے قبر سے اٹھے گا وہ آپ ہی ہوں گے۔

۳۔ قیامت کا دروازہ جو سب سے پہلے کھولے گا وہ آپ ہی ہونگے۔

۴۔ شفاعت کی اجازت سب سے پہلے آپ ہی کو دی جائے گی۔

۵۔ حضور (ﷺ) کو ایک جھنڈا مرحمت ہوگا جس کو لوائے الحمد کہتے ہیں تمام مومنین حضرت آدم علیہ السلام سے آخر تک سب اسی کے نیچے ہوں گے۔

٦۔ حضور کے لیے ساری زمین، پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری۔

۷۔ حضور ہی کے لیے مال غنیمت حلال کیا گیا۔

۸۔ حضور ہی پیشوائے مرسلین اور خاتم النبین ہیں۔

۹۔روز محشر حضور اقدس (ﷺ) آگے ہوں اور ساری مخلوق پیچھے پیچھے۔

۱۰۔پل صراط سے سب سے پہلے حضور اپنی امت کو لے کر گزر فرمائیں گے۔

۱۱۔اورانبیاؑ کسی ایک قوم کی طرف بھیجے گئے اور حضور اقدس تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔

۱۲۔حضور اقدس (ﷺ) کو اللہ عزوجل مقام محمود عطا فرمائے گا کہ تمام اولین وآخرین (اگلے پچھلے) حضور کی حمد وستائش کریں گے،

۱۳۔آپ کو جسم کے ساتھ معراج ہوئی۔

۱۴۔اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے کا وعدہ لیا۔

۱۵۔آپ کو حبیب اللہ کا خطاب ملاتمام جہاں اللہ کی رضا چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ آپ کی رضا کا طالب ہے۔سبحان اللہ!

ان کے علاوہ حضور (ﷺ) کے خصائص اور بھی ہیں جن کا بیان سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔

سوال ۴۸: حضور (ﷺ) عرب کے کس خاندان سے ہیں؟

جواب: حضور (ﷺ) خاندان قریش سے ہیں۔ یہ خاندان عرب میں ہمیشہ سے ممتاز ومعزز چلا آتا تھا عرب کے تمام قبیلے اور خاندان اس خاندان کو اپنا سردار مانتے تھے اسی خاندان قریش کی ایک شاخ بنی ہاشم تھی جو قریش کی دوسری تمام شاخوں سے زیادہ عزت رکھتی تھی حضور (ﷺ) خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو برگزیدہ بنایا اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ بنایا یا جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں دنیا کے مشرق ومغرب میں پھرا مگر بنی ہاشم سے افضل کوئی خاندان نہیں دیکھا۔حضور کو ہاشمی اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ آپ بنی ہاشم میں سے ہیں۔

سوال ۴۹: ہاشم کون تھے جن کی اولاد بنی ہاشم کہلاتی ہے؟

جواب: حضور کے پردادا کا نام ہاشم تھا اور یہ بیٹے عبد مناف کے، ہاشم کا اصلی نام عمرو تھا یہ نہایت مہمان نواز تھے ان کا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا تھا ایک مرتبہ قحط کے زمانے میں یہ ملک شام سے خشک روٹیاں خرید کر مکہ میں لائے اور اور روٹیوں کا چورہ کر کے اونٹ کے شوربے میں ڈال کر لوگوں کو پیٹ بھر کر کھلایا اس دن سے ان کو ہاشم (روٹیوں کا چورہ کرنے والا) کہنے لگے۔ ہاشم کی پیشانی میں نور محمدی (ﷺ) چمکتا تھا اسی لیے لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔

سوال ۵۰: حضرت عبدالمطلب کون تھے؟

جواب: حضرت عبدالمطلب حضور (ﷺ) کے دادا تھے رسول اللہ (ﷺ) کا نور ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان کے جسم سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی جب قریش کو کوئی حادثہ پیش آتا تو ان کے وسیلہ سے دعا مانگتے اور وہ دعا قبول ہوتی تھی۔ آپ نے ایک مرتبہ یہ دعا مانگی تھی کہ اگر میں اپنے سامنے دس بیٹوں کو جوان دیکھ لوں تو ان میں سے ایک کو خدا کی راہ میں قربان کروں گا جب مراد برآئی تو نذر پوری کرنے کے لیے آپ دسوں بیٹوں کو لے کر خانہ کعبہ میں آئے اور یہ تجویز پایا کہ ان دسوں کے نام پر قرعہ ڈالا جائے جس کے نام قرعہ نکلے اس کو قربان کر دیا جائے اتفاق سے عبداللہ کا نام نکلا جو ہمارے حضور کے والد اور عبدالمطلب کو سب بیٹوں سے پیارے تھے لیکن قریش کو آپ کا قربان ہونا پسند نہ آیا، آخر کار عبداللہ اور دس ۱۰ اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا مگر قرعہ عبداللہ ہی کے نام پر نکلا، پھر دس اونٹ بڑھا دیے گئے مگر نتیجہ وہی نکلا آخر کار بڑھاتے بڑھاتے سو اونٹوں پر نکلا۔ چنانچہ عبدالمطلب نے سو اونٹ قربان کیئے اور عبداللہ بچ گئے اسی واسطے حضور (ﷺ) نے فرمایا **انا ابن الذبیحین** میں دو ذبیح (اسماعیل اور عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

سوال ۵۱: اہل عرب حضور (ﷺ) کو کیسا سمجھتے تھے؟

جواب: رسول اللہ (ﷺ) نے اگر چہ اپنی نبوت کو ظاہر نہ کیا تھا لیکن آپ کی دیانت وامانت پر تمام اہل مکہ کو اعتبار تھا اور ہر ایک آپ کے پاکیزہ اخلاق اور پاک زندگی کا مدح خواں تھا لوگوں میں آپ امین کے نام سے مشہور تھے۔

خانۂ کعبہ کی تعمیر کے وقت جب حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو قبیلوں میں سخت جھگڑا پیدا ہوا۔ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ ہم ہی حجر اسود کو اٹھا کر اس کی جگہ نصب کریں آخر کار چار دن کی کشمکش کے بعد طے یہ ہوا کہ کل صبح جو شخص اس مسجد میں داخل ہو اس پر فیصلہ چھوڑا جائے دوسرے روز سب سے پہلے داخل ہونے والے ہمارے آقائے نامدار (ﷺ) تھے دیکھتے ہی سب پکار اٹھے "یہ امین ہیں ہم ان پر راضی ہیں" چنانچہ آپ نے ایک چادر بچھا کر اس میں حجر اسود

رکھا۔ پھر فرمایا کہ ہر طرف والے ایک ایک سردار انتخاب کر لیں اور وہ چاروں سردار چادر کے چاروں کونے تھام کر اوپر اٹھائیں اس طرح جب وہ چادر اوپر پہنچ گئی تو حضرت نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود اٹھا کر دیوار میں نصب کر دیا اور وہ سب خوش ہو گئے اس وقت عمر مبارک پینتیس سال تھی۔

اللھم صل وسلم وبارک علیه واله ابدا

سبق نمبر ۷

نعت شریف

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی (ﷺ)	سب سے بالا والا ہمارا نبی (ﷺ)
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی (ﷺ)	دونوں عالم کا دولھا ہمارا نبی (ﷺ)
ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو	لیکن حسن والا ہمارا نبی (ﷺ)
جیسے سب کا خدا ایک ہے ویسے ہی	ان کا ان کا تمھارا ہمارا نبی (ﷺ)
کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے	دینے والا ہے سچا ہمارا نبی (ﷺ)
کیا خبر کتنے تارے کھلے چھپ گئے	پر نہ ڈوبے نہ ڈوبا ہمارا نبی (ﷺ)
لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے	ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی (ﷺ)
سارے اچھوں میں اچھا سمجھیے جسے	ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی (ﷺ)
غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کے ہے	بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی (ﷺ)

سبق نمبر ۸

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سوال نمبر ۵۲: صحابی کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس نے ایمان کی حالت میں نبی (ﷺ) کو دیکھا ہو اور ایمان پر اس کی وفات ہوئی اسے صحابی کہتے ہیں انھیں میں مہاجر و انصار ہیں۔

سوال نمبر ۵۳: صحابہ میں مہاجر کون سے صحابہ کہلاتے ہیں؟

جواب: جو صحابہ مکہ معظمہ سے اللہ تعالیٰ اور رسول (ﷺ) کی محبت میں اپنا گھر بار چھوڑ کر مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے ان کو مہاجرین کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۵۴: صحابہ میں انصار کونسے صحابہ ہیں؟

جواب: مدینہ منورہ کے وہ صحابہ کرام جنھوں نے رسول اکرم (ﷺ) اور مہاجرین کرام کی مدد و نصرت کی وہ انصارِ کرام کہلاتے ہیں۔

سوال نمبر ۵۵: صحابہ کرام کے متعلق ہمارا کیا عقیدہ ہونا چاہیئے؟

جواب: تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آقائے دو عالم (ﷺ) کے جاں نثار اور سچے غلام ہیں ان کا جب ذکر کیا جائے تو خیر ی کے ساتھ ہونا فرض ہے تمام صحابہ کرام جنتی ہیں وہ جہنم کی بھنک نہ سنیں گے اور ہمیشہ اپنی من مانتی مرادوں میں رہیں گے قیامت کی سب سے بڑی گھبراہٹ انہیں غمگین نہ کرے گی فرشتے ان کا استقبال کریں گے رسول اللہ (ﷺ) کے ہر صحابی کی یہ شان قرآن عظیم ارشاد فرماتا ہے تو صحابہ کرام میں سے کسی کی کسی بات پر گرفت اللہ و رسول کے خلاف ہے اور کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبے کا ہو کسی صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچتا ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی یا کسی کے ساتھ بدعقیدگی، گمراہی ہے اور ایسا شخص جہنم کا مستحق ہے۔

سوال نمبر ۵۶: تمام صحابہ کرام میں سے افضل کون سے صحابہ ہیں؟

جواب: انبیأ و مرسلین کے بعد خدا کی ساری مخلوق سے افضل صدیق اکبر ہیں، پھر فاروق اعظم، پھر عثمان غنی، پھر مولی علی رضی اللہ عنہم یہ حضرات رسول اللہ (ﷺ) کی وفات شریف کے بعد آپ کے خلیفہ ہوئے۔

سوال نمبر۵۷: خلیفہ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: حضور (ﷺ) کا قائم مقام جو مسلمانوں کے تمام دینی اور دنیاوی کاموں کو شریعت مطہرہ کے موافق انجام دے اور جائز کام میں اس کی فرمانبرداری مسلمانوں پر فرض ہو اسے خلیفۂ رسول کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر۵۸: حضور کے بعد سب سے پہلے خلیفہ کون تھے؟

جواب: حضور (ﷺ) کے بعد تمام مسلمانوں کے اتفاق سے خلیفۂ برحق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ہوئے اسی لیے یہ خلیفۂ اوّل کہلاتے ہیں ان کے
بعد حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم دوسرے خلیفہ ہوئے ان کی شہادت کے بعد حضرت عثمان غنی تیسرے خلیفہ ہوئے ان کے بعد حضرت مولا علی مشکلکشا چوتھے خلیفہ ہوئے۔ پھر چھ مہینے کے لیے حضرت امام حسن خلیفہ ہوئے۔ ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافت راشدہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور کی سچی نیابت (قائم مقامی) کا پورا حق ادا فرمادیا، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

سوال نمبر۵۹: خلفائے راشدین کے بعد افضل کون ہے؟

جواب: خلفاءِ اربعہ (چار خلیفہ) کے بعد حضرت طلحہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو فضیلت حاصل ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

سوال نمبر۶۰: عشرہ مبشرہ کون سے صحابہ ہیں؟

جواب: اوپر والے چھ صحابہ اور چار خلفاء مل کر دس تن ہوئے۔ یہ دسوں عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں یعنی وہ دس اصحاب جن کے بہشتی ہونے کی خبر دنیا میں دے دی گئی لہٰذا یہ دسوں اصحاب قطعی جنتی ہیں۔

سوال نمبر۶۱: ان کے سوا اور کون قطعی جنتی ہے؟

جواب: اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت بی بی فاطمہ زہرا اور ان کے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن اور امام حسین اور حضور (ﷺ) کے دو چچا حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور وہ صحابہ کرام جو میدان بدر میں پہنچے اور وہ جنھوں نے بیعت رضوان کی (یعنی اصحاب بدر و اصحاب بیعت الرضوان) کے حق میں بھی جنت کی بشارتیں ہیں اور یہ سب قطعی جنتی ہیں۔

سوال نمبر۶۲: حضرت امیر معاویہ کون ہیں؟

جواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی صحابی ہیں اور شاہان اسلام میں پہلے بادشاہ امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر کس کی حضرت محمد رسول (ﷺ) کی خود سیدنا امام حسن نے خلافت امیر معاویہ کے سپرد کردی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمالی۔ ان کی یا ان کے والد ماجد حضرت ابوسفیان یا والدہ ماجدہ حضرت ہندہ کی شان میں گستاخی کرنا سخت بے ادبی اور حضور کو ایذا دینا ہے اس لیے کہ یہ صحابی ہیں۔

سوال نمبر۶۳: خلافت راشدہ کب تک رہی؟

جواب: خلافت راشدہ تیس برس تک رہی جیسا کہ خود حضور پرنور (ﷺ) کا فرمان مبارک تھا۔ یہ خلافت راشدہ امام حسن کے چھ مہینے پر ختم ہوگی پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے جن کی خلافت خلافت راشدہ ہوگی۔

سوال نمبر۶۴: تابعین کن لوگوں کو کہا جاتا ہے؟

جواب: حضور پرنور (ﷺ) کی امتِ مرحومہ کے وہ مسلمان جو صحابہ کرام کی صحبت میں رہے انھیں تابعین کہا جاتا ہے اور وہ مسلمان جو ان تابعین کی صحبت میں رہے وہ تبع تابعین کہلاتے ہیں امت محمدیہ (ﷺ) میں صحابہ کرام کے بعد تمام امت سے تابعین افضل و بہتر ہیں اور ان

کے بعد تبع تابعین کا مرتبہ ہے۔

سبق نمبر ۹

اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

سوال ۶۵: اہل بیت میں کون کون سے حضرات داخل ہیں؟

جواب: حضور کے اہل بیت حضور (ﷺ) کے نسب اور قرابت کے وہ لوگ ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ ان اہل بیت میں حضور (ﷺ) کے ازواج مطہرات (آپ کی بیبیاں، ہم مسلمانوں کی مقدس مائیں) اور حضرت خاتون جنت فاطمہ زہراؑ حضرت مولا علی مشکلکشا اور حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہم داخل ہیں۔

سوال نمبر ۶۶: ازواج مطہرات کا کیا مرتبہ ہے؟

جواب: قرآن عظیم سے یہ بات ثابت ہے کہ نبی (ﷺ) کی مقدس بیبیاں مرتبہ میں سب سے زیادہ ہیں اور ان کا اجر سب سے بڑھ کر ہے دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کی ہمسر اور ہم مرتبہ نہیں، اگر اوروں کو ایک نیکی پر دس گنا ثواب ملے گا تو انھیں بیس گنا کیونکہ ان کے عمل میں دو جہتیں ہیں ایک اللہ تعالی کی بندگی واطاعت اور دوسرے نبی (ﷺ) کی رضا جوئی واطاعت لہٰذا انھیں اوروں سے دوگنا ثواب ملے گا۔

سوال نمبر ۶۷: پنجتن پاک کن حضرات کو کہا جاتا ہے؟

جواب: پنجتن پاک سے مراد حضور (ﷺ) اور مولا علی اور حضرت بی بی فاطمہ زہراؑ (حضور (ﷺ) کی صاحبزادی) اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہم ہوتے ہیں۔

سوال ۶۸: اہل بیت کرام کے فضائل کیا کیا ہیں؟

جواب: اہل بیت کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے فضائل بہت ہیں۔ ان حضرات کی شان میں جو آیتیں اور حدیثیں وارد ہوئی ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ اہل بیت کرام سے اللہ تعالی نے رجس وناپاکی کو دور فرمایا اور انھیں خوب پاک کیا اور جو چیز ان کے مرتبہ کے لائق نہیں اس سے ان کے پروردگار نے انھیں محفوظ رکھا۔

۲۔ اہل بیتِ رسول پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔

۳۔ صدقہ ان پر حرام کیا گیا کہ صدقہ دینے والوں کا میل ہے۔

۴۔ اوّل گروہ جس کی حضور (ﷺ) شفاعت فرمائیں گے حضور (ﷺ) کے اہلبیت ہیں۔

۵۔ اہل بیت کی محبت فرائض دین سے ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھے وہ منافق ہے۔

۶۔ اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے کہ جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے کترایا ہلاک وبرباد ہوا۔

۷۔ اہل بیت کرام اللہ کی وہ مضبوط رسی ہیں جسے مضبوطی سے تھامنے کا ہمیں حکم ملا۔

ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور (ﷺ) نے ارشاد فرمادیا میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں جب تک تم انھیں نہ چھوڑو گے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک کتاب اللہ (قرآن کریم) ایک میری آل۔

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ اپنے نبی کی محبت اور اہلبیت کی محبت اور قرآن کی قرأت۔

غرض اہل بیت کرام کے فضائل بے شمار ہیں۔

سوال نمبر ۶۹: حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے فضائل کیا ہیں؟

جواب: حضور (ﷺ) نے فرمایا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ اللہ تعالی نے اس کو اور اس کے ساتھ محبت کرنے والوں کو

دوزخ سے خلاصی عطا فرمائی ایک حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہ پاک دامن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور ان کی اولاد پر دوزخ کو حرام فرمایا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا میرا جز ہیں جو انھیں نا گوار، وہ مجھے نا گوار، اور جو انھیں پسند وہ مجھے پسند۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا اے فاطمہ رضی اللہ عنہا تمھارے غضب سے غضب الٰہی ہوتا ہے اور تمھاری رضا سے اللہ راضی۔''

ایک اور حدیث میں حضور پر نور (ﷺ) نے فرمایا مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ پیاری فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

سوال نمبر ۷۰: حضرت امام حسن اور امام حسین کے کیا فضائل ہیں؟

جواب: حضور (ﷺ) فرماتے ہیں کہ،

۱۔ حسن وحسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں۔

۲۔ جس نے ان دونوں (حضرت امام حسن اور امام حسین) سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے ان سے عداوت کی اس نے مجھ سے عداوت کی۔

۳۔ حسین وحسن جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

۴۔ جس شخص نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں کے والد اور والدہ سے محبت رکھی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

الغرض اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہم اہلسنت وجماعت کے مقتدا ہیں جو ان سے محبت نہ رکھے وہ بارگاہ الٰہی سے مردود وملعون ہے اور حضرات حسنین یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہیدوں میں ہیں ان میں سے کسی کی شہادت کا انکار کرنے والا گمراہ بددین ہے۔

سوال نمبر ۷۱: صحابہ کرام کی محبت کے بغیر اہلبیت کی محبت کام آئے گی یا نہیں؟

جواب: حضور (ﷺ) کے آل اور اصحاب سے محبت اور ان دونوں کے ادب وتعظیم کو لازمی جاننا ہر مسلمان پر فرض ہے تو جس طرح اہلبیت کی محبت کے بغیر مسلمان نہیں رہ سکتا اسی طرح صحابہ کرام کی محبت کے بغیر بھی ایمان قائم نہیں رہ سکتا۔ دل میں ان دونوں کی محبت وعقیدت کو جگہ دینا فرائض دین سے ہے اور دونوں کی تعظم وتکریم حضور (ﷺ) کی تعظیم وتوقیر میں داخل ہے اہل بیت کرام اس امت کے لیے اگر کشتی کی مانند ہیں تو صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں اور ستاروں کی رہنمائی حاصل کئے بغیر چلنے والی کشتیاں ساحل مراد تک پہنچنے سے پہلے ہی طوفان کی نذر ہو جاتی ہیں حدیث شریف میں وارد ہے کہ حضرت مولا علی مشکلکشا کی محبت اور ابو بکر کا بغض کسی مسلمان کے دل میں جمع نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر ۷۲: یزید کون تھا؟

جواب: یزید بنی امیہ میں وہ بدنصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے اور جس پر رہتی دنیا تک دنیائے اسلام ملامت کرتی رہے گی اور تا قیامت اس کا نام حقارت ونفرت سے لیا جائے گا۔ یہ بدباطن، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر پیدا ہوا، نہایت موٹا، بدنما، بداخلاق، شرابی، بدکار، ظالم وگستاخ تھا اس کی بیہودگیاں ایسی ہیں جن سے بدمعاشوں کو بھی شرم آئے سود وغیرہ کو اس بے دین نے علانیہ رواج دیا اور مدینہ طیبہ ومکہ مکرمہ کی بے حرمتی کرائی۔ البتہ اس پلید کو کافر کہنے اور اس پر نام لے کر لعنت کرنے میں احتیاط چاہیئے اس بارے میں ہمارے امام اعظم کا مسلک (طریقہ) سکوت (خاموشی) ہے یعنی ہم اسے فاسق وفاجر کہنے کے سوا نہ کافر کہیں اور نہ مسلمان اور یہ جو آجکل بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل ہے۔ ہمارے وہ (حضرت امام حسین) بھی شہزادے اور وہ (یزید پلید) بھی شہزادے ایسا بکنے والا خارجی اور جہنم کا مستحق۔

سوال نمبر ۷۳: اہلبیت کے ائمہ دوازدہ (بارہ امام) کون کون ہیں؟

جواب: ائمہ اہلبیت میں سب سے اوّل امام حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت امام حسن علی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت امام حسینعلی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت امام زین العابدین علی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت امام باقر علی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت امام جعفر صادقعلی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت امام موسیٰ کاظم علی رضی اللہ عنہ، پھر احضرت امام علی موسیٰ رضا علی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت امام محمد تقی علی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت امام نقی علی رضی اللہ عنہ، پھر حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور پھر حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جو قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے۔

سبق نمبر ۱۰

اولیأ اللہ(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)

سوال نمبر۷۴: ولی کسے کہتے ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے وہ خاص ایمان والے مسلمان بندے جو اللہ ورسول کی محبت میں اپنی خواہش کو فنا کردیتے ہیں اور ہمیشہ خدا اور رسول کی اطاعت وفرمانبرداری میں مصروف رہتے ہیں، اولیأ اللہ کہلاتے ہیں۔

سوال نمبر۷۵: ولایت کیسے حاصل ہوتی ہے؟

جواب: ولایت یعنی خدا کا مقرب اور مقبول بندہ ہونا محض اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے کہ مولا عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔ہاں عبادت وریاضت کبھی کبھی اس کا ذریعہ بن جاتی ہے اور بعضوں کو ابتداء بھی مل جاتی ہے۔

سوال نمبر۷۶: کیا بے علم آدمی بھی ولی ہوسکتا ہے؟

جواب: نہیں، ولایت بے علم کو نہیں ملتی ولی کے لیے علم ضروری ہے خواہ بظور ظاہر وہ علم حاصل کرے یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ تعالیٰ اس کا سینہ کھول دے اور وہ عالم ہوجائے، علم کے بغیر آدمی ولی نہیں ہوسکتا۔

سوال نمبر۷۷: بے شرع آدمی کو ولی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جب تک عقل سلامت ہے کوئی ولی کیسے ہی بڑے مرتبے کا ہو احکام شریعت کی پابندی سے آزاد نہیں ہوسکتا اور جو اپنے آپ کو شریعت سے آزاد سمجھے ہرگز ولی نہیں ہوسکتا تو جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے وہ گمراہ ہے۔ہاں آدمی مجذوب ہوجائے اور اس کی عقل زائل ہوجائے تو ان سے شریعت کا قلم اٹھ جاتا ہے مگر یہ بھی سمجھ لو کہ جو اس قسم کا ہوگا وہ شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

سوال نمبر۷۸: اولیأ اللہ کی خصوصیت کیا ہے؟

اولیأ اللہ و نبی عزوجل و(ﷺ) کے سچے جانشین ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں بہت بڑی طاقت دی ہے ان سے عجیب وغریب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ مخلوق کی حاجتیں پوری کرتا ہے ان کی دعاؤں سے خلق خدا فائدہ اٹھاتی ہے۔ان کی محبت دین ودنیا کی سعادت اور خدائے تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے ان کے مزارات پر حاضری مسلمان کے لیے سعادت اور باعث برکت ان کے عرسوں کی شرکت سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

سوال نمبر۷۹: اولیأ اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: اولیأ اللہ سے مدد مانگنا جسے استمداد اور استعانت کہتے ہیں بلاشبہ جائز ہے یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی بھی جائز لفظ کے ساتھ ہو ان کو دور ونزدیک سے پکارنا سلف صالحین کا طریقہ ہے۔

سوال نمبر۸۰: اولیأ اللہ کی نذرونیاز جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: اولیأ اللہ کو جو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اسے براہِ ادب نذرونیاز کہتے ہیں جیسے بادشاہ کو نذریں دی جاتی ہیں اور ایصال ثواب یعنی خیر خیرات، تلاوت قرآن شریف، ذکر الٰہی، قرأتِ درود شریف وغیرہا یقیناً جائز بلکہ مستحب ہے صحیح احادیث سے یہ امور ثابت ہیں اسی لیے قدیم سے یہ فاتحہ مسلمانوں میں رائج ہے اور ان میں خصوصاً گیارھویں شریف حضور غوث پاک کی نیاز کو کہتے ہیں۔

سوال نمبر۸۱: جو لوگ اولیاء اللہ کی نیاز سے روکتے ہیں وہ کیسے ہیں؟

جواب: ہم بتا چکے ہیں کہ نذرونیاز کا طریقہ احادیث سے ثابت ہے تو جو اس سے منع کرے وہ احادیث کا مقابلہ کرتا ہے، اور ایسا شخص ضرور گمراہ ہے۔

سوال نمبر۸۲: اولیاءاللہ کے مزارات پر چادر چڑھانا کیسا ہے؟

جواب: بزرگانِ دین، اولیاء وصالحین کے مزارات طیبہ پر غلاف ڈالنا جائز ہے جبکہ یہ مقصود ہو کہ صاحب مزار کی وقعت عوام کی نظروں میں پیدا ہو ان کا ادب کریں اور ان سے برکات حاصل کریں۔

سبق نمبر ۱۱

معجزے اور کرامتیں

سوال نمبر۸۳: معجزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: وہ عجیب وغریب کام جو عادتاً ناممکن ہیں، اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں تو ان کو معجزہ کہتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا (لاٹھی) کا سانپ ہو جانا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو جلا دینا اور ہمارے حضور (ﷺ) کے معجزے تو بہت ہیں ان میں سے معراج شریف بہت مشہور معجزہ ہے۔

سوال نمبر۸۴: کوئی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کر کے معجزہ دکھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: معجزہ نبی کے دعویٰ نبوت میں سچے ہونے کی ایک دلیل ہے جس کے ذریعہ سے معاندوں کی گردنیں جھک جاتی ہیں اور منکرین سب عاجز رہتے ہیں معجزات دیکھ کر آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کر لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں تو جو شخص نبی نہ ہو وہ نبوت کا دعویٰ کر کے کوئی معجزہ اپنے دعوے کے مطابق ظاہر نہیں کر سکتا ورنہ سچے جھوٹے میں فرق نہ رہے گا۔

سوال نمبر۸۵: کرامت کسے کہتے ہیں؟

جواب: اولیاءاللہ سے جو بات خلاف عادت صادر ہو اسے کرامت کہتے ہیں کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔

سوال نمبر۸۶: اولیاءاللہ سے کس قسم کی کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں؟

جواب: نبی کے اس معجزے کے سوا جس کی ممانعت دوسروں کے لیے ثابت ہو چکی ہے اولیائُ اللہ سے تمام کرامتیں ظاہر ہو سکتی ہیں مثلاً آن کی آن میں مشرق سے مغرب پہنچ جانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، دور دراز کے حالات ان پر ظاہر ہو جانا، مردہ زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دینا وغیرہ لیکن قرآن مجید کے مثل کوئی سورت لے آنا کسی ولی سے ہرگز ہرگز ممکن نہیں اولیاءاللہ کی کرامتیں درحقیقت ان انبیاء کے معجزے ہیں جن کے وہ امتی ہوں۔

سوال نمبر۸۷: جس ولی سے کرامتیں ظاہر نہ ہوں وہ ولی ہے یا نہیں؟

جواب: اولیاءاللہ سے کرامت اکثر ظاہر ہوتی ہیں لیکن کرامت کا ظاہر نہ ہونا کسی کے ولی یا بزرگ نہ ہونے کی دلیل نہیں ہے یہ حضرات تو اپنی ولایت اور کرامت کو چھپاتے ہیں ہاں جب حکم الٰہی پاتے ہیں تو کرامت ظاہر کرتے ہیں اور اولیاءاللہ کی یہ کرامتیں ان کی وفات کے بعد بھی ظاہر ہوتی ہیں جسے ہر آنکھ والا دیکھتا اور مانتا ہے۔

ایک رباعی

ہر راہ میں بہہ رہے ہیں ندی نالے   برسائے وہ آزادروی نے جھالے
اے ڈوبتوں کے پار لگانے والے   اسلام کے بیڑے کو سہارا دینا

(حضرت حسن بریلوی)

باب دوم

اسلامی عبادات

سبق نمبر ۱۲

وضو کے بقیہ مسائل

سوال نمبر۸۸: بے وضونماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: حرام اور سخت گناہ کی بات ہے بلکہ جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علماً کفر کہتے ہیں اور کیوں نہ ہو اس بے وضو یا بے غسل نماز ادا کرنے والے نے عبادت کی بے ادبی اور توہین کی، اور یہ کفر ہے نبی (ﷺ) فرماتے ہیں کہ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے

سوال نمبر۸۹: اعضائے وضو کتنی مرتبہ دھوئے جاتے ہیں؟

جواب: حدیث شریف میں ہے جو ایک ایک بار وضو کرے (یعنی ہر عضو کو ایک ایک بار دھوئے) تو یہ ضروری بات (فرض) ہے اور جو دو دو بار کرے اس کا دھونا ثواب ہے اور جو تین تین بار دھوئے تو میرا اور اگلے نبیوں کا وضو ہے یعنی سنت ہے۔

سوال نمبر۹۰: مسواک کرنا کیسا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: وضو میں مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ ہمارے حضور (ﷺ) نے فرمایا ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے ستر حصے افضل ہے جو بے مسواک کے پڑھی جائے۔ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جو شخص مسواک کا عادی ہو مرتے وقت اسے کلمہ پڑھنا نصیب ہوگا۔ پیلو یا نیم وغیرہ کی کڑوی لکڑی سے مسواک کرنا چاہیئے ہاتھ سے کم از کم تین مرتبہ دائیں بائیں، اوپر نیچے کے دانتوں میں سواک کرے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھولے مسواک چھنگلی کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو فارغ ہونے کے بعد مسواک دھو کر کھڑی کر دے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو مسواک سے منہ کی صفائی اور خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

سوال نمبر۹۱: زخم سے بار بار خون پونچھا جائے وضو رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: زخم سے خون وغیرہ نکلتا رہا اور یہ بار بار پونچھتا رہا کہ بہنے کی نوبت نہ آئی تو غور کرے کہ اگر نہ پونچھتا تو بہہ جاتا یا نہیں۔ اگر بہہ جاتا تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں یونہی اگر مٹی یا راکھ ڈال ڈال کر سکھاتا رہا اس کا بھی وہی حکم ہے۔

سوال نمبر۹۲: اگر تھوڑی تھوڑی قے کئی مرتبہ ہوئی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تھوڑی تھوڑی قے چند بار آئی کہ اس کا مجموعہ منہ بھر ہے تو اگر ایک ہی متلی سے ہے وضو توڑ دے گی اور اگر متلی جاتی رہی پھر نئے سرے سے متلی شروع ہوئی اور قے آئی کہ اگر دونوں مرتبہ کی جمع کی جائے تو منہ بھر ہو جائے تو اس سے وضو نہیں جاتا پھر بھی اگر ایک ہی بیٹھک میں ہے تو وضو کر لینا بہتر ہے۔

سوال نمبر۹۳: منہ سے خون نکلے گا تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: منہ سے خون نکلا، اگر تھوک پر غالب ہے تو وضو توڑ دے گا ورنہ نہیں اور تھوک کا رنگ اگر سرخ ہو جائے تو خون غالب سمجھا جائے اور اگر زرد ہو تو خون غالب نہیں۔

سوال نمبر۹۴: بدن پر خون ظاہر ہوا اور بہا نہیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: خون یا پیپ وغیرہ اگر چمکا یا ابھرا اور بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارہ لگ جاتا ہے اور خون اُبھر آتا ہے یونہی اگر خلال کیا یا مسواک کی یا انگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی، اس پر خون کا اثر پایا یا ناک میں انگلی ڈالی اس پر خون کی سرخی آ گئی

وہ خون بہنے کے قابل نہیں تھا، یا ناک صاف کی اس میں سے جما ہوا خون نکلا تو ان سب صورتوں میں وضو نہ ٹوٹا۔

سوال نمبر ۹۵: وہ کونسی نیند ہے جس سے وضو نہیں ٹوٹتا؟

جواب: اس طرح سونا کہ دونوں سرین خوب نہ جمے ہوں یا اس طرح سونا کہ اس میں غفلت نہ آئے ناقص وضو نہیں مثلاً کھڑے کھڑے یا رکوع کی صورت پر یا مردوں کے سجدہ کی شکل پر سو گیا، تو ان صورتوں میں وضو نہ جائے گا۔

سوال نمبر ۹۶: انبیاء کرام کا وضو سونے سے ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: انبیاء علیہم السلام کا سونا ناقصِ وضو نہیں۔ ان کی آنکھیں سوتی ہیں، دل جاگتے ہیں نیند کے علاوہ اور دوسرے نواقضِ وضو (وضو توڑنے والی چیزیں) سے ان کا وضو جاتا رہتا ہے، اس لیے نہیں کہ وہ چیزیں نجس ہیں بلکہ اس لیے کہ ان کی شان بڑی عظمت والی ہے۔

سوال نمبر ۹۷: نماز میں ہنسی آجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ہنسی اتنی آواز سے ہو کہ اس کے پاس والے سنیں (جسے قہقہہ کہتے ہیں) اور جاگتے میں رکوع سجدے والی نماز میں ہو تو وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی فاسد ہو جائے گی اور نماز کے اندر سوتے میں یا نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت میں قہقہہ لگایا تو وضو نہیں جائے گا وہ نماز یا سجدہ فاسد ہے۔ اور اگر اتنی آواز سے ہنسا کہ خود اس نے سنا، پاس والوں نے نہ سنا تو وضو نہیں جائے گا نماز جاتی رہے گی اور اگر مسکرایا کہ دانت نکلے اور آواز بالکل نہیں نکلی تو اس سے نہ نماز جائے نہ وضو ٹوٹے۔

سوال نمبر ۹۸: پھنسی سے کپڑے پر دھبہ پڑ جائے تو پاک ہے یا نہیں؟

جواب: خارش یا پھڑیوں میں جن کہ بہنے والی رطوبت خون پیپ وغیرہ نہ ہو بلکہ صرف چپک ہو تو کپڑا اس سے بار بار چھو کر اگر چہ کتنا ہی سن جائے، پاک ہے مگر دھو ڈالنا بہتر ہے۔

سوال نمبر ۹۹: شک سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: جو باوضو تھا اب اسے شک ہے کہ وضو ہے یا ٹوٹ گیا تو وضو کرنے کی اسے ضرورت نہیں، ہاں کر لینا بہتر ہے اور اگر وسوسہ ہے تو اسے ہرگز نہ مانیں یہ شیطان لعین کا دھوکہ ہے۔

سبق نمبر ۱۳

غسل کے بقیہ مسائل

سوال نمبر ۱۰۰: جنب اور جنابت کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس شخص پر نہانا فرض ہوا سے جنب کہتے ہیں اور جن اسباب کی وجہ سے نہانا فرض ہوتا ہے انھیں جنابت کہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۰۴: غسل کن چیزوں سے فرض ہوتا ہے؟

جواب: غسل فرض کرنے والی چیزیں کئی ہیں جن کا حال تمھیں دوسری کتابوں سے معلوم ہوگا۔

سوال نمبر۱۰۵: مسلمان میت کو غسل دینا فرض ہے یا سنت؟

جواب: مسلمان میت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اگر ایک نے نہلا دیا سب کے سر سے اتر گیا اور اگر کسی نے نہ نہلایا تو سب گنہگار ہوئے۔

سوال نمبر۱۰۶: کون کون سے غسل سنت ہیں؟

جواب: غسل سنت پانچ ہیں۔ جمعہ کی نماز کے لیے، عیدین (عیدالفطر اور عیدالضحیٰ) کی نماز کے لیے حج یا عمرہ کے لیے۔

سوال نمبر۱۰۷: غسل مستحب کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟

جواب: غسل مستحب، بہت ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:۔

۱۔شعبان کی پندھرویں رات کو جسے شب برات کہتے ہیں۔

۲۔عرفہ کی رات میں یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن گزر کر جو رات آتی ہے۔

۳۔سورج یا چاند گرہن کی نماز کے لیے۔

۴۔مجلس میلاد شریف اور ایسی ہی دوسری مجالس خیر میں شرکت کے لیے۔

۵۔گناہ سے توبہ کرنے کے لیے

۶۔نیا کپڑا پہننے کے لیے

۷۔مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے۔

۸۔خوب تاریکی یا سخت آندھی کے لیے۔

۹۔سفر سے واپس آنے کے بعد

۱۰۔جب بدن پر نجاست لگی ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس جگہ ہے، ان سب کے لیے غسل مستحب ہے۔

سوال نمبر۱۰۸: جس پر غسل فرض ہے اس پر کیا کیا چیزیں حرام ہیں؟

جواب: جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، قرآن مجید چھونا، یا بے چھوئے دیکھ کر زبانی پڑھنا یا کسی آیت یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھونا جس میں آیت لکھی ہے حرام ہے۔ ہاں اگر قرآن عظیم جزدان میں ہو تو جزدان پر ہاتھ لگانے یا رومال وغیرہ کسی علیحدہ کپڑے سے پکڑنے میں حرج نہیں۔

سوال نمبر۱۰۹: بے وضو آدمی قرآن مجید چھو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: بے وضو کو قرآن مجید یا اس کی کسی آیت کو چھونا حرام ہے ہاں بے چھوئے زبانی دیکھ کر پڑھے تو کوئی حرج نہیں اور روپیہ یا برتن یا گلاس پر آیت یا سورت لکھی ہو تو اس کا چھونا بھی بے وضو اور جنب کو حرام ہے۔

سوال نمبر۱۱۰: بے وضو اور جنب درود شریف اور دعا پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جس پر وضو یا غسل فرض ہے درود شریف اور دعاؤں کے پڑھنے میں انھیں حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھیں۔

سبق نمبر ۱۴

ناپاکی دور کرنے کا طریقہ

سوال نمبر۱۱۱: ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب: جو چیزیں کسی نجاست کے لگنے سے ناپاک ہوجائیں ان کے پاک کرنے کے مختلف طریقے ہیں مثلاً:

۱۔ دھونے سے پانی اور ہر بہنے والی چیز سے جس سے نجاست دور ہوجائے دھوکر نجس کو پاک کرسکتے ہیں۔

۲۔ پونچھنے سے مثلاً لوہے کی چیز جیسے چھری، چاقو وغیرہ جس میں نہ زنگ ہو، نہ نقش ونگار نجس ہوجائے تو اچھی طرح پونچھ ڈالنے سے پاک ہوجائے گی، نجاست خواہ دلدار ہو یا پتلی یونہی ہر قسم کی دھات کی چیزیں پونچھنے سے پاک ہوجاتی ہیں ہاں اگر نقشی ہوں یا لوہے میں زنگ ہوتو دھونا ضروری ہے۔

۳۔ کھرچنے یا رگڑنے سے مثلاً موزے یا جوتے میں دلدار نجاست لگی جیسے پاخانہ، گوبر تو کھرچنے اور رگڑنے سے پاک ہوجائیں گے۔

۴۔ خشک ہوجانے سے مثلاً ناپاک زمین ہوا سے یا آگ سے سوکھ جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہا تو پاک ہوجائے گی اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے۔

۵۔ پگھلنے سے مثلاً رانگ سیسہ پگھلانے سے پاک ہوجاتا ہے۔

۶۔ آگ میں جلانے سے مثلاً ناپاک مٹی سے برتن بنائے تو جب تک کچے ہیں ناپاک، اور آگ میں پکالئے گئے تو پاک ہوگئے۔

۷۔ ذات بدل جانے سے، مثلاً شراب سرکہ ہوجائے تو اب پاک ہے یا نجس جانور نمک کی کان میں گر کر نمک ہوجائے تو وہ نمک پاک و حلال ہے۔

سوال نمبر۱۱۲: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہ ہو اس کو کس طرح پاک کریں؟

جواب: جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں ہے جیسے چٹائی، دری، جوتا وغیرہ اس کو دھوکر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہوجائے یونہی دو مرتبہ اور دھوئیں، تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہوگیا وہ چیز پاک ہوگئی۔ اسی طرح ریشمی کپڑا جو اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی یونہی پاک کیا جائے گا۔

سوال نمبر۱۱۳: تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں اور چینی کے برتنوں کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: چینی کے برتن یا لوہے، تانبے، پیتل وغیرہ دھاتوں کی ایسی چیزیں جن میں نجاست جذب نہیں ہوتی انھیں فقط تین بار دھولینا کافی ہے اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اسے اتنی دیر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجائے، ہاں ناپاک برتن کو مٹی سے مانجھ لینا بہتر ہے۔

سوال نمبر۱۱۴: کپڑے کا کوئی حصہ ناپاک ہوگیا اور یہ یاد نہیں کہ وہ کون سی جگہ ہے تو کپڑا کس طرح پاک کیا جائے گا؟

جواب: اس صورت میں بہتر تو یہی ہے کہ پورا ہی دھوڈالیں۔ مثلاً معلوم ہے کہ کرتے کی آستین یا کلی نجس ہوگئی مگر یہ نہیں معلوم کہ کون سا حصہ ہے تو پوری کلی یا پوری آستین دھونا ہی بہتر ہے اور اگر اندازے سے سوچ کر اس کا کوئی حصہ دھولے جب بھی کپڑا پاک ہوجائے گا۔

سوال نمبر۱۱۵: تیل یا گھی وغیرہ اگر ناپاک ہوجائے تو کس طرح پاک کریں؟

جواب: بہتی ہوئی عام چیزیں گھی تیل وغیرہ کے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اتنا ہی پانی ڈال کر خوب ہلائیں پھر اوپر سے تیل گھی اتارلیں اور پانی پھینک دیں یونہی تین بار کریں وہ چیز پاک ہوجائے گی۔

سبق نمبر ۱۵

تیمم کا بیان

سوال نمبر۱۱۶: تیمم کسے کہتے ہیں؟

جواب: نجاست حکمیہ سے پاکی حاصل کرنے کی نیت سے ہاتھ اور منہ پر مخصوص طریقہ سے پاک مٹی سے مسح کرنے کو تیمم کہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۱۷: تیمم کرنا کس شخص کو جائز ہے؟

جواب: جس کا وضو نہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہو اور وہ پانی پر قدرت نہ پائے اس شخص کو وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرنا چاہیے۔

سوال نمبر ۱۱۸: پانی پر قدرت نہ پانے کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب: پانی پر قدرت نہ پانے یعنی استعمال نہ کرسکنے کی کئی صورتیں ہیں:۔

۱۔ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس کے زیادہ ہونے یا دیر میں اچھا ہونے کا صحیح اندیشہ ہو۔

۲۔وہاں چاروں طرف ایک ایک میل تک پانی کا پتہ نہیں۔

۳۔اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مرجانے یا بیماری ہوجانے کا قوی اندیشہ ہو۔

۴۔دشمن کا خوف کہ اگر اس نے دیکھ لیا تو مارڈالے گا یا مال چھین لے گا یا اس طرف سانپ یا کوئی درندہ ہے پھاڑ کھائے گا یا وہاں جانے سے آبرو جانے کا خوف ہے۔

۵۔جنگل میں ڈول رسی نہیں کہ پانی بھرے۔

۶۔پیاس کا خوف، یعنی اس کے پاس پانی ہے مگر وضو یا غسل کرے تو یہ خود یا دوسرا مسلمان یا اس کا جانور پیاسا رہ جائے گا اور وہ راہ ایسی ہے کہ دور تک پانی کا پتہ نہیں۔

۷۔پانی مول ملتا ہے مگر بہت مہنگا ملتا ہے یا اس کے پاس حاجت سے زیادہ دام نہیں،

۸۔یہ گمان کہ پانی تلاش کرنے میں قافلہ نظروں سے غائب ہوجائے گا یا ریل چھوٹ جائے گی۔

۹۔یہ گمان کہ وضو یا غسل کرنے میں عید کی نماز جاتی رہے گی۔

۱۰۔ولی کے علاوہ کسی اور کو یہ خوف ہو کہ نماز جنازہ فوت ہوجائے گی یعنی یہ چاروں تکبیریں جاتی رہیں گی تو اب تمام صورتوں میں تیمم کرنا جائز ہے۔

سوال نمبر ۱۱۹: بیماری بڑھنے کا صحیح اندیشہ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: آدمی نے خود آزمایا ہو کہ جب وضو یا غسل کرتا ہے تو بیماری بڑھتی ہے یا یوں کہ کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہراً فاسق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ پانی نقصان کرے گا تو تیمم کرنا جائز ہے اور محض خیال ہی خیال بیماری بڑھنے کا ہو یا کسی کافر یا فاسق معمولی طبیب نے کہہ دیا تو تیمم جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۲۰: تیمم میں کتنے فرض ہیں؟

جواب: تیمم میں تین فرض ہیں:

۱۔نیت: تو اگر کسی نے ہاتھ مٹی پر مار کر منہ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیت نہ کی تو تیمم نہ ہوا۔

۲۔سارے منہ پر ہاتھ پھیرنا: اس طرح کوئی حصہ باقی نہ رہ جائے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

۳۔دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا: اس میں یہ بھی خیال رہے کہ ذرہ برابر جگہ باقی نہ رہے ورنہ تیمم نہ ہوگا۔

سوال نمبر ۱۲۱: تیمم میں سنتیں کتنی ہیں؟

جواب: ۱۔بسم اللہ کہنا

۲۔دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارنا

۳۔انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا

۴۔ہاتھوں کو جھاڑ لینا

۵۔زمین پر ہاتھ مار کر لوٹ دینا

۶۔پہلے منہ پھر ہاتھ کا مسح کرنا

۷۔دونوں کا مسح پے در پے کرنا

۸۔پہلے دائیں ہاتھ پھر بائیں کا مسح کرنا

۹۔داڑھی کا خلال کرنا

۱۰۔اور غبار پہنچ گیا ہو تو انگلیوں کا خلال کرنا اور اگر غبار نہ پہنچا ہو تو خلال کرنا فرض ہے۔

سوال نمبر۱۲۲: تیمم کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے کسی ایسی چیز پر جو زمین کی قسم سے ہو مار کر لوٹ لیں اور زیادہ گرد لگ جائے تو جھاڑ لیں اور اس سے سارے منہ کا مسح کریں پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا ناخنوں سمیت مسح کریں۔

سوال نمبر۱۲۳: ہاتھوں پر مسح کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اس کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سرے سے کہنی تک لے جائے اور پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے کے پیٹ کو مس کرتا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے داہنے انگوٹھے کی پشت کا مسح کرے۔

سوال نمبر۱۲۴: کن چیزوں پر تیمم جائز ہے؟

جواب: تیمم اس چیز پر ہو سکتا ہے جو زمین کی جنس سے ہو اور جو چیز جل کر نہ راکھ ہوتی ہے نہ پگھلتی ہے نہ نرم ہوتی ہے۔ وہ جنسِ زمین سے ہے اس سے تیمم جائز ہے جیسے ریتا، چونا، سرمہ ہڑتال، گندھک، مردہ سنگ، گیرو پتھر اور وہ نمک جو کان سے نکلتا ہے اور زمرد عقیق وغیرہ جواہرات

سوال نمبر۱۲۵: کن چیزوں سے تیمم جائز نہیں؟

جواب: جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جاتی ہو جیسے لکڑی، گھاس وغیرہ یا پگھل جاتی ہو یا نرم ہو جاتی ہو جیسے چاندی، سونا تانبا، پیتل، لوہا وغیرہ دھاتیں اس سے تیمم جائز نہیں۔

سوال نمبر۱۲۶: لکڑی پر غبار ہو تو اس سے تیمم جائز ہے یا نہیں؟

جواب: لکڑی، گھاس، شیشہ، سونا، چاندی، لوہا وغیرہ دھاتیں اور گیہوں، جو وغیرہ پر جبکہ اتنا غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے ہاتھ میں لگ جاتا ہو تو اس غبار سے تیمم جائز ہے۔

سوال نمبر۱۲۷: وضو اور غسل کے تیمم میں کیا فرق ہے؟

جواب: وضو اور غسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح ہے۔

سوال نمبر۱۲۸: نماز پڑھنا کون سے تیمم سے جائز ہے؟

جواب: نماز اس تیمم سے جائز ہوگی جو پاک ہونے کی نیت یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لیے کیا گیا ہو جو بلا طہارت جائز نہ ہو تو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے، یا قرآن مجید چھونے یا اذان و اقامت (یہ سب عبادتیں مقصودہ نہیں) یا زیارت قبور یا دفن میت یا بے وضو نے قرآن مجید پڑھنے (ان سب کے لیے طہارت شرط نہیں) کے لیے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز جائز نہیں بلکہ جس کے لیے کیا گیا ہے اس کے سوا کوئی عبادت بھی جائز نہیں اور دوسرے کو تیمم کا طریقہ بتانے کے لیے جو تیمم کی اس سے بھی نماز جائز نہیں۔

سوال نمبر۱۲۹: نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت کی نیت سے تیمم کیا تو اس سے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز جنازہ یا نماز عیدین کے لیے تیمم اگر اس وجہ سے کیا کہ بیمار تھا یا پانی موجود نہ تھا تو اس سے فرض اور دیگر عبادتیں سب جائز ہیں اور سجدۂ تلاوت کے تیمم سے بھی جائز ہے۔

سوال نمبر۱۳۰: پانی تلاش کیئے بغیر تیمم سے نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: یہاں دو صورتیں ہیں:۔

۱۔ اگر یہ گمان ہے کہ ایک میل کے اندر پانی ہوگا تو تلاش کر لینا ضروری ہے بلا تلاش کیئے تیمم جائز نہیں۔

۲۔ اور اگر غالب گمان یہ ہے کہ میل کے اندر پانی نہیں ہے تو پانی تلاش کرنا ضروری نہیں۔ ہاں اگر کوئی وہاں تھا مگر اس نے اس سے پانی

کے متعلق کچھ نہیں پوچھا اور بعد کو معلوم ہوا کہ پانی قریب ہے تو نماز دوبارہ پڑھے۔

سوال نمبر ۱۳۱: ایک تیمم سے کئی وقت کی نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ہاں ہمارے نزدیک تیمم۔ وضو اور غسل کا قائم مقام ہے تو جس طرح ایک وضو اور غسل سے کئی وقتوں کی نماز فرض اور نفل ادا کر سکتے ہیں اسی طرح تیمم سے بھی کر سکتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۳۲: ایک مٹی سے کئی آدمی یا ایک ہی شخص کئی مرتبہ تیمم کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جس جگہ سے ایک نے تیمم کیا، دوسرا بھی کر سکتا ہے یونہی ایک جگہ سے ایک آدمی کئی مرتبہ تیمم کر سکتا ہے مٹی پانی کے حکم میں نہیں۔

سوال نمبر ۱۳۳: تیمم کن کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل فرض ہو جاتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہتا ہے اور علاوہ ان کے پانی پر قدرت ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جاتا ہے مثلاً مریض نے غسل کا تیمم کیا تھا اور اب تندرست ہوگیا کہ غسل سے ضرر نہ پہنچے گا تو تیمم جاتا رہا۔

سوال نمبر ۱۳۴: تیمم کی مدت کیا ہے؟

جواب: جب تک پانی میسر نہ آئے یا عذر جاتا نہ رہے اس وقت تک تیمم جائز ہے۔ اگر اسی حالت میں برسوں گذر جائیں تو بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

سوال نمبر ۱۳۵: ٹھنڈا پانی اگر نقصان پہنچائے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو ایسے وقت میں تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بیماری میں اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہے اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل و وضو ضروری ہے، تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر ایسی جگہ ہو کہ گرم پانی نہ مل سکے تو تیمم کرے۔ یونہی اگر ٹھنڈے وقت میں وضو یا غسل نقصان کرتا ہے اور اگر گرم وقت میں نہیں تو ٹھنڈے وقت تیمم کرے پھر جب گرم وقت آئے تو آئندہ نماز کے لیے وضو کر لینا چاہیئے اور اگر سر پر پانی ڈالنا نقصان کرتا ہے تو گلے سے نہائے اور پورے سر کا مسح کرے۔

سوال نمبر ۱۳۶: زمزم شریف ہوتے ہوئے تیمم کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ساتھ میں زمزم شریف ہے جو لوگوں کے لیے بطور تبرک یا بیمار کو پلانے کے لیے لے جا رہا ہے اور اتنا ہے کہ وضو ہو جائے گا تو تیمم جائز نہیں۔

سبق نمبر ۱۶

نماز کی شرطوں کا بیان

سوال نمبر ۱۳۷: صحت نماز کے لیے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: صحتِ نماز کی چھ شرطیں ہیں؟

۱۔ نجاست حکمیہ اور حقیقیہ سے نمازی کے بدن کا پاک ہونا۔

۲۔ نجاست حقیقیہ سے نمازی کے کپڑوں اور جگہ کا پاک ہونا۔

۳۔ ستر عورت۔

۴۔ استقبال قبلہ۔

۵۔ وقت۔

۶۔ نیت۔

سوال نمبر۱۳۸: کس قدر نجاست سے کپڑوں کا پاک ہونا شرط ہے؟

جواب: شرط نماز اس قدر نجاست سے پاک ہونا ہے کہ بغیر پاک کیئے نماز ہوگی ہی نہیں۔ نجاست غلیظ درہم سے زیادہ اور خفیفہ کپڑے یا بدن کے اس حصہ کی چوتھائی سے زیادہ جس میں لگی ہو اس کا نام نجاست قدر مانع ہے۔

سوال نمبر۱۳۹: نماز کے لیے کتنی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے؟

جواب: جس جگہ نماز پڑھے اس کے پاک ہونے سے مراد یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے کے دونوں قدموں اور سجدہ کرنے کی حالت میں دونوں گھٹنوں اور ہاتھوں اور سجدہ کی جگہ پاک ہو۔

سوال نمبر۱۴۰: نجس جگہ پر کوئی کپڑا بچھا کر نماز پڑھی تو ہوگی یا نہیں؟

جواب: کپڑا اگر دبیز (موٹا) ہے اور اسے نجاست کی جگہ پر بچھا کر نماز پڑھی اور اس نجاست کی رنگت یا بو محسوس نہ ہو تو نماز ہو جائے گی اور اگر نجس جگہ پر اتنا باریک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی کہ اس کے نیچے کی زمین جھلکتی ہو تو نماز نہ ہوگی۔

سوال نمبر۱۴۱: دو تہہ کا کپڑا ہو اور ایک تہہ نجس ہو جائے تو اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اگر دونوں تہہ ملا کر سی دیا ہو تو دوسری تہہ پر بھی نماز جائز نہیں ہے اور اگر سلے نہ ہوں تو جائز ہے۔

سوال نمبر۱۴۲: لکڑی کے نجس تختے پر نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: لکڑی کا تختہ اگر ایک طرف سے نجس ہو گیا تو اگر اتنا موٹا ہے کہ موٹائی میں چر سکے لوٹ کر اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

سوال نمبر۱۴۳: گوبر سے لیسی ہوئی زمین پر نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو زمین گوبر سے لیسی گئی اگرچہ سوکھ گئی ہو اس پر نماز جائز نہیں ہاں اگر وہ سوکھ گئی اور اس پر کوئی موٹا کپڑا بچھا لیا تو اس کپڑے پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

سبق نمبر ۱۷

ستر عورت کا بیان

سوال نمبر۱۴۴: ستر عورت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: ستر عورت کے معنی ہیں بدن کا وہ حصہ چھپانا جس کا چھپانا فرض ہے۔

سوال نمبر۱۴۵: مرد عورت کے بدن کا وہ کون سا حصہ ہے جسے عورت کہتے ہیں اور اس کا چھپانا فرض ہے؟

جواب: مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک ہے۔ ناف اس میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں اور آزاد عورتوں کے لیے سارا بدن عورت ہے سوا منہ کی ٹکلی اور ہتھیلیوں اور پاؤں کے تلووں کے۔ سر کے لٹکتے ہوئے بال اور عورت کی گردن اور کلائیاں بھی عورت ہیں اور ان کا چھپانا بھی فرض ہے اور عورت کا چہرہ اگرچہ عورت نہیں مگر اسے غیر مردوں کے سامنے کھولنا منع ہے۔

سوال نمبر۱۴۶: اگر ستر کا کوئی حصہ کھل جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: جن اعضا کا ستر فرض ہے ان میں کوئی عضو چوتھائی سے کم کھل گیا تو نماز ہوگئی اور اگر چوتھائی عضو کھل گیا اور فوراً چھپا لیا جب بھی ہوگئی اور اگر تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھلا رہا یا جان بوجھ کر کھولا، اگرچہ فوراً چھپا لیا تو نماز جاتی رہی۔

سوال نمبر۱۴۷: اگر کوئی شخص اندھیرے میں ہو اور ننگا نماز پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اندھیرے مکان میں نماز پڑھی اگرچہ وہاں کوئی نہ ہو اور اس کے پاس اتنا کپڑا موجود ہے کہ ستر کا کام دے اور ننگے پڑھی تو نماز نہ ہوگی

آدمی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں نماز میں تو ستر بالاجماع فرض ہے۔

سوال نمبر ۱۴۸: کیا نماز کے علاوہ تنہائی میں بھی ستر واجب ہے؟

جواب: ستر ہر حال میں فرض ہے خواہ نماز میں ہو یا نہیں، تنہا ہو یا کسی کے سامنے بلا کسی صحیح غرض تنہائی میں بھی کھولنا جائز نہیں۔

سوال نمبر ۱۴۹: اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: ایسا شخص اگر ٹاٹ بچھونے وغیرہ یا گھاس یا پتوں سے ستر عورت کرسکتا ہے تو یہی کرے، نماز ننگا نہ پڑھے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو نماز بیٹھ کر پڑھے، دن ہو یا رات، گھر میں ہو یا میدان میں، لیکن اس حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا اور رکوع اور سجود کے لیے اشارہ کرنا اس کے لیے بہتر ہے۔ خواہ ویسے بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں یا پاؤں پھیلا کر اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھ کر پیشاب پاخانہ کے مقام کو عورت غلیظہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۵۰: برہنہ (ننگا) آدمی ریشمی کپڑا استعمال کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی کے پاس ستر کے لیے جائز کپڑا نہ ہو اور ریشمی کپڑا ہے تو فرض ہے کہ اسی سے ستر عورت کرے اور اسی میں نماز پڑھے۔ البتہ اور کپڑا ہوتے ہوئے مرد کا ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے اور اس میں نماز مکروہ تحریمی،

سوال نمبر ۱۵۱: باریک کپڑا ستر عورت کے کام آسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو ستر عورت کے لیے کافی نہیں اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوگی اور ایسا باریک کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہوسکے علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔ بعض لوگ باریک ساڑھیاں اور تہبند وغیرہ باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ان کی ران چمکتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتی ہیں۔ اسی طرح جس دوپٹے سے بالوں کی سیاہی چمکے اسے اوڑھ کر عورت کی نماز نہیں ہوسکتی۔

سبق نمبر ۱۸

استقبال قبلہ

سوال نمبر ۱۵۲: استقبال قبلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: نماز میں قبلہ یعنی کعبہ کی طرف منہ کرنے کو استقبال قبلہ کہتے ہیں خانہ کعبہ ایک متبرک مکان ہے جو عرب ملک کے مشہور شہر مکہ میں واقع ہے، حاجی لوگ یہیں حج کو جاتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۵۳: قبلہ کو پہچاننے کی کیا علامت ہے؟

جواب: شہروں اور بستیوں میں مسجدیں، آبادی سے باہر مسلمانوں کی قبریں، کہ قبر کا سرہانہ شمال ہی کی طرف ہوتا ہے اور جنگلوں، دریاؤں میں چاند، سورج، ستارے، کہ ہندوستان کے اکثر شہروں میں قطب تارہ نمازی کے داہنے شانے پر ہوتا ہے تو قبلہ سامنے ہوا یا پھر لوگوں سے دریافت کرے۔

سوال نمبر ۱۵۴: جسے قبلہ کی شناخت نہ ہوسکے وہ نماز میں کدھر منہ کرے؟

جواب: اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو یعنی وہاں مسجدیں، محرابیں ہیں نہ چاند، سورج ستارے نکلے ہیں، یا ہیں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کرسکے، نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتادے تو ایسے کے لیے حکم ہے کہ تحری کرے یعنی دل میں سوچے اٹکل دوڑائے جدھر کو قبلہ ہونا اس کے دل پر جم جائے ادھر ہی منہ کرے اور نماز پڑھ لے اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

سوال نمبر ۱۵۵: ایسا شخص بے تحری کیئے نماز پڑھ لے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: جس شخص کو قبلہ کی شناخت نہ ہو اگر بے تحری کسی طرف منہ کر کے نماز پڑھے کا نماز نہ ہوگی۔ اگر چہ واقع میں اس نے قبلہ کی طرف منہ کیا ہو

سوال نمبر۱۵۶: جو شخص قبلہ کی طرف منہ کرنے سے عاجز ہو وہ نماز کس طرح ادا کرے؟

جواب: جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو وہ مثلاً ایسا مریض ہو اور اس میں اتنی طاقت نہیں کہ قبلہ کو رخ کر سکے اور وہاں کوئی ایسا بھی نہیں جو ادھر منہ کرادے تو ایسا شخص جس رخ منہ کر کے نماز پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔

سبق نمبر ۱۹

وقت کا بیان

سوال نمبر۱۵۷: نماز کے لیے وقت شرط ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: نماز کے لیے جو اوقات مقرر ہیں نماز کا انھیں محدود وقتوں میں ادا کرنا فرض ہے۔ اگر اس سے پہلے پڑھ لی تو نماز ہوگی ہی نہیں اور وقت گزار کر پڑھے گا تو قضا کہلائے گی اور یہ گنہگار ہوگا۔

سوال نمبر۱۵۸: نماز کتنے وقت کی فرض ہے؟

جواب: ہر دن میں ہر مسلمان عاقل بالغ مرد و عورت پر پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔

سوال نمبر۱۵۹: فجر کی نماز کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب: فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور آفتاب کی کرن چمکنے تک رہتا ہے۔ ان شہروں میں یہ وقت کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ ہے نہ اس سے کم ہوگا نہ زیادہ۔

سوال نمبر۱۶۰: فجر کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: فجر میں تاخیر مستحب ہے یعنی اسفار میں جب خوب اجالا ہو اور زمین روشن ہو جائے ایسے وقت میں نماز شروع کرے کہ سنت کے موافق چالیس سے ساٹھ آیات پڑھ سکے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد اتنا وقت باقی بچے کہ اگر نماز دوبارہ پڑھنی پڑھے تو دوبارہ سنت کے موافق پڑھی جا سکے۔

سوال نمبر۱۶۱: صبح صادق کیا ہے؟

جواب: صبح صادق ایک روشنی ہے جو مشرق کی جانب آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے اور اس سے پہلے بیچ آسمان پر ایک سفیدی ستون کی طرح ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے اور صبح صادق کے وقت یہ دراز سپیدی غائب ہو جاتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۶۲: نماز ظہر کا وقت کیا ہے؟

جواب: ظہر کی نماز کا وقت زوال یعنی سورج ڈھلنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور ٹھیک دوپہر کے وقت جو سایہ ہو اس کے علاوہ جب ہر چیز کا سایہ اس چیز سے دو مثل (دوگنا) ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر۱۶۳: ظہر کا وقت مستحب کیا ہے؟

جواب: جاڑوں کی ظہر میں جلدی مستحب ہے اور گرمی کے دنوں میں تاخیر مستحب ہے یعنی جب گرمی کی تیزی کم ہو جائے خواہ تنہا پڑھے یا جماعت کے ساتھ لیکن بہتر یہ ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل میں پڑھے، ہاں گرمیوں میں ظہر کی جماعت اول وقت میں ہوتی ہے تو مستحب وقت کے لیے جماعت کا چھوڑ دینا جائز نہیں۔

سوال نمبر۱۶۴: عصر کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب: جب ہر چیز کا سایہ (سوا سایہ اصلی کے) دو مثل ہو جائے تو ظہر کا وقت ختم ہو کر عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور غروب آفتاب تک

رہتا ہے ان شہروں میں وقت کا اثر کم از کم ایک گھنٹہ پینتیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے چھ منٹ ہے۔

سوال نمبر ۱۶۵: عصر کا مستحب وقت کیا ہے؟

جواب: عصر کی نماز ہمیشہ تاخیر (دیر کرے پڑھنا) مستحب ہے مگر اتنی دیر نہ کریں کہ آفتاب بہت نیچا اور زرد ہو جائے اور اس پر بے تکلف نگاہ ٹھہرنے لگے۔ ورنہ نماز مکروہ ہوگی اور سورج پر یہ زردی اس وقت آجاتی ہے جب غروب میں بیس منٹ باقی رہتے ہیں تو اسی قدر وقت کراہت ہے۔

سوال نمبر ۱۶۶: مغرب کا وقت کب سے کب تک ہے؟

جواب: وقت مغرب غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے اور یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ ہوتا ہے یعنی ہر روز کے صبح اور مغرب برابر ہوتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۶۷: شفق کسے کہتے ہیں؟

جواب: امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک شفق اس سفیدی کا نام ہے جو مغرب میں سرخی ڈوبنے کے بعد صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔

سوال نمبر ۱۶۸: مغرب کا وقت مستحب کیا ہے؟

جواب: اگر بادل نہ ہوں تو مغرب میں ہمیشہ اول میں نماز پڑھنا مستحب ہے اور بلا عذر دیر کر کے نماز ادا کرنا مکروہ ہے اور ابر کے دن تاخیر مستحب ہے۔

سوال نمبر ۱۶۹: نماز عشاء کا وقت کیا ہے؟

جواب: سفید شفق کے غروب ہو جانے کے بعد عشاء کا وقت شروع ہوتا ہے اور صبح صادق ہونے سے پہلے تک رہتا ہے۔

سوال نمبر ۱۷۰: عشاء کا وقت مستحب کیا ہے؟

جواب: عشاء میں تہائی رات تک دیر کرنا مستحب ہے اور آدھی رات تک مباح ہے اور اتنی دیر کرنا کہ رات ڈھل گئی، مکروہ ہے۔

سوال نمبر ۱۷۱: نماز وتر کا وقت کونسا ہے؟

جواب: عشاء و وتر کا وقت ایک ہے مگر ان میں باہم ترتیب فرض ہے کہ عشاء سے پہلے اگر وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور جو شخص جاگنے پر اعتماد رکھتا ہے اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ وتر پچھلی رات میں پڑھے ورنہ بعد عشاء سونے سے پہلے پڑھ لے۔

سوال نمبر ۱۷۲: وہ کون سے اوقات ہیں جن میں کوئی نماز جائز ہی نہیں؟

جواب: وہ تین وقت ہیں۔ طلوع آفتاب کا وقت، غروب آفتاب کا وقت، اور نصف النہار یعنی سورج کے قائم ہونے سے زوال تک کا وقت طلوع و غروب کی مقدار ۲۰ منٹ ہے اور نصف النہار چالیس پینتالیس منٹ کا وقفہ ہے ان تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل، نہ ادا نہ قضا اور نہ سجدہ تلاوت نہ سجدہ سہو۔

سوال نمبر ۱۷۳: وہ کونسے اوقات ہیں جن میں نفل جائز نہیں؟

جواب: بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے:۔

۱۔ طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک سوا دو رکعت سنت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

۲۔ جب اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اقامت ہو۔

۳۔ نماز عصر کے بعد۔

۴۔ غروب آفتاب سے فرض مغرب تک۔

۵۔ جب امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمع کے لیے کھڑا ہو۔

۶۔ عین خطبہ کے وقت۔

۷۔ نماز عید سے پہلے۔

۸۔ نماز عید کے بعد جبکہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے، گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔

۹۔ عرفات میں ظہر و عصر کے درمیان۔

۱۰۔ جبکہ فرض کا وقت تنگ ہو تو ہر نماز یہانتک کہ سنت فجر و ظہر بھی مکروہ ہے۔

۱۱۔ جس بات سے دل بٹے اور دفع کرسکتا ہو اسے دفع کیئے بغیر ہر نماز مکروہ ہے مثلاً زور کا پیشاب باخانہ لگتے وقت۔

سبق نمبر ۲۰

نیت کا بیان

سوال نمبر ۱۷۴: نیت کسے کہتے ہیں؟

جواب: نیت دل کے پکے ارادے کو کہتے ہیں۔ محض جاننا نیت نہیں جب تک کہ ارادہ نہ ہو۔

سوال نمبر ۱۷۵: نیت کا زبان سے کہنا کیسا ہے؟

جواب: زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اگرچہ کسی زبان میں ہو۔ لیکن اگر دل میں مثلاً ظہر کا ارادہ کیا اور لفظ عصر نکلا تو ظہر کی نماز ہوگئی۔

سوال نمبر ۱۷۶: نیت میں کیا کیا باتیں ضروری ہیں؟

جواب: فرض نماز میں اس خاص نماز کا ارادہ کرنا جو پڑھنا چاہتا ہے مثلاً ظہر یا عصر کی نیت کرے یونہی اگر فرض قضا ہو جائیں تو ان میں بھی دن اور نماز کا معین کرنا ضروری ہے مثلاً فلاں دن کی فلاں نماز ادا کرتا ہوں اور اگر امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہو تو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے کہ پیچھے اس امام کے۔

سوال نمبر ۱۷۷: نفل اور سنت کی نیت کس طرح کرے؟

جواب: ا ن نمازوں میں اتنی ہی نیت کافی ہے کہ میں نماز پڑھتا ہوں مگر بہتر یہ ہے کہ سنتوں میں سنت کی نیت کرے۔

سوال نمبر ۱۷۸: کسی نماز کی پوری نیت زبان سے کس طرح کی جائے؟

جواب: مثلاً آج فجر کے دو فرض پڑھتا ہے تو نیت یوں کرے:۔

''نیت کی میں نے دو رکعت آج کے فرض نماز فجر کی واسطے اللہ تعالیٰ کے منہ میرا قبلہ شریف کی طرف۔''

سوال نمبر ۱۷۹: سنت کی نیت کس طرح کرے؟

جواب: مثلاً ظہر کی چار سنتیں پڑھتا ہے تو نیت یوں کرے:

'نیت کی میں نے چار رکعت نماز سنت واسطے اللہ تعالیٰ کے سنت رسول اللہ (ﷺ) وقت ظہر کا، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف۔''

سوال نمبر ۱۸۰: نماز واجب کی نیت کس طرح ہوتی ہے؟

جواب: نماز واجب میں واجب کی نیت کرے اور اسے معین بھی کردے مثلاً نماز عید الفطر یا نماز عید الضحیٰ یا وتر۔

سوال نمبر ۱۸۱: نماز میں تعداد رکعات کی نیت ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: نیت میں تعداد رکعات کا ذکر ضروری نہیں، البتہ افضل ہے۔

سبق نمبر ۲۱

ارکان نماز کا بیان

سوال نمبر۱۸۲: ارکان نماز کسے کہتے ہیں؟

جواب: ارکان جمع ہے رکن کی اور رکن کے معنٰی ہیں فرض تو ارکان نماز، فرائض نماز کا دوسرا نام ہے۔یعنی نماز کے وہ اعمال جو نماز کے اندر داخل ہیں اور ان میں سے اگر ایک بھی رہ جائے تو نماز نہ ہوگی۔

سوال نمبر۱۸۳: فرائض نماز کتنے ہیں؟

جواب: نماز میں سات چیزیں فرض ہیں۔

۱۔تکبیر تحریمہ

۲۔قیام

۳۔قرأت

۴۔رکوع

۵۔سجود

۶۔قعدۂ اخیرہ

۷۔خروج بصنعہ یعنی نمازی کا اپنے کسی فعل کے ساتھ نماز سے خارج ہونا۔

سوال نمبر۱۸۴: تکبیر تحریمہ کو شرط بھی کہتے ہیں اور فرض بھی یہ کیونکر ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ اور نماز کے ارکان میں چونکہ کوئی فاصلہ نہیں اور یہ نماز کے ساتھ ایسی ملی ہوئی ہے جیسے دروازہ گھر سے اس لیے تکبیرِ تحریمہ کو ارکان نماز سے شمار کرلیتے ہیں ورنہ درحقیقت ہے یہ شرط ہی۔

سوال نمبر۱۸۵: تکبیر تحریمہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: نماز ادا کرنے کے لیے نیت باندھتے وقت جو اللہ اکبر کہتے ہیں اس تکبیرِ تحریمہ سے نماز شروع ہوجاتی ہے اور جو باتیں نماز کے منافی (یعنی خلاف) ہیں، وہ حرام ہوجاتی ہیں اس لیے اسے تکبیرے تحریمہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۸۶: تکبیر تحریمہ کھڑے ہوکر کہنا فرض ہے یا بیٹھ کر بھی کہہ سکتا ہے؟

جواب: فرض وتر، عیدین اور سنت فجر جن میں قیام فرض ہے، ان میں تکبیر تحریمہ کھڑے ہوکر کہنا فرض ہے تو اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہا پھر کھڑا ہوگیا تو نماز شروع ہی نہ ہوئی اور نفل کے لیے بیٹھ کر کہہ سکتا ہے۔

سوال نمبر۱۸۷: تکبیرِ تحریمہ کہتے ہوئے امام کے ساتھ رکوع میں مل جانے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: امام کو رکوع میں پایا اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا۔یعنی تکبیر اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے تو نماز نہ ہوگی، ہاں اللہ اکبر کھڑے ہوکر کہا پھر رکوع میں چلا گیا تو نماز ہوجائے گی، اگرچہ ہاتھ باندھے ہوں۔

سوال نمبر۱۸۸: قیام سے کیا مراد ہے؟

جواب: قیام کھڑے ہونے کو کہتے ہیں کمی کی جانب اس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں اور پورا قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔

سوال نمبر۱۸۹: قیام کس قدر اور کس نماز میں فرض ہے؟

جواب: فرض اور واجب نمازوں اور سنت فجر میں قیام فرض ہے اور جتنی دیر تک قرأت فرض ہے، اتنی ہی دیر تک قیام فرض ہے، اور جتنی دیر تک قرأت واجب ہے اتنی دیر تک قیام واجب ہے اور جب تک قرأت سنت ہے قیام بھی سنت ہے۔

سوال نمبر۱۹۰: اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو تو کیا کرے؟

جواب: لاٹھی یا دیوار یا خادم پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کھڑا ہو کہ اللہ اکبر کہہ لے تو یہی کرے اور پھر بیٹھ جائے اور اگر کھڑا ہونے کی بالکل طاقت نہیں مثلاً، بیمار یا زخمی ہے یا کھڑے ہونے سے مرض بڑھتا ہے یا ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہے تو بیٹھ کر پڑھے ہاں نفل نماز میں قیام فرض نہیں۔

سوال نمبر۱۹۱: کشتی یا ریل میں بیٹھ کر نماز فرض پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: کشتی میں چکر آنے کا گمان غالب ہو اور کنارے پر اتر نہ سکتا ہو تو بیٹھ کر اس پر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن چلتی گاڑی میں بیٹھ کر فرض واجب اور سنت فرض ادا نہیں کر سکتا گاڑی جب اسٹیشن پر ٹھہرے اس وقت کھڑے ہو کر یہ نمازیں ادا کرے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو کر یہ نمازیں ادا کرے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اس نماز کو دہرا لے۔

سوال نمبر۱۹۲: قرأت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قرأت، قرآن مجید پڑھنے کو کہتے ہیں۔ قرأت میں یہ لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیئے جائیں تا کہ ہر حرف دوسرے سے ممتاز ہو جائے اور آہستہ آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضروری ہے کہ خود اپنی آواز سن سکے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

سوال نمبر۱۹۳: نماز میں قرأت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و سنت اور نفل کی ہر رکعت میں امام و منفرد (تنہا) پر فرض ہے اور مقتدی کو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں اس کے لیے امام کی قرأت ہی کافی ہے اور سورۂ فاتحہ پڑھنا اور فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل و وتر کی ہر رکعت میں ایک چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک یا دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا واجب ہے۔

سوال نمبر۱۹۴: سورۂ فاتحہ پڑھنا کیا ہر نماز کی ہر رکعت میں واجب ہے؟

جواب: فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ واجب ہے خواہ وہ نماز فرض و واجب ہو یا سنت و نفل اور فرض کی تیسری چوتھی رکعت میں اختیار ہے مگر افضل یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھ لے اور سبحان اللہ کہنا بھی جائز ہے اور چپ رہا تو بھی نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرے نہیں۔

سوال نمبر۱۹۵: ہر مسلمان کو کم از کم کتنا قرآن حفظ ہونا چاہیئے؟

جواب: ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اور بقدر ضرورت دینی مسائل کا جاننا بھی ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

سوال نمبر۱۹۶: قرأت کس کس نماز میں زور سے واجب ہے؟

جواب: فجر کی نماز فرض میں اور مغرب و عشاء کے فرضوں کی دو پہلی رکعتوں میں اور جمعہ و عیدین اور تراویح اور رمضان کے وتر کی جماعت سے پڑھے جاتے ہیں ان سب میں امام ہر جہر یعنی زور سے پڑھنا واجب ہے، جہر میں کم از کم اتنی آواز درکار ہے کہ دوسرے لوگ یعنی وہ جو صف اول میں ہیں سن سکیں۔

سوال نمبر۱۹۷: قرأت کن نمازوں میں آہستہ ہونی چاہیئے؟

جواب: مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری اور چوتھی اور ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے یونہی دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کو نفل اگر تنہا پڑھے تو اختیار ہے اور آہستہ پڑھنے کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ خود سن سکے۔ اگر اتنی آواز بھی نہ ہو تو نماز نہ ہوگی۔

سوال نمبر۱۹۸:　جن نمازوں میں زور سے قرأت کی جاتی ہے انھیں کیا کہتے ہیں؟

جواب:　انھیں جہری نمازیں کہتے ہیں اور جن میں آہستہ قرأت کی جاتی ہے انھیں سری نمازیں کہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۹۹:　منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والا جہری نمازوں میں قرأت زور سے کریگا یا نہیں؟

جواب:　جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ جہر کرے ہاں اگر قضا پڑھے تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

ایک تمنا

دردِ دل کر مجھے عطا یارب　　دے مرے درد کی دوا یارب

لاج رکھ لے گناہ گاروں کی　　نام رحمٰن ہے ترا یارب

عیب میرے نہ کھول محشر میں　　نام ستار ہے ترا یارب

مجھے ایسے عمل کی دے توفیق　　کہ ہو راضی تری رضا یارب

ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ　　اس برے کو بھی کر بھلا یارب

سوال نمبر۲۰۰:　رکوع کی ادنیٰ مقدار کیا ہے؟

جواب:　اتنا جھکنا کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں۔ یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے اور پورا یہ کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔

سوال نمبر۲۰۱:　رکوع کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب:　رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے یہاں تک کہ پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو وہ ٹھہر جائے اور سر پیٹھ کے برابر ہو نہ اونچا نہ جھکا ہوا اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑ لے اور انگلیاں خوب کھلی رکھے اور ہاتھ پسلیوں سے جدا۔

سوال نمبر۲۰۲:　کوزہ پشت (کبڑا) جس کی کمر جھک جاتی ہے وہ کس طرح رکوع کرے؟

جواب:　کوزہ پشت جس کا کب رکوع کی حد تک پہنچ جائے وہ رکوع کے لیے سر سے اشارہ کرے اس کا رکوع ہو جائے گا یونہی اگر بڑھاپے کی وجہ سے کمر اس قدر جھک جائے کہ رکوع کی شکل ہو جائے اس کے لیے بھی سر سے اشارہ کر دینا کافی ہے۔

سوال نمبر۲۰۳:　سجدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب:　پیشانی زمین پر جمانے کو سجدہ کہتے ہیں اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر لگنا سجدہ میں شرط ہے اور ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا واجب اور دسوں کا قبلہ رو ہونا یعنی دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنت ہے۔

سوال نمبر۲۰۴:　ایک رکعت میں ایک ہی سجدہ فرض ہے یا دوسرا بھی؟

جواب:　ہر رکعت میں دو بار سجدہ کرنا فرض ہے۔

سوال نمبر۲۰۵:　صرف ناک یا پیشانی پر سجدہ کرنے سے سجدہ ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب:　اگر کوئی عذر ہو اور اس سبب سے پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک پر سجدہ کرلے پھر ناک کی نوک لگنا کافی نہیں بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضروری ہے اور اگر کوئی عذر نہیں اور صرف پیشانی پر سجدہ کیا تو نماز مکروہ ہوئی اور اگر بلا عذر صرف ناک پر سجدہ کیا تو نماز ہوگی ہی نہیں۔

سوال نمبر۲۰۶:　اگر کسی کی پیشانی اور ناک دونوں پر زخم ہو تو وہ کس طرح سجدہ کرے؟

جواب:　ایسا شخص سجدے کے لیے اشارہ کرلے اس کی نماز ہو جائے گی۔

سوال نمبر ۲۰۷: دونوں سجدوں میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

جواب: پہلے سجدے سے فارغ ہو کر اطمینان کے ساتھ بیٹھے پھر دوسرا سجدہ کرے، دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔

سوال نمبر ۲۰۸: نرم چیز پر سجدہ کرنے سے نماز ہوگی یا نہیں؟

جواب: کسی نرم چیز مثلاً گھاس، روئی، قالین وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دبی کہ اب دبانے سے نہ دبے گی تو نماز جائز ہے ورنہ نہیں یونہی اگر ناک ہڈی تک نہ دبی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی اس کا لوٹانا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۲۰۹: آدمی خود نیچے ہو اور سجدہ اونچی جگہ کرے تو نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ایسی جگہ سجدہ کیا جو قدم کی بہ نسبت بارہ انگل سے زیادہ اونچی ہے تو سجدہ نہ ہوا اور نماز نہ ہوئی ورنہ سجدہ بھی ہو جائے گا نماز بھی۔

سوال نمبر ۲۱۰: قعدہ اخیرہ کتنی دیر تک فرض ہے؟

جواب: نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ پوری التحیات یعنی "ورسولہ" تک پڑھ لی جائے، فرض ہے۔

سوال نمبر ۲۱۱: خروج بصنعہ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قعدۂ اخیرہ کے بعد نمازی کے اپنے کسی ایسے فعل سے جو نماز کے مخالف ہو، نماز سے بالقصد خارج ہونے یا نکلنے کو خروج بصنعہ کہتے ہیں مگر اس میں دوبارا سلام کہنا واجب ہے ورنہ نماز دُہرانی پڑے گی۔

سبق نمبر ۲۲

نماز کے واجبات اور سنن و مستحبات

سوال نمبر ۲۱۲: واجبات نماز سے کیا مراد ہے؟

جواب: واجبات جمع ہے واجب کی اور واجبات نماز ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کا ادا کرنا نماز میں ضروری ہے اگر ان میں سے کوئی چیز بھولے سے چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی اور بھولے سے چھوٹ جانے سے سجدۂ سہو نہ کیا یا جان بوجھ کر کسی واجب کو چھوڑ دیا تو نماز کا دہرانہ واجب ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۲۱۳: واجبات نماز کتنے ہیں؟

جواب: واجبات نماز ۲۶ ہیں:۔

۱۔ تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ اکبر کہنا۔

۲۔ الحمد شریف پڑھنا۔

۳۔ فرض کی پہلی دو رکعت میں اور واجب و سنت کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک چھوٹی سورت یا ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا۔

۴۔ فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لیے مقرر کرنا۔

۵۔ الحمد شریف کا سورت سے پہلے ہونا۔

۶۔ قرأت سے فارغ ہوتے ہی رکوع کرنا۔

۷۔ ایک سجدہ کے بعد دوسرا سجدہ کرنا۔

۸۔ تعدیل ارکان، یعنی رکوع سجود، قومہ، اور قعود اور جلسہ میں کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا۔

۹۔ قومہ، یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔

۱۰۔ جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔

۱۱۔قعدہ اولیٰ یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا۔

۱۲۔دونوں قعدوں میں پورا تشہد پڑھنا۔

۱۳۔لفظ السلام دو بار کہنا۔

۱۴۔وتر میں دعائے قنوت پڑھنا اور تکبیر قنوت کہنا۔

۱۵۔عید الفطر اور عید الضحیٰ کی ہر چھ تکبیریں کہنا اور ان میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کے لیے لفظ اللہ اکبر ہونا بھی واجب ہے۔

۱۶۔ہر جہری نماز (فجر، مغرب، عشأ، جمعہ، عیدین، تراویح، اور وتر رمضان) میں امام کو آواز سے قرأت کرنا اور غیر جہری نمازوں (ظہر، عصر وغیرہ) میں امام کو آہستہ پڑھنا۔

۱۷۔اما جب قرأت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔

۱۸۔قرأت کے سوا تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔

۱۹۔آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدہ تلاوت کرنا۔

۲۰۔نماز میں سہو ہوا ہو تو سجدہ سہو کرنا۔

۲۱۔ہر واجب و فرض کا اس کی جگہ پر ہونا۔

۲۲۔رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا۔

۲۳۔سجود کا ہر رکعت میں دو ہی بار ہونا۔

۲۴۔فرض، وتر اور سنت مؤکدہ میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا۔

۲۵۔دوسری سے پہلے قعدہ نہ کرنا اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔

۲۶۔دو فرض یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان تین تسبیح کی مقدار وقفہ نہ ہونا۔

سوال نمبر ۲۱۴: سنن نماز سے کیا مراد ہے؟

جواب: سنن جمع ہے سنت کی اور نماز کی سنتیں وہ چیزیں ہیں جو رسول اللہ (ﷺ) سے ثابت ہیں۔ان کی تاکید فرض اور واجب کے برابر نہیں اس لیے نماز میں اگر کوئی سنت چھوٹ جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا، مگر جان بوجھ کر کسی سنت کو چھوڑ دینا بہت بری بات ہے اور کسی سنت کی توہین سخت گناہ بلکہ کفر ہے۔

سوال نمبر ۲۱۵: نماز میں کتنی سنتیں ہیں؛

جواب: نماز میں تیس سنتیں ہیں:۔

۱۔تکبیر تحریمہ۔

۲۔ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر کشادہ اور قبلہ رخ رکھنا۔

۳۔بوقت تکبیر سر نہ جھکانا۔

۴۔تکبیر سے پہلے ہاتھ کا اٹھانا، یونہی تکبیر قنوت اور تکبیرات عیدین مین کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز مین ہاتھ اٹھانا سنت نہیں ہے۔

۵۔امام کا بقدر حاجت بلند آواز سے اللہ اکبر، سمع اللہ لمن حمدہ اور سلام اور دوسری تکبیریں کہنا۔

۶۔بعد تکبیر فوراً ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لینا۔

۷۔ثنأ یعنی سبحنك اللهم پڑھنا۔

۸۔تعوذ یعنی اعو ذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنا۔

۱۰۔سورہ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا۔

۱۱۔ان سب کا آہستہ ہونا۔

۱۲۔فرض کی پچھلی دو رکعتوں مین صرف الحمد شریف پڑھنا۔

۱۳۔رکوع کو جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

۱۴۔رکوع میں کم از کم تین بار تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم پڑھنا۔

۱۵۔رکوع میں گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا اور انگلیاں خوب کھلی رکھنا۔

۱۶۔ رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے سمع اللہ لمن حمدہ کہنا اور مقتدی کے لیے ربنا و لک الحمد کہنا اور منفرد کے لیے تسبیح وتحمید دونوں کہنا۔

۱۷۔رکوع میں سر اور پیٹھ کو ایک سیدھ میں رکھنا۔

۱۸۔سجدہ کے لیے اور سجدہ سے اٹھنے کے لیے اللہ اکبر کہنا۔

۱۹۔سجدہ میں جاتے وقت زمین پر پہلے گھٹنے رکھنا پھر ہاتھ رکھنا پھر ناک اور پھر پیشانی اور جب سجدہ سے اٹھے تو پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے۔

۲۰۔سجدہ میں کم از کم تین بار سبحن ربی الاعلیٰ کہنا۔

۲۱۔سجدہ اس طرح کرنا کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں اور پیٹ رانوں سے اور کلائیاں زمین سے مگر جب صف میں ہو تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے

۲۲۔دونوں سجدوں کے درمیان مثل تشہد بیٹھنا یعنی بایاں قدم بچھانا اور داہنا کھڑا رکھنا اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا۔

۲۳۔سجدوں میں ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونا اور دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کا قبلہ رو ہونا اور یہ جب ہی ہوگا کہ انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگے ہوں۔

۲۴۔دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سرین اس پر رکھ کر بیٹھنا اور داہنا قدم کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیاں قبلہ رخ رہیں اور ہاتھ کی انگلیوں کو ان کی حالت پر چھوڑنا ہوں کہ ان کے کنارے گھٹنوں کے پاس رہیں۔

۲۵۔کلمۂ شہادت پر اشارہ کرنا، یوں چھنگلی اور اس کے پاس والی کو بند کرلے، انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ باندھے اور لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور الاّ پر رکھ دے اور سب انگلیاں سیدھی کرلے۔

۲۶۔بعد تشہد دوسرے قعدہ میں درود شریف پڑھنا اور نوافل کے قعدہ اولیٰ میں بھی درود شریف پڑھنا مسنون ہے۔

۲۷۔درود شریف کے بعد اپنے اور اپنے والدین اور مسلمان استادوں اور عام مسلمانوں کے لیے دعا کرنا۔

۲۸۔السلام علیکم و رحمۃ اللہ دوبار کہنا۔

۳۰۔ہر طرف کے سلام میں اس طرف کے مقتدیوں اور کراماً کاتبین اور ان فرشتوں کی نیت کرنا جو اس کی حفاظت پر مقرر ہیں۔

سوال نمبر ۲۱۶: نماز کے مستحبات کیا کیا ہیں؟

جواب: وہ باتیں جن کے بجالانے سے نماز میں حسن وخوبی آجاتی ہے مستحبات نماز کہلاتی ہیں مثلاً:۔

۱۔قیام کی حالت میں سجدہ کی جگہ نظر رکھنا اور رکوع میں قدموں کی پیٹھ پر اور قعدہ اور جلسہ میں اپنی گود کی طرف اور سجدہ میں ناک کی طرف اور سلام کے وقت اپنے کاندھوں پر نظر رکھنا۔

۲۔ جماہی آئے تو منہ بند کئے رہنا اور نہ رکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے اور اس سے بھی نہ رکے تو قیام کی حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ ڈھانک لے اور باقی حالتوں میں بائیں کی پشت سے جماہی روکنے کا مجرب طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ انبیاءٔ علیہم السلام کو جماہی نہیں آتی تھی۔

۳۔کھانسی کو اپنی طاقت بھر نہ آنے دینا۔

۴۔مرد کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔

۵۔ جب تکبیر کہنے والا حی علی الفلاح کہے تو امام و مقتدی سب کا کھڑا ہو جانا اور آجکل جو اکثر جگہ یہ رواج پڑ گیا ہے کہ اقامت کے وقت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں بلکہ جب تک امام مصلے پر کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنت ہے۔

۶۔دونوں پنجوں کے درمیان قیام میں چار انگل کا فاصلہ ہونا۔

۷۔مقتدی کا امام کے ساتھ نماز شروع کرنا۔

سوال نمبر ۲۱: عورت کے لیے نماز میں کیا کیا باتیں سنت ہیں؟

جواب: نماز میں دس باتیں عورت کے لیے سنت ہیں:۔

۱۔تکبیر تحریمہ میں مونڈھوں تک ہاتھ اٹھانا۔

۲۔تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے کے اندر رکھنا۔

۳۔قیام میں بائیں ہتھیلی سینے پر چھاتی کے نیچے رکھ کراس کی پشت پر داہنی ہتھیلی رکھنا۔

۴۔رکوع میں گھٹنوں پر صرف ہاتھ رکھنا اور انگلیاں کشادہ نہ کرنا۔

۵۔رکوع میں صرف اس قدر جھکنا کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۶۔پاؤں جھکے ہوئے رکھنا، مردوں کی طرح سیدھے نہ کرنا۔

۷۔سجدہ سمٹ کر کرنا یعنی بازو کروٹوں سے ملادے اور پیٹ ران سے اور ران پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے۔

۸۔سجدے میں اپنے دونوں ہاتھ بچھادینا۔

۹۔قعدہ میں دونوں پاؤں داہنی جانب نکال کر بائیں سرین پر بیٹھنا۔

۱۰۔قعدہ اور جلسہ میں ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی رکھنا۔

سبق نمبر ۲۳

نماز پڑھنے کا مسنون طریقہ

نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائے کہ انگوٹھے کان کی لو سے چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلہ کو ہوں، نیت کر کے **اللہ اکبر** کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے۔ یوں کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلی کلائی کے اغل بغل، اور ثنا پڑھے پھر تعوذ، پھر تسمیہ کہے، پھر الحمد پڑھے اور ختم پر امین آہستہ کہے۔ اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت کہ تین کے برابر ہو۔ اب **اللہ اکبر** کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے، اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوئی ہوں، نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف اور ایک طرف انگوٹھا ہو اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اونچا نیچا نہ ہو اور کم سے کم تین بار سبحن ربی العظیم کہے پھر **سمع اللہ لن حمدہ** کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور منفرد ہو تو اس کے بعد **اللھم ربنا و لک الحمد** کہے پھر **اللہ اکبر** کہتا ہوا سجدہ میں جائے، یوں کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے نہ یوں کہ صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو جمے ہوں اور ہتھیلیاں بچھی ہوں اور انگلیاں قبلہ کو ہوں اور کم از کم تین بار **سبحن ربی الاعلیٰ** کہے، پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کرے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا، بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلہ کو ہوں پھر **اللہ اکبر** کہتا ہوا سجدے کو جائے اور اسی طرح سجدہ کرے پھر سر اٹھائے، پھر ہاتھ کو گھٹنوں پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے۔ اب دوسری رکعت میں صرف **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھ کر قرأت شروع کرے پھر اسی طرح رکوع اور سجدہ کر کے داہنا قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور پوری التحیات عبدہ و رسولہ تک پڑھے اور اس میں کوئی حرف کم وبیش نہ کرے اور جب کلمہ لا کے قریب پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلی اور اس کے پاس والی کو ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے اور کلمہ الا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لے۔

اب اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہوں تو اٹھ کھڑا ہو اور اسی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا ضروری نہیں۔ اب پچھلا قعدہ جس کے بعد نماز ختم کرے گا اس میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھے پھر کوئی دعائے ماثورہ پڑھے مثلاً:۔

اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا وانہ لایغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک

ورحمنی انک انت الغفور الرحیم

یہ دعا وہ دعا ہے جو رسول اللہ (ﷺ) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی تھی یا یہ دعا پڑھے:۔

اللھم ربنا اتنا فی دنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار

اور اس کو بغیر اللھم کے نہ پڑھے پھر داہنے شانے کی طرف منہ کر کے السلام علیکم ورحمة اللہ کہے پھر بائیں طرف۔

یہ طریقہ کہ مذکور ہوں امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے مقتدی کے لیے اس کی بعض بات جائز نہیں مثلاً امام کے پیچھے فاتحہ یا کوئی سورت پڑھنا اور سلام کے بعد سنت یہ ہے کہ امام دائیں یا بائیں جانب مڑ جائے اور دا ہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بھی بیٹھ سکتا ہے جب کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو اور منفرد اگر وہیں دعا مانگے تو جائز ہے اور مقتدیوں کی طرف منہ کر کے بھی بیٹھ سکتا ہے جب کہ کوئی مقتدی اس کے سامنے نماز میں نہ ہو اور منفرد اگر وہیں دعا مانگے تو جائز ہے اور ظہر، مغرب وعشاً کے بعد مختصر دعاؤں پر اکتفا کر کے سنت پڑھے زیادہ طویل دعاؤں میں مشغول نہ ہو کہ سنتوں میں تاخیر مکروہ ہے اور سنتیں وہیں نہ پڑھے بلکہ دائیں بائیں آگے پیچھے ہٹ کر پڑھے اور فجر وعصر کے بعد اختیار ہے جس قدر پڑھنا چاہے مگر امام کو مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔

سبق نمبر ۲٤

پیارے نبی(ﷺ) کی پیاری باتیں

رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں:۔

۱۔ تم میں سے اس وقت تک کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب آدمیوں سے پیارا نہ ہوں۔

۲۔ جو کسی سے اللہ عزوجل کے لیے محبت رکھے اللہ کے لیے دشمنی رکھے اور اللہ کے لیے دے اور اللہ کے لیے منع کرے اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔

۳۔ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اسے یہ دیکھنا چاہیئے کہ کس سے دوستی کرتا ہے آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اسے محبت ہے۔

۴۔ اچھا ساتھی وہ ہے کہ جب تو خدا کی یاد کرے وہ تیری مدد کرے اور جب تو بھولے تو وہ یاد دلائے۔

۵۔ خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں جس کے پڑوسی اس کی آفتوں سے محفوظ نہ ہوں۔

۶۔ مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ گھر جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ احسان کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس کے ساتھ برائی کی جاتی ہو۔

۷۔ ظالم بادشاہ کے پاس حق بات بولنا بہترین جہاد ہے۔

۸۔ جس قوم میں گناہ ہوتے ہوں اور وہ لوگ بدلنے پر قادر ہوں پھر نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب بھیجے۔

۹۔ بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر ویسا ہی حق ہے جیسا باپ کا حق اولاد پر ہے۔

۱۰۔ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین ہلاک کرنے والی ہیں۔

نجات دینے والی چیزیں یہ ہیں:۔

(۱) پوشیدہ اور ظاہر میں اللہ سے ڈرنا۔

(۲) خوشی اور ناخوشی میں حق بات بولنا۔

(۳) مالداری اور احتیاج کی حالت میں درمیانی چال چلنا۔

ہلاک کردینے والی چیزیں یہ ہیں:۔

(۱) خواہش نفسانی کی پیروی کرنا۔

(۲) بخل کی اطاعت اور

(۳) اپنے نفس کے ساتھ گھمنڈ کرنا یہ سب میں سخت ہے۔

فضائل اور درود شریف:

رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں:۔

۱۔ جو مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس درودیں نازل فرمائے گا اور اس کی دس خطائیں بخش دے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

۲۔ پورا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود شریف نہ بھیجے۔

۳۔ جو شخص اپنی زندگی میں مجھ پر کثرت سے درود شریف بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی موت کے بعد تمام مخلوق کو حکم دیتا ہے کہ اس کے لیے استغفار کریں۔

۴۔ قیامت کے دن مجھ سے سب میں زیادہ قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔

۵۔ مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو وہ تمھارے لیے فلاح و نجات کا ذریعہ ہے۔

صلی اللہ علی النبی الامی و الہ واصحابہ (ﷺ) صلوۃ وسلاما علیک یارسول اللہ ط

سبق نمبر ۲۵

اچھی اچھی دعائیں

(وضو کی دعائیں)

۱۔ کلی کرتے وقت:۔

اللھم اعنی علی ذکرک وشرک وھسن عبادتک

''اے اللہ تو میری مدد کر، میں تیرا ذکر و شکر کروں اور تیری اچھی عبادت کروں''

۲۔ ناک میں پانی ڈالتے وقت:۔

اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ و؛اترحنی وائحۃ النار

''اے اللہ تو مجھ کو جنت کی خوشبو سونگھا اور جنت کی بو سے بچا''

۳۔ منہ دھوتے وقت:۔

اللھم بیض وجھی یوم یبیض وجوہ وتسود وجوہ

''اے اللہ تو میرا منہ اجالا کر جس دن کچھ منہ سفید ہوں گے اور کچھ سیاہ''

۴۔ داہنا ہاتھ دھوتے وقت:۔

اللھم اعطنی کتابی بیمینی ....حسابا یسیرا

''اے اللہ تو میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دینا اور مجھ سے آسان حساب کرنا''

۵۔ بایاں ہاتھ دھوتے وقت:۔

اللھم لاتعطنی کتابی بشمائی ولا من ورآء ظھری

''اے اللہ! تو میرا نامۂ اعمال نہ بائیں ہاتھ میں دے اور نہ پیٹھ کے پیچھے سے''

۶۔ سر کا مسح کرتے وقت:۔

اللھم اظلنی تحت عرشک یوم لاظل الاظن عرشک

''اے اللہ تو مجھے اپنے عرش کے سایہ میں رکھ جس دن تیرے عرش کے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہ ہوگا''

۷۔ کانوں کا مسح کرتے وقت:۔

اللھم اجعلنی من الذین یستمعون لاقل فیتبعون احسنۃ

''اے اللہ تو مجھے ان لوگوں میں کردے جو بات سنتے ہیں اور اچھی بات پر عمل کرتے ہیں''

۸۔گردن کا مسح کرتے وقت:۔

اللھم اعتق رقبتی من النار

''اے اللہ تو میری گردن آگ سے آزاد کردے''

۹۔داہنا قدم دھوتے وقت:۔

اللھم ثبت قدمی علی الصراط یوم تزل الاقدام

''اے اللہ میرا قدم پل صراط پر ثابت رکھ جس دن اس پر قدم پھسلیں گے''

۱۰۔بایاں پاؤں دھوتے وقت:۔

اللھم اجعل ذنبی مغفورا وسحی مشکورا وتب........لن تبور

''اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میری کوشش بارآور کو میری تجارت ہلاک نہ ہو''

۱۱۔وضو سے فارغ ہوتے ہی:۔

اللھم اجعلنی من التوابین و اجعلنی من المتطھرین

''اے اللہ تو مجھے توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں میں کردے''

۱۲۔کھڑے ہوکر اور آسمان کی طرف منہ کرکے:۔

سبحنک اللھم وبحمدک اشھد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک

''تو پاک ہے اے اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے معافی چاہتا اور تیری طرف توبہ کرتا ہوں''

حضرت مولانا مفتی محمد خلیل خان قادری مدظلہ العالی

مدرسہ احسن البرکات حیدرآباد سندھ

یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہوجائے

ہراک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہوجائے

حصہ چہارم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

اسلامی عقیدے

سبق نمبر ۱

حمد باری تعالیٰ

درد دل کر مجھے عطا یا رب — دے مرے درد کی دوا یارب

لاج رکھ لے گناہگاروں کی — نام رحمٰن ہے ترا یا رب

تونے میرے ذلیل ہاتھوں میں — دامن مصطفٰے (ﷺ) دیا یا رب

تونے دی مجھ کو نعمت اسلام — پھر جماعت میں لے لیا یارب

دے کہ لیتے نہیں کریم کبھی — جو دیا جس کو دے دیا یارب

مجھے ایسے عمل کی دے توفیق — کہ ہو راضی تری رضا یارب

ہر بھلے کی بھلائی کا صدقہ — اس برے کو بھی کر بھلا یارب

میں نے بنتی ہوئی بگاڑی بات — بات بگڑی ہوئی بنا یارب

مجھے دونوں جہاں کے غم سے بچا — شاد رکھ شاد و نما یا رب

اس نکمے سے کام لے ایسے — یہ نکما ہو کام کا یا رب

کردے فضل ونعم سے مالا مال — ہو مع الخیر خاتمہ یا رب

(حضرت حسن بریلوی)

سبق نمبر ۲

ذات و صفات الٰہی

سوال نمبر۱۔ سارے عالم کا خالق ومربی اور مدبر و مالک کون ہے؟

جواب: وہ ایک اللہ ہے، وہی ہر شے کا خالق ہے ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ ساری کائنات کا نظام تربیت اسی کے ہاتھ میں ہے وہی ساری مخلوق کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نشو نما دیتا اور اسے مرتبۂ کمال تک پہنچاتا ہے مربی کے یہی معنیٰ ہیں، وہی مدبر ہے کہ دنیا کے قیامت تک ہونے والے کاموں کو اپنے حکم وامر اور اپنے قطعاً قدر سے تدبیر فرماتا ہے۔ زمین وآسمان اللہ ہی کی ملک ہیں، ہم سب عبد محض ہیں اور تمام تر اسی کی ملک، ہم خود بھی اور ہماری ہر چیز بھی اس کی مملوک ہیں، زمین وآسمان کے یہ سارے کارخانے جو دنیا کے ہر طلسم سے بڑھ کر حیرت انگیز اور انسانی سائنس کے ہر شعبہ سے عجیب تر ہیں، بجائے خود اس کی دلیل ہیں نہ یہ اپنے آپ وجود میں آسکتے ہیں نہ باقی رہ سکتے ہیں جب تک کوئی قادر مطلق ہستی ان کی صانع وخالق اور مربی و مدبر نہ ہو اور وہ نہیں مگر ایک اللہ واحد قہار جل جلالہ وعز شانہ۔

سوال نمبر۲: اللہ کے معنی کیا ہیں؟

جواب: اللہ خدا کے لیے اسم ذات ہے جو واجب الوجود ہے اور ہر کمال وخوبی کا جامع اور ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقص ہے، پاک ہے تمام صفات کمالیہ اس میں موجود ہیں۔

سوال نمبر۳: صفات کمالیہ کے کیا معنی ہیں؟

جواب: خدائے تعالیٰ واجب الوجود ہے اس کی ذات تمام کمالات اور خوبیوں سے آراستہ اور ہر قسم کے عیوب ونقائص اور کمزوروں سے پاک ہے تو اس کمال ذاتی کے لیے جن جن صفات سے اس کی ذات کا متصف ہونا ضروری ہے ان صفات کو صفات کمالیہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر۴: صفات کمالیہ کتنی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات میں بہت سی صفتیں ہیں جن میں سے اہم صفتیں نو ہیں باقی صفات انہی نو صفتوں میں سے کسی نہ کسی کے تحت آجاتی ہیں اور وہ نو صفتیں یہ ہیں:۔

۱۔حیات ۲۔قدرت ۳۔ارادہ و مشیت ۴۔علم ۵۔سمع ۶۔بصر ۷۔کلام ۸۔تکوین وتخلیق 9۔رزاقیت

سوال نمبر۵۔ حیات کے کیا معنی ہیں؟

جواب: وہ ''حی'' ہے یعنی خود زندہ ہے اور تمام چیزوں کو زندگی بخشنے ولا، پھر جب چاہتا ہے ان کو فنا کر دیتا ہے۔

سوال نمبر۶: صفت قدرت کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ قدیر ہے اسے ہر چیز پر قدرت حاصل ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں، جو چاہے وہ کرے معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم، فقیر کو بادشاہ اور بادشاہ کو فقیر کردے جس چیز میں جو خاصیت یا اثر چاہے پیدا کردے اور جب چاہے وہ اثر نکال لے اور دوسرا خاصہ اور تاثیر پیدا کردے۔

سوال نمبر۷: کیا اللہ تعالیٰ جھوٹ پر بھی قادر ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ ہر اس چیز سے جس میں عیب ونقصان ہے، پاک ہے یعنی عیب ونقصان کا اس میں پایا جانا محال ہے، مثلاً جھوٹ، دعا، خیانت، ظلم، جہل، بے حیائی، وغیرہا عیوب اس پر محال ہیں اور یہ کہنا کہ جھوٹ پر قدرت ہے بایں معنی کہ وہ خود جھوٹ بول سکتا ہے محال کو ممکن ٹھہرانا اور خدا کو عیبی بتانا بلکہ خدا سے انکار کرنا ہے اور کذب (جھوٹ) تو ایسا گندا، ناپاک عیب ہے جس سے تھوڑی ظاہری عزت والا بھی بچنا چاہتا ہے بلکہ بھنگی، چمار بھی اپنی طرف اس کی نسبت سے شرماتا ہے۔

اگر وہ اللہ جل جلالہ کے لیے ممکن ہوا تو وہ بھی عیبی، ناقص، گندی نجاست سے آلودہ ہوسکے گا۔تو کیا کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کرسکتا ہے مسلمان تو مسلمان معمولی سمجھ والا یہودی اور نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت گوارا نہ کرے گا اور جو خدا کی طرف اس کی نسبت کرے وہ یہودیوں اور نصرانیوں سے بدتر ہے۔

سوال نمبر۸: ارادہ و مشیت کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ مرید ہے یعنی اس میں ارادہ کی صفت پائی جاتی ہے اس کی مشیت وارادہ کے بغیر کچھ نہیں ہوسکتا۔تمام چیزوں کو اپنے ارادے سے پیدا فرماتا ہے اور ان میں اپنے ارادے ہی سے تصرف فرماتا ہے، یہ نہیں کہ بے ارادہ اس سے فعل صادر ہوجاتے ہوں اللہ تعالیٰ کے ازلی ارادہ کے ماتحت ہی ہر چیز کا ظہور ہوتا ہے اس پر کوئی چیز واجب وضروری نہیں کہ جس کے کرنے پر مجبور ہو مالک علی الاطلاق ہے جو چاہے کرے جو چاہے حکم دے۔

سوال نمبر۹: صفت علم کے کیا معنی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ علیم ہے یعنی اس کو صفت علم حاصل ہے اس کا علم ہر شے کو محیط ہے، ہر چیز کی اس کو خبر ہے، جو کچھ ہو رہا ہے یا ہو چکا یا آئندہ ہونے والا ہے، پوری تفصیل کے ساتھ ان سب کو ازل میں جانتا تھا، اب جانتا ہے، اور ابد تک جانے گا، اشیاء بدلتی ہیں اس کا علم نہیں بدلتا ایک ذرہ بھی اس سے پوشیدہ نہیں اس کے علم کی کوئی انتہا نہیں، وہ غیب وشہادت سب کو یکساں جانتا ہے۔علم ذاتی اس کا خاصہ ہے۔

سوال نمبر۱۰: صفت سمع وبصر سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر ہے یعنی اس میں صفت سماعت وصفت بصارت ہے ہر پست سے پست آواز تک کو سنتا ہے اور ہر باریک سے باریک کو کہ خوردبین سے محسوس نہ ہو وہ دیکھتا ہے بلکہ اس کا دیکھنا اور سننا انھیں چیزوں پر منحصر نہیں وہ ہر موجود کو دیکھتا ہے اور ہر موجود کو سنتا ہے سمع کے معنی سننا اور بصر کے معنی دیکھنا ہے۔

سوال نمبر ۱۱: صفت کلام سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ متکلم ہے یعنی اس کو کلام کرنے کی صفت حاصل ہے، جس چیز کو چاہتا ہے خبر دیتا ہے، انبیاءؑ سے جب چاہتا ہے کلام کرتا ہے اور جس طرح وہ بے کان کے سنتا ہے اور بے آنکھ کے دیکھتا ہے اسی طرح وہ بغیر زبان کے بولتا ہے کہ یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے وہ پاک ہے۔ اس کا کلام آواز سے پاک ہے اور مثل دیگر صفات کے اس کا کلام بھی قدیم ہے تمام آسمانی کتابیں اور یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے اور مصاحف لکھتے ہیں اسی کا کلام قدیم ہے بلاصوت ہے اور یہ ہمارا پڑھنا، لکھنا، سننا اور حفظ کرنا حادث ہے اور جو ہم نے پڑھا، لکھا اور سنا اور جو ہم نے حفظ کیا وہ قدیم ہے۔

سوال نمبر ۱۲: یہ سات صفات جو اوپر گزرے انھیں کیا کہتے ہیں؟

جواب: حیات، قدرت، سمع، بصر، علم، ارادہ اور کلام، اللہ تعالیٰ کے صفات ذاتیہ کہلاتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۳: تکوین وتخلیق سے کیا مراد ہے؟

جواب: تکوین وتخلیق سارے جہاں کو پیدا کرنے کا نام ہے اللہ تعالیٰ سارے جہاں کا خالق ہے یعنی تمام عالم اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور آئندہ بھی ہر چیز وہی پیدا کرے گا چھوٹے سے چھوٹا ذرہ اور عالم کا مادہ (آگ، پانی، ہوا، خاک جنھیں اربع عناصر کہتے ہیں) سب اسی کی مخلوق ہے۔ چیزوں کے پیدا کرنے میں وہ کسی آلہ کا محتاج نہیں نہ اس کو کسی مدد کی ضرورت ہے۔ جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کو کن (ہو جا) کہہ کر پیدا کر دیتا ہے۔ انسانوں کے کام اور عمل بھی اس کے مخلوق ہیں ذوات ہوں خواہ افعال سب اسی کے پیدا کیئے ہوئے ہیں۔ مارنا، جلانا، صحت دینا، بیمار ڈالنا، غنی کرنا، فقیر کرنا وغیرہا صفات جن کا تعلق مخلوق سے ہے اور جنھیں صفات اضافیہ اور صفات فعلیہ بھی کہتے ہیں ان سب کو صفات تکوین کی تفصیل سمجھنا چاہیئے۔

سوال نمبر ۱۴: صفت رزاقیت سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ رزاق ہے وہی تمام ذی روح کو رزق دینے والا ہے چھوٹی سی چھوٹی اور بڑی سے بڑی مخلوق کو وہی روزی دیتا ہے وہی ہر چیز کی پرورش کرتا ہے وہی ساری کائنات کی تربیت فرماتا اور ہر چیز کو آہستہ آہستہ بتدریج اس کے۔۔۔ مقدار تک پہنچاتا ہے وہ رب العالمین ہے یعنی تمام عالم کا پرورش کرنے والا حقیقۃً روزی پہچانے والا وہی ہے۔ ملائکہ وغیرھم وسیلے اور واسطے ہیں۔

سوال نمبر ۱۵: صفات سلبیہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب: صفات سلبیہ وہ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات مبرا اور پاک ہے مثلاً وہ جاہل نہیں، بے اختیار بے بس نہیں، کسی بات سے معذور عاجز نہیں اندھا نہیں بہرا نہیں گونگا نہیں، ظالم نہیں مجسم یعنی جسم والا نہیں زمانی ومکانی جہت ومکان وزمان، حرکت وسکون وشکل صورت اور تمام حوارث سے پاک ہے کھانے پینے اور تمام۔۔۔۔۔۔ انسانی حاجتوں اور ہر قسم کے تغیر وتبدیل،، حدوث واحتیاج سے پاک ہے۔ نہ وہ کسی چیز میں۔۔۔ کیئے ہوئے ہے کہ کسی چیز میں۔۔۔ جائے، نہ اس میں کوئی چیز حلول کیئے ہوئے کہ ان میں پیوست ہو جائے یونہی وہ ذات کسی کے ساتھ متحد بھی نہیں جیسے کہ برف پانی۔۔۔ کر ایک ہو جاتا ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ کسی کا بیٹا، نہ اس کے لیے بی بی ہے نہ اس کو کوئی ہمسر وبرابر۔

سوال نمبر ۱۶: خدائے تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے یا نہیں؟

جواب: دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی (ﷺ) کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سنی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع ہے جس سے اہل جنت کی آنکھیں روشن ہوں گی اور دیدار الٰہی سے بڑھ کر انھیں کوئی نعمت ودولت پیاری نہ ہوگی رہا قلبی دیدار یا خواب میں تو یہ دیگر انبیاءؑ علیہم السلام بلکہ اولیا کے لیے بھی حاصل ہے ہمارے امام اعظم رضی اللہ عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی اللہ تعالیٰ یہ دولت ہمیں بھی میسر فرمائے۔

سوال نمبر۱۷: کیا اللہ تعالیٰ کو اپنے افعال میں کسی غرض یا سبب کی احتیاج ہوتی ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں اور مصلحتیں ہیں جن کی تفصیل وہی خوب جانتا ہے خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اس کے فعل کے لیے کوئی غرض نہیں کہ غرض اس فائدہ کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے اور نہ اس کے افعال علت وسبب کے محتاج ہیں اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق ایک چیز کو دوسری چیز کے لیے سبب بنادیا ہے وہ چاہے آنکھ دیکھتی ہے کان سنتا ہے، آگ جلتی جلاتی ہے پانی پیاس بجھاتا ہے اور چاہے تو آنکھ سنے کان دیکھے پانی جلائے آگ پیاس بجھائے نہ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے۔کس قہر کی آگ تھی جس میں ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے ڈالا، کوئی پاس بھی نہ جاسکتا تھا اسے ارشاد ہوا اے آگ ٹھنڈی اور سلامتی ہوجا ابراہیم پر اور وہ آگ گلزار بن گئی۔

سبق نمبر ۲

عقائد متعلقہ نبوت

سوال نمبر۱۸: پیغمبروں کے بھیجنے میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت ہے؟

جواب: انبیأ ومرسلین کے مبعوث فرمانے (بھیجنے) میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمت اور بندوں پر بڑی رحمت ہے۔اس نے اپنے ان رسولوں کے ذریعہ سے اپنی رضامندی اور ناراضی کے کاموں سے آگاہ کردیا اس لیے کہ جب ہم لوگ باوجود ہم جنس ہونے کے کسی دوسرے شخص کی صحیح رائے بغیر اس کے ظاہر کئے ہوتے نہیں معلوم کرسکتے اور یہ نہیں جانتے کہ یہ کس چیز سے خوش اور راضی ہے اور کس چیز سے ناخوش و ناراض ہے تو اللہ تعالیٰ کی مرضی و نامرضی کو بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے کیوں کر جان سکتے تھے۔نہ کسی کو عذاب وثواب کی اطلاع ہوسکتی تھی، نہ عالم آخرت کی باتیں معلوم ہوسکتی تھیں، نہ عبادت کا صحیح طریقہ معلوم ہوسکتا تھا، نہ عبادت کے ارکان وشرائط اور آداب کا پتہ لگ سکتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی ہدایت ورہنمائی کے لیے انسانوں میں سے کچھ برگزیدہ انسان ایسے پیدا کیئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں یہ برگزیدہ بندے اللہ کی طرف لوگوں کو بلاتے ہیں تاکہ پیغمبروں کے بعد پھر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے سامنے کوئی حجت باقی نہ رہے ان کی اطاعت کرنیوالا مقبول اور مخالف مردود ہے۔

سوال نمبر۱۹: تنہا عقل انسان کی رہنمائی کرسکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اللہ تعالیٰ ہمیں تنہا ہماری عقلوں پر چھوڑ دیتا تو ہم کبھی پورے طور سے سعادت ونجات کا راستہ نہیں معلوم کرسکتے تھے۔دنیا کے عقلا کا حال ہم دیکھ رہے ہیں کہ۔۔دیات ومشاہدات (رات دن مشاہدے اور تجربہ میں آنے والی چیزوں) میں بھی ایک بات پر متفق نہیں ہیں بلکہ ایک ہی شخص کبھی کچھ اور کبھی کچھ رائے قائم کرلیتا ہے تو روحانیت اور عالم غیب وعالم آخرت کے بارے میں وہ کیونکر صحیح بات معلوم کرسکتے تھے، لہذا ماننا پڑے گا کہ بغیر واسطۂ پیغمبر تنہا عقل انسانی سعادت ونجات کا۔۔۔راستہ معلوم نہیں کرسکتی۔

سوال نمبر۲۰: انبیأ سب بشر تھے، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی یہ بھی بڑی حکمت اور رحمت ہے کہ وہ اپنا نبی ورسول بنی نوع بشر سے منتخب فرماتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے یا کسی دوسری مخلوق میں سے ہمارے لیے رسول بھیجتا تو وہ ہماری عادات وخصائل سے واقف نہ ہوتا، نہ اس کو ہم پر وہ شفقت ہوتی جو ایک ہم جنس کو دوسرے ہم جنس سے ہوتی ہے دوسرے اس کی طرف ہمارا میلان طبع نہ ہوتا نہ اس کی باتوں میں ہم اس کی پیروی کرسکتے اور نہ ہماری کمزوریوں کا اسے احساس ہوتا۔

سوال نمبر۲۱: وحی کسے کہتے ہیں؟

جواب: وحی کے لغوی معنٰی ہیں۔''کسی بات کا دل میں آہستہ ڈالنا'' اور شریعت میں وحی کے معنی ہیں کلام الٰہی جو پیغمبروں پر مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نازل ہوا۔سنت الٰہی اس طرح جاری ہے کہ خداوند عالم اپنی مخلوق سے دوبدو گفتگو نہیں کرتا، لیکن مخلوق کی ہدایت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک احکامات الٰہی ان تک کسی ذریعہ سے نہ پہنچ جائیں لہذا اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں پر وحی نازل فرمائی اور ان کے ذریعہ سے اپنے بندوں کو نیک وبد سے آگاہ کردیا۔

وحی کا لفظ قرآن شریف میں لغوی اور شرعی دونوں معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔



سوال نمبر۲۲: نزولِ وحی کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب: انبیاء علیہم السلام پر وحی کے چار طریقے ہیں:۔

ا۔کسی غیبی آواز کا سنائی دینا۔

۲۔کسی بات کا دل میں خود بخود پیدا ہو جانا

۳۔صحیح اور سچے خوابوں کا دیکھنا چنانچہ نبی کو خواب میں جو چیز بتائی جاتی ہے وہ بھی وحی ہے، اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔

۴۔کسی فرشتہ کا انسانی شکل میں ہو کر آنا اور پیغام الٰہی پہنچانا۔

سوال نمبر۲۳: الہام کے کیا معنی ہیں؟

جواب: ولی کے دل میں بعض وقت سوتے یا جاگتے میں کوئی بات القا ہوتی ہے اس کو الہام کہتے ہیں۔

سوال نمبر۲۴: وحی شیطانی کسے کہتے ہیں؟

جواب: شیطان اپنے رفیقوں یعنی کاہن، ساحر اور دوسرے کافروں اور فاسقوں کے دل میں کوئی بات ڈال دیتا ہے اسے لغوی معنی کے اعتبار سے وحی شیطانی کہتے ہیں۔ یہ لوگ ایک دوسرے کو فریب دہی اور ملمع سازی کی چکنی چپڑی باتیں سکھاتے ہیں تاکہ انھیں سنکر لوگ ان کی طرف مائل ہو جائیں اور ان کو پسند کرنے لگیں اور پھر کبھی برے کاموں اور کفر وفسق کی دلدل سے نہ نکلنے پائیں لیکن جو خدا کے نیک بندے ہیں وہ ان کے اغوا میں نہیں آتے بلکہ لاحول بھیج کر دوسرے نیک کاموں میں مصروف رہتے ہیں۔

سوال نمبر۲۵: اللہ تعالیٰ نے کل کتنے انبیاء مبعوث فرمائے؟

جواب: انبیاء علیہم السلام کی کوئی تعداد مقرر کرنا جائز نہیں کہ خبریں اس باب میں مختلف ہیں اور تعداد معین پر ایمان رکھنے میں نبی کو نبوت سے خارج ماننے یا غیر نبی کو نبی جاننے کا احتمال ہے اور یہ دونوں باتیں کفر ہیں لہٰذا اجمالاً یہ اعتقاد چاہیئے کہ ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔

سوال نمبر۲۶: کیا ہر ملک اور ہر قوم میں کوئی نہ کوئی نبی گزرا ہے؟

جواب: قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہر امت میں اور ہر ملک میں ایک رسول ہوا جو انھیں دین حق کی دعوت دیتا اور خدا کی بندگی و اطاعت کو حکم دیتا اور ایمان کی طرف بلاتا تاکہ خدا کی حجت تمام ہو اور کافروں اور منکروں کو کوئی عذر نہ رہے، اب یہ احکام پہنچانے والا خواہ نبی ہو یا نبی کے قائم مقام عالم دین جو نبی کی طرف سے خلق خدا کو اللہ تعالیٰ کا خوف دلائے۔

سوال نمبر۲۷: رام اور کرشن کو جنھیں ہندو مانتے ہیں، نبی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اللہ ورسول نے جنھیں تفصیلاً نبی بتایا اور قرآن وحدیث میں ان کا تذکرہ آیا ان پر تفصیلاً نام بنام ایمان لائے اور باقی تمام انبیاء پر ہم اجمالاً ایمان لائے ہیں۔ خدا ورسول نے ہم پر یہ لازم نہیں کیا کہ ہر رسول کو ہم جانیں یا نہ جانیں تو خواہی نخواہی اندھے کی لاٹھی سے ٹٹولیں کہ شاید یہ ہو کاہے کے لیے ٹٹولنا، ہزاروں امتوں کا ہمیں نام ومقام تک معلوم نہیں، نہ قطعی طور پر انبیاء کی صحیح تعداد معلوم ہے کہ کتنے پیغمبر دنیا میں آئے اور قرآن عظیم یا حدیث کریم میں رام وکرشن کا ذکر تک نہیں بلکہ ان کے وجود پر بھی ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں کہ یہ واقعی کچھ اشخاص تھے یا محض ہندوں کے تراشیدہ خیالات ہیں، اور ہندوؤں کی کتابوں میں جہاں ان کا ذکر آتا ہے وہیں ان کے فسق وفجور، بد اعمالیوں اور بد اخلاقیوں کا پتا چلتا ہے اب اگر ہندوؤں کی کتابیں درست مانی جائیں تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رام وکرشن فاسق وفاجر بد کردار بھی تھے اور جو ایسا ہو وہ ہرگز نبی نہیں ہوسکتا کہ انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں ان کی تربیت ونگرانی اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے ان سے گناہ سرزد ہو ہی نہیں سکتا۔ غرض یہ کہ سوائے ان نبیوں کے جن کے نام قرآن وحدیث میں مذکور ہیں، کسی شخص کے متعلق تعیین سے نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نبی یا رسول تھے۔

سوال نمبر۲۸: انبیاء کرام کو غیب کا علم ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: بے شک اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم عطا فرمایا۔ زمین وآسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے مگر یہ علم غیب کہ ان کو ہے،

اللہ کے دینے سے ہے۔ لہٰذا ان کا علم عطائی ہوا۔ نبی کے معنی ہیں غیب کی خبر دینے والا انبیاءؑ علیہم اسلام غیب کی خبریں دینے کے لیے آتے ہی ہیں کہ جنت ونار حشر ونشر وعذاب وثواب غیب نہیں تو اور کیا ہیں۔ ان کا منصب ہی یہ ہے کہ وہ باتیں ارشاد فرمائیں، جن تک عقل وحواس کی رسائی نہیں اور اسی کا نام غیب ہے۔ اولیاؒ کو بھی علم غیب عطائی ہوتا ہے مگر بوسطہ انبیاءؑ کے۔

سبق نمبر ٤

سرور کائنات (ﷺ)

سوال نمبر۲۹: خدا کی ساری مخلوق میں سب سے افضل کون ہے؟

جواب: ہمارے نبی (ﷺ) تمام مخلوقاتِ الٰہی میں سب سے افضل وبالا اور بہتر واعلےٰ ہیں کہ اوروں کو فرداً فرداً جو کمالات عطا ہوئے حضور میں وہ سب جمع کردیئے گئے اور ان کے علاوہ حضور کو وہ کمالات ملے جن میں کسی کا حصہ نہیں، بلکہ اوروں کو جو کچھ ملا حضور کی طفیل میں بلکہ حضور کے دست اقدس سے ملا۔ محال ہے کہ کوئی حضور کا مثل ہو جو کسی صفت خاصہ میں کسی کو حضور کا مثل بتائے، گمراہ ہے یا کافر۔

سوال نمبر۳۰: حضور کے فضائل کمالات کا خلاصہ کیا ہے؟

جواب: ا۔ حضور ﷺ کو اللہ عزوجل نے مرتبۂ محبوبیت کبریٰ سے سرفراز فرمایا، انھیں اپنا محبوب خاص وحبیب بنایا کہ تمام خلق رضائے الٰہی کی خواہشمند ہے اور اللہ عزوجل مصطفےٰ (ﷺ) کی رضا کا طالب ہے۔

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۔ تمام مخلوق اولین وآخرین حضور ﷺ کی نیازمند ہے یہاں تک کہ ابراہیم الخلیل اللہ۔

۳۔ قیامت کے دن شفاعت کبریٰ کا مرتبہ حضور (ﷺ) کے خصائص سے ہے۔

۴۔ حضور ﷺ کی محبت مدار ایمان ہے بلکہ ایمان اسی محبت کا نام ہے۔

۵۔ حضور ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری عین اطاعت الٰہی ہے طاعت الٰہی بے طاعت حضور (ﷺ) ناممکن ہے۔

٦۔ حضور (ﷺ) کی تعظیم جزو ایمان ورکن ایمان ہے اور فعل تعظیم، ایمان کے بعد ہر فرض سے مقدم ہے۔

عمل سے علی کے یہ ثابت ہوا ہے
کہ اصل عبادت تری بندگی ہے

۷۔ حضور ﷺ کی تعظیم وتوقیر جس طرح اس وقت تھی کہ حضور (ﷺ) اس عالم میں ظاہری نگاہوں کے سامنے تشریف فرماتے اب بھی اس طرح فرض اعظم ہے۔

۸۔ حضور (ﷺ) کے کسی قول وفعل وعمل وحالت کو جو بہ نظر حقارت دیکھے یا دیدہ دانستہ کی سنت کی توہین کرے وہ کافر ہے۔

۹۔ حضور اقدس (ﷺ) اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں تمام جہاں حضور ﷺ کے ماتحت ہے، جو چاہیں حکم دیں تمام جہاں میں ان کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، سارا عالم ان کا محکوم ہے۔

۱۰۔ جنت ونار کی کنجیاں دست اقدس میں دے دی گئیں، رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور ﷺ ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں۔

۱۱۔ احکام شریعت حضور ﷺ کے قبضہ میں کردیئے گئے کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں، جو چاہیں حلال فرمادیں، اور جو فرض چاہیں معاف کردیں۔

۱۲۔ سب سے پہلے مرتبۂ نبوت حضور (ﷺ) کو ملا۔ روز میثاق اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاءؑ سے حضور (ﷺ) پر ایمان لانے اور حضور کی نصرت کرنے کا عہد لیا اور اسی شرط پر یہ منصب اعظم ان کو دیا گیا۔

۱۳۔ حضور (ﷺ) نبی الانبیاءؑ ہیں اور تمام انبیاءؑ حضور (ﷺ) کے امتی، سب نے اپنے عہد میں حضور (ﷺ) کا نائب ہوکر کام کیا۔

۱۴۔ اللہ عزوجل کو اپنی ذات کا مظہر بنایا اور حضور (ﷺ) کے نور سے تمام عالم کو منور فرمایا بایں معنی حضور ﷺ ہر جگہ تشریف فرما ہیں۔

سوال نمبر۳۱: حضور اقدس (ﷺ) کے اخلاق وعادات کیا تھے؟

جواب: نبی (ﷺ) کی زندگی کے مبارک احوال واقعات ہر ملک اور ہر طبقہ کے فرد اور جماعتوں کے لیے بہترین نمونہ اور مثال ہیں اور ان

واقعات کے ضمن میں اس نبی عربی (فدہ ابی وامی) کے اخلاق و عادات اور خصائل وصفات کی چمک ایسی نمایاں ہے جیسے ریت میں کندن، یہاں مختصر طور پر ان کا ذکر کیا جاتا ہے۔

آنحضرت (ﷺ) خندہ رو ملنسار، اکثر خاموش رہنے والے بکثرت ذکر خدا کرنے والے لغویات سے دور، بیہودہ پن سے نفور (بیزار) رہتے تھے زبان مبارک پر کبھی کوئی گندی بات یا گالی نہیں آتی تھی اور نہ کسی پر لعنت کیا کرتے تھے۔

مساکین سے محبت فرمایا کرتے، غرباء میں رہ کر خوش ہوتے، کسی فقیر کو اس کی تنگدستی کی وجہ سے حقیر نہ جانا کرتے اور کسی بادشاہ کو بادشاہ کی وجہ سے بُرا جانتے، غلام و آقا، حبشی و ترکی میں ذرا فرق نہ کرتے، جنگی قیدیوں کی خبر گیری مہمانوں کی طرح کرتے، جانی دشمنوں سے بکشادہ پیشانی ملتے مجلس میں کبھی پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے، جو کوئی مل جاتا اسے پہلے سلام کرتے اور مصافحہ کیلئے خود ہاتھ بڑھاتے، کسی کی بات قطع نہ فرماتے، اگر نماز نفل میں ہوتے اور کوئی شخص پاس آبیٹھتا تو نماز کو مختصر کر دیتے اور اس کی ضرورت کرنے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہو جاتے، اپنی جان پر تکلیف اٹھا لیتے مگر دوسرے شخص کو زراہِ حیا کام کرنے کو نہ فرماتے، زمین پر بلا کسی مسند و فرش کے تشریف رکھتے، گھر کا کام کاج بلا تکلف کرتے، اپنے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے، گھر میں صفائی کر لیتے، بکری دوہ لیتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے، خادم کو اس کے کام کاج میں مدد دیتے، بازار سے چیزیں خود جا کر خرید لاتے، جو کچھ کھانا سامنے رکھ دیا اسے بہ رغبت کھا لیتے۔

کنبہ والوں اور خادموں پر بہت مہربان تھے۔ ہر ایک پر رحم فرمایا کرتے، کسی سے کچھ طمع نہ رکھتے، سر مبارک کو جھکائے رکھتے، جو شخص یکبارگی آپ کے سامنے آجاتا وہ ہیبت زدہ ہو جاتا اور جو کوئی پاس آبیٹھتا وہ فدائی بن جاتا۔

آپ سب سے زیادہ بہادر و شجاع اور سب سے زیادہ سخی تھے، جب کسی چیز کا سوالی کیا جاتا فوراً عطا فرما دیتے۔ سب سے زیادہ حلیم و بردبار تھے اور سب سے زیادہ حیادار، آپ کی نگاہ کسی کے چہرے پر ٹھہرتی نہ تھی، آپ ذاتی معاملات میں کسی سے انتقام نہ لیتے تھے اور نہ غصہ ہوتے تھے، ہاں جب خدائی احکام کی خلاف ورزی ہوتی تو غضب کے آثار چہرۂ مبارک پر نمایاں ہوتے تھے اور پھر کوئی آپ (ﷺ) کے سامنے ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے اور بے کار باتوں سے پرہیز کرتے تھے، خوشبو کو پسند اور بدبو سے نفرت فرماتے تھے، اہل کمال کی عزت بڑھاتے تھے، کبھی کبھی ہنسی اور خوش طبعی کی باتیں فرماتے تھے۔ لیکن اس وقت بھی وقار کے خلاف کبھی نہ بولتے تھے۔

حضرتِ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ آپ (ﷺ) کا خلق قرآن مجید تھا یعنی جس چیز کو قرآن پسند نہ کرتا تھا آپ بھی اسے پسند نہ فرماتے تھے۔

(اللھم صل وسلم و بارک علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ ابداً)

سوال نمبر ۳۲: حضور (ﷺ) سے کتنے معجزات ظاہر ہوئے؟

جواب: جس طرح حضور نبی کریم (ﷺ) کے فضائل و کمالات لاانتہا و بے شمار ہیں یونہی آپ (ﷺ) کے معجزات جو صحیح روایات سے ثابت ہیں، ان کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ اور کیفیت کے لحاظ سے بھی تمام انبیائے سابقین سے افضل ہیں۔ آنحضرت (ﷺ) کی نبوت میں تمام انبیاء و مرسلین کی شان نظر آتی ہے اس لیے آپ کے معجزات میں وہ تمام معجزات آجاتے ہیں جو ان برگزیدہ ہستیوں سے ان کے زمانہ میں ظاہر ہوئے۔

ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹانا، اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر دینا، انگلیوں سے پانی جاری ہونا، تھوڑے سے طعام کا کثیر جماعت کے لئے کافی ہو جانا، دودھ کی معمولی سی مقدار سے کثیر افراد کا سیراب ہونا، کنکروں کا تسبیح پڑھنا، لکڑی کے ستون میں ایسی صفت پیدا ہو جانا جو خاص انسانی صفت ہے یعنی نہ صرف تھر تھرانا اور رونا بلکہ فراقِ محبوب کا اس میں احساس پیدا ہونا اور اس پر اس کا رونا، درختوں اور پتھروں کا آپ کو سلام کرنا، درختوں کو بلانا اور ان کا آپ کے حکم پر چل کر آنا، درندوں اور موذی جانوروں کا آپ کا نام سن کر رام ہو جانا اور ہزاروں پیشگوئیوں کا آفتاب کی طرح صادق ہونا وغیرہ وغیرہ ہزاروں معجزات ہیں جو نہ صرف آیات و صحیح احادیث سے ثابت ہیں بلکہ بہت سے غیر مسلم بھی اس کا اقرار کرتے ہیں اور ان کتابوں میں بھی ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔

نبی کریم (ﷺ) کے معجزات میں سے آپ کا یہ بھی ایک عظیم الشان معجزہ ہے کہ آپ نے دلوں کو بھی بدل دیا اور روحوں کو پاکیزہ بنا دیا۔ جو لوگ آپ کے جانی دشمن تھے، جاں نثار دوست بن گئے۔

پھر ایک فرق اور بھی ہے۔ پہلے انبیائے کرام کے معجزات جو حسی اور مادی تھے وہ صرف ان کی مقدس ہستیوں تک محدود تھے اور حضور اکرم (ﷺ) کا معجزہ قرآن مجید آج بھی ہر مسلمان کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے مقابلے میں دنیا کی ساری قوتیں اور جن و انسان عاجز ہیں، قرآن کریم زندہ، دائمی اور ابدی معجزہ ہے۔ (فصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ قدر جاہہٖ وجلالہٖ وعلی آلہٖ واصحابہٖ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین)۔

سوال نمبر ۴۳: حضور کے رحمۃ اللعلمین ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: رحمت کے معنی ہیں پیار، ترس، ہمدردی، غمگساری، محبت اور خبر گیری کے، اور الفاظ عالم کا استعمال خدا کی ساری مخلوق کیلئے ہوتا ہے۔ عالمین اس کی جمع ہے۔ رب العالمین نے حضور اقدس (ﷺ) کو رحمۃ اللعلمین فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ جس طرح پروردگار کی الوہیت عام ہے، اور اس کی ربوبیت سے کوئی ایک چیز بھی مستغنی نہیں رہ سکتی اسی طرح کوئی چیز حضور (ﷺ) کی خبر گیری اور فیضانِ محبت اور ہمدردی سے مستثنیٰ نہیں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ ہر نعمت تھوڑی ہو یا بہت، چھوٹی ہو یا بڑی، جسمانی ہو یا روحانی، دینی ہو یا دنیوی، ظاہری ہو یا باطنی، روزِ اول سے اب تک، اب سے قیامت تک، قیامت سے آخرت اور آخرت سے ابد تک، مومن یا کافر، فرمانبردار یا نافرمان، ملک یا انسان، جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ میں جسے جو نعمت ملی یا ملتی ہے یا ملے گی انہی کے ہاتھ پر بٹی اور بٹتی ہے اور بٹے گی۔ یہی اللہ کے خلیفۂ اعظم ہیں، یہی ولی نعمتِ عالم ہیں، وہ خود ارشاد فرماتے ہیں۔ انما انا قاسم واللہ معطی" دینے والا تو اللہ ہے اور تقسیم کرنے والا میں ہوں۔"

غرض خدائی نعمتوں کی تقسیم انھیں کے مبارک ہاتھوں سے ہوتی ہے، اور بارگاہِ الٰہی سے جسے جو ملتا ہے انھیں کے واسطے سے ملتا ہے یہی معنیٰ ہیں رحمۃ اللعالمین کے۔

سوال نمبر ۴۴: حضور کے علم شریف کے متعلق اہلِ سنت کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: تمام اہلِ سنت و جماعت کا اس پر اجماع ہے کہ جس طرح حضور (ﷺ) اپنے تمام کمالات میں جملہ انبیاء و مرسلین سے افضل و اعلیٰ ہیں اسی طرح آپ کمالاتِ علمی میں بھی سب سے فائق ہیں۔ قرآن کریم کی بہت سی آیات اور احادیثِ کثیرہ سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (ﷺ) کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور علومِ غیب کے دروازے آپ پر کھولے۔ حضور پر ہر چیز روشن فرما دی اور آپ نے سب کچھ پہچان لیا، جو کچھ آسمانوں اور زمین پر ہے سب حضور کے علم میں آ گیا، آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامِ قیامت تک تمام مخلوق سیدِ عالم (ﷺ) پر پیش کی گئی اور حضور نے گزشتہ و آئندہ ساری مخلوق کو پہچان لیا۔ نبی (ﷺ) ہر شخص کو اس سے زیادہ پہچانتے ہیں جتنا ہم میں سے کوئی اپنے ساتھی کو پہچانے اور امت کا ہر حال، ان کی ہر نیت، ان کے ہر ارادے اور ان کے دلوں کے خطرے سب حضور (ﷺ) پر روشن ہیں۔

وہ خود ارشاد فرماتے ہیں:۔ "کہ اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا اُٹھا لی ہے، تو میں اسے اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں اور جو کچھ ہے حضور (ﷺ) کا پورا علم نہیں بلکہ علمِ حضور سے ایک چھوٹا سا حصہ ہے۔ حضور کے علوم کی حقیقت خود وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک و مولیٰ جل جلالہ۔

یہاں یہ بات ہمیشہ کے لئے ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ علمِ غیب ذاتی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیائے و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے عطا ہوتا ہے، بغیر اللہ تعالیٰ کو بتائے کسی چیز کا علم کسی کو نہیں اور یہ کہنا اللہ تعالیٰ کے بتائے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ اپنے پسندیدہ رسولوں کو علمِ غیب دیئے جانے کی خبر خود اللہ تعالیٰ نے سورۂ جن میں دی ہے اور بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرے گا اور کہاں مرے گا، ان امور کی خبریں بھی بکثرت انبیاء و اولیاء نے دی ہیں وار کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں۔

سبق نمبر ۵

نعت شریف

نبی کریم (ﷺ) کی آمد آمد

وہ اٹھی دیکھ لو گردِ سواری	عیاں ہونے لگے انوارِ باری
نقیبوں کی صدائیں آرہی ہیں	کسی کی جان کو تڑپا رہی ہیں
مؤدب ہاتھ باندھے آگے آگے	چلے آتے ہیں کہتے آگے آگے
فدا جن کے شرف پر سب نبی ہیں	یہی ہیں وہ یہی ہیں وہ یہی ہیں
یہی والی ہیں سارے بیکسوں کے	یہی فریاد رس ہیں بے بسوں کے
اسیروں کے یہی عقدہ کشا ہیں	غریبوں کے یہی حاجت روا ہیں
یہی مظلوم کی سنتے ہیں فریاد	یہی کرتے ہیں ہر ناشاد کو شاد،
انہی کی ذات ہے سب کا سہارا	انہی کے در سے ہے سب کا گزارا

انھی کو یاد سب کرتے ہیں غم میں | یہی دکھ درد کھو دیتے ہیں دم میں
کسے قدرت نہیں معلوم ان کی | مچی ہے، جہاں میں دھوم ان کی
انھیں پر دونوں عالم مر رہے ہیں | انہیں پر جان صدقے کر رہے ہیں
یہی ہیں جو عطا فرمائیں دولت | کریں خود جَو کی روٹی پر قناعت
فزوں رتبہ ہے صبح و شام ان کا | محمد مصطفیٰ (ﷺ) ہے نام ان کا

(حضرت حسن بریلوی)

سبق نمبر ٦

خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)

سوال نمبر ۳۵ : خلفائے راشدین کن حضرات کو کہا جاتا ہے؟

جواب: نبی کریم (ﷺ) کے بعد خلیفۂ برحق وامامِ مطلق حضرت سیدُنا ابوبکر صدیق ہوئے پھر حضرت عمر فاروق، پھر حضرت عثمان غنی، پھر حضرتِ مولا علی مرتضیٰ، پھر چھ ماہ کے لئے حضرتِ امامِ حسن مجتبیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) خلیفہ ہوئے۔ ان حضرات کو خلفائے راشدین اور ان کی خلافت کو خلافتِ راشدہ کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۳۶: خلافتِ راشدہ کتنی مدت تک رہی؟

جواب: نبی کریم (ﷺ) کے طریقۂ مبارکہ پر خلافتِ راشدہ تیس سال تک رہی کہ سیدُنا امامِ حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے چھ مہینے پر ختم ہوگئی۔ پھر امیر المؤمنین عمر بن عبد العزیز (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی خلافتِ راشدہ ہوئی اور آخر زمانہ میں حضرتِ سیدُنا امام مہدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی خلافت، خلافتِ راشدہ ہوگی۔

سوال نمبر ۳۷: خلفائے راشدین میں سب سے افضل کون ہیں؟

جواب: انبیاء ومرسلین کے بعد تمام مخلوقات سے افضل حضرتِ صدیقِ اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) ہیں، پھر فاروقِ اعظم پھر حضرتِ عثمانِ غنی پھر حضرتِ مولا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

سوال نمبر ۳۸ : جو شخص مولیٰ علی کو ان سب سے افضل کہے وہ کون ہے؟

جواب: جو شخص حضرتِ مولا علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم کو حضرتِ سیدُنا صدیقِ اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کا حضرتِ فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) سے افضل بتائے ہو گمراہ، بدمذہب اور جماعتِ اہلِ سنت سے خارج ہے۔

خود مولیٰ علی کرم اللہ وجہہٗ الکریم فرماتے ہیں کہ جو شخص مجھے ابوبکر وعمر سے افضل بتائے وہ میرے اور تمام اصحاب رسول (ﷺ) کا منکر ہوگا اور جو مجھے ابوبکر وعمر سے افضل کہے گا میں اسے دردناک کوڑے لگاؤں گا۔ بے شک رسول اللہ (ﷺ) کے بعد سب آدمیوں سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

سوال نمبر ۳۹ : جو شخص صدیقِ اکبر وفاروقِ اعظم اور عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو خلیفہ نہ مانے وہ کون ہے؟

جواب: خلفائے ثلاثہ یعنی ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کی خلافتوں پر تمام صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا اجماع ہے۔ حضور (ﷺ) کی ساری امتِ مسلمہ ان حضرات کو حضور کا خلیفہ تسلیم کرتی چلی آئی ہے، خود مولیٰ علی اور امامِ حسن وامامِ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) نے ان کی خلافتیں تسلیم کیں اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے فضائل بیان فرمائے تو جو شخص ان کی خلافتوں کو تسلیم نہ کرے یا ان کی خلافت کو خلافتِ غاصبہ کہے وہ گمراہ، بددین ہے بلکہ صدیقِ اکبر وفاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی خلافت تو دلائلِ قطعیہ سے ثابت ہے تو ان کی خلافت کا منکر اور انھیں خلیفۂ رسول تسلیم نہ کرنے والا دائرہ اسلام ہی سے خارج ہے۔

سوال نمبر۴۰ : صحابہ میں شیخین اور ختنین کونسے صحابہ ہیں؟

جواب : خلیفۂ اول حضرتِ صدیقِ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) اور خلیفۂ دوم حضرتِ عمرِ فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کو شیخین اور خلیفۂ سوم حضرتِ عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) اور خلیفہ چہارم حضرت مولیٰ علی کر اللہ تعالیٰ وجہہٗ الکریم کو ختنین کہتے ہیں۔ حضرتِ ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی صاحبزادی حضرتِ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور حضرتِ عمرِ فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی صاحبزادی حضرتِ حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے حضور (ﷺ) نے نکاح فرمایا اور انھیں شرف زوجیت سے مشرف کیا اور یہی وہ شرف ہے جس نے حضرتِ ابوبکر صدیق اور حضرتِ عمرِ فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو شیخ (بزرگوار) بنایا اور حضور (ﷺ) نے ازراہِ عنایت اپنی صاحبزادی حضرتِ رقیہ و حضرتِ امِ کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو حضرتِ عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے نکاح میں اور حضرتِ بی بی فاطمہ زہرا (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو حضرتِ مولا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے نکاح میں دیا۔ اس نسبت سے یہ دونوں حضرات ختنین کہلاتے ہیں۔ ختن کے معنٰی داماد ہیں اور شیخ بمعنی خسر۔ لیکن شیخین کو حضور کا خسر اور ختنین کو حضور کا داماد کہنا سخت ممنوع اور خلافِ تعظیم ہے۔ اس کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ بعض علماء اسے کفر تک بتاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ!

سوال نمبر۴۱: خلفائے راشدین کے مختصر حالات کیا ہیں؟

جواب :

(۱) خلیفۂ اول حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ)

آپ کا اسمِ گرامی عبداللہ و لقب صدیق و عتیق ہے۔ حضورِ انور سیدِ عالم (ﷺ) کی ولادتِ مبارکہ سے دو سال چند ماہ بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اپنی قوم کے بہت بڑے دولت مند اور صاحب مروت تھے۔ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے پہلے حضور (ﷺ) کے ساتھ نماز پڑھی۔ اپنے اسلام لانے کے وقت سے دمِ آخر تک حضور کی صحبت سے فیضیاب رہے اور بلا اجازت حضور سے کہیں جدا نہ ہوئے حضور کے ساتھ ہجرت کی اور اپنے اہل و عیال کو خدا اور رسول (ﷺ) کی محبت میں چھوڑ دیا۔ اسلام لانے کے بعد اپنا سب کچھ عوام کی حمایت میں خرچ کر دیا۔ آپ کی شان میں بہت سی آیتیں اور بکثرت حدیثیں وارد ہیں جن سے آپ کے فضائلِ جلیلہ معلوم ہوتے ہیں۔ حضورِ اقدس (ﷺ) نے ارشاد فرمایا ہے کہ ابوبکر کی محبت اور ان کا شکر میری تمام امت پر واجب ہے۔ رسول اللہ (ﷺ) کے وصال کے بعد جب مسئلۂ خلافت درپیش ہوا تو باتفاق رائے آپ کو خلیفہ منتخب کیا گیا۔ آپ کا زمانۂ خلافت سب مسلمانوں کے لئے ظلِّ رحمت ثابت ہوا۔ ۷ جمادی الآخر ۱۳ھ روزِ دوشنبہ کو آپ نے غسل فرمایا، دن سرد تھا، بخار آگیا، آخر کار ۱۵ روز کی علالت کے بعد ۲۲ جمادی الآخر شب سہ شنبہ کو ۶۳ سال کی عمر میں آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ نے دو سال اور سات ماہ کے قریب خلافت کے فرائض انجام دیئے۔

(۲) خلیفۂ دوم حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ)

آپ کا اسمِ گرامی عمر، کنیت ابوحفص اور لقب فاروق ہے۔ آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) عام فیل کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ آپ اشرافِ قریش سے ہیں۔ نبوت کے چھٹے سال ۲۷ برس کی عمر میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اسلام لانے کے بعد آپ حضور (ﷺ) کی اجازت سے مسلمانوں کو ہمراہ لے کر اعلانِ شوکت کے ساتھ مسجدِ حرام میں داخل ہوئے۔ آپ کے مسلمان ہونے سے اسلام کی قوت و شوکت بڑھی، مسلمان نہایت مسرور ہوئے اور کافروں پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ انھیں بہت صدمہ تھا۔

آپ کی فضیلت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ آسمان کا ہر فرشتہ حضرتِ عمر کی توقیر کرتا ہے اور زمین کا ہر شیطان ان کے خوف سے لرزتا ہے۔ حضرتِ امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے فرمایا میں اس سے بری و بیزار ہوں جو حضرتِ ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا ذکر بدی کے ساتھ کرے۔

صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے اپنی بیماری میں حضرتِ مولیٰ علی اور دوسرے صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے مشورے سے آپ کو اپنے بعد خلافت کے لئے نامزد فرمایا۔ ماہِ جمادی الآخر میں آپ نے امورِ خلافت کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا اور دس سال چند ماہ امورِ خلافت کو انجام دیا۔ اس دس سالہ خلافت کے ایام میں دنیا عدل و داد سے بھر گئی۔ اسلام کی برکات سے عالم فیضیاب ہوا۔ فتوحات بکثرت ہوئیں اور ہر طرف اسلام کا چرچا ہونے لگا۔ ذی الحجہ ۲۳ھ میں آپ ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھ سے شہید ہوئے اور روضۂ انور میں پہلوئے صدیق میں مدفون ہوئے، آپ کی عمر شریف ۶۳ سال تھی۔

(۳) خلیفۂ سوم حضرت عثمانِ غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ)

آپ کا اسمِ گرامی عثمان بن عفان ہے۔ آپ کی ولادت عام الفیل سے چھٹے سال ہوئی۔ آپ کو اسلام کی دعوت حضرتِ صدیقِ اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) نے دی۔ آپ کے نکاح میں حضور (ﷺ) کی دو صاحبزادیاں حضرتِ رقیہ اور پھر حضرتِ امِ کلثوم آئیں۔ آپ کے سوا دنیا میں کوئی اور شخص نظر نہیں آتا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو صاحبزادیاں آئی ہیں۔ اسی لئے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

آپ بہت حسین وخوبرو تھے۔ آپ کے فضائل میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن سے آپ کی شان اور بارگاہِ رسالت میں آپ کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ روزِ اسلام سے روزِ وفات تک کوئی جمعہ ایسا نہ گزرا کہ آپ نے کوئی غلام آزاد نہ کیا ہو۔

امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم نے اپنے آخر عہد میں ایک جماعت مقرر فرمادی تھی اور خلیفہ کا انتخاب شوریٰ پر چھوڑا تھا۔ کثرتِ رائے آپ کے حق میں ہوئی اور آپ بہ اتفاقِ مسلمین خلیفہ ہوئے اور حضرتِ عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے دفن سے تین روز بعد آپ کے دستِ حق پر بیعت کی گئی۔ ۱۲ سال امورِ خلافت انجام فرماکر ۳۵ھ میں شہادت پائی آپ کی عمر ۸۲ سال کی ہوئی۔

(٤) خلیفۂ چہارم حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ الکریم

آپ کا نام نامی علی، کنیت ابوالحسن ابوتراب ہے۔ آپ نوعمروں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ حضرتِ صدیقِ اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی طرح آپ نے کبھی بت پرستی نہیں کی۔ رسول اللہ (ﷺ) کی صاحبزادی خاتونِ جنت کے ساتھ آپ کا نکاح ہوا۔ آپ کی ہیبت ودبدبہ سے آج بھی جواں مرداں شیر دل کانپ جاتے ہیں۔ کروڑوں اولیائے کرام آپ کے چشمۂ علم وفضل سے سیراب ہوکر دوسروں کی رشد وہدایت کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ساداتِ کرام اور اولادِ رسول علیہ السلام کا سلسلہ پروردگارِ عالم نے آپ سے جاری فرمایا۔ آپ کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ آپ کے حق میں بہت سی آیتیں نازل ہوئیں۔ حدیث میں ہے کہ آپ کا دیکھنا عبادت ہے۔

امیر المؤمنین عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کی شہادت کے دوسرے روز مدینہ طیبہ میں تمام صحابہ نے جو وہاں موجود تھے آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ ۳۶ھ میں جنگِ جمل کا واقعہ پیش آیا اور صفر ۳۷ھ میں جنگِ صفین ہوئی جو ایک صلح پر ختم ہوئی۔ اس وقت خارجیوں نے سرکشی کی اور آپ نے ان کا قلع قمع فرمایا۔ ابنِ ملجم خارجی نے جمعہ مبارک ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ میں آپ کو شہید کردیا۔ آپ نے تقریباً ۶۵ سال کی عمر پائی اور چار سال ۹ ماہ امورِ خلافت کو سرانجام دیا۔

سبق نمبر ۷

ایمان و کفر

سوال نمبر ۴۲: ایمان کسے کہتے ہیں؟

جواب: سچے دل سے ان تمام باتوں کی تصدیق کرنا جو ضروریاتِ دین سے ہیں، اسے ایمان کہتے ہیں یا یوں سمجھو کہ جو کچھ حضرتِ محمد رسول اللہ (ﷺ) اپنے رب کے پاس سے لائے، خواہ وہ حکم ہو یا خبر، ان سب کو حق جاننا اور سچے دل سے ماننا ایمان کہلاتا ہے اور جو شخص ایمان لائے اسے مؤمن کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۴۳: مؤمن کتنے قسم کے ہیں؟

جواب: مؤمن دو قسم کے ہیں۔ ایک مؤمن صالح، دوسرا مؤمن فاسق، مومن صالح یا مؤمن مطیع وہ مسلمان ہے جو دل کی تصدیق اور زبان کے اقرار کے ساتھ ساتھ احکامِ شریعت کا پابند بھی ہو، خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہو، شرع کے امر ونہی کا خلاف نہ کرتا ہو اور مؤمن فاسق وہ ہے جو احکامِ شریعت کی تصدیق اور اقرار تو کرتا ہے مگر اس کا عمل ان احکام کے برخلاف ہو جیسے وہ مسلمان جو نماز وروزہ کو فرض تو جانتے ہیں مگر ادا نہیں کرتے۔

سوال نمبر ۴۴: فاسق فی العقیدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: فاسق فی العقیدہ وہ شخص ہے جو دعویٰ اسلام کے ساتھ ساتھ مذہب اہلِ سنت والجماعت کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے۔ اسی کو بددین گمراہ بد مذہب اور ضال بھی کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۴۵ : اعمالِ بدن ایمان میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب: اصل ایمان صرف تصدیقِ قلبی کا نام ہے۔ اعمالِ بدن اصلاً ایمان کا جزو نہیں البتہ کمال ایمان کی شرط ضرور ہیں۔ ہاں بعض اعمال جو قطعاً ایمان کے منافی ہوں ان کے مرتکب کو کافر کہا جائے گا۔ جیسے بت یا چاند سورج وغیرہ کو سجدہ کرنا یا کسی نبی کی یا قرآن کریم کی یا کعبۂ معظمہ کی توہین کرنا اور کسی سنت کو ہلکا بتانا، یہ باتیں یقیناً کفر ہیں۔ یونہی بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنار باندھنا، پر چٹیا رکھنا، قشقہ لگانا، جس شخص سے یہ افعال صادر ہوں اسے ازسرِ نو اسلام لانے اور اس کے بعد اپنی عورت سے دوبارہ نکاح کرنے کا حکم دیا جائے گا۔

سوال نمبر ۴۶: ایمان گھٹتا اور بڑھتا بھی ہے یا نہیں؟

جواب: ایمان قابلِ زیادتی ونقصان نہیں وہ بڑھے نہ گھٹے، اس لئے کہ کمی بیشی اس میں ہوتی ہے جو مقدار یعنی لمبائی چوڑائی، موٹائی یا گنتی رکھتا ہو، اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق نام ہے دل کی ایک کیفیت کا جسے یقین کہا جاتا ہے۔ البتہ ایمان میں شدت وضعت کی گنجائش ہے یعنی کمالِ ایمان میں کمی بیشی ہوسکتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا تنہا ایمان اس امت کے تمام افراد کے مجموعی ایمانوں پر غالب ہے۔

سوال نمبر ۴۷ : اسلام اور ایمان میں کیا فرق ہے؟

جواب : اطاعت اور فرمانبرداری اسلام کے لغوی معنیٰ ہیں اور شرعی معنیٰ میں اسلام اور ایمان ایک ہیں ان میں کوئی فرق نہیں جو مؤمن ہے وہ مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے وہ مؤمن ہے البتہ محض زبانی اقرار جس کے ساتھ قلبی تصدیق نہ ہو معتبر نہیں اس سے آدمی مؤمن نہیں ہوتا۔

سوال نمبر ۴۸: مسلمان ہونے کے لئے کیا شرط ہے ؟

جواب : اقرار لسانی یعنی زبان سے اپنے مسلمان ہونے کا اقرار کرنا تا کہ دوسرے لوگ اسے مسلمان سمجھیں اور مسلمان اس کے ساتھ اہلِ اسلام کا سا سلوک کریں مسلمان ہونے لے لئے شرط ہے نیز یہ بھی شرط ہے کہ زبان سے کسی ایسی چیز کا انکار نہ کرے جو ضروریاتِ دین سے ہو اگر چہ باقی باتوں کا اقرار کرتا ہو اگر چہ وہ یہ کہے کہ صرف زبان سے انکار ہے دل میں انکار نہیں، کہ بغیر شرعی مجبوری کے کلمۂ کفر وہی شخص اپنی زبان پر لائے گا جس کے دل میں ایمان کی اتنی ہی وقعت ہے کہ جاہا انکار کر دیا اور ایمان تو ایسی تصدیق ہے جس کے خلاف کی اصلاً گنجائش نہیں۔

سوال نمبر ۴۹ : کفر اور شرک کسے کہتے ہیں؟

جواب : نبی (ﷺ) جو کچھ اپنے رب کے پاس سے لائے، ان میں سے کسی ایک بات کو بھی نہ ماننا کفر ہے اور شرک کے معنیٰ ہیں خدا کے سوا کسی اور کو واجب الوجود یا مستحقِ عبادت جاننا یعنی خدا کی خدائی میں دوسرے کو شریک کرنا اور یہ کفر کی سب سے بدترین قسم ہے۔ اس کے سوا کوئی بات اگر چہ کیسی ہی شدید کفر ہو حقیقۃً شرک نہیں اور کبھی شرک بول کر مطلق کفر مراد لیا جاتا ہے۔ یہ جو قرآن عظیم نے فرمایا کہ شرک نہ بخشا جائے گا وہ اسی معنیٰ پر ہے یعنی اصلاً کسی کفر کی مغفرت نہ ہوگی۔ کفر کرنے والے کو کافر اور شرک کرنے والے کو مشرک کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۵۰ : کفر کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب: کافر دو قسم کے ہوتے ہیں اصلی اور مرتد۔

کافر اصلی وہ کہ شروع سے کافر اور کلمۂ اسلام کا منکر ہے خواہ علی الاعلان کلمہ کا منکر ہو یا بظاہر کلمہ پڑھتا اور دل میں منکر ہو۔ اور مرتد وہ کہ کلمہ گو ہو کر کفر کرے خواہ یوں کہ پہلے مسلمان تھا پھر علانیہ اسلام سے پھر گیا، کلمۂ اسلام کا منکر ہو گیا یا یوں کہ کلمۂ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر خدا اور رسول (ﷺ) کی توہین کرتا یا ضروریاتِ دین میں سے کسی سے انکار کرتا ہے۔

سوال نمبر ۵۱: جو کافر علانیہ کفر کرتے ہیں ان کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: علی الاعلان کلمۂ اسلام کے منکر چار قسم کے ہیں:

اول: دہریہ کہ خدا ہی کا منکر ہے، زمانہ کو قدیم خیال کرتا ہے، مخلوق کو خود بخود پیدا ہونے والا کہتا ہے اور قیامت کا قائل نہیں انھیں میں زندیق اور ملحد ہیں کہ دین کا مذاق اڑاتے اور ضروریاتِ دین بلکہ تعلیماتِ اسلام کو مضحکہ خیز سمجھتے ہیں اگرچہ وجودِ باری کے منکر نہ ہوں۔

دوم : مشرک کہ اللہ عزوجل کے سوا اور کو بھی معبود یا واجب الوجود مانتا ہے۔ جیسے ہندو بت پرست کہ بتوں کو اپنا معبود جانتے ہیں اور آریہ کہ روح اور مادہ کو واجب الوجود یعنی قدیم وغیر مخلوق جانتے ہیں ۔ یہ دونوں مشرک ہیں اور آریوں کو موحد سمجھنا سخت باطل ہے۔

سوم : مجوسی، آتش پرست کہ آگ کی پوجا کرتے ہیں۔

چہارم : کتابی (اہلِ کتاب) یہودی اور نصرانی جو دوسری آسمانی کتابوں کے نزول کا اقرار قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں اور اس پر ایمان نہیں رکھتے۔

سوال نمبر ۵۲: منافق کون ہوتا ہے؟

جواب: منافق وہ کافر ہے کہ زبان سے دعویٰ اسلام کرتا ہے اور وہ دل میں اسلام کا منکر ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ ہے، حضور (ﷺ) کے زمانۂ اقدس میں کچھ لوگ اس نام کے ساتھ مشہور ہوئے اس لئے کہ انکے کفر باطنی کو خدا اور رسول نے واضح کیا اور فرمادیا کہ یہ منافق ہے، اب اس زمانہ میں کسی خاص شخص کی نسبت یقین کے ساتھ منافق نہیں کہا جاسکتا، البتہ نفاق کی ایک شاخ اس زمانے میں پائی جاتی ہے کہ بہت سے بدمذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، اور دیکھا جاتا ہے کہ دعویٔ اسلام کے ساتھ ضروریاتِ دین کا انکار بھی ہے۔ کافروں میں سب سے بدترین منافق یہی ہیں اور ان کی صحبت ہزاروں کافروں کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتے ہیں۔

سوال نمبر ۵۳: کافر کی بخشش اور نجات کے لئے دعا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر جاننا ضروریاتِ دین سے ہے۔ اگرچہ کسی خاص شخص کی نسبت یہ یقین نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا خاتمہ ایمان پر یا معاذ اللہ کفر پر ہوا تاوقتیکہ اس کے خاتمہ کا حال دلیلِ شرعی سے ثابت نہ ہو، مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ جس شخص نے قطعاً کفر کیا ہو اس کے کفر میں شک کیا جائے کہ قطعی کافر کے کفر میں شک بھی آدمی کو کافر بنا دیتا ہے تو جب کوئی کافر اپنے کفر سے توبہ کئے بغیر مرگیا تو ہم کو خدا ورسول کا حکم یہی ہے کہ اسے کافر ہی جانیں، اس کی زندگی اور موت کے بعد تمام وہی معاملات اس کے ساتھ کریں جو کافروں کے لئے ہیں اور خاتمہ کا حال علمِ الٰہی پر چھوڑ دیں، جس طرح جو ظاہراً مسلمان ہوا اور اس سے کوئی قول وفعل خلاف ایمان ثابت نہ ہوا ہو تو فرض ہے کہ ہم اسے مسلمان ہی مانیں اگرچہ ہمیں اسکے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہیں، شریعت کا مدار ظاہر پر ہے اور روزِ قیامت ثواب یا عذاب کی بنیاد خاتمہ پر ہے۔

سوال نمبر ۵۵: اس امت میں گمراہ فرقے کتنے ہیں؟

جواب: حدیث میں ہے کہ یہ امت تہتر فرقے ہوجائے گی۔ ایک فرقہ جنتی ہوگا باقی سب جہنمی صحابہ نے عرض کی وہ ناجی (جنتی) فرقہ کون ہے ،یارسول اللہ (ﷺ)! فرمایا وہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں، یعنی سنت کے پیرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا وہ جماعت ہے، یعنی مسلمانوں کا بڑا گروہ ہوگا جسے سوادِ اعظم فرمایا اور فرمایا جو اس سے الگ ہوا جہنم میں اگر ہوا۔ اسی وجہ سے اس ناجی فرقے کا نام اہلسنت والجماعت ہوا۔

سوال نمبر ۵۶: ضروریاتِ دین میں کیا کیا باتیں ہیں؟

جواب : ضروریاتِ دین وہ مسائل ہیں جن کو ہر خاص وعام جانتے ہوں کہ انھیں حضور (ﷺ) اپنے رب کے پاس سے لائے جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیاء کی نبوت، جنت ونار، حشر ونشر وغیرہا، مثلاً یہ اعتقاد کہ حضور (ﷺ) خاتم النبیین ہیں۔ حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ یا مثلاً یہ اعتقاد کہ سب آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، یا یہ کہ قرآن کریم میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی محال ہے۔ اگرچہ تمام دنیا اس کے بدلنے پر جمع ہوجائے۔

سبق نمبر ۸

بدعت اور گناہ کبیرہ و صغیرہ

سوال نمبر ۵۷: بدعت کسے کہتے ہیں؟

جواب : بدعت اس نئی چیز کو کہتے ہیں جو رسول اللہ (ﷺ) کے بعد دین میں نکلی ہو، پھر اس کی دو قسمیں ہیں، ایک بدعتِ ضلالت جس کو بدعتِ سیۂ بھی کہتے ہیں اور دوسری بدعتِ محمودہ جس کو بدعتِ حسنہ بھی کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۵۸ : بدعتِ سیۂ کسے کہتے ہیں؟

جواب: بدعتِ سیۂ وہ نو پید بات ہے جو کتاب (قرآن) اور سنت (حدیث) اور اجماعِ امت کے مخالف ہو یا یوں کہنا چاہیئے کہ جو نو پید بات کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی برائی شرع سے ثابت ہے تو وہ بری اور بدعتِ سیۂ ہے اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔

سوال نمبر ۵۹: بدعتِ حسنہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جو نا پید بات یا نئی چیز کتاب اللہ اور حدیثِ رسول اللہ اور اجماع امت کے مخالف نہ ہو وہ بدعتِ محمودہ یا بدعتِ حسنہ کہلاتی ہے یا یوں سمجھو کہ جو نئی بات کسی ایسی چیز کے نیچے داخل ہو جس کی خوبی شرع سے ثابت ہے تو وہ اچھی بات اور بدعتِ حسنہ ہے اور یہ بدعت مستحب بلکہ سنت واجب تک ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۶۰ : صحابۂ کرام یا تابعین کے بعد جو بات نو پید ہو وہ بدعت سیۂ ہے یا نہیں؟

جواب : کسی نو پید بات کا بدعتِ سیۂ یا حسنہ ہونا کسی زمانہ پر موقوف نہیں ہے بلکہ کتاب اور سنت اور اجماع امت کی موافقت یا مخالفت پر ہے تو جس امر کی اصل، شرع شریف سے ثابت ہو کہ کتاب وسنت اور اجماع کے مخالف نہ ہو وہ ہرگز بدعتِ سیۂ نہیں خواہ کسی زمانہ میں ہو، خود صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں یہ رائج رہا ہے کہ اپنے زمانے کی بعض نو پید چیزوں کو منع کرتے اور بعض کو جائز رکھتے

حضرت امیر المؤمنین فاروقِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تراویح کی نسبت فرمایا ''نعمت البدعۃ ھذہ'' یہ اچھی بدعت ہے۔ حالانکہ تراویح سنتِ مؤکدہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن معقل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اپنے صاحبزادے کو نماز میں بسم اللہ بآوازِ بلند پڑھتے سن کر فرمایا ''یا بنی محدث ایاک والحدث'' اے میرے بیٹے! یہ نو پید بات ہے نئی باتوں سے بچ، تو معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک بھی اپنے زمانے میں ہونے یا نہ ہونے پر مدار نہ تھا۔ بلکہ نفسِ فعل کو دیکھتے اگر اس میں کوئی شرعی خرابی نہ ہوتی تو اجازت دیتے ورنہ منع فرما دیتے اور انھیں برا جانتے۔

خود رسول اللہ (ﷺ) نے نیک بات پیدا کرنے والے کو سنت نکالنے والا فرمایا تو قیامت تک نئی نئی باتیں پیدا کرنے کی اجازت فرمائی اور یہ کہ جو نئی بات نکالے گا، ثواب پائے گا اور قیامت تک جتنے اس پر عمل کریں گے سب کا ثواب اسے ملے گا چاہے وہ عبادت ہو یا کوئی ادب کی بات یا کچھ اور ہو مگر یہ بات نہیں کہ جس زمانے کے جاہل جو بات چاہیں اپنی طرف سے نکال دیں اور وہ بدعتِ حسنہ ہو جائے۔ یہ گفتگو علمائے دین اور پابند شرع مسلمین کے بارے میں ہے کہ یہ جو امر ایجاد کرلیں اور اسے جائز و مستحب کہیں وہ بے شک جائز و مستحب ہے، چاہے کبھی واقع ہو تو اس نیک بات کا کرنے والا سنی ہی کہلائے گا نہ کہ بدعتی۔

سوال نمبر ۶۱: گناہ کسے کہتے ہیں اور وہ کتنی قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب: خدا اور رسول کی نافرمانی یعنی احکامِ شریعت پر عمل نہ کرنا گناہ اور معصیت ہے۔ گناہ کرنے والا گناہگار یا عاصی کہلاتا ہے۔ گناہ آدمی کو خدا سے دور کرتا اور اسے ثواب سے محروم اور عذاب کا مستحق بناتا ہے گناہ کی دو قسمیں ہیں۔ صغیرہ اور کبیرہ۔

سوال نمبر ۶۲: گناہِ صغیرہ کونسا گناہ ہے؟

جواب: گناہِ صغیرہ وہ گناہ ہے جس پر شریعت میں کوئی وعید نہیں آئی یعنی اس کی کوئی خاص سزا بیان نہیں کی گئی ہے۔ آدمی کوئی نیکی، عبادت، صدقہ، اطاعت والدین وغیرہ کرتا ہے تو اس کی برکت سے یہ گناہ زائل ہو جاتا ہے۔ جیسے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو بندہ وضوئے کامل کرتا

ہے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔ غرض یہ گناہ بلا توبہ بھی معاف ہو جاتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس پر اصرار نہ ہو کہ گناہ صغیرہ اصرار سے گناہِ کبیرہ بن جاتا ہے اور بلا توبہ کئے اس کی معافی نہیں ہوتی۔

سوال نمبر۶۳: گناہ کبیرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: گناہِ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر وعید آئی یعنی وعدۂ عذاب دیا گیا۔ کبیرہ سے آدمی خالص توبہ واستغفار کئے بغیر پاک نہیں ہوتا۔

سوال نمبر۶۴: کبیرہ گناہ کونسے ہیں؟

جواب: قرآن وحدیث میں جن کبیرہ گناہوں کا ذکر آیا ہے ان میں سے کچھ یہ ہیں:۔ ناحق خون کرنا، چوری کرنا، یتیم کا مال ناحق کھانا، ماں باپ کو ایذا دینا، سود کھانا، شراب پینا، جھوٹی گواہی دینا، نماز نہ پڑھنا، روزۂ ماہِ رمضان نہ رکھنا، زکوٰۃ نہ دینا، جھوٹی قسم کھانا، ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، مسلمانوں سے ناحق لڑائی کرنا، رشوت لینا یا دینا، حکام کے روبرو چغلی کھانا، کسی مسلمان کی غیبت کرنا، قرآن شریف پڑھ کر بھول جانا، علمائے دین کی بے عزتی کرنا، خدا کی مغفرت سے ناامید ہونا، خدا کے عذاب سے بے خوف ہونا، فضول خرچی کرنا، کھیل تماشہ میں اپنا پیسہ اور وقت برباد کرنا، ڈاڑھی منڈوانا، خودکشی کرنا۔

سوال نمبر۶۵: گناہِ کبیرہ کرنے والا مسلمان ہے یا نہیں؟

جواب: گناہِ کبیرہ کا مرتکب مسلمان ہے اور جنت میں جائے گا، خواہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس کی مغفرت فرمادے یا حضورِ اقدس (ﷺ) کی شفاعت کے بعد اسے بخش دے یا اپنے کئے کی کچھ سزا پا کر بخشا جائے بہر حال وہ جنت میں جائے گا اور اس کے بعد بھی جنت سے نہ نکلے گا۔

سوال نمبر۶۶: گناہِ کبیرہ کی معافی کی صورت کیا ہے؟

جواب: گناہ کی دو صورتیں ہیں ایک بندے کا وہ گناہ جو خالص اس کے اور اس کے پروردگا کے معاملہ میں ہو کہ کوئی فرض نماز چھوڑ دی، کسی دن کا روزہ ترک کر دیا، اس قسم کے گناہوں میں اتنا ہی کافی ہے کہ آدمی سچے دل سے توبہ کرے یعنی جو کر چکا اس پر نادم ہو، بارگاہِ الٰہی میں اس کی گڑگڑا کر اس نے کی۔ معافی چاہے اور آئندہ کے لئے اس گناہ سے باز رہنے کا عزم بالجزم قطعی پختہ ارادہ کرلے، مولیٰ تعالیٰ کریم ہے چاہے تو اسے معاف کردے اور درگزر فرمائے۔ دوسرے قسم کے وہ گناہ ہیں جو بندوں کے باہمی معاملات میں ہوں۔ کہ آدمی کسی کے دین وآبرو جان، مال جسم یا صرف قلب کو آزار و تکلیف پہنچائے جیسے کسی کو گالی دی، مارا، برا کہا، غیبت کی یا کسی کا مال چرایا، چھینا، لوٹا، رشوت، سود، جوئے میں لیا۔ ایسی صورت میں جب تک بندہ معاف نہ کرے معاف نہیں ہوتا۔ یہ معاملہ حقوق العباد (بندوں کے حقوق) کا ہے اور اگرچہ اللہ تعالیٰ ہمار ہمارے جان و مال وحقوق سب کا مالک ہے جسے چاہے ہمارے حقوق چھوڑ دے۔ مگر اس کی عدالت کا قانون یہی ہے کہ اس نے ہمارے حقوق کا اختیار ہمارے ہاتھ میں رکھا ہے۔ بغیر ہمارے بخشے معاف ہو جانے کی شکل نہ رکھی لہٰذا اس قسم کے گناہوں میں جن کا تعلق بندوں سے ہے، توبہ مقبول ہونے کے لئے اس کا معاف کرانا ضروری ہے کہ جب تک صاحبِ حق معاف نہ کرے گا، معافی نہ ملے گی اور پہلی صورت میں فرائض وواجبات کی قضا بھی لازم ہے جبکہ ان کی قضا ہو۔

سوال نمبر۶۷: توبہ کسے کہتے ہیں اور توبہ کس طرح کی جاتی ہے؟

جواب: توبہ کی اصل، رجوع الی اللہ ہے یعنی خدا کی فرمانبرداری واطاعت کی طرف پلٹنا۔ اس کے تین رکن ہیں، ایک گناہ کا اعتراف، دوسرے گناہ پر ندامت، تیسرے گناہ سے باز رہنے کا قطعی ارادہ، اور اگر گناہ قابلِ تلافی ہو تو اس کی تلافی بھی لازم ہے مثلاً بے نمازی کی توبہ کے لیے پچھلی نمازوں کی قضا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ مولا تعالیٰ کریم ہے اس کے کرم کے دروازے ہر وقت بندوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں توبہ میں جس قدر ممکن ہو جلدی کرنی چاہیئے۔ توبہ میں آجکل کرنا مسلمان کی شان نہیں، کیا خبر موا سے مہلت دے یا نہ دے، پل کی خبر نہیں، کل کس نے دیکھی ہے اور بہتر ہے کہ جب اپنے لئے دعائے مغفرت یا کوئی بھی دعا کرے تو سب اہلِ اسلام کو اس میں شریک کرلے کہ اگر یہ خود قابلِ عطا نہیں تو کسی بندے کا طفیلی ہو کر مراد کو پہنچ جائے گا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جو تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے استغفار کرے بنی آدم کے جتنے بچے پیدا ہوں، سب اس کے لئے استغفار کریں گے یہاں تک کہ وفات پائے۔

اور اولیاء و علماء کی مجلسوں میں دعائے مغفرت کرنا بہت بہتر ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت اور محروم نہیں رہتا، یونہی اولیائے کرام کے مزارات پر حاضر ہو کر یا ان کے وسیلہ سے استغفار کرنا قبولیتِ دعا کا باعث ہے کہ ان کے قرب و جوار پر رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ یہاں جو دعائیں مانگی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ روا فرماتا ہے۔ بالخصوص حضور اقدس (ﷺ)، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاجت برآری کا ذریعۂ اعلیٰ ہیں آیتِ کریمہ ولوانھم اذظلمو الآیہ اس پر دلیل کافی، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہر طرح معاف کرسکتا ہے، مگر ارشاد ہوتا ہے کہ اگر جب کوئی اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے حضور حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں اور رسول ان کی بخشش چاہے تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔" اور بعد وفات قبرِ انور پر حاجت کے لیے جانا بھی صحابہ کرام کے عمل سے ثابت اور حکمِ مذکور میں داخل ہے۔ اور مقبولانِ بارگاہ کے وسیلہ سے دعا بحق فلاں یا بجاہ فلاں کہہ کر مانگنا جائز بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے کہ آپ نے حضور اقدس (ﷺ) کے جاہ و مرتبت کے طفیل میں مغفرت چاہی اور حق تعالیٰ نے ان کی مغفرت فرمائی۔

سبق نمبر ۹

تقلید کا بیان

سوال نمبر ۶۸: تقلید کسے کہتے ہیں؟

جواب: تقلید کے شرعی معنی ہیں کسی کے قول و فعل کو اپنے لئے حجت بنا کر دلیلِ شرعی پر نظر کئے بغیر مان لینا یہ سمجھ کر کہ وہ اہلِ تحقیق سے ہے اور اس کی بات شرعاً محقق اور قابلِ اعتماد ہے۔ جیسا کہ ہم مسائلِ شرعیہ میں امامِ اعظم ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔

سوال نمبر ۶۹: تقلید کن مسائل میں کی جاتی ہے؟

جواب: شرعی مسائل تین طرح کے ہوتے ہیں۔

۱۔ عقائد جن کا سمجھ لینا اور قلب میں راسخ و محفوظ کرلینا ضروری ہے اور چونکہ یہ اصولِ دین ہیں اس لئے ان میں کوئی ترمیم و تنسیخ کی بیشی بھی نہیں۔

۲۔ وہ احکام جو قرآن و حدیث سے صراحۃً ثابت ہیں کسی مجتہد کے اجتہاد یا قیاس کو ان کے ثبوت میں کوئی دخل نہیں مثلاً پنج وقتہ نماز اور روزۂ ماہِ رمضان حج، زکوٰۃ وغیرہ فرائض اور ایسے ہی دیگر احکام۔

۳۔ وہ احکام جو قرآن و حدیث میں اجتہاد سے حاصل کئے جائیں ان میں سے اصول عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں، یونہی جو احکام قرآن و حدیث سے صراحۃً ثابت ہیں ان میں کسی کی تقلید روا نہیں یعنی ہم جو ان مسائل کو مانتے ہیں وہ اس لئے نہیں کہ امامِ اعظم نے فرمایا ہے بلکہ اس لئے مانتے ہیں کہ قرآن و حدیث و اجماعِ امت سے اجتہاد کرکے نکالے جائیں ان میں غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور مجتہد کے لئے منع۔

سوال نمبر ۷۰: مجتہد کون ہوتا ہے؟

جواب: مجتہد وہ بالغ اور صحیح العقل مسلمان ہے جس میں اس قدر علمی لیاقت اور قابلیت ہو کہ قرآنی اشارات و کنایات کو سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان سکے۔ ناسخ و منسوخ کا پورا علم رکھتا ہو، علم صرف و نحو و بلاغت وغیرہ میں پوری مہارت حاصل ہو، احکام کی تمام آیتوں اور احادیث پر اس کی نظر ہو، تمام مسائل جزئیہ کو قرآن و حدیث سے اخذ کرکے ہر ہر مسئلہ کا ماخذ اور اس کی دلیل کو اچھی طرح جانتا ہو کہ یہ مسئلہ اس آیت یا فلاں حدیث سے ماخوذ ہے۔ اس کے علاوہ ذکی اور خوش فہم ہو۔

سوال نمبر ۷۱: فقہ کسے کہتے ہیں اور فقیہ کون ہے؟

جواب: وہ مسائل جزئیہ عملیہ اور احکامِ شرعیہ جو قرآن و حدیث میں جابجا پھیلے ہوئے تھے۔ آئمہ مجتہدین نے لوگوں کی آسانی کیلئے جس موقع سے اور جس طرح مفہوم ہوتے تھے ان کو اسی عنوان سے اخذ کیا، اسی طرح جو مسائل اجماعِ امت اور قیاس سے ثابت ہوئے ان سب کو لیکر ہر قسم کے مسائل کو جدا جدا بابوں اور فصلوں میں کرکے اس مجموعہ کا نام فقہ رکھ دیا تو ان مسائل میں عمل کرنا بعینہٖ قرآن و حدیث اور اجماعِ امت پر عمل کرنا ہے اور اس علم فقہ میں مہارت رکھنے والے علماء کو فقیہ یا فقہاء کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر۲۷: مذہب کسے کہتے ہیں؟

جواب: دین کے فروعی مسائل اور احکام جزئیہ میں کسی امام مجتہد کا وہ آئین یا دستور العمل جو انھوں نے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے اخذ کیا اسے مذہب کہتے ہیں۔ یوں سمجھو کہ دین اصل ہے اور مذہب اس کی شاخ۔

سوال نمبر۳۷: اس وقت دنیائے اسلام میں کتنے مذہب پائے جاتے ہیں؟

جواب: حدیث شریف کے ارشاد کے مطابق دنیا و آخرت میں نجات پانے والا مسلمانوں کا بڑا گروہ جسے سوادِ اعظم فرمایا، اہل سنت والجماعت کا ہے اور یہ ناجی گروہ اہلِ سنت و جماعت آج چار مذہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی میں جمع ہوگیا ہے۔ تبع تابعین کے زمانے سے آج تک ساری امتِ مرحومہ کا عمل یہی رہا ہے کہ جو خود مجتہد نہ ہو وہ کسی مجتہد کی تقلید کرے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین فن جو علم وفن میں یکتائے روزگار گزرے اور چوٹی کے علماء فضلاء، محدثین، مفسرین حدیث و قرآن کے علم میں مہارت رکھنے والے اپنی اپنی تحقیقات کو چھوڑ کر ان ہی چار اماموں میں سے کسی امام کی تقلید پر مجبور ہوئے اور مقلد کہلائے۔

امام بخاری، امام مسلم، اور دوسرے آئمہ حدیث جن کو احادیث کی کتابیں آج تمام دنیائے اسلام میں مانی جاتی ہیں۔ تمام عمر تقلید ہی کرتے رہے۔ اسی طرح مشائخ میں سے حضرتِ غوثِ اعظم اور حضرتِ خواجہ غریب نواز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) جیسی بزرگ ہستیاں مقلد ہی گزریں۔ غرضیکہ ان چار مذہبوں کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں اگر چہ وہ صحابہ کے قول اور صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہو جو ان چار مذہبوں سے باہر ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا بدمذہب اور بدعتی ہے کہ وہ تمام مسلمانوں سے الگ ایک راہ نکالتا ہے اور حدیث میں ہے جو مسلمانوں کے بڑے گروہ سے الگ ہوا وہ جہنم میں الگ ہوا۔

سوال نمبر۴۷: جو شخص ان چاروں مذہبوں پر عمل کرنے کا دعویٰ کرے وہ کیسا ہے؟

جواب: جو شخص ان چاروں مذہبوں میں سے کسی بھی ایک کا معتقد ہو اور نہ اس کا تابع، وہ براہِ فریب عوام بیچاروں کو بے قیدی کی طرف بلاتا ہے۔ اس کا تو مطلب یہ نکلا کہ آئمہ اہلِ سنت کے سب مذہبوں میں کچھ کچھ باتیں خلاف دینِ محمدی ہیں لہٰذا ان میں سے تنہا ایک پر عمل ناجائز و حرام ہے لہٰذا ہر ایک کے دینی مسائل چن لئے جائیں اور بے دینی کے چھوڑ دیئے جائیں اور اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ تمام سردارانِ امت اور پیشوایانِ ملت گنہگار اور حرام کے مرتکب ٹھہریں کہ وہ اپنی ساری عمر ایک ہی امام کی تقلید کرتے رہے اور اپنے پیروؤں کو بھی تقلید کی تلقین کرتے رہے اور جو ایسی بات کہے جس سے ساری امت کا گمراہ ہونا لازم آئے وہ خود گمراہ، بددین اور دینِ اسلام کے دائرہ سے خارج ہونے والوں میں ہے۔

یہ تو وہی بات ہوئی کہ جسے دربارِ شاہی تک چار سیدھے راستے معلوم ہوئے رعایا کو دیکھا کہ ان کا ہر گروہ ایک راستہ پر ہولیا اور اسی پر چلا جاتا ہے، مگر ان حضرات نے اسے بیجا حرکت سمجھا کہ جب چاروں راستے یکساں ہیں تو وجہ کیا کہ ایک ہی کو اختیار کر لیجئے۔ پکارتا رہا صاحبو! ہر شخص چاروں راہ پر چلے مگر کسی نے نہ سنی، ناچار آپ ہی تانا تننا شروع کیا۔ کو بھر اس راستے چلا، پھر اسے چھوڑا اور دوسرے راستے پر دوڑا، پھر اس سے منہ موڑا اور تیسرے راستے کو پکڑا، پھر اس سے بھاگ کر چوتھے کو ہولیا اور تیلی کے بیل کی طرح یوہیں چکر لگاتا رہا۔ اب ہر شخص فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ شخص مجنون و دیوانہ ہے یا صحیح الحواس وفرزانہ۔

غرض ہر مسلمان پر فرض و لازم ہے کہ وہ اپنے امام کے مذہب کا پابند ہو کر رہے۔ اگر اس کے مذہب سے عدول کرے گا تو خدائے تعالیٰ کے یہاں اس کا کوئی عذر نہ سنا جائے گا بلکہ وہ جہنم کا مستحق ٹھہرے گا، ہاں یہ ضرور ہے کہ ان چاروں مذہبوں کے اماموں کو امامِ اہلسنت جانے، سب کی جناب میں عقیدت رکھے، سب کے مقلدوں کو راہِ راست پر مانے اور یقین رکھے کہ جیسے آئمہ اربعہ کا قول ضلالت و گمراہی نہیں ہو سکتا ایسے ہی کسی مجتہد کا مذہب بدعت نہیں ٹھہر سکتا اور جو اسے بدعت کہے وہ علمائے کرام کے نزدیک خود بدعتی ہے، بددین اور عذابِ دوزخ کا مستحق ہے۔

سوال نمبر۵۷: اہلسنت میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کون ہیں؟

جواب: ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ اصول عقائد میں کسی کی تقلید جائز نہیں، ہاں بعض فروعی عقائد میں تقلید ہو سکتی ہے اسی بناء پر خود اہلسنت میں دو گروہ ہیں، مرتریدیہ کہ حضرتِ امام ابو منصور ابوالحسن اشعری (رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ) کے تابع ہیں اور یہ دونوں جماعتیں اہل سنت ہی کی ہیں اور دونوں حق پر ہیں آپس میں صرف بعض فروع کا اختلاف ہے۔ ان کا اختلاف حنفی شافعی کا سا ہے کہ دونوں اہل حق میں کوئی کسی کو گمراہ یا

بدمذہب بلکہ فاسق وفاجر بھی نہیں کہہ سکتا۔

سوال ۷۶: قرآن وحدیث میں س تقلید کی برائی آئی ہے وہ کونسی ہے؟

جواب: بعض لوگ اپنے دادا کی ایجاد کی ہوئی شادی وغمی کی رسموں کی پابندی کرتے ہیں جو خلاف شریعت ہیں اور کہتے ہیں کہ چانکہ ہمارے باپ دادا ایسے کرتے تھے ہم بھی ایسا کریں گے چاہے یہ کام جائز ہو یا ناجائز، قرآن وحدیث میں ایسی ہی تقلیسد کی مذمت (برائی) بیان کی گئی ہے اور ایسی ہی تقلید سے روکا گیا ہے ان آیتوں اور حدثیوں کی رو سے تقلید ائمہ کو حرام یا شرک کہنا محض بے دینی ہے، بھلا ایسا کون سا مسلمان ہوگا جو قرآن وحدیث کو چھوڑ کر خدا اور رسول کے احکام کے خلاف اماموں کے قول وفعل پر چلنے میں اپنی نجات سمجھے سارے ہی مقلد مسائل جزیہ میں اماموں کی تحقیق کے موافق قرآن وحدیث پر عمل کرتے ہیں اس وجہ سے مقلد کہلاتے ہیں۔

سوال ۷۷: چاروں مذاہب کے اماموں کے نام اور لقب کیا ہیں؟

جواب: چار امام یہ ہیں:۔

۱۔ حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا لقب ابوحنیفہ ہے۔شہر کوفہ میں ۸۰ ھ میں پیدا ہوئے ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ کے بانی ہیں آپ کے اجتہادی مسائل تقریباً بارہ سو سال سے تمام اسلامی ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور چونکہ آپ کا مذہب اصول سلطنت سے بہت مناسبت رکھتا ہے اس لیے بڑی بڑی عظیم اسلامی سلطنتوں میں آپ ہی کے مسائل مذہب قانوں سلطنت تھے اور آج بھی ہیں۔اسلامی دنیا کا بیشتر حصہ آپ ہی کے مذہب کا پیرو ہے تمام ائمہ میں یہ خصوصیت اور شرف صرف آپ کو حاصل ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے آپ کی ملاقات ہوئی۔

بغداد شریف مین ۱۵۰ ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔مقبولیت کا عالم یہ تھا کہ پہلی بار نماز جنازہ میں کم وبیش ہزار کا مجمع تھا اس پر آنے والوں کا سلسلہ قائم تھا۔یہاں تک کہ چھ بار نماز جنازہ پڑھی گئی مزار شریف بغداد شریف میں مشہور متبرک مقامات سے ہے آپ کے شاگردوں کے شادر دمیں امام بخاری اور دوسرے بڑے بڑے محدثین کرام ہیں آپ کے مقلد کہلاتے ہیں۔

۲۔حضرت محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا لقب شافعی ہے امام اعظم ابوحنیفہ کا سال وفات اور حضرت امام شافعی کا سال ولادت ایک ہی ہے یعنی آپ ۱۵۰ ھ میں بمقام عسقلام پیدا ہوئے آپ کا لقب ابوعبداللہ ہے۔آپ ہاشی قریشی مطلبی ہیں علم فقہ، اصول، حدیث اور دیگر علوم وفنون میں کوئی اور آپ کا ہم پایہ نہ تھا زہد تقویٰ و سخاوت اور حسن سیرت میں آپ یکتائے روزگار تھے۔۵۲ سال کی عمر شریف میں ۲۰۴ ھ میں انتقال فرمایا مزار شریف قرانہ (مصر) میں ہے آپ کے مقلد شافعی کہلاتے ہیں۔

۳۔ امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ ینہ

مدینہ منورہ میں ۹۵ ھ میں پیدا ہوئے۔آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے فقہ وحدیث میں تمام اہل حجاز آپ کو امام تسلیم کرتے ہیں حضرت امام شافعی آپ ہی کے شاگردان رشید سے ہیں آپ کے چشمہ علم سے بڑے بڑے ائمہ ومجتہدین سیراب ہوئے حضور اقدس (ﷺ) سے آپ کو کمال عشق تھا۔حضور کی محبت میں سای زندگی مدینہ شریف ہی میں گزاردی۔مدینہ طیبہ ہی میں ۱۷۹ ھ میں انتقال فرمایا۔یہیں مزار شعیف ہے۔عمر شریف ۸۴ سال کی ہوئی۔ آپ کے مقلد مالکی کہلاتے ہیں۔

٤۔حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ

بغداد شریف میں ۱۶۴ ھ میں پیدا ہوئے۔وہیں آپ نے پرورش پائی آپ کے فضائل وواقعات زبان زد خواص وعوام میں خلیفہ مامون کے زمانے میں جب خلق قرآن کا فتنہ اٹھا تو آپ میکلۂ حق کا حق ادا کیا، ہزار مصائب جھیلے لیکن دین پر آنچ نہ آئے رہی بغداد شریف ہی میں آپ نے ۲۴۱ ھ میں وفات پائی۔عمر شریف ۷۷ سال تھی آپ کت مقلد حنبلی کہلاتے ہیں۔

سبق نمبر ۱۰

اصطلاحات احکام شرعیہ

سوال نمبر ۷۸: اصطلاح شرعی کا کیا مطلب ہے؟

جواب: کسی لفظ کے وہ مخصوص معنی جو شریعت میں مراد لیے جاتے ہیں انھیں اصطلاح شرعی کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۷۹: احکام شرعیہ کتنے ہیں؟

جواب: حکم شرعی دو قسم پر ہے ایک امر اور دوسرا نہی، پہلے قسم کے احکام ہے پھر امر اور نہی کے اعتبار سے احکام شرعیہ یارہ ہیں، پانچ جانب فعل (امر) ہیں یعنی وہ جن سے کسی فعل کی طلب ثابت ہوتہ ہے ان میں سب سے اہم و مقدوم فرض ہے۔ پھر واجب، پھر سنت مؤکدہ پھر سنت غیر موکدہ، پھر مستحب۔

اور پانچ احکام جانب ترک (نہی) میں ہیں یعنی وہ جن سے کسی فعل کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ اس میں کم تر درجے کا خلاف اولی ہے، اس سے اوپر مکروہ تنزیہی ہے اس سے اوپر اسأت اس سے اوپر مکروہ تحریمی اور ان سب سے بیچ میں مباح خالص ہے۔

سوال نمبر ۸۰: فرض کی کتنی قسمیں ہیں اور ہر ایک کی تعریف کیا ہے؟

جواب: فرض کی دو قسمیں ہیں (۱) فرض اعتقادی (۲) اور فرض عملی فرض اعتقادی وہ حکم شرعی جو دلیل قطعی سے ثابت ہو یعنی ایسی دلیل سے جس میں کوئی شبہ نہ ہو اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور اگر اس کی فرضیت دین اسلام کا عام خاص پر روشن واضح مسئلہ ہو جب تو اس کے منکر کے کفر پر اجماع قطعی ہے ایسا کہ جو اس منکر کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے، بہر حال جو کسی فرض اعتقادی کو بلا عذر صحیح شرعی ایک بار بھی چھوڑے وہ فاسق گناہ کبیرہ کا مرتکب اور عذاب جہنم کا مستحق ہے جیسے نماز، رکوع، سجود۔

فرض عملی وہ حکم شرعی ہے جس کا ثبوت تو ایسا قطعی نہ ہو مگر نظر مجتہد میں دلائل شرعیہ کے بموجب یقین ہے کہ بے اس کے کئے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی عبادت کے اندر فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے باطل و کالعدم (معدوم) ہوگی اس کا بے وجہ انکار فسق و گمراہی ہے ہاں اگر کوئی مجتہد دلیل شرعی سے اس کا انکار کرے تو کر سکتا ہے جیسے ائمہ مجتہدین کے اختلافات کہ ایک امام کسی چیز کو فرض کہتے ہیں اور دوسرے نہیں مثلاً ان حنفیہ کے نزدیک چوتھائی سر کا مسح وضو میں فرض ہے اور شافعیہ کے نزدیک ایک بال کا اور مالکیہ کے نزدیک پورے سر کا، مگر اس فرض عملی میں ہر شخص اسی امام کی پیروی کرے جس کا مقلد ہے۔ اپنے امام کے خلاف بلا ضرورت شرعی دوسرے کی پیروی جائز نہیں۔

سوال نمبر ۸۱: فرض عملی کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: فرض عملی کی دو قسمیں ہیں (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ فرض عین وہ فرض ہے جس کا ادا کرنا ہر عاقل بالغ پر ضروری ہو جیسے نماز پنجگانہ اور فرض کفایہ اس فرض کو کہتے ہیں جس کو دو ایک مسلمان ادا کر لیں تو سب مسلمانوں کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا اور ایک آدمی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں جیسے میت اور نماز جنازہ۔

سوال نمبر ۸۲: واجب کتنے قسم پر ہے؟

جواب: فرض کی طرح واجب بھی دو قسم پر ہے۔ (۱) واجب اعتقادی (۲) واجب عملی۔ واجل اعتقادی وہ شرعی حکم ہے جس ضرورت دلیل ظنی سے ثابت ہو۔ فض عملی اور واجب عملی اسی کی دو قسمیں ہیں اور واجب عملی وہ حکم شرعی (یا واجب اعتقادی) کے بے اس کے کئے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہے مگر غالب گمان اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو عبادت بے اس کے ناقص رہے گی ادا ہو جائے اور کسی واجب کا ایک بار بھی قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا گناہ کبیرہ۔

سوال نمبر ۸۳: سنت کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: سنت دو قسم پر ہے ایک سنت مؤکدہ جیسے سنت ہدی (سنن الہدیٰ) بھی کہتے ہیں دوسری سنت غیر مؤکدہ جس کو سنت زائدہ (سنن الزوائد) بھی کہتےہیں اور کبھی اسے مستحب اور مندوب بھی کہتے ہیں۔

سوال نمبر۸۴: سنت ما کدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: سنت مؤکدہ وہ حکم شرعی ہے۔جس کو حضور اودس (ﷺ) نے ہمیشہ کیا ہو، البتہ اس خیال سے کہ کہیں امت پر فرض نہ ہو جائے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یعنی نہ کیا ہو یا وہ کہ اس کے کرنے کی شریعت میں تاکید آئی۔

سوال نمبر۸۵: سنت مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: سنت مؤکدہ کا کرنے والا ثواب پے گا اور جو شخص بلا عذر شرعی ایک بار بھی ترک کرے وہ ملامت کا مستحق ہے اور ترک کی عادت کرے تو فاسق، عذاب جہنم کا مستحق اور گناہگار ہے اگرچہ اس کا گناہ واجب کے ترک سے کم ہے اور ایسے شخص کی گواہی نامقبول اور بعض علمائے سلف نے فرمایا کہ اس کا ترک قریب حرام کے ہے اور اس کا تارک مستحق ہے کہ معاذ اللہ شفاعت سے محروم ہو جائے کہ حضور اقدس (ﷺ) نے فرمایا جو میری سنت کو ترک کرے گا اسے میری سفاعت نہ ملے گی۔

سوال نمبر۸۶: سنت غیر مؤکدہ کسے کہتے ہیں؟..........اور اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: سنت غیر مؤکدہ وہ حکم شرعی جس پر شریعت میں تاکید نہیں آئی مگر اس کا ترک کرنا بھی شریعت کو پسند نہیں لیکن نہ اس حد تک کہ اس پر عذاب تجویز کرے اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ بطور عادت ہو باعث عتاب نہیں۔

سوال نمبر۸۷: مستحب کسے کہتے ہیں؟

جواب: مستحب وہ عمل شرعی جس کا بجالانا نظر شرع میں پسند ہے خواہ خود حضور اقدس (ﷺ) نے اسے کیا ہو یا اس کی طرف رغبت دلائی یا علمائے کرام نے اسے پسند فرمایا اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ آیا۔اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر کچھ الزام نہیں۔

سوال نمبر۸۸: شریعت نے جن کاموں کی ممانعت کی وہ کتنی قسم پر ہیں؟

جواب: ممنوعات شرعیہ پانچ قسم پر ہیں۔حرام قطعی۔مکروہ تحریمی، اسأت، مکروہ تنزیہی، خلاف اولیٰ۔

سوال نمبر۸۹: حرام قطعی سے کیا مراد ہے؟

جواب: حرام قطعی وہ ممنوع شرعی ہے۔جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو، یہ فرض کا مقابل ہے اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ وفسق ہے اور بچنا فرض ثواب۔

سوال نمبر۹۰: مکروہ تحریمی کسے کہتے ہیں؟

جواب: مکروہ تحریمی وہ ممنوع شرعی ہے۔جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو یہ فرض کا مقابل ہے اوکا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ وفسق ہے اور بچنا فرض وثواب۔

سوال نمبر۹۱: مکروہ تحریمی کو حرام کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: حرام اور مکروہ تحریمی میں جو فرق ہے وہ باعتبار عقیدے کے ہے کہ حرام قطعی کی حرمت کا انکار کرنے والا ل کافر ہے مکروہ تحریمی کی ممانعت کا منکر کافر نہیں اور بچنا جس طرح حرام سے فرض ہے یوہیں ممانعت کا منکر کافر نہیں اور بچنا جس طرح حرام سے فرض ہے یوہیں مکروہ تحریمی سے باز رہنا لازم ہے اس بنا پر مکروہ تحریمی کو حرام کہہ سکتے ہیں بلکہ ائمہ متقدمین حرام کو بھی مکروہ کہہ دیتے ہیں۔

سوال نمبر۹۲: اسأت کسے کہتے ہیں؟

جواب: اسأت وہ ممنوع شرعی ہے۔جس کی ممانعت کی دلیل حرام اور مکروہ تحریمی جیسی تو نہیں مگر اس کا کرنا ہے برا ایک آدھ نار کرنے والا مستحق عتاب ہے اور دعاستا اس کا مرتکب عذاب کا مستحق ہے۔یہ سنت موکدہ کے مقابل ہے۔

سوال نمبر ۹۳: مکروہ تنزیہی کسے کہتے ہیں؟

جواب: مکروہ تنزیہی وہ ممنوع شرعی ہے جا کا کرنا سرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائے اس کا ترک کرنے والا فضیلت و ثواب پائے گا اور کرنے والے پر عذاب ہے نہ عتاب یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے۔

سوال نمبر ۹۴: خلاف اولیٰ کسے کہتے ہیں؟

جواب: خلاف اولیٰ وہ ممنوع شرعی ہے جس کا نہ کرنا بہتر تھا کیا تو کچھ مضائقہ و عتاب نہیں، جو کرے گا فضیلت پائے گا، یہ مستحب کا مقابل ہے۔

سوال نمبر ۹۵: مباح کسے کہتے ہیں؟

جواب: مباح اس کام کو کہتے ہیں جس کے لیے نہ کوئی حکم ہے نہ ممانعت لہٰذا اس کا کرنا اور نہ کرنا یکداں ہے کرو تو ثواب نہیں نہ کرو تو کچھ عذاب نہیں جیسے لذیذ غذا، عمدہ لباس بکہ بطور اسراف نہ ہو۔

سوال نمبر ۹۶: کسی امر مباح پر دلیل شرعی کی حاجت ہے یا نہیں؟

جواب: کسی امر کو جائز و مباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کہ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا یہی اس کے جائز ہونے کی دلیل کافی ہے۔ اگر اس فعل میں کوئی برائی ہوتی تو شریعت مطہرہ ضرور اس سے آگاہ فرماتی اور اس سے باز رہنے کا کوئی نہ کوئی حکم شریعت میں وارد ہو جاتا۔

سوال نمبر ۹۷: احتیاطاً کسی امرِ مباح کو حرام یا بدعت کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اب کہ قرآن کریم اتر چکا، دین کامل ہو گیا اور کوئی نیا حکم آنے کا نہ رہا تو جتنی باتوں کا شریعت نے نہ حکم دیا نہ منع کیا، ان کی معافی مقرر ہو چکی، خدا اور رسول نے از راہِ عنایت ہی انہیں ہم پر چھوڑ دیا۔ خود رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا وہ حلال ہے اور جو کچھ حرام فرمایا وہ حرام ہے اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ معاف ہے اور خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کچھ رسول تمھیں عطا فرمائیں وہ لو (یعنی اس پر عمل کرو) اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو'' تو معلوم ہوا کہ خدا اور رسول نے جس بات کا حکم نہ دیا، نہ منع کیا وہ نہ واجب ہے نہ گناہ بلکہ معافی میں ہے اب جو شخص کسی فعل کو نا جائز یا حرام یا مکروہ ہی کہے، اس پر واجب ہے کہ دو باتوں میں سے ایک بات کا ثبوت دے یا تو یہ کہ فی نفسہ اس کام میں شر (برائی) ہے یا یہ کہ شرع مطہرہ نے اسے منع فرمایا ہے اور قرآن و حدیث یا اجماع امت کی رو سے یہ فعل ممنوع ہے اور احتیاط یہ نہیں کہ کسی چیز کو بلا دلیلِ شرعی حرام یا مکروہ کہہ کر مسلمانوں پر تنگی کر دی جائے، بلکہ جس چیز کو خدا اور رسول (ﷺ) منع نہ فرمائیں اور شرعاً اس کی ممانعت ثابت نہ ہوا سے منع کرنا خود صاحبِ شرع بننا اور نئی شریعت گھڑنا ہے، اس سے ہر مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیئے بلکہ جس امرِ مباح کو بنظرِ تعظیم و محبت کیا جاتا ہے تو وہ مستحب و مستحسن اور دربارِ الٰہی میں محبوب و مقبول ہو جاتا ہے جیسے محفلِ میلاد شریف کرنا اور ولادت شریفہ کے ذکر کے وقت کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا کہ اس میں نبی (ﷺ) کی پیدائش پر خوشی اور حضور کی تعظیم کا اظہار ہے۔ اسی لیے سنت و جماعت کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ یہ قیام مستحسن و مستحب ہے۔

سوال نمبر ۹۸: سنت کو نفل کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: نفل اس عمل مشروع و جائز کو کہتے ہیں جو فرض و واجب نہ ہو لہٰذا نفل عام ہے کہ سنت پر بھی اس لفظ کا اطلاق آیا ہے اور اس کے غیر کو بھی نفل کہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ فقہائے کرام فقہ کی کتابوں میں باب النوافل میں سنن کا ذکر بھی کرتے ہیں کہ نفل ان کو بھی شامل ہوتے ہیں، البتہ اگر سنتوں کے لئے کوئی خاص بات ہوتی ہے تو اس کو الگ بیان کر دیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۹۹: جن دلیلوں سے یہ شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں وہ کتنی ہیں؟

جواب: شریعت کے دلائل چار ہیں، قرآن، حدیث، اجماع امت اور قیاس۔

سوال نمبر ۱۰۰: قیاس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قیاس کے شرعی معنی ہیں کسی فرعی مسئلہ کو اصل مسئلہ سے علت اور حکم میں ملا دینا۔ یعنی ایک مسئلہ ایسا در پیش آ گیا جس کا

ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں ملتا تو اس کی مثل کوئی وہ مسئلہ لیا جو قرآن وحدیث میں ہے اور اس کے حکم کی علت معلوم کرکے یہ کہا کہ چونکہ وہ علت یہاں بھی ہے لہٰذا اس کا حکم بھی وہی ہوگا، اسی کا نام قیاس ہے۔ تو قیاس دراصل میں شریعتِ مطہرہ کا مظہر یعنی ظاہر کرنے والا ہے خود مستقل حکم نہیں یعنی قرآن وحدیث میں یہ حکم تو تھا مگر ظاہر نہ تھا، قیاس نے اسے ظاہر کردیا البتہ قیاس میں شرط یہ ہے کہ قیاس کرنے والا مجتہد ہو، ہر کس وناقص کا خیال معتبر نہیں۔ قیاس کا ثبوت قرآن وافعالِ صحابہ سے ہے، اسی لیے اس کا مطلقاً انکار کفر ہے۔

حصہ پانچواں

سبق نمبر ۱

حمد باری تعالٰی

ہے پاک رتبہ فکر سے اِس بے نیاز کا
کچھ دخل عقل کا ہے نہ کام امتیاز کا

غش آگیا کلیم سے مشتاقِ دید کو
جلوہ بھی بے نیاز اِس بے نیاز کا

لب بند اور دل میں وہ جلوے بھرے ہوئے
اللہ رے جگر ترے آگاہِ راز کا

افلاک و ارض سب ترے فرماں پذیر ہیں
حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

مانندِ شمع تیری طرف لو لگی رہے
دے لطف میری جان کو سوز گداز کا

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

کیونکر نہ میرے کام بنیں غیب سے حسن
بندہ بھی ہوں تو کیسے بڑے کارساز کا

(حضرتِ حسن بریلوی)

سبق نمبر ۲

تقدیر الٰہی کا بیان

سوال نمبر۱: تقدیر سے کیا مراد ہے؟

جواب: عالم میں جو کچھ برا یا بھلا ہوتا ہے اور بندے جو کچھ نیکی یا بدی کے کام کرتے ہیں، وہ سب اللہ عزوجل کے علم ازلی کے مطابق ہوتا ہے، ہر بھلائی برائی اِس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے یعنی جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اللہ نے اُسے اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو وہ سب کچھ اللہ کے علم میں ہے اور اِس کے پاس لکھا ہوتا۔ اِسی کا نام تقدیر ہے۔

سوال نمبر۲: کیا تقدیر کے موافق کام کرنے پر آدمی مجبور ہے؟

جواب: اللہ عزوجل نے بندوں کو پیدا فرمایا انہیں کان' آنکھ' ہاتھ' پاؤں' زبان وغیرہا عطا فرمائے اور اُنہیں کام میں لانے کا طریقہ اِلہام فرمایا پھر اعلیٰ درجے کے شریف جوہر یعنی عقل سے ممتاز فرمایا جس نے تمام حیوانات پر انسان کا مرتبہ بڑھایا۔ پھر لاکھوں باتیں ہیں جن کا عقل اوراک نہ کر سکتی تھی۔ لہٰذا انبیاء بھیج کر کتابیں اُتار کر ذرا ذرا سی بات بتادی اور کسی کو عذر کی کوئی جگہ باقی نہ چھوڑی۔ آدمی جس طرح نہ آپ سے آپ بن سکتا تھا نہ اپنے لئے کان' ہاتھ' پاؤں' زبان وغیرہ بنا سکتا تھا یونہی اپنے لئے طاقت' قوت' قوتِ ارادہ اِختیار بھی نہیں بنا سکتا' سب کچھ اسی نے دیا اور اسی نے بنایا۔ انسان کو ایک نوع اِختیار دیا کہ ایک کام چاہے کرلے چاہے نہ کرے' تو اس اِرادہ و اِختیار کے پیدا ہونے سے آدمی صاحبِ ارادہ وصاحبِ اِختیار ہوا نہ کہ مضطر' مجبور و ناچار۔ آدمی اور پتھر کی حرکت میں فرق کیا ہے' یہی کہ وہ ارادہ و اِختیار نہیں رکھتا اور آدمی میں اللہ تعالیٰ نے یہ صفت پیدا کی تو یہ کیسی اُلٹی مت ہے کہ جس صفت کے پیدا ہونے نے اِنسان کو پتھر سے ممتاز کیا' اُسی کی پیدائش کو اپنے پتھر ہوجانے کا سبب سمجھے اور دیگر جمادات کی طرح اپنے آپ کو بے حس وحرکت اور مجبور جانے۔

سوال نمبر۳: آدمی جب مختار ہے تو اعمال کی باز پرس کس بناپر ہوگی؟

جواب: یہ اِرادہ و اِختیار جس کا اِنسان میں پایا جانا روشن اور بدیہی امر ہے۔ قطعاً یقیناً اللہ عزوجل ہی کا پیدا کیا ہوا ہے' اس نے ہم میں اِرادہ و اِختیار پیدا کیا اس سے ہم اس کی...... کے لائق مختار وصاحبِ اِختیار ہوئے۔ یہ اِرادہ و اِختیار ہماری اپنی ذات سے نہیں تو ہم ''مختار کردہ'' ہوئے ''خود مختار'' نہ ہوئے کہ شترِ بے مہار بنے پھریں اور بندہ کی یہ شان بھی نہیں کہ خود مختار ہوسکے' بس یہی اِرادہ اور یہی اِختیار جو ہر شخص اپنے نفس میں دیکھ رہا ہے' عقل کے ساتھ اس کا پایا جانا یہی دنیا میں شریعت کے اِحکام کا مدار ہے اور اسی بناء پر آخرت میں جزاوسزا اور ثواب وعذاب اور اعمال کی پرسش وحساب ہے' جزاو سزا کیلئے جتنا اِختیار چاہیے وہ بندے کو حاصل ہے۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثلِ پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس وحرکت پیدا نہیں کیا بلکہ اس کو ایک نوع اِختیار دیا ہے اور اس کے ساتھ عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے اور نفع ونقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا فرمادیتے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہوجاتے ہیں اور اسی بناء پر اس سے مواخذہ ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا' دونوں گمراہی ہیں۔

سوال نمبر۴: کسی امر کی تدبیر کرنا تقدیر کے خلاف تو نہیں؟

جواب: دنیا عالمِ اسباب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ بالغہ سے ایک چیز کو دوسری چیز کیلئے سبب بنادیا ہے اور سنتِ الٰہی یوں جاری ہے کہ سبب پایا جائے تو مسبب (یعنی وہ دوسری چیز جس کیلئے یہ سبب ہے) پیدا ہو اور انہیں اسباب کو علم میں لانا اور انہیں کسبِ فعل کا ذریعہ بنانا تدبیر ہے تو تدبیر منافیِ تقدیر نہیں بلکہ تقدیرِ الٰہی کے موافق ہے۔ جس طرح تقدیر کو بھول کر تدبیر پر پھولنا اور اسی پر اعتماد کر بیٹھنا کفار کی خصلت ہے یونہی تدبیر کو محض عبث وفضول اور مہمل بتانا کھلے گمراہ یا سچے مجنون کا کام ہے۔ انبیائے کرام سے زیادہ تقدیرِ الٰہی پر کس کا ایمان ہوگا پھر وہ بھی ہمیشہ تدبیر فرماتے اور اس کی راہیں بتاتے رہے۔ حضرتِ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زرہیں بنانا اور حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا دس برس شعیب علیہ السلام کی بکریاں اُجرت پر چرانا قرآنِ کریم میں مذکور ہے۔

سوال نمبر۵: تقدیر کا لکھا ہوا بدل سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اصل کتاب لوحِ محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے اور جسے قضائے مبرم حقیقی کہتے ہیں' اس کی تبدیلی ناممکن ہے وہ نہیں بدلتا۔ اکابر محبوبانِ خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انہیں اس خیال سے واپس فرمادیا جاتا ہے اور فرشتوں کے صحیفوں اور لوحِ محفوظ کے پٹھوں میں جو اِحکام ہیں (جنہیں قضائے معلق اور قضائے مبرم غیر حقیقی بھی کہتے ہیں) وہ اللہ عزوجل کے کرم سے مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت سے اپنی یا اولیائے کرام کی دعاؤں کی برکت سے والدین کی خدمت اور صلۂ رحم وغیرہ سے زیادت وبرکت کی جانب بدل جاتے ہیں اور گناہ وظلم ونافرمانی والدین' اور قطعِ رحم وغیرہ سے دوسری طرف تبدیل ہوجاتے ہیں مثلاً فرشتوں کے صحیفوں میں زید کی عمر ساٹھ برس تھی اس میسر کشی کی بیس برس پہلے ہی اس کی موت کا حکم آگیا یا نیکی کی بیس برس اور زندگی کا حکم فرمایا گیا۔ یہ تقدیر میں تبدیلی ہوئی لیکن علمِ الٰہی اور لوحِ محفوظ میں وہی چالیس یا اسی سال لکھے تھے اور ان کے مطابق ہونا لازم تھا۔

سوال نمبر۶: کسی برائی کے متعلق یہ کہنا کہ تقدیر میں لکھی تھی' کیسا ہے؟

جواب: برا کام کر کے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیتِ الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اُسے من جانب اللہ کہے اور جو برائی سرزد ہو اس کو شامتِ نفس تصور کرے۔

سوال نمبر۷: تقدیری اُمور میں بحث کرنا کیسا ہے؟

جواب: تقدیری اُمور یعنی قضاء وقدر کے مسائل عام عقلوں میں نہیں آسکتے۔ اِن میں زیادہ ترغور وفکر کرنا یا اُنہیں کسی مجلس میں ذریعۂ بحث بنالینا ہلاکت ونامرادی کا سبب ہے۔ صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اِس مسئلہ پر بحث کرنے سے منع فرماگئے۔ ماؤشما کس گنتی میں ہیں۔ عقیدۂ اہلسنت بس یہی ہے کہ اِنسان نہ پتھر کی طرح مجبور ہے نہ خود مختار بلکہ اِن دونوں کے بیچ میں ایک حالت ہے۔ تقدیر ایک گہرے سمندر کی مانند ہے' جس کی تھاہ تک کسی کی رسائی نہیں۔ یہ ایک تاریک راستہ ہے جس سے گزرنے کی کوئی راہ نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے جس پر اِنسان کی عقل کو دسترس نہیں۔

سبق نمبر۳

شفاعت کا بیان

سوال نمبر۸: شفاعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: شفاعت کے معنی ہیں کسی شخص کو اپنے بڑے کے حضور میں اپنے چھوٹے کے لئے سفارش کرنا۔ شفاعت دھمکی اور دباؤ سے کسی بات کے منوانے کو نہیں کہتے اور نہ شفاعت ڈر کر یا دب کر مانی جاتی ہے۔ اِتنی بات تو عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ دب کر بات ماننا قبولِ سفارش نہیں بلکہ نامردی و بزدلی اور مجبوری و ناچاری ہے اور دباؤ سے کام نکالنے کو دھمکی اور دھونس کہتے ہیں نہ کہ شفاعت وسفارش۔

سوال نمبر۹: شفاعت کے بارے میں اہلسنت کا کیا عقیدہ ہے؟

جواب: خاصانِ خدا کی شفاعت حق ہے' اِس پر اجماعت ہے اور بکثرت آیاتِ قرآن اِس کی شاہد ہیں' احادیث کریمہ اِس باب میں درجۂ شہرت بلکہ تواترِ معنوی تک پہنچی ہیں۔ کتب دینیہ اس سے مالامال ہیں۔ اِس عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ واحدِ قہار جلہ جلالہٗ خالق ومالک وشہنشاہِ حقیقی ہے۔ اِس کو کسی سے کسی قسم کا نہ لالچ ہے نہ ڈر' وہ تمام عالم سے غنی ہے اور سب اِس کے محتاج ہیں' اِسی نے اپنی قدرتِ کاملہ وحکمتِ بالغہ سے اپنے بندوں میں سے اپنے محبوبوں کو چُن لیا اور اپنے تمام محبوبوں کا سردار مدنی تاج دار احمدِ مختار ﷺ کو کیا۔ وہ بکمالِ بے نیازی اپنے کرم سے اپنے محبوبانِ کرام کی ناز برداری فرماتا ہے۔ اِس نے اپنے محبوبوں کی عظمت وجلالت اور شانِ محبوبیت ظاہر فرمانے' اُن کی شوکت ووجاہت دکھانے کیلئے اُن کو اپنے بندوں کا شفیع بنایا' اِسی نے اپنے محبوب ﷺ کی اُمت کے اولیائے کرام کو یہ مرتبہ بخشا کہ اگر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو رب کریم جلِ جلالہ اُن کی قسم کو سچا کردے۔ (حدیث شریف)

اسی نے ہمارے مالک وآقا سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو اپنا خلیفۂ اعظم وحبیب اکرم بنایا اور ارشاد فرمایا کہ:

''اے محبوب! تم کو تمہارا رب ضرور اِتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے'' اور اِس اِرشادِ الٰہی پر اس نازنینِ حق' محبوبِ اجمل ﷺ اپنے ناز اُٹھانے والے ربِ بے نیاز کی بارگاہِ کریم میں عرض کی ''جب تک میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہ گیا۔''

اللہ اکبر! کیا شانِ محبوبیت ہے۔ قرآنِ پاک نے کس اہتمام وشکوہ کے ساتھ حضور کی شفاعت کا اثبات فرمایا ہے۔ کریم بندہ نواز نے اپنے حبیب سے کیسے کیسے وعدے فرمائے ہیں۔ اپنی شان کرم سے انہیں راضی رکھنے کا ذمہ لیا ہے اور حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شانِ ناز سے فرمایا کہ جب یہ کرم ہے تو ہم اپنا ایک اُمتی بھی دوزخ میں نہ چھوڑیں گے۔ فصلی اللہ تعالیٰ وسلم وبارک علیہ وآلہٖ ابداً۔

سوال نمبر۱۰: وہ کون کون ہیں جن کی شفاعت قبول ہوگی؟

جواب: قرآنِ کریم نے اثباتِ شفاعت کو دو اصول میں منحصر رکھا ہے۔ اوّل قبل از شفاعت اذنِ الٰہی یعنی کسی کی شفاعت میں کلام کرنے سے پہلے اجازتِ خداوندی حاصل ہونا' دوم شفیع کا نہایت صادق وراست باز اور پوری معقول اور ٹھیک بات کہنے والا ہونا اور احادیثِ کریمہ اور کتب عقائد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء واولیاء وعلماء وشہداء وفقراء کی شفاعت مولائے کریم اپنے کرم سے قبول فرمائے گا۔ بلکہ حفاظ' حجاج اور ہر وہ شخص جس کو کوئی منصب دینی عنایت ہوا اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کریں گے بلکہ نابالغ بچے جو مر گئے ہیں اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے یہاں تک کہ علمائے کے پاس آ کر کچھ لوگ عرض کریں گے ہم نے آپ کے وضو کیلئے فلاں وقت میں پانی بھر دیا تھا۔ کوئی کہے گا کہ میں نے آپ کو اِستنجے کیلئے ڈھیلا دیا تھا اور علماء اُن کی شفاعت کریں گے۔

بلکہ حدیث شریف میں ہے کہ مومن جب آتشِ دوزخ سے خلاصی پائیں تو اپنے ان بھائیوں کی رہائی کیلئے جو آتشِ دوزخ میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور شفاعت وسوال میں مبالغہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ سے اِذن پا کر مسلمانوں کی کثیر تعداد کو پہچان پہچان کر دوزخ سے نکالیں گے۔

سوال نمبر ۱۱: وہ کون لوگ ہیں جو طالبِ شفاعت ہوں گے؟

جواب: احادیثِ کریمہ سے ثابت ہے کہ ہر مومن طلبگارِ شفاعت ہوگا اور تمام مؤمنین اوّلین وآخرین کے دل میں یہ بات الہام کی جائے گی کہ وہ طالبِ شفاعت ہوں اور شارحینِ حدیث نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ طالبِ شفاعت وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں اپنی حاجات میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل کیا کرتے تھے اُنہیں کے دل میں یہ بات قدرتاً پیدا ہوگی کہ جب انبیاء کرام دنیا میں حاجت برآری کا وسیلہ تھے تو یہاں بھی حاجت روائی اِنہیں کے ذریعہ سے ہوگی۔ چنانچہ تمام اہلِ محشر کے مشورہ سے یہ بات قرار پائے گی کہ ہم سب کو حضرتِ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہئے چنانچہ اُفتاں وخیزاں کس کس مشکل سے ان کے پاس حاضر ہوں گے اور اِن کے فضائل بیان کر کے عرض کریں گے کہ آپ ہماری شفاعت کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن مصائب محشر سے نجات دے' آپ انہیں حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔ نوح علیہ السلام فرمائیں گے تم ابراہیم خلیل اللہ کے پاس جاؤ' وہ حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام' عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجیں گے وہ فرمائیں گے' تم ان کے حضور حاضر ہو جن کے ہاتھ پر فتح رکھی گئی ہے جو آج بے خوف ہیں اور تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں' وہ خاتم النبیین ہیں' وہ آج ہماری شفاعت فرمائیں گے' تم محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ۔"

سوال نمبر ۱۲: بارگاہِ الٰہی میں سب سے پہلے کون شفاعت کرے گا؟

جواب: ہمارے حضور پرنور شافع یوم النشور خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّ اَوَّلُ مُشَفَّعٍ "میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔ حضور ﷺ جب تک بابِ شفاعت نہ کھولیں گے کسی کو مجالِ شفاعت نہ ہوگی بلکہ حقیقۃً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں حضور کے دربار میں شفاعت لائیں گے اور اللہ عزوجل کے حضور مخلوقات میں صرف حضور شفیع ہیں۔

سوال نمبر ۱۳: حضور کی شفاعت کا آغاز کس طرح ہوگا؟

جواب: عیسیٰ علیہ السلام کے فرمانے پر لوگ پھرتے پھراتے' ٹھوکریں کھاتے' دُہائی دیتے' بارگاہِ بیکس پناہ میں حضور ﷺ میں حاضر ہوکر حضور کے بہت سے فضائل بیان کر کے جب شفاعت کیلئے عرض کریں گے تو حضور جواب میں اِرشاد فرمائیں گے اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا اَنَا صَاحِبُکُمْ میں اس کام کیلئے ہوں میں اِس کام کیلئے ہوں میں ہی وہ ہوں جسے تم تمام جگہ ڈھونڈ آئے' یہ فرما کر بارگاہِ عزت میں حاضر ہوں گے اور سجدہ کریں گے اِرشاد ہوگا۔

''اے محمد! اپنا سر اُٹھاؤ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی' اور مانگو جو کچھ مانگو گے ملے گا' اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت مقبول ہے۔''

اللہ اللہ! یہ ہے کرمِ الٰہی کی ناز برداری اور حضور ﷺ کی شانِ محبوبی کہ حبیب کا سر سجدۂ نیاز میں ہے اور ابھی حرفِ شفاعت زبانِ اقدس پر نہیں آیا کہ رحمتِ رح نے سبقت کی اور اپنے حبیب کی دلداری و رضا جوئی فرمائی کہ اے محمد! سر اُٹھایئے جو کہنا ہو کہیئے' سنا جائے گا' مانگئے جو آپ مانگیں گے دیا جائے گا۔ غرض پھر شفقت کا سلسلہ شروع ہوگا۔ یہاں تک کہ جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم بھی ایمان ہوگا۔ اُس کیلئے بھی شفاعت فرما کر اُسے جہنم سے نکال لیں گے۔ اور اب تمام انبیاء اپنی اپنی اُمت کی شفاعت فرمائیں گے۔

سوال نمبر ۱۴: حضور ﷺ کی شفاعت کتنی طرح کی ہوگی؟

جواب: حضور ﷺ کی شفاعت کئی قسم پر ہے مثلاً ۱) شفاعتِ کبریٰ ۲) بہتوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے جن میں چار ارب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے اِس سے بہت زائد اور ہیں جو اللہ و رسول کے علم میں ہیں۔ ۳) بہتیرے وہ ہوں گے جو مستحقِ جہنم ہو چکے' اِن کو جہنم میں جانے سے بچائیں گے۔ ۴) بعضوں کی شفاعت فرما کر جہنم سے نکالیں گے۔ ۵) بعضوں کے درجات بلند فرمائیں گے۔ ۶) بعضوں سے تخفیفِ عذاب فرمائیں گے۔ ۷) جن کے حسنات (نیکیاں) و سیات (برائیاں) برابر ہوں گی اُنہیں بہشت میں داخل فرمائیں گے۔

سوال نمبر ۱۵: شفاعتِ کبریٰ کیا ہے؟

جواب: حضورِ اقدس ﷺ کی وہ شفاعت جو تمام مخلوق مومن' کافر' فرمانبردار' نافرمان' موافق' مخالف اور دوست' دشمن سے کیلئے ہوگی کہ وہ اِنتظارِ حساب جو سخت جانگزا ہوگا جس کیلئے لوگ تمنائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیئے جاتے اور اِس اِنتظار سے نجات پاتے' اِس بلا سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور کی بدولت ملے گا جس پر اولین و آخرین' موافقین و مخالفین' مومنین و کافرین سب حضور کی حمد کریں گے۔ اِس کا نام مقامِ محمود ہے۔ مرتبۂ شفاعتِ کبریٰ حضور کے خصائص سے ہے۔

سوال نمبر ۱۶: جو شخص شفاعت کا اِنکار کرے وہ کیسا ہے؟

جواب: شفاعت بہ اِجماعِ امت ثابت ہ۔ بہ کثرت آیات اور بے شمار احادیث اِس میں وارد ہیں' اِس کا اِنکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے اور قرآن کریم میں جس شفاعت کی نفی کی گئی ہے وہ بتوں اور کافروں کی شفاعت ہے۔ مسئلہ شفاعت تو کافروں اور یہود و نصاریٰ میں بھی تسلیم کیا جاتا تھا لیکن یہ لوگ یہ سمجھتے تھے کہ شفیع کو وہ ذاتی اِقتدار و اِختیار حاصل ہے کہ جس چاہے اِسے اللہ کے عذاب سے چھڑا سکتا ہے۔ بلکہ کفار بت پرست تو یہ سمجھتے تھے کہ بارگاہِ الٰہی میں شفیع ہیں۔ قرآنِ عظیم نے کافروں' یہودیوں اور عیسائیوں کے اِس عقیدے کو باطل ٹھہرایا اور بتایا کہ یہ کفار و مشرکین جن لوگوں کو اللہ عزوجل کے سوا پوجتے ہیں اِن میں کوئی شفاعت کا مالک نہیں۔ کیونکہ شفاعت مقربین کی ہوسکتی ہے نہ کہ مغضوبین کی کہ یہ تو خود عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوں گے۔ تو جو......بتوں اور کافروں کے حق میں نازل ہوئیں انبیاء و اولیاء کو ان کا مصداق ٹھہرانا اور اللہ تعالیٰ نے جو حکم کافروں اور بتوں پر صادر فرمایا ہے وہ اِس کے محبوبوں اور مقربوں پر لگانا اور یہ کہہ دینا کہ کوئی کسی کا وکیل و سفارشی نہیں قرآن و حدیث کی صریح مخالفت بلکہ خدا اور رسول پر بہتان اُٹھانا اور نئی شریعت گھڑنا ہے۔ قرآنِ کریم میں جابجا بتوں اور کافروں کی شفاعت کے اِنکار کے ساتھ مومنین و محبین کی شفاعت کا اثبات کیا گیا ہے اور مقبولانِ بارگاہ کا استثناء فرمایا گیا ہے۔

سبق نمبر ٤

عالمِ برزخ کا بیان

سوال نمبر ۱۷: عالم برزخ کسے کہتے ہیں؟

جواب: دنیا و آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جسے برزخ کہتے ہیں۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام انس و جن کو حسب مراتب اس میں رہنا ہے اور یہ عالم اِس دنیا سے بہت بڑا ہے۔ دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو ہے۔ برزخ میں کسی کو آرام ہے کسی کو تکلیف۔

سوال نمبر ۱۸: مرنے کے بعد روح و جسم میں تعلق رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ اِنسان کے ساتھ باقی رہتا ہے۔ اگرچہ روح جسم سے جدا ہوگئی مگر بدن پر جو گزرے گی روح ضرور اس سے آگاہ و متاثر ہوگی جس طرح حیاتِ دنیا میں ہوتی ہے بلکہ اس سے زائد دنیا میں پانی ٹھنڈا' سرد ہوا' نرم فرش' لذیذ کھانا سب باتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں۔ مگر راحت و لذت روح کو پہنچتی ہے اور اِن کے عکس بھی جسم ہی پر وارد ہوتے ہیں۔ مگر کلفت و اذیت روح پاتی ہے' اور روح کی لئے خاص اپنی راحت و الم کے الگ اسباب ہیں جن سے سرور یا غم پیدا ہوتا ہے۔ بعینہٖ یہی سب حالتیں برزخ میں ہیں۔

سوال نمبر ۱۹: برزخ میں میت پر کیا کیا باتیں گزرتی ہیں؟

جواب: ضغطۂ قبر یعنی جب مردہ کو قبر میں دفن کرتے ہیں اس وقت قبر اس کو دباتی ہے۔ اگر وہ مسلمان ہے تو اس کا دبانا ایسا ہوتا ہے جیسے ماں پیار میں اپنے بچے کو زور سے چپٹا لیتی ہے اور اگر کافر ہے تو اس کو اس زور سے دباتی ہے کہ اِدھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر ہو جاتی ہیں۔

۲۔ جب دفن کرنے والے دفن کر کے وہاں سے چلتے ہیں' وہ اُن کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اس وقت اس کے پاس ہیبت ناک صورت والے منکر و نکیر نامی دو فرشتے اپنے دانتوں سے زمین چیرتے ہوئے آتے ہیں اور نہایت سختی کے ساتھ کرخت آواز میں اِس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور ان کے (یعنی حضور ﷺ کے) بارے میں تو کیا کہتا تھا؟

۳۔ مُردہ مسلمان ہے تو جواب دے گا میرا رب اللہ ہے' میرا دین اِسلام ہے اور وہ تو رسول اللہ ہیں' ﷺ۔

۴۔ مُردہ اگر منافق ہے تو سب سوالوں کے جواب میں کہے گا' افسوس! مجھے تو کچھ معلوم نہیں' میں جو لوگوں کو کہتے سنتا تھا' خود بھی کہتا تھا۔

۵۔ مسلمان میت کی قبر کشادہ کر دی جائے گی اور اِس کیلئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا جس سے جنت کی خوشبو آتی رہے۔

۶۔ نافرمان مسلمانوں میں اِن کی معصیت کے مطابق بعض پر عذاب بھی ہوگا پھر اِن کے پیرانِ عظام یا اولیائے کرام کی شفاعت یا محض رحمت سے جب اللہ چاہے گا نجات پائیں گے۔ بعض کے نزدیک مسلمان پر سے قبر کا عذاب جمعہ کی رات آتے ہی اُٹھا دیا جاتا ہے۔

۷۔ کافر و منافق میت کیلئے آگ کا بچھونا بچھا کر اور آگ کا لباس پہنا کر جہنم کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا اور اُس پر فرشتگان عذاب مقرر کر دیئے جائیں گے۔ نیز سانپ بچھو اُسے عذاب پہنچاتے رہیں گے۔

۸۔ مسلمان کے اعمالِ حسنہ مقبول و محبوب صورت میں آ کر انہیں اُنس دیں گے اور کافر و منافق کے بُرے اعمال کتا یا بھیڑیا یا اور شکل کے ہو کر اس کو ایذا پہنچائیں گے۔

۹۔ مسلمان کی ارواح خواہ قبر پر ہوں یا چاہِ زمزم شریف میں یا آسمان و زمین کے درمیان یا آسمانوں پر یا آسمانوں سے بلند یا زیرِ عرش قندیلوں میں یا اعلیٰ علیین میں خواہ کہیں ہوں' ان کی راہ کشادہ کر دی جاتی ہے۔ جہاں چاہتی ہیں آتی جاتی ہیں۔ آپس میں ملتی ہیں اور اپنے اقارب کا حال ایک دوسرے سے دریافت کرتی ہیں اور جو کوئی قبر پر آئے اُسے دیکھتی پہچانتی اور اس کی بات سنتی ہیں۔

۱۰۔ کافروں کی خبیث روحیں مرگھٹ وغیرہ میں قید رہتی ہیں۔ کہیں آنے جانے کا اُنھیں اختیار نہیں مگر وہ بھی کہیں ہوں قبر یا مرگھٹ پر گزرنے والوں کو دیکھتی‘ پہچانتی اور اُن کی باتیں سنتی ہیں۔

۱۱۔ مردہ جواب سلام دیتا اور کلام بھی کرتا ہے اور اس کے کلام کو عوام جن اور انسان کے سوا اور تمام حیوانات وغیرہ سنتے بھی ہیں۔

سوال نمبر۲۰: ثواب وعذاب صرف جسم پر ہے یا روح وجسم دونوں پر؟

جواب: عذاب وثواب رُوح اور جسم دونوں پر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک لنجا کسی باغ میں پڑا تھا اور میوے دیکھ رہا تھا۔ مگر اِن تک نہ جاسکتا تھا‘ اِتفاقاً ایک اندھے کا ادھر سے گزر ہوا کہ باغ میں جاسکتا تھا مگر میوے اُسے نظر نہ آتے تھے لنجے نے اندھے سے کہا کہ تو مجھے باغ میں لے چل‘ وہاں جا کر ہم اور تم دونوں میوے کھائیں۔ اندھا اِس کو اپنی گردن پر سوار کر کے باغ میں لے گیا‘ لنجے نے میوے توڑے اور دونوں نے کھائے۔ اِس صورت میں مجرم کون ہوگا؟ دونوں ہی مجرم ہیں‘ اندھا جسم ہے اور لنجا روح!

سوال نمبر۲۱: جب جسم قبر میں گل جائے گا تو عذاب ثواب کس پر ہوگا؟

جواب: جسم اگرچہ گل جائے‘ خاک ہو جائے مگر اِس کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے‘ وہی مورد عذاب وثواب ہوں گے اور انہی پر روزِ قیامت دوبارہ ترکیب جسم فرمائی جائے گی جس کو عجب الذنب کہتے ہیں‘ وہ ریڑھ کی ہڈی میں کچھ ایسے اجزاء ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں نہ آگ انہیں جلاسکتی ہے نہ زمین انہیں گلاسکتی ہے۔ وہی تخمِ جسم اور موردِ عذاب وثواب ہیں۔ عذابِ قبر اور تنعیمِ قبر حق ہے اِس کا اِنکار وہی کرے گا جو گمراہ ہے۔

سوال نمبر۲۲: مردہ اگر دفن نہ کیا جائے تو اس سے سوالات کہاں ہوں گے؟

جواب: مُردہ اگر قبر میں دفن نہ کیا جائے تو جہاں پڑا رہ گیا یا پھینک دیا گیا اِس سے وہیں سوالات ہوں گے اور وہیں ثواب یا عذاب اُسے پہنچے گا یہاں تک کہ جسے شیر کھا گیا تو شیر کے پیٹ میں سوال وثواب وعذاب جو کچھ ہو‘ پہنچے گا۔

سوال نمبر۲۳: وہ کون لوگ ہیں جن کے اجسام محفوظ رہیں گے؟

جواب: انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام اور علمائے دین وشہداء وحافظانِ قرآن کہ قرآنِ مجید پر عمل کرتے ہوں اور وہ جو منصب محبت پر فائز ہیں اور وہ جسم جس نے کبھی اللہ عزوجل کی نافرمانی نہ کی اور وہ کہ اپنے اوقات درود شریف کی قرأت میں مشغول رکھتے ہیں‘ اِن کے بدن کو مٹی نہیں کھاسکتی اور جو شخص انبیائے کرام کی شان میں یہ خبیث کلمہ کہتے ہیں کہ ”وہ مرکر مٹی میں مل گئے“ وہ توہین کا مرتکب اور گمراہ بددین ہے۔

سوال نمبر۲۴: زندوں کی خیر خیرات سے مُردوں کو فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں؟

جواب: نماز‘ روزہ‘ زکوٰۃ‘ صدقہ‘ حج‘ تلاوت قرآن‘ ذکر‘ زیارت قبور‘ خیر خیرات‘ غرض ہر قسم کی عبادت اور ہر عمل نیک‘ فرض ونفل کا ثواب مُردوں کو پہنچادیا جاسکتا ہے۔ اِن سب کو پہنچے گا اور اِس کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ بلکہ یہ اُمید کہ اُس پہنچانے والے کیلئے اِن سب کے مجموعہ کے برابر ملے مثلاً کوئی نیک کام کیا جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا۔ اِس نے دس مردوں کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملیں گے اور اِس کو ایک سو دس‘ وعلیٰ ہذا القیاس۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ ”جو شخص گیارہ بار قل ہو اللہ شریف پڑھ کر اِس کا ثواب مُردوں کو پہنچائے گا تو مردوں کی گنتی کے برابر اِسے ثواب ملے گا“۔ اور نابالغ نے کچھ پڑھ کر یا کوئی نیک عمل کر کے اِس کا ثواب مُردے کو پہنچایا تو اِنشاء اللہ تعالیٰ پہنچے گا۔

یہاں یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ فرض کا ثواب پہنچادیا تو اپنے پاس کیا رہ گیا؟ اِس لئے کہ ثواب پہنچانے سے فرض اِس کے ذمہ سے ساقط ہو چکا پھر وہ خود نہ کرے گا ورنہ ثواب کس شے کا پہنچاتا ہے۔ لہٰذا فاتحہ مرّوجہ کہ ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے یہ جائز بلکہ محمود اور شرعاً مطلوب ہے۔

سوال نمبر ۲۵: ایصالِ ثواب کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: ایصالِ ثواب جسے عرف میں فاتحہ یا اولیائے کرام کو جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اُسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں کہ اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے۔ اِس کا طریقہ ہے کہ سورۂ فاتحہ و آیۃ الکرسی ایک بار اور تین یا سات یا گیارہ بار سورۂ اِخلاص اور اوّل آخر تین تین یا زائد بار درود شریف پڑھے اس کے بعد ہاتھ اُٹھا کر عرض کرے کہ الٰہی! میرے اس پڑھنے پر اور اگر کھانا کپڑا وغیرہ بھی ہوں تو اِن کا نام بھی شامل کرے اور کہے کہ میرے اِس پڑھنے اور اِن چیزوں کے دینے پر جو ثواب مجھے عطا ہو اُسے میرے عمل کے لائق نہ دے بلکہ اپنے کرم کے لائق عطا فرما اور اُسے میری طرف سے فلاں ولی اللہ (مثلاً حضور پر نور سیّدنا غوثِ اعظم ﷺ) کی بارگاہ میں نذر پہنچا اور اُن کے آبائے کرام و مشائخ عظام و اولاد و مریدین اور محبین اور میرے ماں باپ اور فلاں اور فلاں اور سیّدنا آدم علیہ السلام سے روزِ قیامت تک جتنے مسلمان گزرے یا موجود ہیں یا قیامت تک ہوں گے سب کو اِس کا ثواب پہنچا۔'' اِس کے بعد دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر لے۔

نعت شریف

یہ اکرام ہے مصطفیٰ پر خدا کا	کہ سب کچھ خدا کا ہوا مصطفیٰ کا
مرے گیسوؤں والے میں تیرے صدقے	کہ سر پر ہجومِ بلا ہے بلا کا
اذاں کیا جہاں دیکھو ایمان والو	پسِ ذکرِ حق ہے مصطفیٰ کا
کہ پہلے زباں حمد سے پاک ہولے	تو پھر نام لے وہ حبیبِ خدا کا
ترا نام لے کر جو مانگے وہ پائے	ترا نام لیوا ہے پیارا خدا کا
نہ کیونکر ہو اُس ہاتھ میں سب خُدائی	کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا
تیرے رتبہ میں جس نے چون و چرا کی	نہ سمجھا وہ بدبخت رتبہ خدا کا
خدا مدح خواں ہے خدا مدح خواں ہے	مرے مصطفیٰ کا مرے مصطفیٰ کا
خدا کا وہ طالب، خدا اِس کا طالب	خدا اِس کا پیارا، وہ پیارا خدا کا
سہارا دیا جب مرے ناخدا نے	ہوئی ناؤ سیدھی پھرا رُخ ہوا کا

بھلا ہے حسن کا جنابِ رضا سے
بھلا ہو الٰہی جنابِ رضا کا

(حضرتِ حسن بریلوی)

سبق نمبر ٦

علاماتِ قیامت کا بیان

سوال نمبر ۲٦: علاماتِ قیامت سے کیا مراد ہے؟

جواب: جیسے آدمی کے مرنے سے پہلے بیماری کی شدت، موت کے سکرات اور نزع کی حالتیں ظاہر ہوتی ہیں ایسے ہی قیامت سے پہلے چند نشانیاں ظاہر ہوں گی انہیں کو علاماتِ قیامت یا آثارِ قیامت کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۲۷: علاماتِ قیامت کیا ہیں؟

جواب: علاماتِ قیامت دو قسم پر ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو حضورِ اقدس ﷺ کی پیدائش سے لے کر وقوع میں آچکیں اور حضرت امام مہدی ﷺ کے ظہور تک وقوع میں آتی رہیں گی، یہاں تک کہ دوسری قسم سے مل جائیں گی۔ انہیں علاماتِ صغریٰ کہتے ہیں۔ دوسری قسم کی علامات وہ ہیں جو ظہورِ امام مہدی ﷺ کے بعد نفخِ صور تک ظاہر ہوں گی۔ یہ علامات یکے بعد دیگرے پے در پے ظاہر ہوں گی، جیسے سلکِ مروارید سے موتی گرتے ہیں۔ اِن کے ختم ہوتے ہی قیامت برپا ہوگی۔ انہیں علاماتِ کبریٰ کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۲۸: علامتِ صغریٰ کیا کیا ہیں؟

جواب: علاماتِ صغریٰ میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ حضورِ اقدس ﷺ کی وفات شریف۔

۲۔ تمام صحابۂ کرام کا اِس دنیا سے رحلت فرما جانا۔

۳۔ تین خسف کا وقوع یعنی آدمی زمین میں دھنس جائیں گے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۂ عرب میں۔

۴۔ علم اُٹھ جائے گا یعنی علماء اُٹھا لئے جائیں گے۔ لوگ جاہلوں کو اپنا امام و پیشوا بنائیں گے' وہ خود گمراہ ہوں گے اوروں کو گمراہ کریں گے۔

۵۔ زنا اور شراب خوری' بدکاری' اور بے حیائی کی زیادتی ہوگی۔

۶۔ مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ یہاں تک کہ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔

۷۔ علاوہ اِس بڑے دجال کے تیس ہوں گے کہ وہ سب دعویٰ نبوت کریں گے۔ حالانکہ نبوت ختم ہو چکی۔

۸۔ مال کی کثرت ہوگی' زمین اپنے دفینے اُگل دے گی۔

۹۔ دین پر قائم رہنا دشوار ہوگا۔ جیسے مٹھی میں انگارہ لینا۔

۱۰۔ وقت میں برکت نہ ہوگی یعنی بہت جلد جلد گزرے گا۔

۱۱۔ زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اِس کو تاوان سمجھیں گے۔

۱۲۔ علم دین پڑھیں گے مگر دین کی خاطر نہیں دنیا کیلئے۔

۱۳۔ عورتیں مردانہ وضع اِختیار کریں گی اور مرد زنانی وضع پسند کرنے لگیں گے۔

۱۴۔ گانے بجانے کی کثرت ہوگی' حیاء و شرم جاتی رہے گی۔

۱۵۔ بروقتِ ملاقات سلام کی بجائے لوگ گالی گلوچ سے پیش آئیں گے۔

۱۶۔ مسجد کے اندر شور و غل اور دنیا کی باتیں ہوگی۔

۱۷۔ نماز کی شرائط و ارکان کا لحاظ کئے بغیر لوگ نمازیں پڑھیں گے یہاں تک کہ پچاس میں سے ایک نماز بھی قبول نہ ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

سوال نمبر ۲۹: قیامت کی علاماتِ کبریٰ کیا کیا ہیں؟

جواب: علاماتِ کبریٰ یہ ہیں:۔ دجال کا ظاہر ہونا' حضرتِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آسمان سے نزول فرمانا' حضرتِ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہونا' یاجوج ماجوج کا خروج' دھوئیں کا پیدا ہونا' دابۃ الارض کا نکلنا' آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا' عیسیٰ علیہ السلام کی وفات۔

سوال نمبر ۳۰: دجال کون ہے اور یہ کب اور کس طرح ظاہر ہوگا؟

جواب: دجال قوم یہود کا ایک مرد ہے جو اس وقت بحکمِ الٰہی دریائے طبرستان کے جزائر میں قید ہے۔ یہ آزاد ہو کر ایک پہاڑ پر آئے گا' وہاں بیٹھ کر آواز لگائے گا۔ دوسری آواز پر وہ لوگ جنہیں بدبخت ہونا ہے اِس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور یہ ایک عظیم لشکر کے ساتھ ملکِ خدا میں فتور پیدا کرنے کو شام و عراق کے درمیان سے نکلے گا۔ اس کی ایک آنکھ اور ایک ابرو بالکل نہ ہوگی۔ اِسی وجہ سے اِسے مسیح کہتے ہیں اس کے ساتھ یہود کی فوجیں ہوں گی' وہ ایک بڑے گدھے پر سوار ہوگا اور اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا ک ف ر (یعنی کافر) جس کو ہر مسلمان پڑھے گا اور کافر کو نظر نہ آئے گا' اس کا فتنہ بہت شدید ہوگا۔ چالیس دن رہے گا' پہلا دن ایک سال کا ہوگا' دوسرا ایک مہینہ کا' تیسرا ایک ہفتہ کا اور باقی دن جیسے ہوتے ہیں۔ وہ بہت تیزی کے ساتھ ایک شہر سے دوسرے شہر میں پہنچے گا۔ جیسے بادل جسے ہوا اُڑاتی ہو۔ وہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے ساتھ ایک باغ اور ایک آگ ہوگی جن کا نام جنت و دوزخ رکھے گا۔ مگر وہ جو دیکھنے میں جنت معلوم ہوگی' وہ حقیقتاً آگ ہوگی اور جو جہنم دکھائی دے گا وہ مقامِ راحت ہوگا جو اُسے مانیں گے ان کیلئے بادل کو حکم دے گا' برسنے لگے گا' زمین کو حکم دے گا کھیتی جم اُٹھے گی جو نہ مانیں گے ان کے پاس سے چلا جائے گا' ان پر قحط ہو جائے گا۔ تہی دست رہ جائیں گے ویرانے میں جائے گا تو وہاں کے دفینے شہد کی مکھیوں کی طرح اس کے پیچھے ہو لیں گے۔ اِسی قسم کے بہت سے شعبدے دکھائے گا اور حقیقت میں یہ سب جادو کے کرشمے ہوں گے جن کو واقعیت سے کچھ تعلق نہیں اس لئے اس کے وہاں سے

جاتے ہی لوگوں کے پاس کچھ نہ رہے گا۔ اِس وقت میں مسلمانوں کی روٹی پانی کا کام اِن کی تسبیح وتہلیل دے گی یعنی وہ ذکرِ خدا کریں گے اور بھوک پیاس اِس سے رفع ہوگی۔ چالیس دن میں حرمین طیبین (مکہ معظمہ و مدینہ منورہ) کے سوا تمام روئے زمین کا گشت کرے گا۔ حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا فرشتے اِس کا منہ پھیر دیں گے۔ جب وہ ساری دنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا اُس وقت حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔

سوال نمبر ۳۱: عیسیٰ علیہ السلام کب اور کہاں نزول فرمائیں گے؟

جواب: جب دجال کا فتنہ اِنتہا کو پہنچ چکے گا اور وہ ملعون تمام دنیا میں پھر کر ملک شام میں جائے گا جہاں تمام اہلِ عرب سمٹ کر پہلے ہی جمع ہو چکے ہوں گے' یہ خبیث اِن سب کا محاصرہ کرلے گا۔ اِن میں بائیس ہزار مرد جنگی اور ایک لاکھ عورتیں ہوں گی' ناگاہ اِسی حالت میں قلعہ بند مسلمانوں کو غیب سے آواز آئے گی کہ گھبراؤ نہیں فریادرس آ پہنچا۔ اِس وقت حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے دو فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے زرد رنگ کا جوڑا زیب تن کئے ہوئے نہایت نورانی شکل میں دمشق کی جامع مسجد کے شرقی منارہ پر دین محمد رسول اللہ ﷺ کے حاکم اور امام عادل ومجدد ملت ہو کر نزول فرمائیں گے۔ صبح کا وقت ہوگا' نمازِ فجر کیلئے اقامت ہو چکی ہوگی' حضرت امام مہدی جو اِس جماعت میں موجود ہوں گے آپ سے امامت کی درخواست کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کی پشت پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے آگے بڑھو نماز پڑھاؤ کہ تکبیر تمہارے لئے ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''تمہارا حال کیسا ہوگا جب تم میں ابن مریم نزول کریں گے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا'' یعنی اِس وقت کی تمہاری خوشی اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہے کہ روح اللہ باوصفِ نبوت ورسالت تم پر اُتریں' تم میں رہیں' تمہارے معین ویاور بنیں اور تمہارے امام کے پیچھے نماز پڑھیں۔

غرض عیسیٰ علیہ السلام سلام پھیر کر دروازہ کھلوائیں گے' اِس طرف دجال ہوگا جس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہتھیار بند ہوں گے۔ لشکرِ اِسلام اِس لشکرِ دجال پر حملہ کرے گا گھمسان کا معرکہ ہوگا۔ جب دجال کی نظر حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام پر پڑے گی' پانی میں نمک کی طرح پگھلنا شروع ہوگا اور بھاگے گا۔ یہ تعاقب فرمائیں گے اور دجال لعین کو تلاش کرکے بیت المقدس کے قریب موضع ''لُد'' کے دروازے پر جالیں گے اور اُس کی پشت میں نیزہ ماریں گے' وہ جہنم واصل ہوگا' آپ مسلمانوں کو اُس کا خون اپنے نیزے پر دکھائیں گے۔ دجال کا فتنہ فرو ہونے کے بعد حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام اصلاحات میں مشغول ہوں گے' اِسلام پر کافروں سے جہاد فرمائیں گے اور جزیہ کو موقوف کردیں گے یعنی کافر سے سوال اِسلام کے کچھ قبول نہ فرمائیں گے۔ صلیب توڑیں گے اور خنزیر کو نیست ونابود کردیں گے۔ تمام اہلِ کتاب جو قتل سے بچیں گے سب اِن پر ایمان لے آئیں گے۔ اِن کے زمانہ میں اللہ عزوجل اِسلام کے سوا سب دینوں اور مذہبوں کو فنا کردے گا۔ تمام جہاں میں ایک دین اِسلام ہوگا اور مذہب ایک مذہب اہلسنت۔ آپ کے زمانے میں مال کی کثرت ہوگی اور برکت میں افراط اور ساری زمین عدل سے بھر جائے گی۔ یہاں تک کہ بھیڑیئے کے پہلو میں بکری بیٹھے گی اور وہ آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھے گا اور بچے سانپ سے کھیلیں گے۔

سوال نمبر ۳۲: حضرتِ امام مہدی کون ہیں؟

جواب: حضرتِ امام مہدی رضی اللہ عنہ ائمہ اثنا عشر میں آخری امام اور خلیفۃ اللہ ہیں۔ آپ کا اِسم گرامی محمد' باپ کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہوگا۔ وہ نسبتاً سیّد حسنی حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے ہوں گے اور مادری رشتوں میں حضرتِ عباس رضی اللہ عنہ سے بھی کچھ علاقہ رکھیں گے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کا ظہور ہوگا۔ آپ کی خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال ہوگی۔ اِس کے بعد آپ کا وصال ہوگا' عیسیٰ علیہ السلام آپ کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔

سوال نمبر ۳۳: امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظہور کب اور کہاں ہوگا؟

جواب: جب آثارِ صغریٰ سب واقع ہو چکیں گے اُس وقت نصاریٰ کا غلبہ ہوگا' روم وشام اور تمام ممالکِ اِسلام حرمین شریفین کے علاوہ سب مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل جائیں گے' تمام زمین فتنہ وفساد سے بھر جائے گی' اِس وقت تمام ابدال بلکہ تمام اولیاء سب جگہ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کر جائیں گے اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا۔ ابدال طوافِ کعبہ میں مصروف ہونگے اور حضرتِ امام مہدی بھی جن کی عمر اُس وقت چالیس سال ہوگی' وہاں ہوں گے۔ اولیاء اُنہیں پہچان کر درخواستِ بیعت کریں گے' وہ اِنکار کریں گے۔ دفعتہً غیب سے ایک آواز آئے گی:

هٰذَا خَلِيفَةُ اللهِ الْمَهْدِيُّ وَاسْمَعُوا لَهُ وَاَطِيْعُوا.

یہ اللہ کا خلیفہ مہدی اِس کی بات سنو اور اِس کا حکم مانو۔

اب تمام اولیائے کرام اور اہلِ اِسلام اِن کے دستِ مبارک پر بیعت کریں گے۔ آپ وہاں سے سب کو ہمراہ لے کر ملکِ شام کو تشریف لے جائیں گے۔ افواجِ اِسلام کی خبر سن کر نصاریٰ بھی لشکرِ جرار لے کر شام میں جمع ہو جائیں گے۔ اس وقت امام مہدی علیہ السلام کا لشکر تین حصوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ ایک حصہ نصاریٰ کے خوف سے فرار ہو جائے گا جن کی موت کفر پر ہوگی' دوسرا حصہ شہادت سے مشرف ہوگا اور باقی ایک تہائی حصہ چوتھے دن نصاریٰ پر فتح عظیم پائے گا۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے بہت سے خاندان ایسے ہوں گے جن میں فی صدی ایک بچا ہوگا' پھر صحت یاب حصہ قسطنطنیہ کو نصاریٰ سے چھین لے گا۔ اِن جنگوں میں اِتنے کافر مارے جائیں گے کہ پرندہ اگر اِن کی لاشوں کے ایک کنارے سے اُڑے تو دوسرے کنارے پر پہنچنے سے مر کر گر جائے۔

جب اہلِ اِسلام فتحِ قسطنطنیہ کے بعد غنیمتیں تقسیم کرتے ہوں گے تو ناگاہ شیطان پکارے گا کہ تمہارے گھروں میں دجال آ گیا۔ مسلمان پلٹیں گے اور دس سوار بطورِ طلیعہ خبر لانے کیلئے بھیجیں گے' جن کی نسبت صادق و مصدوق ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں ان کے نام' اِن کے باپوں کے نام اور اِن کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں اور وہ اُس وقت روئے زمین کے بہترین سواروں میں سے ہونگے۔'' یہ افواہ غلط ثابت ہوگی۔ پھر جب لشکرِ اِسلام قسطنطنیہ سے روانہ ہو کر شام میں آئے گا تو جنگِ عظیم سے ساتویں سال دجال ظاہر ہوگا۔

سوال نمبر۳۴: یاجوج وماجوج کون ہیں؟

جواب: یاجوج یا ماجوج یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے فسادی گروہ ہیں' اِن کی تعداد بہت زیادہ ہے' وہ زمین میں فساد کرتے تھے' اَیامِ ربیع میں نکلتے تھے تو کھیتیاں اور سبزی سب کچھ کھا جاتے تھے۔ آدمیوں بلکہ درندوں' وحشی جانوروں بلکہ سانپوں بچھوؤں تک کو کھا جاتے تھے' حضرت سکندر ذوالقرنین سے جو مومنِ صالح اور اللہ کے مقبول بندے اور تمام دنیا پر حکمران تھے' لوگوں نے اِن کی شکایت کی اور آپ نے اِن کی درخواست پر بنیاد کھدوائی۔ جب پانی تک پہنچی تو اس میں پگھلائے ہوئے تانبے سے پتھر جمائے گئے اور لوہے کے تختے اُوپر نیچے چن کر اِن کے درمیان لکڑی اور کوئلہ بھروادیا اور آگ دے دی' اِسی طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اُونچی کردی گئی اور اُوپر سے پگھلا ہوا تانبہ دیوار میں پلا دیا گیا۔ یہ سب مل کر ایک سخت جسم ہو گیا۔ اس کی چوڑائی ساٹھ گز ہے اور لمبائی ڈیڑھ سو فرسنگ۔

حدیث شریف میں ہے کہ یاجوج و ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر محنت کرتے کرتے جب اِس کے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو اِن میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب چلو باقی کل توڑیں گے۔ دوسرے روز جب آتے ہیں تو وہ بحکمِ الٰہی پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ جب اِن کے خروج کا وقت آئے گا تو اِن میں سے کہنے والا کہے گا اب چلو باقی دیوار کل توڑیں گے اِن شاء اللہ' اِن شاء اللہ کہنے کا ثمرہ یہ ہوگا کہ اس دن کی محنت رائیگاں نہ جائے گی اور اگلے روز انہیں دیوار اتنی ٹوٹی ہوئی ملے گی جتنی پہلے روز توڑ گئے تھے۔ اب وہ نکل آئیں گے۔

سوال نمبر۳۵: یاجوج ماجوج کا خروج کب ہوگا؟

جواب: قتلِ دجال کے بعد جب لوگ امن وامان کی زندگی بسر کرتے ہوں گے حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ مسلمانوں کو کوہِ طور پر لے جاؤ' اِس لئے کہ کچھ لوگ ایسے ظاہر کیے جائیں گے جن سے لڑنے کی کسی کو طاقت نہیں۔ چنانچہ آپ مسلمانوں کو لے کر قلعہ طور پر پناہ گزین ہوں گے کہ یاجوج ماجوج ظاہر ہونگے' یہ اِس قدر کثیر ہوں گے کہ اِن کی پہلی جماعت جب بحیرۂ طبریہ پر (جس کا طول دس میل ہوگا) گزرے گی تو اس کا پانی پی کر اس طرح سکھا دے گی کہ دوسری جماعت جب آئے گی تو کہے گی کہ یہاں کبھی پانی نہ تھا۔ غرض یہ لوگ مور و ملخ کی طرح ہر طرف پھیل کر فتنہ و فساد برپا کریں گے۔ پھر دنیا میں قتل و غارت سے جب فرصت پائیں گے تو کہیں گے کہ زمین والوں کو قتل کر لیا آؤ اب آسمان والوں کو قتل کریں' یہ کہہ کر اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے۔ خدا کی قدرت کہ اِن کے تیر اوپر سے خون آلود گریں گے۔

یہ اپنی حرکتوں میں مشغول ہوں گے اور وہاں پہاڑ پر حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے محصور ہوں گے۔ محصورین میں قحط کا یہ عالم ہوگا کہ گائے کے سر کی اِن کی نزدیک وہ وقعت ہوگی جو آج سو اشرفیوں کی نہیں۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ہمراہیوں کے دعا فرمائیں گے' اس پر اللہ تعالیٰ اِن کی گردنوں میں ایک قسم کے کیڑے پیدا کردے گا کہ ایک رات میں سب ہلاک ہوجائیں گے۔

سوال نمبر ۳۶: یاجوج ماجوج کے ہلاک ہونے کے بعد کیا ہوگا؟

جواب: اِن کے مرنے کے بعد حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پہاڑ سے اُتریں گے' دیکھیں گے کہ تمام زمین اِن کی لاشوں اور بدبو سے بھری پڑی ہے۔ ایک بالشت زمین بھی خالی نہیں۔ آپ مع اپنے ہمراہیوں کے پھر دعا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ایک سخت آندھی اور ایک قسم کے پرند بھیجے گا کہ وہ اِن کی لاشوں کو جہاں اللہ چاہے گا پھینک آئیں گے اور ان کے تیر کمان و ترکش کو مسلمان سات برس تک جلائیں گے پھر اس کے بعد بارش ہوگی۔ جس سے زمین بالکل ہموار ہوجائے گی۔ اب زمین کو حکم ہوگا کہ پھلوں کو اُگا اور آسمان کو حکم ہوگا کہ اپنی برکتیں اُنڈیل دے تو یہ حالت ہوگی کہ انار اتنے بڑے بڑے پیدا ہوں گے کہ ایک انار سے ایک جماعت کا پیٹ بھرے گا اور اس کے چھلکے کے سائے میں ایک جماعت آجائے گی اور دودھ میں یہ برکت ہوگی کہ ایک اُونٹنی کا دودھ آدمیوں کے گروہوں کو کافی ہوگا اور ایک گائے کا دودھ قبیلے بھر کو اور ایک بکری کا خاندان بھر کو کفایت کرے گا۔

سوال نمبر ۳۷: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کب تک دنیا میں قیام فرمائیں گے؟

جواب: حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام چالیس سال زمین میں امامتِ دین وحکومتِ عدل آئین فرمائیں گے۔ اِس میں سات سال دجال کی ہلاکت کے بعد کے ہیں۔ انہیں میں آپ نکاح کریں گے۔ آپ کی اولاد بھی ہوگی۔ مزارِ اقدس سیّد عالم ﷺ پر حاضر ہوکر سلام عرض کریں گے۔ قبرِ انور سے جواب آئے گا۔ روحا کے راستہ سے حج یا عمرہ کو جائیں گے اور اِن سب وقائع کے بعد جن کا ذکر گزرا' آپ وفات پائیں گے' مسلمان اِن کی تجہیز کریں گے' نہلائیں گے' خوشبو لگائیں گے۔ کفن دیں گے' نماز پڑھیں گے اور حضور سیّد الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پہلو میں روضۂ انور میں آپ دفن کیے جائیں گے۔

سوال نمبر ۳۸: دھواں کب ظاہر ہوگا اور اس کا اثر کیا ہوگا؟

جواب: حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قبیلۂ قحطان میں سے ایک شخص جہجاہ نام یمن کے رہنے والے آپ کے خلیفہ ہوں گے اِن کے بعد چند بادشاہ اور ہوں گے جن کے عہد میں رسوم کفر وجہل شائع ہوں گے۔ اِسی اثناء میں ایک مکان مغرب میں اور ایک مشرق میں جہاں منکرین تقدیر رہتے ہوں گے زمین میں دھنس جائے گا' اس کے بعد آسمان سے دھواں نمودار ہوگا جس سے آسمان سے زمین تک اندھیرا ہوجائے گا اور چالیس روز تک رہے گا' اِس سے مسلمان زکام میں مبتلا ہوجائیں گے' کافروں اور منافقوں پر بیہوشی طاری ہوجائے گی' بعضے ایک دن بعضے دودن اور بعضے تین دن کے بعد ہوش میں آئیں گے' پھر مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا۔

سوال نمبر ۳۹: مغرب سے آفتاب کیونکر طلوع ہوگا؟

جواب: روزانہ آفتاب بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کرکے اِذن طلوع چاہتا ہے تب طلوع ہوتا ہے۔ قربِ قیامت جب آفتاب حسبِ معمول طلوع کی اِجازت چاہے گا' اِجازت نہ ملے گی اور حکم ہوگا کہ واپس جا! وہ واپس ہوجائے گا اور اِس کے بعد وہ ذی الحجہ میں یوم نحر کے بعد رات اس قدر لمبی ہوجائے گی کہ بچے چلا اٹھیں گے۔ مسافر تنگدل اور مویشی چراگاہ کے لئے بیقرار ہوں گے۔ یہاں تک کہ لوگ بے چینی کی وجہ سے نالہ وزاری کریں گے اور توبہ توبہ پکاریں گے آخر تین چار رات کی مقدار دراز ہونے کے بعد اضطراب کی حالت میں آفتاب مغرب سے چاند گرہن کی مانند تھوڑی روشنی کے ساتھ نکلے گا اور نصف آسمان تک آکر لوٹ آئے گا اور جانب مغرب غروب کرے گا اس کے بعد بدستورِ سابق مشرق سے طلوع کیا کرے گا۔ اِس نشانی کے ظاہر ہوتے ہی توبہ کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ کافر اپنے کفر سے یا گنہگار اپنے گناہوں سے توبہ کرنا چاہے گا تو توبہ قبول نہ ہوگی اور اس وقت کسی کا اِسلام لانا معتبر نہ ہوگا۔

سوال نمبر۴۰: دابۃ الارض کیا ہے اور یہ کب نکلے گا؟

جواب: دابۃ الارض عجیب شکل کا ایک جانور ہوگا جو کوہِ صفا سے برآمد ہو کر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا اور ایسی تیزی سے دورہ کرے گا کہ کوئی بھاگنے والا اس سے بچ نہ سکے گا۔ فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا۔ اور بزبانِ فصیح کہے گا **هٰذَا مُؤْمِنٌ وَهٰذَا كَافِرٌ** یہ مومن ہے اور یہ کافر ہے۔ اس کے ایک ہاتھ میں موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں سلیمان علیہ السلام کی انگشتری ہوگی۔ عصا سے ہر مسلمان کی پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچے گا جس سے سیاہ چہرہ نورانی ہو جائے گا اور انگشتری سے ہر کافر کی پیشانی پر سیاہ مہر لگائے گا جس سے اس کا چہرہ بے رونق ہو جائے گا۔ اس وقت تمام مسلمان کافر علانیہ ظاہر ہوں گے۔ یہ علامت کبھی نہ بدلے گی۔ جو کافر ہے ہرگز ایمان نہ لائے گا اور جو مسلمان ہے ہمیشہ ایمان پر قائم رہے گا۔

آفتاب کے مغرب سے طلوع ہونے کے دوسرے روز لوگ اسی چرچا میں ہوں گے کہ کوہِ صفا زلزلہ سے پھٹ جائے گا اور یہ جانور نکلے گا۔ پہلے یمن میں پھر نجد میں ظاہر ہو کر غائب ہو جائے گا اور تیسری بار مکہ معظمہ میں ظاہر ہوگا۔

سوال نمبر۴۱: اس کے بعد پھر کیا ہوگا؟

جواب: عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ایک زمانہ کے بعد جب قیامِ قیامت کو صرف چالیس سال رہ جائیں گے ایک خوشبودار ٹھنڈی ہوا چلے گی جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے سے نکلے گی۔ جس کا اثر یہ ہوگا کہ مسلمان کی روح قبض ہو جائے گی یہاں تک کہ کوئی اہلِ ایمان اہلِ خیر نہ ہوگا اور کافر ہی کافر رہ جائیں گے' کفارِ حبشہ کا غلبہ ہوگا اور ان کی سلطنت ہوگی' وہ خانہ کعبہ کو ڈھا دیں گے' خدا ترسی اور حیاء و شرم اُٹھ جائے گی' حکام کا ظلم اور رعایا کی ایک دوسرے پر دست درازی رفتہ رفتہ بڑھ جائے گی' عام بت پرستی اور قحط اور وباء کا ظہور ہوگا۔ اس وقت ملک شام میں کچھ ارزانی و امن ہوگا' دیگر ممالک کے لوگ اہل و عیال سمیت شام کو روانہ ہوں گے۔ اسی اثناء میں ایک بڑی آگ جنوب سے نمودار ہوگا۔ وہ ان کا تعاقب کرے گی' یہاں تک کہ وہ شام میں پہنچ جائیں گے۔ پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی۔ یہ چالیس سال کا زمانہ ایسا گزرے گا کہ اس میں کسی کے اولاد نہ ہوگی۔ یعنی چالیس سے کم عمر کا کوئی نہ ہوگا اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے۔ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا کہ دفعتہً جمعہ کے روز جو یومِ عاشورہ بھی ہوگا اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ صبح کے وقت اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم دے گا اور کافروں پر قیامت قائم ہوگی۔

سبق نمبر ۷

حشر و نشر کا بیان

سوال نمبر ۴۲: حشر و نشر اور معاد کسے کہتے ہیں؟

جواب: حشر نشر معاد یوم بعث یوم نشور ساعت' یہ سب قیامت کے نام ہیں۔ جس طرح دنیا میں ہر چیز انفرادی طریقہ سے فنا ہوتی اور مٹتی رہتی ہے یونہی دنیا کی بھی ایک عمر اللہ تعالیٰ کے علم میں مقرر ہے۔ اِس کے پورا ہونے کے بعد ایک دن ایسا آئے گا کہ تمام کائنات فنا ہو جائے گی۔ اِسی کو قیامت کہتے ہیں۔ اس وقت سوا اس ایک اللہ کے دوسرا کوئی نہ ہوگا اور وہ تو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

سوال نمبر ۴۳: اس عقیدہ پر ایمان لانا کس حد تک ضروری ہے؟

جواب: حشر و نشر پر ایمان لانا اِسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے۔ اِس پر ایمان لائے بغیر آدمی ہرگز مسلمان نہیں ہو سکتا۔ یہ عقیدہ اِس قدر ضروری ہے کہ اِس عقیدے کے بغیر اِنسان نہ گناہوں سے پوری طرح بچ سکتا ہے' نہ عبادت میں مشقت اُٹھا سکتا ہے نہ جان و مال قربان کر سکتا ہے دنیاوی سزا کا خوف یا بدنامی کا ڈر اسی وقت تک آدمی کو جرم سے باز رکھ سکتا ہے جب تک کہ ظاہر ہو جانے کا خوف ہو اور جب کسی کو یہ یقین ہو جاتا ہے کہ میرا یہ جرم کوئی نہیں جان سکتا تو بے تکلف بڑے سے بڑے جرم کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ صرف یہ عقیدہ آدمی کو اِرتکابِ جرم سے روکتا ہے کہ ہمارے تمام نیک و بد اعمال کی سزا و جزا کا ایک دن مقرر ہے' اِسی دن کا نام قیامت ہے اور اسی دن کا مالک اللہ تعالیٰ ہے' دنیا کے اکثر بڑے بڑے عقلاء باوجود اِختلافِ مذہب کے اِس بات پر متفق ہیں کہ اِس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی بھی آنے والی ہے اور اِسی موت تک معاملہ ختم نہیں ہو جاتا اور اِس دوسری زندگی میں ہماری سعادت و شقاوت کا مدار ہماری اِس زندگی کے اعمال و افعال پر ہے۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔

سوال نمبر ۴۴: حشر صرف روح کا ہوگا یا روح و جسم دونوں کا؟

جواب: حشر صرف روح کا نہیں بلکہ رُوح و جسم دونوں کا ہے جو کہے صرف روحیں اُٹھیں گی' جسم زندہ نہ ہوں گے' وہ قیامت کا منکر ہے اور کافر' جسم کے اجزاء اگرچہ مرنے کے بعد متفرق اور مختلف جانوروں کی غذا ہو گئے ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ اِن سب اجزاء کو جمع فرما کر پہلی ہیأت پر لا کر اُنہیں پہلے اجزائے اصلیہ پر جو تخمِ جسم ہیں اور محفوظ ہیں ترکیب دے گا اور ہر روح کو اِسی جسم سابق میں بھیجے گا جس کے ساتھ وہ متعلق تھی۔

سوال نمبر ۴۵: کائنات کس طرح فنا کی جائے گی؟

جواب: جب قیامت کی نشانیاں پوری ہو لیں گی اور مسلمانوں کی بغلوں کے نیچے سے وہ خوشبودار ہوا گزرے گی جس سے تمام مسلمانوں کی وفات ہو جائے گی اور دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے اور اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا اور لوگ اپنے اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ دفعتہً حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہوگا۔ شروع شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہوگی اور رفتہ رفتہ بلند ہوتی جائے گی' لوگ کان لگا کر سنیں گے اور بیہوش ہو جائیں گے۔ اِس بیہوشی کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ اور زمین والوں میں سے اس وقت جو لوگ زندہ ہوں گے' جن پر موت نہ آئی ہوگی وہ اس سے مر جائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی پھر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں حیات عطا کی اور وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں' جیسے کہ انبیاء و شہداء ان پر اس نفخہ سے بیہوشی کی سی کیفیت طاری ہوگی اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں اُنہیں اس نفخہ کا شعور بھی نہ ہوگا۔

زمین و آسمان میں ہلچل پڑ جائے گی۔ زمین اپنے تمام بوجھ اور خزانے باہر نکال دے گی' پہاڑ ہل کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے دھنی ہوئی روئی یا اُون کے گالے کی طرح اڑنے لگیں گے۔ آسمان کے تمام ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو کر فنا ہو جائیں گے اِسی طرح ہر چیز فنا ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ صور اور اِسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے' اس وقت سوا اُس واحدِ حقیقی کے کوئی نہ ہوگا۔ وہ فرمائے گا آج کس کی بادشاہت ہے کہاں ہیں جبارین' کہاں ہیں متکبرین' مگر ہے کون جو جواب دے۔ پھر خود ہی فرمائے گا لِلّٰہِ الْوَاحِدِ الْقَھَّار صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔

سوال نمبر ۴۶: سب سے پہلے کسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا؟

جواب: اللہ تعالیٰ جب چاہے گا سب سے پہلے اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا۔ صور پھونکتے ہی تمام اوّلین و آخرین' ملائکہ اِنس و جن و حیوانات موجود ہو جائیں گے' اوّل حاملانِ عرش' پھر جبرائیل' پھر میکائیل' پھر عزرائیل علیہم السلام اُٹھیں گے۔ پھر از سرِ نو زمین' آسمان' چاند' سورج موجود ہوں گے' پھر ایک مینہ برسے گا جس سے سبزے کی مثل زمین کا ہر ذی روح جسم کے ساتھ زندہ ہوگا۔ سب سے پہلے حضور انور ﷺ قبرِ انور سے یوں برآمد ہوں گے کہ داہنے ہاتھ میں صدیق اکبر کا ہاتھ ہوگا اور بائیں ہاتھ میں فاروقِ اعظم کا ہاتھ رضی اللہ تعالیٰ عنہما' پھر مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔

سوال نمبر ۴۷: محشر میں لوگوں کی حالت کیا ہوگی؟

جواب: قیامت کے روز جب لوگ اپنی اپنی قبروں سے ننگے بدن' ننگے پاؤں اُٹھیں گے اور اس وقت محشر عجیب و غریب منظر کو حیرت زدہ ہو کر ہر طرف نگاہیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھیں گے' مومنوں کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی۔ ان میں بعض تنہا سوار ہوں گے اور کسی سواری پر دو۔ کسی پر تین' کسی پر چار' کسی پر دس ہوں گے۔ کافر منہ کے بل چلتا ہوا میدانِ حشر کو جائے گا۔ کسی کو ملائکہ گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ کسی کو آگ جمع کرے گی' یہ میدانِ حشر شام کی زمین پر قائم ہوگا اور زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کنارہ پر رائی کا دانہ گر جائے تو دوسرے کنارے پر دکھائی دے۔ یہ زمین دنیا کی زمین نہ ہوگی بلکہ تانبے کی ہوگی' جو اللہ تعالیٰ روزِ قیامت کی محفل کیلئے پیدا فرمائے گا۔

اس دن آفتاب ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اس کا منہ اس طرف ہوگا' تپش اور گرمی کا کیا پوچھنا' اللہ پناہ میں رکھے' بھیجے کھولتے ہوں گے اور اس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہو جائے گا' پھر جو پسینہ زمین نہ لے سکے گی وہ اُوپر چڑھے گا' کسی کے ٹخنوں تک ہوگا کسی کے گھٹنوں تک' کسی کے کمر' کسی کے سینہ' کسی کے گلے تک اور کافر کے تو منہ تک چڑھ کر مثلِ لگام کے جکڑ جائے گا جس میں وہ ڈبکیاں کھائے گا' اس گرمی کی حالت میں پیاس کے باعث زبانیں سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی۔ دل اُبل کر گلے تک آ جائیں گے اور ہر مبتلا بقدرِ گناہ تکلیف میں مبتلا کیا جائے گا' پھر باوجود ان مصیبتوں کے کوئی کسی کا پرسانِ حال نہ ہوگا' پھر حساب کا دفتر کھلے گا' سب کے اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے' انبیاء علیہم السلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہوں گے اور ہر شخص کے اعمال کا نہایت انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنایا جائے گا۔ کسی پر کسی طرح کی زیادتی نہ ہوگی' ان تمام مرحلوں کے بعد اب اسے ہمیشگی کے گھر میں جانا ہے۔ کسی کو آرام کا گھر ملے گا جس کی آسائش کی کوئی اِنتہا نہیں' اس کو جنت کہتے ہیں یا تکلیف کے گھر میں جانا پڑے گا' جس کی تکلیف کوئی حد نہیں اسے جہنم کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۴۸: حشر نشر ثواب عذاب وغیرہ کا یہی مطلب ہے جو اُوپر مذکور ہوا یا ان کے کچھ اور معنی بھی مراد لئے جاتے ہیں؟

جواب: قیامت و بعثت و حشر و نشر و حساب و ثواب و عذاب و جنت و دوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں۔ جو شخص اِن چیزوں کو تو حق کہے۔ مگر ان کے نئے معنی گھڑے مثلاً کہے کہ جنت صرف ایک اعلیٰ درجہ کی راحت کا نام ہے یا کہے کہ روحانی اذیت کے اعلیٰ درجہ پر محسوس ہونے کا نام دوزخ ہے' یا ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب کے معنی اپنے برے اعمال کو دیکھ کر غمگین ہونا بتائے یا کہے کہ حشر فقط روحوں کا ہوگا۔ وہ حقیقتاً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص قطعاً دائرۂ اِسلام سے خارج ہے' یوہیں فرشتوں کے وجود کا اِنکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں یا جنوں کے وجود کا اِنکار یا بدی کی قوت کا نام جن یا شیطان رکھنا کفر ہے۔ غرض حشر نشر' ثواب عذاب' جنت دوزخ وغیرہا کے متعلق جو عقیدے مسلمانوں میں مشہور ہیں اور ان کے جو معنی اہلِ اسلام میں مراد لئے جاتے ہیں یہی معنی قرآن پاک و احادیثِ شریفہ میں صاف روشن الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں اور یہ اُمور اسی طور پر تواتر کے ساتھ منقول ہوتے ہوئے ہم کو پہنچے ہیں تو جو شخص اِن لفظوں کا تو اقرار کرے لیکن یوں کہے کہ ان کے ایسے معنی مراد ہیں جو ان کے ظاہر الفاظ سے سمجھ میں نہیں آتے ایسا شخص یقیناً دائرۂ اسلام سے خارج' ضروریاتِ دین کا منکر اور کافر و مرتد ہے۔

سبق نمبر ۸

آخرت کے کچھ تفصیلی واقعات

سوال نمبر ۴۹: اعمال نامہ کس کا نام ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کے اعمال کی نگہداشت کے لئے کچھ فرشتے مقرر کیے ہیں جن کو کراماً کاتبین کہتے ہیں، وہ نبی آدمی کی نیکی اور بدی لکھتے رہتے ہیں۔ ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہیں، ایک دائیں ایک بائیں۔ نیکیاں داہنی طرف کا فرشتہ لکھتا ہے اور بدیاں بائیں طرف کا۔ اِسی صحیفے یا نوشتے کو اعمال نامہ کہا جاتا ہے۔ اسے یوں سمجھ لو کہ ہمارے اچھے برے تمام اعمال کے مکمل ریکارڈ کا نام اعمال نامہ ہے۔ قیامت کے دن ہر شخص کا نامۂ اعمال اِسے دیا جائے گا۔ نیکوں کے داہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں اور کافر کا سینہ توڑ کر اِسکا بایاں ہاتھ اس سے پسِ پشت نکال کر پیٹھ کے پیچھے دیا جائے گا کہ خود پڑھ کر فیصلہ کرلے کہ جو کام عمر بھر میں نے کیے تھے کوئی رہا تو نہیں یا زیادہ تو نہیں لکھا گیا۔ ہر آدمی اس وقت یقین کرے گا کہ ذرہ ذرہ بلا کم وکاست اِس میں موجود ہے۔ اس میں اپنے گناہوں کی فہرست پڑھ کر مجرم خوف کھائیں گے کہ دیکھئے آج کیسی سزا ملتی ہے اور کافر کا تو خوف کے مارے برا حال ہوگا۔ پھر میزان پر لوگوں کے نیک و بد اعمال تولے جائیں گے۔

سوال نمبر ۵۰: میزان کیا ہے اور اس پر اعمال کیسے تولے جائیں گے؟

جواب: میزان ترازو کو کہتے ہیں اور وزن اعمال کیلئے قیامت میں جو میزان نصب کی جائے گی اس کا کچھ اجمالی مفہوم جو شریعت نے بیان فرمایا ہے یہ ہے کہ وزن ایسی میزان سے کیا جائے گا جس میں کفتین (یعنی پلے) اور لسان (یعنی چوٹی) وغیرہ موجود ہیں اور اس کا ہر پلہ اِتنی وسعت رکھے گا جیسی مشرق ومغرب کے درمیان وسعت ہے۔ اس سے زائد تفصیلات پر مطلع ہونا کہ وہ میزان کس نوعیت کی ہوگی اور اس سے وزن معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ یہ ہماری عقل و اِدراک کی رسائی سے باہر ہے اِسی لئے اِن کے جاننے کی ہمیں تکلیف نہیں دی گئی بلکہ یہ عقیدہ تعلیم فرمایا گیا کہ میزان حق ہے اور قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن دیکھا جائے گا ان کے اعمالِ قلبیہ واعمالِ جوارح وزنی ہونگے وہ کامیاب ہیں اور جن کا وزن ہلکا رہا وہ خسارے میں رہیں گے۔

بعض علمائے کرام فرماتے ہیں ہر شخص کے عمل وزن کے موافق لکھے جاتے ہیں۔ ایک ہی کام ہے اگر اِخلاص ومحبت سے اور حکمِ شرعی کے موافق کیا اور برمحل کیا تو اس کا وزن بڑھ گیا اور دکھاوے کو یا ریس کو کیا یا موافقِ حکم اور برمحل نہ کیا تو وزن گھٹ گیا۔ دیکھنے میں کتنا ہی بڑا عمل ہو مگر اس میں ایمان و اِخلاص کی روح نہ ہو وہ اللہ کے یہاں کچھ وزن نہیں رکھتا۔ آخرت میں وہی صحیفے یا نوشتے تلیں گے جن میں اعمال کا اِندراج کیا جاتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہاں اعمالِ حسنہ کسی نورانی شکل وجسم میں تبدیل کردیے جائیں اور اعمالِ قبیحہ کسی ظلماتی شکل وجسم میں اور پھر اِن اجسام کا وزن کیا جائے گا۔

سوال نمبر ۵۱: حساب کتاب کی نوعیت کیا ہوگی؟

جواب: اعمال کے حساب کی نوعیتیں جداگانہ ہوں گی' کسی سے تو اس طرح حساب لیا جائے گا کہ خفیۃً اس سے پوچھا جائے گا کہ تو نے یہ کیا اور یہ کیا؟ وہ عرض کرے گا ہاں اے میرے رب' یہاں تک کہ تمام گناہوں کا اقرار کرلے گا اور اپنے دل میں سمجھے گا کہ اب کمبختی آئی مگر وہ کریم فرمائے گا کہ ہم نے دنیا میں تیرے عیب چھپائے اور اب ہم بخشتے ہیں۔

اور کسی سے سختی کے ساتھ ایک ایک بات کی باز پرس ہوگی' اور ہلاک ہوگا اور کسی کو نعمتیں یاد دلا کر پوچھا جائے گا کہ کیا تیرا خیال تھا کہ ہم سے ملنا ہے؟ وہ عرض کرے گا کہ نہیں۔ فرمائے گا کہ تو نے ہمیں یاد نہ کیا ہم بھی تجھے عذاب میں چھوڑتے ہیں۔ بعض کافر ایسے بھی ہوں گے کہ جب نعمتیں یاد دلا کر فرمائے گا کہ تو نے کیا کیا؟ تو وہ ایمان' نماز' روزہ' صدقہ وخیرات اور دوسرے نیک کاموں کا ذکر کر جائے گا' ارشاد ہوگا تو ٹھہر جا' تجھ پر گواہ پیش کئے جائیں گے پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اعضاء کو حکم ہوگا بول چلو اس وقت اس کی ران اور ہاتھ پاؤں' گوشت پوست ہڈیاں سب گواہی دیں گی کہ یہ تو ایسا تھا' ایسا تھا' وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

کسی مسلمان پر اس کے اعمال پیش کئے جائیں گے کہ وہ اپنی طاعت ومعصیت کو پہچانے' پھر طاعت پر ثواب دیا جائے گا اور معصیت سے تجاوز فرمایا جائے گا یعنی نہ بات بات پر گرفت ہوگی نہ یہ کہا جائے گا کہ ایسا کیوں کیا؟ نہ عذر کی طلب ہوگی اور نہ اس پر حجت قائم کی جائے گی۔

اس اُمت میں وہ شخص بھی ہوگا جس کے ننانوے دفتر گناہوں کے ہوں گے اور اس سے پوچھا جائے گا کہ تیرے پاس کوئی عذر ہے۔ وہ عرض کرے گا کہ نہیں۔ پھر ایک پرچہ جس میں کلمۂ شہادت لکھا ہوگا نکالا جائے گا اور حکم ہوگا جا تلوا' پھر ایک پلّہ پر یہ سب دفتر رکھے جائیں گے اور ایک میں وہ' وہ پرچہ ان دفتروں سے بھاری ہو جائے گا۔

اور نبی ﷺ بہتوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے' تہجد گزار بھی بلا حساب جنت میں جائیں گے۔ بالجملہ اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں جس پر رحم فرمائے تو تھوڑی چیز بھی بہت کثیر ہے۔

سوال نمبر ۵۲: اہلِ محشر کی کتنی قسمیں ہوں گی؟

جواب: وقوعِ قیامت کے بعد کل آدمیوں کی تین قسمیں کر دی جائیں گی:۔ ۱) دوزخی ۲) عام جنتی اور ۳) خواص مقربین جو جنت کے نہایت اعلیٰ درجات پر فائز ہوں گے۔ دوزخی جنہیں قرآنِ کریم نے ''اصحاب الشمال'' فرمایا ہے جو میثاق کے وقت آدم علیہ السلام کے بائیں پہلو سے نکالے گئے عرش کی بائیں جانب کھڑے کئے جائیں گے' اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ فرشتے بائیں طرف سے اِن کو پکڑیں گے۔ اِن کی نحوست اور بدبختی کا کیا ٹھکانا اور عام جنتی جنہیں قرآنِ مجید میں ''اصحاب الیمین'' فرمایا گیا ہے اور جن کو اخذِ میثاق کے وقت آدم علیہ السلام کے دائیں پہلو سے نکالا گیا تھا وہ عرشِ عظیم کے دائیں طرف ہوں گے۔ اِن کا اعمال نامہ بھی داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور فرشتے بھی ان کو داہنی طرف سے لیں گے۔ اس روز ان کی خوبی ویمن وبرکت کا کیا کہنا' حسن عشرت کے ساتھ باشان وشوکت ایک دوسرے کو دیکھ کر مسرور ودلشاد ہوں گے۔

شب معراج حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں دونوں گروہوں کی نسبت دیکھا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی داہنی طرف دیکھ کر ہنستے ہیں اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں اور خواص مقربین جنہیں قرآنِ کریم میں ''سابقون'' فرمایا وہ حق تعالیٰ کی رحمتوں اور مراتب قرب ووجاہت میں سب سے آگے ہیں۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ اہلِ محشر کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی جن میں چالیس پہلی اُمتوں کی اور اسّی اس اُمت مرحومہ کی۔ حساب کتاب سے فراغت کے بعد سب کو پل صراط سے گزرنے کا حکم ہوگا۔

سوال نمبر ۵۳: صراط کیا ہے؟

جواب: یہ ایک پل ہے کہ پشتِ جہنم پر نصب کیا جائے گا' بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا' ہر نیک وبد' مجرم وبری' مومن وکافر کا اِس پر سے گزر ہوگا کیونکہ جنت میں جانے کا یہی راستہ ہے' مگر نیک سلامت رہیں گے اور اپنے اپنے درجے کے موافق وہاں سے صحیح سلامت گزر جائیں گے۔ جب ان کا گزر دوزخ پر ہوگا تو دوزخ سے صدا اُٹھے گی کہ اے مومن گزر جا کہ تیرے نور نے میری لپٹ سرد کر دی۔ پلصراط کے دونوں جانب بڑے بڑے آنکڑے (اللہ ہی جانے کہ وہ کتنے بڑے ہوں گے) لٹکتے ہوں گے۔ جس شخص کے بارے میں حکم ہوگا اُسے پکڑلیں گے مگر بعض تو زخمی ہو کر نجات پاجائیں گے اور بعض کو جہنم میں گرا دیں گے۔

سب سے پہلے نبی ﷺ اس پر گزر فرمائیں گے۔ پھر اور انبیاء و مرسلین' پھر یہ اُمت اور پھر اور اُمتیں گزریں گی۔

سوال نمبر۵۴: پُلصراط سے مخلوق کا گزر کس طرح ہوگا؟

جواب: حسبِ اختلافِ اعمال پُلصراط پر سے لوگ مختلف طرح سے گزریں گے۔ بعض تو ایسی تیزی کے ساتھ گزریں گے جیسے بجلی کا کوندا' کہ ابھی چمکا اور ابھی غائب ہوگیا۔ اور بعض تیز ہوا کی طرح' کوئی ایسے جیسے پرند اُڑتا ہے اور بعض ایسے جیسے گھوڑا دوڑتا ہے اور بعض ایسے جیسے آدمی دوڑتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض گھسٹتے ہوئے اور بعض چیونٹی کی چال' پار گزریں گے۔

سوال نمبر۵۵: حوضِ کوثر کیا ہے؟

جواب: حشر کے دن اس پریشانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی رحمت حوضِ کوثر ہے جو ہمارے نبی ﷺ کو مرحمت ہوا ہے اس حوض کی مسافت ایک مہینے کی راہ ہے۔ اس کے کناروں پر موتی کے قبے ہیں' اس کی مٹی نہایت خوشبودار مشک کی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید' شہد سے زیادہ میٹھا اور مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ اس پر برتن ستاروں سے بھی گنتی میں زیادہ ہیں' جو اِس کا پانی پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ حضرت اس سے اپنی اُمت کو سیراب فرمائیں گے' اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے آمین۔

سوال نمبر۵۶: ان تمام مرحلوں کے بعد آدمی کہاں جائیں گے؟

جواب: مسلمان جنت میں اور کافر دوزخ میں جائیں گے۔ اہلِ ایمان کے ثواب اور اِنعامات کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ بنائی ہے' جس میں تمام قسم کی جسمانی و روحانی لذتوں کے وہ سامان مہیاہ فرمائے ہیں جو شاہانِ ہفت اقلیم کے خیال میں بھی نہیں آسکتے۔ اِسی کا نام جنت و بہشت ہے اور گناہگاروں کے عذاب و سزا کیلئے بھی ایک جگہ بنائی ہے' جس کا نام جہنم یا دوزخ ہے۔ اِس میں تمام قسم کے اذیت دِہ طرح طرح کے عذاب مہیا کیے گئے ہیں' جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوتے اور حواس گم ہوجاتے ہیں' البتہ کچھ مدت کے بعد اپنے اپنے عمل کے موافق نیز انبیاء و ملائکہ و صالحین کی شفاعت سے اور آخر میں براہِ راست ارحم الراحمین کی مہربانی سے وہ سب گنہگاروں جنہوں نے سچے اِعتقاد کے ساتھ کلمہ پڑھا تھا دوزخ سے نکالے جائیں گے' صرف کافر باقی رہ جائیں گے اور دوزخ کا منہ بند کردیا جائے گا' جنتیوں کے چہرے سفید اور تروتازہ ہوں گے اور دوزخیوں کے سیاہ و بے رونق اور آنکھیں نیلی' جنت و دوزخ کو بنے ہوئے ہزارہا سال ہوئے اور وہ اب بھی موجود ہیں۔

سوال نمبر۵۷: اعراف کسے کہتے ہیں؟

جواب: جنت اور دوزخ کے بیچ میں ایک پردہ کی دیوار ہے۔ یہ دیوار جنت کی نعمتوں کو دوزخ تک اور دوزخ کی کلفتوں کو جنت تک پہنچنے سے مانع ہوگی۔ اِسی درمیانی دیوار کی بلندی پر جو مقام ہے اُس کو اعراف کہتے ہیں۔

اور اکثر سلف وخلف سے یہ بات منقول ہے کہ اہلِ اعراف وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں۔ جب اہلِ جنت کی طرف دیکھیں گے تو اُنہیں سلام کریں گے جو بطورِ مبارکباد ہوگا' اور چونکہ ابھی خود جنت میں داخل نہ ہوسکے اِس کی طمع اور آرزو کریں گے اور انجام کار اصحابِ اعراف جنت میں پہلے جائیں گے۔

سوال نمبر۵۸: قیامت کے روز اس اُمت مرحومہ کی شناخت کس طرح ہوگی؟

جواب: میدانِ حشر سے جس وقت پُلصراط پر جائیں گے اندھیرا ہوگا۔ تب اپنے ایمان اور اعمالِ صالحہ کی روشنی ساتھ دے گی اور ایمان وطاعت کا نور اِسی درجہ کا ہوگا جس درجہ کا ایمان و عمل ہوگا۔ یہی نور جنت کی طرف ان کی رہنمائی کرے گا اور اس اُمت کی روشنی اپنے نبی ﷺ کے طفیل دوسری اُمتوں کی روشنی سے زیادہ صاف اور تیز ہوگی۔ خود نبی ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میری اُمت اِس حالت میں بلائی جائے گی کہ منہ اور ہاتھ پاؤں آثارِ وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہوسکے چمک زیادہ کرے۔

سوال نمبر۵۹: دخولِ جنت و دوزخ کے بعد کیا ہوگا؟

جواب: جب سب جنتی جنت میں داخل ہولیں گے اور جہنم میں صرف وہی لوگ رہ جائیں گے جن کو ہمیشہ کیلئے اِس میں رہنا ہے۔ اُس وقت جنت و دوزخ کے درمیان موت کو مینڈھے کی طرح لا کھڑا کریں گے۔ پھر منادی جنت والوں کو پکارے گا اور ڈرتے ہوئے جھانکیں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے نکلنے کا حکم ہو۔ پھر جہنمیوں کو پکارے گا وہ خوش ہوتے ہوئے جھانکیں گے کہ شاید اِس مصیبت سے رہائی ہو جائے' پھر ان سب سے پوچھے گا کہ اِسے پہچانتے ہو؟ سب کہیں گے ہاں! یہ موت ہے' وہ ذبح کر دی جائے گی اور فرمایا جائے گا کہ اے اہلِ جنت ہمیشگی ہے اب مرنا نہیں' اور اے اہلِ نار! ہمیشگی ہے اب موت نہیں' اُس وقت اہلِ جنت کے فرح و سرور کی اِنتہا نہ ہوگی۔ اِن کیلئے خوشی پر خوشی ہے' اِسی طرح دوزخیوں کے رنج و غم کی نہایت نہ ہوگی' اِن کیلئے غم بالائے غم ہے۔

(نَسالُ اللهِ الْعَفوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الْدِيْنِ وَالْدُنْيَا وَالْاٰخِرَة)

سوال نمبر ۶۰: آخرت میں اللہ عزوجل کا دیدار کیونکر ہوگا؟

جواب: اللہ عزوجل کا دیدار جو آخرت میں ہر سنّی مسلمان کیلئے ممکن بلکہ واقع ہے' بلا کیف ہے یعنی یہ دیکھیں گے اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیسے دیکھیں گے۔ جس چیز کو دیکھتے ہیں اس سے کچھ فاصلہ مسافت کا ہوتا ہے' نزدیک یا دور' وہ دیکھنے والے سے کسی جہت میں ہوتی ہے' اُوپر یا نیچے' دائیں یا بائیں' آگے یا پیچھے اور ان کا دیکھنا ان سب باتوں سے پاک ہوگا' پھر رہا یہ کہ کیونکر ہوگا؟ یہی تو کہا جاتا ہے کہ کیونکہ یہاں دخل نہیں' اِن شاء اللہ تعالیٰ جب دیکھیں گے اس وقت بتا دیں گے اور وقتِ دیدار نگاہ اِس کا اِحاطہ کر لے جسے ادراک بھی کہتے ہیں' یہ محال ہے اور ناممکن الوقوع' اِس لئے کہ احاطہ اسی چیز کا ہو سکتا ہے جس کے حدود و جہات ہوں اور اللہ تعالیٰ کیلئے حد و جہت محال ہے تو اِس کا اِدراک و احاطہ بھی ناممکن ہے' یہی مذہب ہے اہلسنّت کا' معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقے اِدراک و رویت میں فرق نہیں کرتے اس لئے وہ اِس گمراہی میں مبتلا ہو گئے کہ اُنہوں نے دیدارِ الٰہی کو محالِ عقلی قرار دیا حالانکہ جیسا کہ باری تعالیٰ بخلاف تمام موجودات کے بلا کیف و جہت جانا جا سکتا ہے ایسے ہی دیکھا بھی جا سکتا ہے۔

غرض آخرت میں مومنین کیلئے اللہ تعالیٰ کا دیدار اہلسنّت کا عقیدہ اور قرآن و حدیث و اِجماعِ صحابہ و سلفِ امت کے دلائلِ کثیرہ سے ثابت ہے۔ اگر دیدارِ الٰہی ناممکن ہوتا تو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام دیدار کا سوال نہ کرتے اور نہ اِن سے جواب میں یہ فرمایا جاتا کہ: اِنِ اسۡتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰانِیۡ. اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ رب عزوجل جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں تجلی فرمائے گا اور جنتیوں کے لئے نور کے' موتی کے' یاقوت کے' زبرجد کے اور سونے چاندی کے میز بچھائے جائیں گے۔ اور اِن میں کا ادنیٰ مشک و کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا اور اِن میں ادنیٰ کوئی نہیں' اپنے گمان میں کرسی والوں کو کچھ اپنے سے بڑھ کر نہ سمجھیں گے اور خدا کا دیدار ایسا صاف ہوگا کہ جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کیلئے مانع نہیں اور اللہ عزوجل ہر ایک پر تجلی فرمائے گا اور اِن میں بھی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب میں معزز ہے۔ وہ اِس کے وجہِ کریم کے دیدار سے ہر صبح و شام مشرف ہوگا۔ سب سے پہلے دیدارِ الٰہی حضورِ اقدس ﷺ کو ہوگا اور اللہ عزوجل کا دیدار وہ اعلیٰ و اعظم نعمت الٰہی ہے کہ اِس کے برابر کوئی نعمت نہیں' جسے ایک بار دیدار میسر ہوگا ہمیشہ ہمیشہ اِس کے ذوق میں مستغرق رہے گا اور کبھی نہ بھولے گا۔

اَللّٰهُمَّ ارنا وجهك الكريم بجاه حبيبك العظيم عليه وعلىٰ اٰله واصحابه افضل الصلوٰة والتسليم. اٰمين

باب دوم

اسلامی عبادات

سبق نمبر ۹

نفلی نمازوں کا بیان!

سوال نمبر ۶۱: نفلی نمازیں کتنی ہیں اور کون کونسی ہیں؟

جواب: نوافل تو بہت کثیر ہیں۔ اوقاتِ ممنوعہ کے سوا آدمی جتنے چاہے پڑھے مگر ان میں سے بعض جو حضور سیّد المرسلین ﷺ اور ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہیں وہ یہ ہیں:۔

تحیۃ المسجد' تحیۃ الوضو' نمازِ اشراق' نمازِ چاشت' نمازِ سفر' نمازِ واپسی سفر' نمازِ تہجد' صلوٰۃ التسبیح' نمازِ حاجت' صلوٰۃ الاوّابین' نمازِ غوثیہ' نمازِ توبہ' نمازِ حفظ الایمان وغیرہا جو بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔

سوال نمبر ۶۲: تحیۃ المسجد کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب: جو شخص مسجد میں درس و ذکر وغیرہ کیلئے آئے اور وقت مکروہ نہ ہو اُسے دو رکعت پڑھنا سنت ہے اور فرض یا سنت یا کوئی نماز مسجد میں پڑھ لی یا فرض یا اقتداء کی نیت سے مسجد میں گیا تو تحیۃ المسجد ادا ہو گئی۔ اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اور اگر کچھ عرصہ کے بعد فرض وغیرہ پڑھے گا تو تحیۃ المسجد پڑھے۔

سوال نمبر ۶۳: تحیۃ الوضوء کونسی نماز ہے؟

جواب: وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے' اسے تحیۃ الوضوء کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے اور وضوء یا غسل کے بعد فرض وغیرہ پڑھے' تو یہ قائم مقام تحیۃ الوضوء کے ہو جائیں گے' غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔

سوال نمبر ۶۴: نمازِ اشراق کب اور کتنی رکعت پڑھی جاتی ہے؟

جواب: طلوع آفتاب یعنی آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے کے بعد جب اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے (اور اس کی مقدار بیس منٹ ہے) اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اس وقت دو یا چار رکعت پڑھنا ثوابِ عظیم کا موجب ہے۔ حدیث میں ہے جو فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر سورج نکلنے تک ذکر کرے پھر بعد بلندیٔ آفتاب دو رکعت نماز پڑھے تو اُسے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

سوال نمبر ۶۵: نمازِ چاشت کی کتنی رکعتیں ہیں اور اس کا وقت کیا ہے؟

جواب: نمازِ چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں' اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال یعنی نصف النہار شرعی تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو چاشت کی دو رکعتوں پر محافظت کرے اس کے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی)

سوال نمبر ۶۶: نمازِ سفر اور نمازِ واپسی سفر کی کتنی رکعتیں ہیں؟

جواب: سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر پر پڑھ کر جائے اور سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں پڑھے۔

سوال نمبر ۶۷: نمازِ تہجد کا وقت کیا ہے؟ اور اس کی رکعتیں کتنی ہیں؟

جواب: فرضِ عشاء پڑھنے کے بعد سو رہے پھر شب میں طلوع صبح سے پہلے جس وقت آنکھ کھلے وہی تہجد کا وقت ہے۔ وضو کر کے کم از کم دو رکعت پڑھ لے' تہجد ہو گیا اور سنت آٹھ رکعت ہیں اور معمولِ مشائخ بارہ رکعت' قرأت کا اختیار ہے جو چاہے پڑھے اور قرآن یاد نہ ہو تو ہر رکعت میں تین تین بار سورۂ اخلاص بہتر ہے کہ جتنی رکعتیں پڑھے گا اسے ختم قرآنِ مجید کا ثواب ملے گا۔ احادیث شریفہ میں نمازِ تہجد کی بڑی فضیلتیں وارد ہیں۔ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ نورانی اور زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ تہجد پڑھنے والے بلاحساب جنت میں جائیں گے۔

سوال نمبر ۶۸: صلوٰۃ اللیل کسے کہتے ہیں؟

جواب: رات میں بعد نمازِ عشاء جو نفل پڑھے جائیں اِن کو صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں اور رات کے نوافل دن کے نوافل سے افضل ہیں۔ اِسی صلوٰۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے۔ وتر کے بعد جو دو رکعت نفل پڑھے جاتے ہیں' اِن کیلئے حدیث میں ہے کہ اگر رات میں نہ اُٹھا تو یہ تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گے۔

سوال نمبر ۶۹: شب بیداری کون کونسی راتوں میں مستحب ہے؟

جواب: عیدین اور پندرھویں شعبان کی راتوں اور رمضان کی اخیر دس راتوں اور ذوی الحجہ کی پہلی دس راتوں میں شب بیداری مستحب ہے۔ عیدین کی راتوں میں شب بیداری یہ ہے کہ عشاء اور فجر دونوں جماعتِ اولیٰ سے ادا ہوں یعنی اگر اِن راتوں میں جاگے گا تو نمازِ عید و قربانی وغیرہ میں دقت ہوگی لہٰذا اِسی پر اِکتفا کرے اور اگر اِن کاموں میں فرق نہ آئے تو جاگنا بہت بہتر ہے۔

اِن راتوں میں تنہا نفل پڑھنا اور تلاوتِ قرآنِ مجید اور حدیث پڑھنا اور سننا اور درود شریف وغیرہ پڑھنا' فرض ذکر و عبادت میں مصروف رہنا شب بیداری ہے نہ کہ خالی جاگنا۔

سوال نمبر ۷۰: صلوٰۃ التسبیح کب اور کس طرح پڑھتے ہیں؟

جواب: صلوٰۃ التسبیح ہر وقتِ غیر مکروہ میں پڑھ سکتے ہیں اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے پڑھے۔ اِس نماز میں بے انتہا ثواب ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں کہ اِس کی بزرگی سُن کر ترک نہ کرے گا مگر دین میں سستی کرنے والا۔ حدیث میں ہے کہ اگر تم سے ہو سکے تو اِسے ہر روز ایک بار پڑھو ورنہ ہفتہ میں ایک بار' اور یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار' اور یہ بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکتے تو عمر میں ایک بار پڑھ لو۔ اِس نماز کے پڑھنے کی ترکیب ہم حنفیوں کے طور پر وہ ہے جو ترمذی شریف میں مذکور ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ (اِلی الآخرِہٖ) پڑھ کر پندرہ بار سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر۔ پڑھے پھر اعوذ اور بسم اللہ اور الحمد شریف اور سورت پڑھ کر دس مرتبہ یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے رکوع سے سر اُٹھائے' اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد کہہ کر یہی تسبیح دس بار کہے پھر سجدہ کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے' پھر سجدہ سے سر اُٹھا کر دس بار کہے' پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس مرتبہ پڑھے۔ یو ہیں چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں ۷۵ بار تسبیح اور چاروں میں تین سو ہوئیں اور رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔ بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر دوسری میں وَالْعَصْر تیسری میں قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْن اور چوتھی میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد پڑھے۔

سوال نمبر ۷۱: نمازِ حاجت پڑھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: جب کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو دو یا چار رکعت نفل بعد عشاء پڑھے۔ حدیث میں ہے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ' قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک بار پڑھے تو یہ ایسی ہیں جیسے شبِ قدر میں چار رکعتیں پڑھیں۔ پھر اپنی حاجت کا سوال کرے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ اِس کی حاجت روا ہوگی۔ مشائخ کرام فرماتے ہیں ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔

سوال نمبر ۷۲: صلوٰۃ الاوّابین کونسی نماز ہے؟

جواب: نمازِ مغرب کے فرض پڑھ کر چھ رکعتیں مستحب ہیں' اِن کو صلوٰۃ الاوّابین کہتے ہیں خواہ ایک سلام سے پڑھے یا دو سے یا تین سے اور تین سلام سے پڑھنا یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے اور اگر ایک ہی نیت سے چھ رکعتیں پڑھیں تو ان میں پہلی دو سنت مؤکدہ ہوں گی' باقی چار نفل حدیث میں ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور ان کے درمیان کوئی بُری بات نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کے برابر لکھی جائیں گی۔ (ترمذی)

سوال نمبر ۷۳: نمازِ غوثیہ کی ترکیب کیا ہے؟

جواب: قضائے حاجت کیلئے ایک مجرب نماز صلوٰۃ الاسرار ہے جو حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اِسی لئے اِسے صلوٰۃ الغوثیہ کہتے ہیں۔ اِس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نمازِ مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نمازِ نفل پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ الحمد کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قل ھو اللہ پڑھے۔ سلام کے بعد اللہ عزوجل کی حمد وثنا کرے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گیارہ بار درود وسلام عرض کرے اور گیارہ بار یہ کہے: (یَارَسُوْلَ اللّٰہِ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَات (اے اللہ کے رسول، اے اللہ کے نبی، میری فریاد کو پہنچئے اور میری مدد کیجئے، میری حاجت پوری ہونے میں، اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے) پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلئے ہر قدم پر یہ کہے:

یَاغَوْثَ الثَّقَلَیْنِ وَیَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَآءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دُعا کرے۔ (بہجۃ الاسرار وغیرہ)

سوال نمبر ۷۴: نمازِ توبہ کیا ہے؟

جواب: اگر کسی سے کوئی گناہ صادر ہو جائے تو اُسے چاہیئے کہ جس قدر جلد ہو سکے وضو کر کے نماز پڑھے اور اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرے اور اس گناہ سے توبہ کرے اور پشیمان ہو اور یہ عزم کرے کہ آئندہ اِس کا مرتکب نہ ہوں گا۔

سوال نمبر ۷۵: نماز حفظ الایمان کس وقت اور کس طرح پڑھی جاتی ہے؟

جواب: بعد مغرب دو رکعت اِس طرح پڑھے کہ اوّل رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اِخلاص سات مرتبہ اور سورۂ فلق ایک بار پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص سات مرتبہ اور سورۂ والناس ایک بار پڑھ کر نماز پوری کرلے اور پھر سجدہ میں جا کر تین مرتبہ یہ دعا پڑھے:

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ.

دعائے خیر

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکلکشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دارو گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و سخا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پہ چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ

یا الٰہی جو دعائے نیک ہم تجھ سے کریں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربنا کا ساتھ ہو

(اعلٰحضرت بریلوی)

سبق نمبر ۱۰

قضا نماز کا بیان

سوال نمبر ۷۶: ادا اور قضاء کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس چیز کا بندوں پر حکم ہے اسے وقت میں بجالانے کو ادا کہتے ہیں اور وقتِ مقرر گزر جانے کے بعد عمل میں لانا قضاء ہے اور اگر اس حکم کے بجالانے میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو وہ خرابی دور کرنے کیلئے دوبارہ کرنا اعادہ ہے۔

سوال نمبر ۷۷: نماز قضاء کر دینا کیسا ہے؟

جواب: بلا عذرِ شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے اس پر فرض ہے کہ اس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے اور توبہ جب ہی صحیح ہے کہ قضا پڑھے۔ اس کو تو ادا نہ کرے اور توبہ کیے جائے تو یہ توبہ نہیں کہ وہ نماز جو اس کے ذمہ تھیں وہ اب بھی ذمہ پر باقی ہیں اور جب گناہ سے باز نہ آیا تو توبہ کہاں ہوئی؟ حدیث میں فرمایا گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس کے مثل ہے جو اپنے رب سے ٹھٹھا کرتا ہے۔

سوال نمبر ۷۸: وہ کونسی نمازیں ہیں جن کی قضا واجب ہے؟

جواب: وہ نمازیں جو وقت کے اندر واجب ہو کر فوت ہوگئی ہوں خواہ جان کر فوت ہوں یا بھول کر یا نیند سے توڑی ہوں یا بہت' سب کی قضا لازم ہے۔ ہاں سوتے میں یا بھولے سے نماز قضا ہوگئی ہو تو قضا کا گناہ اس پر نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اسی وقت پڑھ لے۔ اب تاخیر مکروہ ہے۔

سوال نمبر ۷۹: قضا نماز کس وقت ادا کرے؟

جواب: قضا کیلئے کوئی وقت معین نہیں۔ عمر میں جب پڑھے گا' بری الذمہ ہو جائے گا مگر طلوع وغروب وزوال کے وقت قضا نماز بھی جائز نہیں اور بلا عذر شرعی تاخیر بھی گناہ ہے۔ طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد اور غروبِ آفتاب سے بیس منٹ قبل ادا کر سکتا ہے۔

سوال نمبر ۸۰: نماز قضاء کر دینے کیلئے عذرِ شرعی کیا ہے؟

جواب: دشمن کا خوف نماز ادا کر دینے کیلئے عذر ہے۔ مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔

سوال نمبر ۸۱: وہ کونسی نمازیں ہیں جن کی قضا واجب ہے؟

جواب: مجنون کی حالت جنون میں جو نمازیں فوت ہوئیں' اچھے ہونے کے بعد ان کی قضا واجب نہیں جبکہ جنون نماز کے چھ وقت کامل تک برابر رہا ہو یونہی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو گیا پھر اسلام لایا تو زمانۂ ارتداد کی نمازوں کی قضا نہیں ہاں مرتد ہونے سے پہلے زمانۂ اسلام میں جو نمازیں جاتی رہیں اُن کی قضا واجب ہے۔ یونہی ایسا مریض کہ اشارے سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا' اگر یہ حالت پورے چھ برس تک رہی تو اس حالت میں نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔

سوال نمبر ۸۲: بحالتِ سفر جو نمازیں فوت ہوئیں اُن کی قضاء کیونکر ہوگی؟

جواب: سفر میں جو نمازیں قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی۔ اگر اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالتِ اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے۔ اگرچہ سفر میں پڑھے۔ غرض جو نماز جیسی فوت ہوئی اُس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی۔ البتہ فرض نمازوں کی قضا میں تعین یوم اور تعین نماز ضروری ہے مثلاً فلاں دن کی نماز فلاں۔

سوال نمبر ۸۳: قضا نمازوں میں ترتیب ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: پانچوں فرض میں باہم اور فرض عشاء و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر' پھر ظہر' پھر عصر' پھر مغرب' پھر عشاء اور پھر وتر پڑھے۔ خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا' بعض قضاء مثلاً ظہر کی نماز فوت ہوگئی تو فرض ہے کہ اُسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر قضا ہو گیا تو اُسے پڑھ کر فجر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا فجر کی پڑھ لی تو نا جائز ہے۔

سوال نمبر ۸۴: ترتیب کبھی ساقط ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں تین عذر سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ پہلا عذر تنگی وقت ہے کہ اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضا سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے اور اگر وقت میں اتنی گنجائش ہے کہ مختصر طور پر پڑھے تو دونوں پڑھ سکتا ہے اور عمدہ طریقہ سے پڑھے تو دونوں کی گنجائش نہیں تو اس صورت میں بھی ترتیب فرض ہے اور بقدرِ جواز جہاں تک اِختصار کر سکتا ہے کرلے۔

دوسرا عذر نسیان یعنی بھول ہے کہ قضا نماز یاد نہ رہی اور وقتیہ پڑھ لی' پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وقتیہ ہوگئی اور پڑھنے میں یاد آ گئی تو گئی۔

تیسرا عذر چھ یا زیادہ نمازوں کا فوت ہو جانا ہے کہ چھ نمازیں جس کی قضا ہوگئیں یعنی چھٹی نماز کا وقت ختم ہوگیا تو اس پر ترتیب فرض نہیں' البتہ اگر سب قضا نمازیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحبِ ترتیب ہوگیا۔

سوال نمبر ۸۵: اگر کسی کی بہت سی نمازیں قضاء ہو جائیں تو ان کی ادائیگی میں تاخیر جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس کے ذمہ قضاء نمازیں ہوں اگرچہ اِن کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد و نوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے' اس میں قضا پڑھتا رہے۔ یہاں تک کہ پوری ہو جائیں۔

سوال نمبر ۸۶: جس کے ذمہ قضا نمازیں ہیں وہ نفل پڑھے یا نہیں؟

جواب: جب تک فرض ذمہ پر باقی رہتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انہیں چھوڑ کر اِن کے بدلے قضائیں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے۔ البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ نہ چھوڑے۔

سوال نمبر ۸۷: قضا نمازیں بہت سی ہوں تو ان کی ادائیگی کا آسان طریقہ کیا ہے؟

جواب: ایک دن رات میں مع وترِ عشاء بیس رکعتیں ہوتی ہیں۔ اِن کا ایسا حساب لگائے کہ تخمینہ میں باقی نہ رہ جائیں' زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدرِ طاقت رفتہ رفتہ جلد ادا کرلے' کاہلی نہ کرے' جس پر بہت سی نمازیں قضا ہوں اس کیلئے تخفیف اور جلد ادا ہونے کی صورت یہ ہے کہ خالی رکعتوں میں بجائے الحمد شریف کے تین بار سبحان اللہ کہے اور رکوع و سجود میں صرف ایک ایک بار سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْعَظِیْم اور سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھ لینا کافی ہے اور تشہد کے بعد دونوں درود شریف کے بجائے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ اور وتر میں بجائے دعائے قنوت رَبِّ اغْفِرْلِی کہنا کافی ہے۔ البتہ ہر ایسا شخص جس کے ذمہ قضا نمازیں باقی ہیں چھپ کر پڑھے کہ گناہ کا اعلان جائز نہیں۔

سوال نمبر ۸۸: جس کے ذمہ بہت سی نمازیں ہوں اور اِنتقال کر جائے تو اس کی طرف سے کتنا فدیہ دیا جائے؟

جواب: جس کی نمازیں قضا ہوگئیں اور اُس کا اِنتقال ہو جائے تو اگر وصیت کر گیا اور اگر مال بھی چھوڑا تو تہائی مال سے ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع (یعنی اسی کی تول سے تقریباً سوا دو سیر) گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو یا ایک صاع یعنی تقریباً ساڑھے چار سیر جو' یا اِن میں سے کسی کی قیمت تصدق کریں اور مال نہ چھوڑا اور ورثہ فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر کسی مسکین کو فی سبیل اللہ دے دیں۔ اب مسکین اپنی طرف سے اِسے ہبہ کر دے اور یہ قبضہ کر دے اور یہ قبضہ بھی کرلے پھر یہ مسکین کو دے۔ یونہیں لوٹ پھیر کرتے رہیں۔ یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت نہ کی اور ول اپنی طرف سے بطورِ احسان فدیہ دینا چاہیں تو دیں بلکہ بہتر ہے۔

سوال نمبر ۸۹: نمازوں کے فدیہ کی قیمت میں قرآنِ مجید دینا کیسا ہے؟

جواب: نمازیوں کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں جو قرآنِ مجید دیا جاتا ہے اِس سے کل فدیہ ادا نہیں ہوتا بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہوگا جس قیمت کا مصحف شریف ہے۔ اِس طرح فدیہ دینا اور یہ سمجھنا کہ سب نمازوں کا فدیہ ادا ہوگیا' محض بے اصل بات ہے۔

سبق نمبر ۱۱

سجدۂ سہو کا بیان

سوال نمبر۹۰: سجدۂ سہو کسے کہتے ہیں؟

جواب: واجباتِ نماز میں سے جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی یعنی اِصلاحِ نقصان کیلئے کہ نماز درست ہو جائے شریعت نے دو سجدے مقرر کیے ہیں۔ اِنہیں کو سجدۂ سہو کہا جاتا ہے' یعنی وہ سجدہ جو سہو کی تلافی کر دے۔ لہٰذا اگر قصداً واجب ترک کیا تو سجدۂ سہو سے وہ نقصان رفع نہ ہوگا بلکہ اعادہ واجب ہے۔

سوال نمبر۹۱: سجدۂ سہو کب واجب ہوتا ہے؟

جواب: واجباتِ نماز میں سے جب بھی کوئی واجب سہواً ترک ہو جائے سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ یوہیں کسی واجب کی تاخیر یا رکن کی تقدیم یا تاخیر یا اس کو مکرر کرنا یا واجب میں تغییر کہ یہ سب بھی ترکِ واجب ہیں اور اِن میں سجدۂ سہو واجب ہے اور ایک نماز میں چند واجب ترک ہو جائیں تو وہی دو سجدے سب کیلئے کافی ہیں۔

سوال نمبر۹۲: نماز میں فرض یا سنت ترک ہو جائے تو سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

جواب: فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ سجدۂ سہو سے اِس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا پھر پڑھے اور سنن و مستحبات مثلاً تعوذ' تسمیہ' آمین' تکبیراتِ اِنتقال اور تسبیحاتِ رکوع وسجود کے ترک سے بھی سجدۂ سہو نہیں بلکہ نماز ہوگئی مگر اعادہ مستحب ہے سہواً ترک کیا ہو یا قصداً۔

سوال نمبر۹۳: سجدۂ سہو کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: اِس کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر تکبیر کہے اور ایک سجدہ کرے اور اِس میں تسبیح بھی پڑھے' پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اُٹھائے اور جلسہ کر کے اِسی طرح دوسرا سجدہ کرے پھر تکبیر کہتا ہوا سر اُٹھائے اور بیٹھ کر تشہد اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر دونوں طرف نماز کا سلام پھیر دے' پھر سجدۂ سہو کے بعد بھی التحیات پڑھنا واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دونوں قعدوں میں درود شریف اور دعا پڑھے اور یہ بھی اِختیار رہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات و درود و دعا پڑھے اور دوسرے میں التحیات۔

سوال نمبر۹۴: سجدۂ سہو صرف فرض نمازوں میں واجب ہے یا ہر نماز میں؟

جواب: فرض و نفل دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نوافل میں واجب ترک ہونے سے سجدۂ سہو واجب ہے۔

سوال نمبر۹۵: قرآن میں کن تغیرات سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب: فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک میں یا دونوں میں اور وتر و سنت و نفل کی کسی رکعت میں سورۃ الحمد یا اس کی ایک آیت بھی رہ گئی یا سورت سے پیشتر دوبارہ الحمد پڑھی یا سورت ملانا بھول گیا یا سورۃ کو الحمد پر مقدم کیا یا الحمد کے بعد ایک یا دو چھوٹی آیتیں پڑھ کر رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا اور لوٹا اور تین آتیں پڑھ کر رکوع گیا تو اِن سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

سوال نمبر۹۶: تعدیلِ ارکان سہواً ترک ہو جائیں تو سجدۂ سہو ہے یا نہیں؟

جواب: تعدیلِ ارکان یعنی رکوع وسجود وقومہ وجلسہ میں کم از کم ایک بار سُبحٰن اللہ کہنے کی مقدار ٹھہرنا واجب ہے لہٰذا اگر تعدیلِ ارکان بھول گیا تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

سوال نمبر۹۷: قعدۂ اولیٰ بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: فرض میں قعدۂ اولیٰ بھول گیا تو جب تک سیدھا کھڑا نہ ہوا تو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو نہیں اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو نہ لوٹے اور آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر سیدھا کھڑا ہو کر لوٹا تو سجدۂ سہو کرے اور نماز ہو جائے گی مگر گنہگار رہوگا۔ لہٰذا حکم ہے کہ اگر لوٹے تو فوراً کھڑا ہو جائے۔

سوال نمبر۹۸: قعدۂ اخیرہ سہواً ترک ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: قعدۂ اخیرہ بھول گیا تو جب تک اس رکعت کا سجدہ نہ کرے لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کرلیا تو سجدہ سے سر اُٹھاتے ہی فرض جاتا رہا اور نماز نفل میں تبدیل ہوگئی' لہٰذا اگر چاہے تو علاوہ مغرب کے اور نمازوں میں ایک رکعت اور ملالے تاکہ شفع یعنی نفل کا جوڑا ہوجائے اور طاق رکعت نہ رہے اور مغرب میں اور رکعت نہ ملائے کہ چار پوری ہوگئی اور اگر بقدر تشہد قعدۂ اخیرہ کرچکا ہے اور کھڑا ہوگیا تو جب تک اُس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کر کے سلام پھیردے' نماز ہوجائے گی۔

سوال نمبر۹۹: نفل نماز کا قعدۂ اولیٰ ترک ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: نفل کا ہر قعدہ' قعدۂ اخیرہ ہے یعنی فرض ہے' لہٰذا اگر قعدہ نہ کیا اور بھول کر کھڑا ہوگیا تو جب تک اِس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے اور سجدۂ سہو کرے اور واجب نماز مثلاً وتر' فرض کے حکم میں ہے لہٰذا وتر کا قعدۂ اولیٰ بھول جائے وہی تو حکم ہے جو فرض کے قعدۂ اولیٰ بھول جانے کا ہے۔

سوال نمبر۱۰۰: قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: قعدۂ اولیٰ میں تشہد کے بعد اگر اتنا پڑھ بھی لیا کہ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدۂ سہو واجب ہے۔ اِس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری رکعت کے قیام میں دیر ہوئی تو اگر اتنی دیر تک سکوت کیا جب بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔ جیسے قعدہ و رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ کلامِ الٰہی ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا: درود شریف پڑھنے والے پر تم نے سجدہ کیوں واجب بتایا؟ عرض کی اِس لئے کہ اس نے بھول کر پڑھا۔ حضور نے تحسین فرمائی اور یہ جواب بہت پسندِ خاطر آیا۔

سوال نمبر۱۰۱: اور کن کن باتوں سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

جواب: کسی قعدہ میں تشہد میں سے کچھ رہ گیا یا پہلی دو رکعتوں کے قیام میں الحمد کے بعد تشہد پڑھا یا قعدۂ اُولیٰ میں چند بار تشہد پڑھا یا تشہد پڑھنا بھول گیا یا تشہد کی جگہ الحمد پڑھی یا رکوع کی جگہ سجدہ کیا' یا سجدہ کی جگہ رکوع یا کسی ایسے رکن کو دوبارہ کیا جو نماز میں مقرر نہیں' یا کسی رکن کو مقدم کیا یا مؤخر کیا یا قنوت یا تکبیرِ قنوت (یعنی قرأت کے بعد قنوت کے لئے جو تکبیر کہی جاتی ہے) بھول گیا یا امام نے جہری نماز میں بقدرِ جواز نماز یعنی ایک آیت آہستہ پڑھی یا سرّی نماز میں جہر سے قرأت کی یا منفرد نے سرّی نماز میں جہر سے پڑھا یا قرأت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا کہ بقدر ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے وقفہ ہوا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے۔

سوال نمبر۱۰۲: امام سے سہو ہو تو مقتدی پر سجدہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: امام سے سہو ہوا اور سجدۂ سہو کیا تو مقتدی پر بھی سجدہ واجب ہے اگرچہ مقتدی سہو واقع ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور مقتدی بحالتِ اقتداء سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور اعادہ بھی اس کے ذمہ نہیں۔

سوال نمبر۱۰۳: نمازِ عیدین میں سہو واقع ہو تو سجدہ ہے یا نہیں؟

جواب: نمازِ عیدین یا نمازِ جمعہ میں سہو واقع ہوا اور جماعت کاکثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدۂ سہو نہ کرے۔

سوال نمبر۱۰۴: مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے یا نہیں؟

جواب: مسبوق امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے اگرچہ اِس کے شریک ہونے سے پہلے امام سے سہو واقع ہوا اور اگر امام کے ساتھ سجدۂ سہو نہ کیا اور باقی نماز پڑھنے کھڑا ہوگیا تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر اس مسبوق سے اپنی نماز میں بھی سہو ہوا تو آخر کے یہی سجدے اِس سہو امام کیلئے بھی کافی ہیں۔

اور اگر مسبوق نے امام کے سہو میں امام کے ساتھ سجدۂ سہو کیا' پھر جب اپنی پڑھنے کھڑا ہو اس میں بھی سہو ہوا تو اس میں بھی سجدۂ سہو کرے یونہی مقیم نے مسافر کی اِقتداء کی اور امام سے سہو ہوا تو امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرے پھر اپنی دو پڑھے اور پھر ان میں بھی سہو ہو تو آخر میں پھر سجدہ کرے۔

سوال نمبر۱۰۵: واجباتِ نماز کے علاوہ کوئی اور واجب نماز میں ترک ہوجائے تو سجدۂ سہو واجب ہے یا نہیں؟

جواب: کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجباتِ نماز سے نہیں بلکہ اِس کا وجوب امرِ خارج سے ہو تو سجدۂ سہو واجب نہیں مثلاً خلافِ ترتیب قرآنِ مجید پڑھنا ترکِ واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجباتِ تلاوت سے ہے۔ واجباتِ نماز سے نہیں لہٰذا سجدۂ سہو واجب نہیں۔

سوال نمبر ۱۰۶: شک میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: شک کی سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہے اور غلبۂ ظن میں نہیں مگر جبکہ سوچنے میں ایک رکن کا وقفہ ہو گیا تو سجدۂ سہو واجب ہو گیا۔

سوال نمبر ۱۰۷: جس پر سجدۂ سہو واجب ہوا اور کرنا بھول گیا تو کیا کرے؟

جواب: جس پر سجدۂ سہو واجب ہے اگر اِسے سہو ہونا یاد نہ تھا اور بہ نیتِ قطع سلام پھیر دیا تو ابھی نماز سے باہر نہ ہوا بشرطیکہ سجدۂ سہو کرلے لہٰذا جب تک کلام وغیرہ کوئی فعل منافی نماز نہ کیا ہو اُسے حکم ہے کہ سجدہ کرلے اور اگر سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ سہو نہ کیا تو سلام پھیرنے کے وقت سے نماز سے باہر ہو گیا اور اگر یاد تھا کہ سہو ہوا ہے اور بہ نیتِ قطع سلام پھیر دیا تو سلام پھیرتے ہی نماز سے باہر ہو گیا' اب سجدۂ سہو نہیں کر سکتا' اعادہ کرے۔

سبق نمبر ۱۲

سجدۂ تلاوت کا بیان

سوال نمبر ۱۰۸: سجدۂ تلاوت کسے کہتے ہیں؟

جواب: قرآنِ کریم میں چند مقامات ایسے ہیں جن کی تلاوت کرنے یا کسی تلاوت کرنے والے سے سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اِسے سجدۂ تلاوت کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۱۰۹: وہ کتنے مقامات ہیں جن کی تلاوت یا سماعت سے سجدہ واجب ہوتا ہے؟

جواب: ہمارے نزدیک تمام قرآن شریف میں سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں۔ چار نصفِ اوّل میں اور دس نصفِ آخر میں اور سورۂ حج کی آخر آیت جس میں سجدے کا ذکر ہے' اس کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب نہیں' کہ اس میں سجدہ سے مراد نماز کا سجدہ ہے۔

سوال نمبر ۱۱۰: سجدۂ تلاوت کب اور کس پر واجب ہوتا ہے؟

جواب: ہر عاقل بالغ مسلمان پر کہ وہ نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اُسے حکم ہو آیتِ سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ اِتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے اور سننے والے پر بلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱۱۱: سجدۂ تلاوت کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: سجدۂ تلاوت کیلئے تحریمہ کے سوا وہ تمام شرائط ہیں جو نماز کیلئے ہیں۔ مثلاً طہارت' اِستقبالِ قبلہ' نیت' سترِ عورت اور نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں فوراً واجب ہے۔ بیرونِ نماز نہیں ہو سکتا اور قصداً نہ کیا تو گنہگار ہوا' توبہ لازم ہے' ہاں اگر آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا یعنی آیت سجدہ پڑھنے کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع کر کے سجدہ کر لیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہو جائے گا۔

سوال نمبر ۱۱۲: سجدۂ تلاوت کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: سجدۂ تلاوت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کم سے کم تین بار سبحٰن ربی الاعلٰی کہے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ اگر سجدہ سے پہلے یا بعد میں کھڑا نہ ہوا یا اللہ اکبر نہ کہا' سُبحٰن نہ پڑھا تو سجدہ ہو جائے گا مگر تکبیر چھوڑنا نہ چاہیے کہ سلف کے خلاف ہے اور سجدۂ تلاوت کیلئے اللہ اکبر کہتے وقت نہ ہاتھ اُٹھانا ہے نہ اس میں تشہد ہے نہ سلام۔

سوال نمبر ۱۱۳: سجدۂ تلاوت میں تاخیر جائز ہے یا نہیں؟

جواب: آیت سجدہ بیرونِ نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں' ہاں بہتر ہے کہ فوراً کر لے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تنزیہی ہے لیکن اس وقت اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو تلاوت کرنے والے اور سامع کو یہ کہہ لینا مستحب ہے۔

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَ اِلَیْکَ الْمَصِیْر.

سوال نمبر ۱۱۴: سجدۂ تلاوت کن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے؟

جواب: جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں' ان سے سجدہ بھی فاسد ہو جائے گا مثلاً قہقہہ' کلام وغیرہ۔

سوال نمبر ۱۱۵: آیتِ سجدہ بار بار تلاوت کی جائے تو کتنے سجدے واجب ہوں گے؟

جواب: ایک مجلس میں سجدے کی ایک آیت کو بار بار سنا یا پڑھا ایک ہی سجدہ واجب ہوگا اگرچہ چند شخصوں سے سنا ہو' اور اگر پڑھنے والے یا سننے والے کی مجلس بدل جائے تو جس کی مجلس بدل جائے اس پر اُتنے ہی سجدے واجب ہونگے۔ جتنی بات آیت سجدہ پڑھی جائے اور ایک مجلس میں سجدے کی چند آیتیں پڑھیں یا سُنیں اُتنے ہی سجدے کرے' ایک کافی نہیں۔

سوال نمبر ۱۱۶: تلاوت میں آیت سجدہ کو چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: پوری سورۃ پڑھنا اور آیتِ سجدہ چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اور صرف آیت سجدہ پڑھنے میں کراہت نہیں' علماء فرماتے ہیں اِس مقصد کیلئے ایک مجلس میں سجدہ کی سب آیتیں پڑھ کر سجدہ کرے۔ اللہ عزوجل اِس کا مقصد پورا فرمائے گا خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کر لے۔

سوال نمبر ۱۱۷: آیت سجدہ ہجوں میں پڑھی جائے تو سجدہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: آیت کے ہجے کرنے یا ہجے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا' یونہی جنگل یا پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہٖ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔

سوال نمبر ۱۱۸: تلاوت کرنے والا آیت سجدہ آہستہ پڑھے تو کیسا ہے؟

جواب: سامعین کا حال معلوم نہ ہو کہ سجدہ کرنے پر آمادہ ہیں یا نہیں تو آہستہ پڑھنا جائز بلکہ بہتر ہے اور اگر اُنہوں نے سجدہ کا تہیہ کیا ہو اور سجدہ اُن پر بار نہ ہو تو آیت بلند آواز سے پڑھنا بہتر ہے۔

سوال نمبر ۱۱۹: سجدۂ تلاوت کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

جواب: اِس طرح کہ میں اللہ کے واسطے سجدۂ تلاوت کرتا ہوں۔

سوال نمبر ۱۲۰: سجدۂ شکر کسے کہتے ہیں اور اِس کا حکم کیا ہے؟

جواب: سجدۂ شکر مثلاً اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا یا گمی ہوئی چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی یا مسافر واپس آیا' غرض کسی نعمت پر سجدہ کرنا مستحب ہے اور اِس کا طریقہ وہی ہے جو سجدۂ تلاوت کا ہے۔

سبق نمبر ۱۳

نمازِ مریض کا بیان

سوال نمبر ۱۲۱: بیمار کیلئے کس حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

جواب: جبکہ بیمار آدمی بوجہ بیماری کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے ضرر لاحق ہوگا یا مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا یا چکر آتا ہے یا بہت شدید درد ناقابلِ برداشت پیدا ہو جائے گا' تو اِن سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

سوال نمبر ۱۲۲: جو بیمار کسی اور چیز کے سہارے کھڑا ہو سکتا ہو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذرِ شرعی نہیں بلکہ قیام اُس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے۔ لہٰذا اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے بلکہ اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔

آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا سا بخار آیا یا خفیف سے تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی۔ ایسے لوگوں کو ان مسائل سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھیں' ان کا اعادہ فرض ہے۔

سوال نمبر ۱۲۳: جو شخص بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ کیا کرے؟

جواب: اگر مریض اپنے آپ بیٹھ نہیں سکتا مگر کوئی دوسرا وہاں ہے کہ بٹھادے گا تو بیٹھ کر پڑھنا ضروری ہے اور اگر بیٹھا نہیں رہ سکتا تو تکیہ یا دیوار یا کسی شخص پر ٹیک لگا کر پڑھے اور بیٹھ کر پڑھنے میں جس طرح آسانی ہو اسی طرح بیٹھے اور یہ بھی نہ ہو سکتے تو لیٹ کر نماز پڑھے۔

سوال نمبر ۱۲۴: مریض لیٹے لیٹے نماز کس طرح ادا کرے؟

جواب: لیٹ کر پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ خواہ دہنی یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ منہ کرے' خواہ چت لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کرے۔ مگر پاؤں پھیلائے نہیں کہ قبلہ کو پاؤں پھیلانا مکروہ ہے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے' اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اُونچا کر لے کہ منہ قبلہ کو ہو جائے اور یہ صورت یعنی چت لیٹ کر پڑھنا افضل ہے اور رکوع و سجود کیلئے سر سے اِشارہ کرے اور سجدے کا اِشارہ رکوع سے پست کرے' سجدہ کیلئے تکیہ وغیرہ کوئی چیز پیشانی کے قریب اُٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ اس صورت میں اگر سجدے کیلئے بہ نسبت رکوع کے زیادہ سر نہ جھکایا تو سجدہ ہوا ہی نہیں۔

سوال نمبر ۱۲۵: اگر بیمار سر سے بھی اِشارہ نہ کر سکے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سر سے بھی اِشارہ نہ کر سکتے تو نماز ساقط ہے اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ یا بھوں یا دل کے اشارے سے پڑھے' پھر اگر اسی حالت میں چھ وقت گزر گئے تو اُن کی قضاء بھی ساقط' فدیہ کی بھی حاجت نہیں' ورنہ بعد صحت اِن نمازوں کی قضا لازم ہے اگرچہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اِشارے سے پڑھ سکے۔

سوال نمبر ۱۲۶: اِشارے سے جو نمازیں پڑھی ہیں اُن کا اعادہ ہے یا نہیں؟

جواب: اِشارے سے جو نمازیں پڑھی ہیں' صحت کے بعد اِن کا اعادہ نہیں' یونہی اگر زبان گونگی ہوگئی اور گونگے کی طرح نماز پڑھی پھر زبان کھل گئے تو اِن نمازوں کا اِعادہ نہیں۔

سوال نمبر ۱۲۷: بیماری میں جو نمازیں فوت ہوئیں اُن کی قضا کس طرح کرے؟

جواب: بیماری میں جو نمازیں قضا ہو گئیں اب اچھا ہو کر اُنہیں پڑھنا چاہتا ہے تو ویسے پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اور صحت کی حالت میں قضا ہوئیں بیماری میں اُنہیں پڑھنا چاہتا ہے تو جس طرح پڑھ سکتا ہے پڑھے' ہو جائے گی' صحت کی سی پڑھنا اس وقت واجب نہیں۔

سبق نمبر ۱۴

نمازِ مسافر کا بیان

سوال نمبر ۱۲۸: شریعت میں مسافر کسے کہتے ہیں؟

جواب: شرعاً مسافر وہ شخص ہے جو تین دن کی راہ تک متصلاً جانے کے اِرادے سے بستی سے باہر ہوا' اور تین دن کی مُراد یہ نہیں کہ صبح سے شام تک چلے بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے اس لئے کہ کھانے پینے' نماز اور دیگر ضروریات کیلئے ٹھہرنا ضروری ہے اور چلنے سے مراد معتدل چال کہ نہ تیز نہ ہو سُست۔

سوال نمبر ۱۲۹: مسافت سفر میں کوس کا اعتبار ہے یا نہیں؟

جواب: کوس کا اِعتبار نہیں کہ کوس کہیں بڑے ہوتے ہیں کہیں چھوٹے بلکہ اِعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ۳/۸-۵۷ میل ہے یعنی تقریباً ۱/۲-۵۷ میل اور اسی راستہ کا اِعتبار ہوگا۔ جس سے سفر کر رہا ہے۔

سوال نمبر ۱۳۰: بستی سے باہر ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: بستی سے باہر ہونے سے مراد یہ ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے۔ شہر میں ہے تو شہر کی آبادی سے اور گاؤں میں ہے تو گاؤں کی آبادی سے اور شہر والے کیلئے یہ بھی ضرور ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے اور اِسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اِسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے مسافر ہو جائے گا جبکہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو۔

سوال نمبر ۱۳۱: وہ کیا احکام ہیں جو مسافر کیلئے بدل جاتے ہیں؟

جواب: نماز کا قصر ہو جانا' روزہ نہ رکھنے کا مباح ہو جانا' موزوں کے مسح کی مدت کا تین دن تک بڑھ جانا' جمعہ' عیدین اور قربانی کا اس کے ذمہ لازم نہ رہنا وغیرہ۔

سوال نمبر ۱۳۲: نماز میں قصر کا کیا مطلب ہے؟

جواب: قصر یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھنا' مسافر کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری نماز ہے اگر قصداً چار رکعت پڑھے گا گنہگار اور مستحق عذاب ہے کہ واجب ترک کیا لہٰذا توبہ کرے۔

سوال نمبر ۱۳۳: سنتوں میں قصر ہے یا نہیں؟

جواب: سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی۔ البتہ خوف اور رواداری کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں پڑھی جائیں۔

سوال نمبر ۱۳۴: مسافر کب تک مسافر رہتا ہے؟

جواب: مسافر اُس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے اور یہ اُس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین منزل پہنچنے سے پیشتر اپنے وطن کی واپسی کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔

سوال نمبر ۱۳۵: وطن کتنے قسم کے ہوتے ہیں؟

جواب: وطن دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وطن اصلی' دوسرا وطن اقامت' وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں' یا وہاں سکونت اختیار کر لی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا اور وطن اقامت وہ جگہ ہے جہاں مسافر کے پندرہ دن یا اُس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا ہو۔

سوال نمبر ۱۳۶: کسی شخص کا ارادہ اگر کسی جگہ پندرہ روز سے کم رہنے کا ہے مگر کام پورا نہ ہوا اور اس نے پھر چار چھ روز اقامت کی نیت کر لی تو اب اس پر قصر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: مسافر جب کسی کام کیلئے یا ساتھیوں کے انتظار میں دو چار روز یا تیرہ چودہ دن کی نیت سے ٹھہرا یا یہ ارادہ ہے کہ کام ہو جائے گا تو چلا جائے گا اور آج کل آج کل کرتے برسوں گزر جائیں' جب بھی مسافر ہی ہے' نماز قصر پڑھے جب تک اکٹھے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کرے۔

سوال نمبر ۱۳۷: اگر مسافر نے چار رکعت والی نماز پوری پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سہواً ایسا ہو گیا تو اخیر میں سجدۂ سہو کر لے' دو فرض ہو جائیں گے اور دو نفل' اور اگر قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی نفل ہوئیں مگر گنہگار ہوا اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہو گئی فرض دوبارہ پڑھے۔

سوال نمبر ۱۳۸: مسافر' مقیم کی اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: وقت ختم ہونے کے بعد مسافر مقیم کی اقتداء نہیں کر سکتا' وقت میں کر سکتا ہے اور اس صورت میں مسافر کے فرض بھی چار ہو گئے۔ یہ حکم چار رکعتی نماز کا ہے اور جن نمازوں میں قصر نہیں اُن میں وقت اور بعد وقت دونوں صورتوں میں اقتداء کر سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱۳۹: مقیم مسافر کی اقتداء کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ادا و قضا دونوں میں مقیم مسافر کی اقتداء کر سکتا ہے اور امام کے سلام کے بعد اپنی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قرأت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر فاتحہ چپ کھڑا رہے' البتہ اس صورت میں امام کو چاہئے کہ نماز شروع کرتے وقت اپنا مسافر ہونا ظاہر کر دے اور اگر شروع میں کہہ دیا ہے تب بھی بعد میں کہہ دے کہ اپنی نمازیں پوری کر لو میں مسافر ہوں تاکہ جو لوگ اُس وقت موجود نہ تھے اُنہیں بھی امام کا مسافر ہونا معلوم ہو جائے۔

سوال نمبر ۱۴۰: مسافر چلتی ریل گاڑی میں نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: چلتی ریل گاڑی پر فرض وواجب وسنتِ فجر نہیں ہو سکتے' ہاں نفل اور دوسری نمازیں ہو سکتی ہیں اس لئے کہ فرائض وغیرہ میں جگہ کا ایک رہنا اور نمازی کا قبلہ رُخ ہونا شرط ہے اور چلتی ہوئی ریل میں یہ دونوں باتیں مفقود ہیں۔ لہٰذا جب گاڑی اسٹیشن پر ٹھہرے اُس وقت یہ نمازیں پڑھے' وضو وغیرہ کا اہتمام پہلے سے رکھے اور اگر دیکھے کہ وقت جاتا ہے تو جس طرح بھی ممکن ہو پڑھ لے پھر جب موقع ملے اعادہ کرلے کہ جہاں من جہتہ العباد کوئی رکن یا شرط مفقود ہو اس کا یہی حکم ہے' یہی حکم ہوائی جہاز کا ہے اور ریل گاڑی کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی' اور ریل گاڑی ایسی نہیں' اور کشتی پر بھی اُس وقت نماز جائز ہے' جب وہ بیچ دریا میں ہو' کنارہ پر ہو اور آدمی خشکی پر آسکتا ہو تو اُس پر بھی جائز نہیں ہے۔

سبق نمبر ۱۵

نماز جمعہ کا بیان

سوال نمبر ۱۴۱: جمعہ کی نماز فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟

جواب: جمعہ کی نماز فرضِ عین ہے اور اِس کی فرضیت ظہر سے زیادہ مؤکدہ ہے۔ یعنی ظہر کی نماز سے اس کی تاکید زیادہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو تین جمعے سستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کردے گا اور ایک روایت میں ہے وہ منافق ہے اور اللہ سے بے علاقہ۔

اور چونکہ اِس کی فرضیت کا ثبوت دلیلِ قطعی سے ہے۔ لہٰذا اِس کا منکر کافر ہے۔

سوال نمبر ۱۴۲: جمعہ ادا کرنے کیلئے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: جمعہ پڑھنے کیلئے چھ شرطیں ہیں کہ اِن میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو (نہ پائی جائے) تو جمعہ ہوگا ہی نہیں۔

۱۔ شہر یا شہر کے قائم مقام بڑے گاؤں یا قصبہ میں ہونا یعنی وہ جگہ جہاں متعدد کوچے اور بازار ہوں اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ مظلوم کا اِنصاف ظالم سے لے سکے۔ یوہیں شہر کے آس پاس جو جگہ شہر کی مصلحتوں کیلئے ہو جسے فنائے مصر کہتے ہیں جیسے قبرستان فوج کے رہنے کی جگہ' کچہریاں اِسٹیشن وہاں بھی جمعہ جائز ہے اور چھوٹے گاؤں میں جمعہ جائز نہیں تو جو لوگ شہر کے قریب گاؤں میں رہتے ہیں اُنہیں چاہئے کہ شہر میں آکر جمعہ پڑھیں۔

۲۔ سلطانِ اِسلام یا اِس کا نائب جس نے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا اور جہاں اِسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا فقیہ سنی صحیح العقیدہ ہو' احکام شرعیہ جاری کرنے میں سلطانِ اسلام کے قائم مقام ہوتا ہے۔ لہٰذا وہی جمعہ قائم کرے اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں' وہ جمعہ قائم کرے۔ عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطورِ خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے' نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کرلیں۔ ایسا جمعہ کہیں سے ثابت نہیں۔

۳۔ وقتِ ظہر یعنی وقت ظہر میں نماز پوری ہو جائے تو اگر اثنائے نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آ گیا جمعہ باطل ہو گیا ظہر کی قضا پڑھیں۔

۴۔ خطبۂ جمعہ اور اِس میں شرط یہ ہے کہ وقت میں ہو اور نماز سے پہلے اور ایسی جماعت کے سامنے جو جمعہ کیلئے شرط ہے اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں اگر کوئی امر مانع نہ ہو اور خطبہ ونماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں۔

۵۔ جماعت یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد۔

۶۔ اذنِ عام یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے آئے' کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔

سوال نمبر ۱۴۳: خطبہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: خطبہ ذکرِ الٰہی کا نام ہے۔ اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحٰنَ اللّٰہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا' فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفاء کرنا مکروہ ہے اور چھینک آئی اِس پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا یا تعجب کے طور پر سُبْحٰنَ اللّٰہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو فرض ادا نہ ہوا۔

سوال نمبر۱۴۴: خطبہ کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں: خطیب کا پاک ہونا' منبر پر ہونا' خطبہ سے پہلے منبر پر بیٹھنا' خطبہ کیلئے سامعین کی طرف منہ اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہونا' خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا' اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔ الحمد سے شروع کرنا' اللہ عزوجل کی ثناء کرنا' اللہ عزوجل کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا' کم از کم ایک آیت تلاوت کرنا' حضور پر درود بھیجنا' پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا اور دوسرے میں مسلمانوں کیلئے دعا کرنا اور حمد و ثناو شہادت و درود کا اعادہ کرنا' دونوں خطبے ہلکے ہونا اور دونوں خطبوں کے درمیان...... تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا۔

سوال نمبر۱۴۵: کون کون سی باتیں خطبہ میں مستحب ہیں؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین و عمین مکرمین حضرت حمزہ و حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہو۔

سوال نمبر۱۴۶: خطبہ میں سامعین کیلئے سنت کیا ہے؟

جواب: حاضرین جمعہ امام کی جانب متوجہ رہیں۔ جو شخص امام کے سامنے ہو تو امام کی طرف منہ کرے اور دائیں بائیں ہو تو امام کی طرف مڑ جائے' اور امام سے قریب ہونا افضل ہے مگر یہ جائز نہیں کہ امام سے قریب ہونے کیلئے لوگوں کی گردنیں پھلانگے۔ حدیث میں ہے ''جس نے جمعہ کے دن لوگوں کی گردنیں پھلانگیں' اس نے جہنم کی طرف پل بنایا۔'' البتہ اگر امام ابھی خطبہ کو نہیں گیا ہے اور آگے جگہ باقی ہے تو آگے جا سکتا ہے اور خطبہ شروع ہونے کے بعد مسجد میں آیا تو مسجد کے کنارے ہی بیٹھ جائے خطبہ سننے کی حالت میں دو زانو بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتے ہیں۔

سوال نمبر۱۴۷: خطبہ کے وقت کیا کیا باتیں ناجائز یا منع ہیں؟

جواب: جو چیزیں نماز میں حرام ہیں وہ سب خطبہ کی حالت میں بھی حرام ہیں مثلاً کھانا پینا سلام جوابِ سلام وغیرہ اور جب خطیب خطبہ پڑھے تو حاضرین پر سننا اور چپ رہنا فرض ہے' جو لوگ امام سے دور ہیں کہ خطبہ کی آواز ان تک نہیں پہنچتی انہیں بھی چپ رہنا واجب ہے اور جب خطیب خطبہ کیلئے کھڑا ہو اس وقت سے ختم نماز تک نماز و اذکار و تلاوتِ قرآن اور ہر قسم کا کلام منع ہے۔ البتہ صاحب ترتیب اپنی قضا نماز پڑھ لے۔ یونہی جو شخص سنت یا نفل پڑھ رہا ہے وہ جلد جلد پوری کر لے اور حضورِ اقدس ﷺ کا نام پاک خطیب نے لیا تو حاضرین دل میں درود شریف پڑھیں۔ زبان سے پڑھنے کی اس وقت اجازت نہیں اور اگر کسی کو بری بات کرتے دیکھیں تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر سکتے ہیں' زبان سے ناجائز ہے۔ ہاں خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے۔

سوال نمبر۱۴۸: جمعہ کی دوسری اذان کس وقت کہی جائے؟

جواب: خطیب جب منبر پر بیٹھے تو اس کے سامنے دوبارہ اذان کہی جائے اور سامنے سے مراد یہ نہیں کہ مسجد اندر منبر سے متصل ہو کہ مسجد کے اندر اذان کہنے کو فقہائے کرام منع کرتے اور مکروہ فرماتے ہیں اور اذانِ ثانی بھی بلند آواز سے کہیں کہ اس سے بھی اعلان مقصود ہے کہ جس نے پہلی نہ سنی اسے سن کر حاضر ہو اور خطبہ ختم ہو جائے تو فوراً اقامت کہی جائے۔ خطبہ و اقامت کے درمیان دنیا کی بات کرنا مکروہ ہے۔

سوال نمبر۱۴۹: جمعہ کی پہلی اذان ہونے کے بعد کیا حکم ہے؟

جواب: جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشغلے اور کاروبار جو ذکرِ الٰہی سے غفلت کا سبب ہوں' اس میں داخل ہیں' اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم اور نماز کیلئے اہتمام کرنا واجب ہے۔ یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز ہے اور مسجد میں خرید و فروخت تو سخت گناہ ہے۔

نمازِ جمعہ کیلئے پیشتر سے جانا اور مسواک کرنا اور اچھے اور سفید کپڑے پہننا اور تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل سنت۔

سوال نمبر۱۵۰: جمعہ واجب ہونے کیلئے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: جمعہ واجب ہونے کیلئے گیارہ شرطیں ہیں' اِن میں سے ایک بھی معدوم ہو تو فرض نہیں پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا۔
۱) شہر میں مقیم ہو ۲) صحت' لہٰذا ایسے مریض پر کہ مسجد جمعہ تک نہ جا سکتا ہو یا چلے جانے میں مرض بڑھنے یا دیر میں اچھا ہونے کا قوی اندیشہ ہو جمعہ فرض نہیں ۳) آزاد ہونا ۴) مرد ہونا ۵) بالغ ہونا ۶) عاقل ہونا اور یہ دونوں شرطیں خاص جمعہ کیلئے نہیں بلکہ ہر عبادت کے وجوب میں عقل و بلوغ شرط ہے ۷) انکھیارا ہونا' لہٰذا نابینا پر جمعہ فرض نہیں' ہاں جو اندھا مسجد میں اذان کے وقت باوضو ہو اُس پر جمعہ فرض ہے۔ یونہی جو نابینا بلا تکلف بغیر کسی کی مدد کے بازاروں کے راستوں میں چلتے پھرتے ہیں اُن پر بھی جمعہ فرض ہے ۸) چلنے پر قادر ہونا' لہٰذا اپاہج پر جمعہ فرض نہیں ۹) قید میں ہونا ۱۰) بادشاہ یا چور وغیرہ کسی ظالم کا خوف نہ ہونا ۱۱) مینہ یا آندھی یا اولے یا سردی کا نہ ہونا یعنی اس قدر کہ اِن سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔

سوال نمبر ۱۵۱: جن پر جمعہ فرض نہیں وہ ظہر با جماعت پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جن پر جمعہ فرض نہیں اُنہیں بھی جمعہ کے دن شہر میں جماعت کے ساتھ ظہر پڑھنا مکروہ تحریمی ہے خواہ جمعہ ہونے سے پیشتر جماعت کریں یا بعد میں' یونہی جنہیں جمعہ نہ ملا وہ ظہر کی نماز تن تنہا ادا کریں' البتہ گاؤں میں جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز اذان واقامت کے ساتھ با جماعت پڑھیں۔

سوال نمبر ۱۵۲: اُردو میں خطبہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان خطبہ میں خلط کرنا سنت متواترہ اور مسلمانوں کے قدیمی طریقہ کے خلاف ہے۔ صحابہ کرام کے زمانہ میں عجم کے کتنے ہی شہر فتح ہوئے کئی ہزار مسجدیں بنائی گئیں' کہیں منقول نہیں کہ صحابہ نے اِن کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو خود رسول اللہ ﷺ کے دربار اقدس میں رومی' حبشی' عجمی ابھی تازہ حاضر ہوئے ہیں' عربی کا ایک حرف نہیں سمجھتے مگر کہیں ثابت نہیں کہ حضور نے اِن کی زبان میں خطبہ فرمایا ہو یا کچھ ان کی زبان میں فرمایا ہو ایک حرف بھی ان کی زبان کا خطبہ میں منقول نہیں۔
اب رہا یہ اِعتراض کہ پھر تذکیر و وعظ سے فائدہ کیا؟ تو اِس کا جواب یہ ہے کہ نوکری کے واسطے عمریں انگریزی میں گنواتے ہیں اور عربی زبان جو ایسی متبرک کہ اِسی میں ان کا قرآن' ان کا نبی عربی' ان کی جنت کی زبان عربی' اِس کیلئے اِتنی کوشش بھی نہ کریں کہ خطبہ سمجھ سکیں' اِعتراض تو اُنہیں معترضین پر پڑے گا نہ کہ خطیب پر۔

سبق نمبر ۱۶

نماز عید کا بیان

سوال نمبر ۱۵۳: نمازِ عید کس پر واجب ہے؟

جواب: عیدین دو ہیں ایک عید الفطر جو ماہِ رمضان المبارک کے اِختتام پر شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے دوسری عید الاضحیٰ' جو ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو ہوتی ہے' اِن دونوں کی نماز واجب ہے مگر سب پر نہیں بلکہ اُنہیں پر جن پر جمعہ فرض ہے اور بلاوجہ عیدین کی نماز چھوڑنا گمراہی و بدعت ہے اور گاؤں میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

سوال نمبر ۱۵۴: کیا اِن نمازوں کیلئے بھی جمعہ کی طرف کچھ شرطیں ہیں؟

جواب: ہاں اِس کی ادا کی وہی شرطیں ہیں جو جمعہ کیلئے ہیں۔ صرف اِتنا فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ شرط ہے اور عیدین میں سنت' دوسرا فرق یہ ہے کہ جمعہ کا خطبہ قبل نماز ہے اور عیدین کا بعد نماز اور عیدین میں نہ اذان ہے نہ اِقامت' صرف دو بار اِتنا کہنے کی اِجازت ہے کہ: "اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ"

سوال نمبر ۱۵۵: عید الفطر کے روز کیا کیا کام سنت یا مستحب ہیں؟

جواب: عید کے دن یہ اُمور مستحب ہیں: حجامت بنوانا' ناخن ترشوانا' غسل کرنا' مسواک کرنا' اچھے کپڑے پہننا' خوشبو لگانا' صبح کی نماز مسجد محلّہ میں پڑھنا' عیدگاہ جلد چلے جانا' نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا' عیدگاہ پیدل جانا' دوسرے راستے سے واپس آنا' نماز کو جانے سے پیشتر تین یا پانچ یا کم و بیش مگر طاق کھجوریں ورنہ کوئی میٹھی چیز کھالینا' خوشی ظاہر کرنا' آپس میں مبارک باد دینا' عیدگاہ کو اِطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کئے ہوئے جانا' کثرت سے صدقہ دینا' بعد نماز عید مصافحہ و معانقہ کرنا۔

سوال نمبر ۱۵۶: عیدالاضحیٰ میں کیا کیا اُمور مستحب ہیں؟

جواب: عیدالاضحیٰ تمام احکام میں عیدالفطر کی طرح ہے' صرف اِن باتوں میں فرق ہے۔ اِس میں مستحب یہ ہے کہ نماز سے پہلے کچھ نہ کھائے' اگرچہ قربانی نہ کرے اور کھالیا تو کراہت نہیں اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر کہتا ہوا جائے۔

سوال نمبر ۱۵۷: نمازِ عید ادا کرنے کی ترکیب کیا ہے؟

جواب: نمازِ عید کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت واجب عیدالفطر یا عیدالاضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور پھر ثناء یعنی سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ پڑھے' پھر کانوں تک ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے' پھر ہاتھ اُٹھائے' اور اللہ اکبر کہہ کر چھوڑ دے' پھر ہاتھ اُٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر باندھ لے۔ اِس کو یوں یاد رکھے کہ جہاں تکبیر کے بعد کچھ پڑھنا ہے وہاں ہاتھ باندھ لے اور جہاں کچھ پڑھنا نہیں وہاں چھوڑ دے' پھر امام اعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور سورت پڑھے' پھر رکوع و سجود کرے اور دوسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد و سورت پڑھے پھر تین بار کانوں تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اُٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اور رکعت پوری کر کے سلام پھیر دے۔ پھر نماز کے بعد امام دو خطبے پڑھے' عیدالفطر کے خطبے میں صدقہ فطر کے احکام تعلیم کرے اور عیدالاضحیٰ کے خطبے میں قربانی کے احکام اور تکبیراتِ تشریق بتائے اور مقتدیوں پر جیسے اور خطبوں کا سننا بھی واجب ہے یونہی عیدین کے خطبوں کا سننا بھی واجب ہے۔

سوال نمبر ۱۵۸: تکبیراتِ تشریق سے کیا مراد ہے؟

جواب: نویں ذوی الحجہ کی فجر سے تیرھویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی۔ ایک بلند تکبیر بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل' اِسے تکبیر تشریق کہتے ہیں وہ یہ ہے:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر وَلِلّٰہِ الْحَمْد

نفل و سنت اور وِتر کے بعد تکبیر واجب نہیں اور جمعہ کے بعد واجب ہے اور عید کے بعد بھی کہہ لے اور منفرد پر اگرچہ واجب نہیں مگر وہ بھی کہہ لے۔

سوال نمبر ۱۵۹: نمازِ عید کا وقت کب سے کب تک رہتا ہے؟

جواب: نمازِ عید کا وقت ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے سے ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک ہے' مگر عیدالفطر میں دیر کرنا اور عیدالاضحیٰ میں جلد پڑھ لینا مستحب ہے اور سلام پھیرنے سے پہلے زوال ہو گیا تو نماز جاتی رہی اور کسی عذر کے سبب عید کے دن نماز نہ ہو سکی تو دوسرے دن پڑھی جائے اور دوسرے دن بھی نہ ہوئی تو عیدالفطر کی نماز تیسرے دن نہیں ہو سکتی اور عید الاضحیٰ کی نماز عذر کی وجہ سے بارھویں تک بلا کراہت مؤخر کر سکتے ہیں۔ بارھویں کے بعد پھر نہیں ہو سکتی۔

سوال نمبر ۱۶۰: کسی کی نمازِ عید فوت ہو جائے تو قضا ہے یا نہیں؟

جواب: اِمام نے نماز پڑھ لی اور کوئی شخص باقی رہ گیا خواہ وہ شامل ہی نہ ہوا تھا یا شامل تو ہوا' مگر اِس کی نماز کسی وجہ سے فاسد ہو گئی تو اگر دوسری جگہ مل جائے پڑھ لے ورنہ نہیں پڑھ سکتا۔ بہتر یہ ہے کہ یہ شخص چار رکعت چاشت کی نماز پڑھ لے۔

سوال نمبر ۱۶۱: تکبیر تشریق کس پر واجب ہے؟

جواب: تکبیر تشریق اِس پر واجب ہے جو شہر میں مقیم ہو یا جس نے اِس کی اِقتداء کی ہو اگرچہ مسافر یا گاؤں کا رہنے والا ہو اور مقیم نے مسافر کی اِقتداء کی تو مقیم پر واجب ہے اگرچہ امام پر واجب نہیں اور مسبوق و لاحق بھی تکبیر واجب ہے۔ مگر جب خود سلام پھیریں اُس وقت کہیں۔

سبق نمبر ۱۷

میت کا بیان

سوال نمبر۱۶۲: جاں کنی کی کیا علامت ہے؟

جواب: پاؤں کا سُست ہوجانا کہ کھڑے نہ ہوسکیں' ناک کا ٹیڑھا ہوجانا' دونوں کنپٹیوں کا بیٹھ جانا' منہ کی کھال کا سخت ہوجانا وغیرہ۔

سوال نمبر۱۶۳: جاں کنی کے وقت کیا کرنا چاہئے؟

جواب: جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ میت کا منہ قبلہ کی طرف کردیں اور قبلہ کی طرف کرنا دشوار ہو کہ اِس کو تکلیف ہوتی ہو تو جس حالت پر ہے چھوڑ دیں اور جب تک روح گلے کو نہ آئی اسے تلقین کریں یعنی اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ طیّبہ یا کلمۂ شہادت پڑھیں' مگر اُسے اِس کہنے کا حکم نہ کریں' جب اِس نے کلمہ پڑھ لیا تو اب تلقین موقوف کردیں' ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اُس نے کوئی بات کی تو پھر تلقین کریں تاکہ اُس کا اخیر کلام لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہو' خوشبو اِس کے پاس رکھیں مثلاً لوبان یا اگر کی بتیاں سُلگادیں' مکان میں کوئی تصویر یا کتا وغیرہ ہو تو اس کو فوراً نکال دیں کہ جہاں یہ ہوتی ہیں وہاں ملائکہ رحمت نہیں آتے' اس وقت اِس کے پاس نیک و پرہیزگار لوگ رہیں تو بہت بہتر ہے کہ نزع کے وقت اپنے اور اس کیلئے دعائے خیر کرتے رہیں' کوئی برا کلمہ منہ سے نہ نکالیں' نزع میں سختی دیکھیں تو سورہ یٰسین اور سورہ رعد پڑھیں۔

سوال نمبر۱۶۴: جب میت کا دم نکل جائے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: جب رُوح نکل جائے تو ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لے جا کر گرہ دے دیں کہ منہ کھلا نہ رہے۔ نہایت نرمی اور شفقت سے آنکھیں بند اور اُنگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کردیں آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں:

....

(اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر' اے اللہ تو اس کے کام کو اِس پر آسان کر اور اِس کے بعد کو اِس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تو اِسے نیک بخت کر اور اس کی آخرت اِس کیلئے دنیا سے بہتر کر)

پھر جن کپڑوں میں وہ مرا ہے وہ اُتار لیں اور اِس کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اِس کے پیٹ پر لوہا یا گیلی مٹی یا کوئی اور بھاری چیز رکھ دیں کہ پیٹ پھول نہ جائے مگر زیادہ وزنی نہ ہو کہ باعث تکلیف ہے۔ میت کو چار پائی وغیرہ کسی اُونچی چیز پر رکھیں کہ زمین کی سیل نہ پہنچے' اس کے ذمہ قرض وغیرہ ہو تو جلد از جلد ادا کردیں۔ پڑوسیوں اور اس کے دوست واحباب کو اِطلاع دیں کہ نمازیوں کی کثرت ہوگی اور غسل وکفن دفن میں جلدی کریں کہ حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔

سوال نمبر۱۶۵: میت کے پاس تلاوتِ قرآن مجید وغیرہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں میت کے پاس تلاوتِ قرآن مجید جائز ہے جب کہ اس کا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو اور تسبیح اور دوسرے اذکار میں تو کوئی حرج نہیں۔

سوال نمبر۱۶۶: میت کو غسل دینا کیسا ہے؟

جواب: میت کو غسل دینا یعنی نہلانا فرض کفایہ ہے کہ بعض لوگوں نے غسل دے دیا تو سب سے ساقط ہوگیا اور باوجود علم کسی نے غسل نہ دیا تو سب پر گناہ ہوا۔

سوال نمبر ۱۶۷: میت کو نہلانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: میت کو نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختے پر نہلانے کا اِرادہ ہو اُس کو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہے اُسے اتنی بار اس کے گرد پھرائیں اور اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپا دیں اور مستحب یہ ہے کہ جس جگہ غسل دیں وہاں پردہ کرلیں کہ نہلانے والے اور اس کے مددگار کے سوا دوسرا نہ دیکھے۔ اب نہلانے والا جو باطہارت ہو اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے اِستنجاء کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے۔ مگر میت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔ لہٰذا میت کا منہ اور پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوئیں پھر سر کا مسح کریں پھر پاؤں دھوئیں اور کوئی کپڑا یا رُوئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں' اس کے بعد سر اور داڑھی کے بال گل خیرو یا بیسن یا کسی اور پاک چیز مثلاً اِسلامی کارخانے کے بنے ہوئے صابن سے دھوئیں ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی بہائیں کہ تختہ تک پہنچ جائے پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح کریں۔ خالص نیم گرم پانی بھی کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں اگر کچھ نکلے دھولیں' وضو و غسل کا اِعادہ نہ کریں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں اور اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں' ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین بار سنت۔

سوال نمبر ۱۶۸: میت کو نہلانے والا کیسا شخص ہونا چاہئے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو' وہ نہ ہو یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو متقی اور امانت دار ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے اُسے لوگوں کے سامنے بیان کرے اور بری بات دیکھے تو اُسے کسی سے نہ کہے' ہاں اگر کوئی بدمذہب' بدعقیدہ مرا اور اس کی کوئی بری بات ظاہر ہوئی تو اس کو بیان کردینا چاہئے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور مرد کو مرد نہلائے عورت کو عورت۔ میت چھوٹا لڑکا ہے تو اُسے عورت بھی نہلا سکتی ہے اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی غسل دے سکتا ہے۔

سوال نمبر ۱۶۹: میت کے غسل کیلئے نئے گھڑے بدھنے چاہئیں یا اِستعمالی؟

جواب: میت کے غسل کیلئے نئے گھڑے بدھنے ضروری نہیں' گھر کے اِستعمالی گھڑے لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں اور غسل کے بعد انہیں توڑ ڈالنا ناجائز وحرام ہے' زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ انہیں دھوڈالیں اور اپنے اِستعمال میں لائیں یا مسجد میں رکھ دیں' لیکن اِس خیال سے نہیں کہ اِن کا گھر میں رکھنا نحوست ہے کہ یہ تو نری حماقت ہے بلکہ نیت یہ ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے گا اور مردے کو اس کا ثواب۔

سوال نمبر ۱۷۰: میت کو کفن دینا کیسا ہے؟

جواب: میت کو کفن دینا فرضِ کفایہ ہے کہ ایک کے دینے سے سب پر سے گناہ اُٹھ جائے گا ورنہ سب گنہگار ہونگے۔

سوال نمبر ۱۷۱: مرد کیلئے کفن میں سنت کتنے کپڑے ہیں؟

جواب: مرد کیلئے سنت تین کپڑے ہیں' لفافہ یعنی چادر جو میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں ازار یعنی تہ بند چوٹی سے قدم تک یعنی لفافہ سے اتنا چھوٹا جو بندش کیلئے زیادہ تھا اور قمیص جسے کفنی کہتے ہیں۔ گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہو' چاک اور آستین اس میں نہ ہوں۔

سوال نمبر ۱۷۲: عورت کیلئے سنت کتنے کپڑے ہیں؟

جواب: عورت کیلئے کفن میں پانچ کپڑے سنت ہیں' تین تو یہی اور اوڑھنی' اس کی مقدار تین ہاتھ یعنی ڈیڑھ گز ہے' سینہ بند' سینہ سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو ہاں مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے۔ مرد کی کفنی مونڈھے پر چیریں اور عورت کیلئے سینے کی طرف یعنی مرد کی کفنی کا گریبان مونڈھے کی طرف ہوگا اور عورت کی کفنی کا سینہ کی طرف۔

سوال نمبر ۱۷۳: اگر کسی کو کفن سنت میسر نہ ہو تو کتنا کفن کافی ہے؟

جواب: کفن کفایت مرد کیلئے دو کپڑے ہیں لفافہ اور اِزار اور عورت کیلئے تین لفافہ' اِزار' اوڑھنی یا لفافہ' قمیص' اوڑھنی اور یہ بھی نہ ہوسکے تو کفن ضرورت دونوں کیلئے یہ کہ جو میسر آئے' درکم از کم اتنا تو ہو کہ سارا بدن ڈھک جائے۔

سوال نمبر۱۷۴: کفن کیسا ہونا چاہئے؟

جواب: کفن اچھا ہونا چاہئے یعنی مرد عیدین اور جمعہ کیلئے جیسے کپڑے پہنتا تھا اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اس قیمت کا ہونا چاہئے۔ حدیث میں ہے کہ مردوں کو اچھا کفن دو کہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے تفاخر کرتے یعنی خوش ہوتے ہیں اور بہتر سفید کفن ہے اور کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کیلئے جائز' یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے اس کا کفن بھی دیا جاسکتا ہے ورنہ نہیں۔

سوال نمبر۱۷۵: کفن پہنانے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو دھونی دے کر یوں بچھائیں کہ بڑی چادر' پھر تہ بند' پھر کفنی پھر میت کو اس پر لٹائیں' اور کفنی پہنائیں اور داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضعِ سجود یعنی ماتھے' ناک' ہاتھ' گھٹنے قدم پر کافور لگائیں' پھر ازار یعنی تہ بند لپیٹیں' پہلے بائیں جانب سے پھر داہنی جانب سے پھر لفافہ لپیٹیں' پہلے بائیں پھر دائیں طرف سے تاکہ داہنا اُوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں کہ اُڑنے کا اندیشہ نہ رہے اور عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اُوپر سینہ پر ڈال دیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے سے بچھا کر سر پر لا کر منہ پر مثلِ نقاب ڈال دیں کہ سینے پر ہے پھر دستور ازار اور لفافہ لپیٹیں پھر سب کے اُوپر سینہ بند' سینہ سے ران تک لا کر باندھ دیں۔

سوال نمبر۱۷۶: جنازہ کو قبرستان تک لے جانے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟

جواب: سنت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اُٹھائیں اور ہر ایک یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی' پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور دس دس قدم چلے تو کل چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے' چلنے میں چار پائی کا سرہانہ آگے رکھیں اور جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں مگر نہ اس طرح کہ میت کو جھٹکا لگے اور چھوٹا بچہ شیر خوار یا اس سے بڑا اس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اُٹھا کر چلے تو حرج نہیں اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں ورنہ چھوٹے کھٹولے یا چار پائی پر لے جائیں۔

سوال نمبر۱۷۷: جنازہ کے ساتھ والوں کو کس حالت میں ہونا چاہئے؟

جواب: جنازہ کے ساتھ جانے والوں کیلئے افضل یہ ہے کہ جنازہ سے پیچھے چلیں' دائیں بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں شمار نہ ہو' نیز ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہئے' موت اور قبر کو پیشِ نظر رکھیں' دنیا کی باتیں نہ کریں' نہ ہنسیں اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور بلحاظِ زمانہ حال اب علماء نے ذکر جہر کی بھی اجازت دے دی ہے۔

سوال نمبر۱۷۸: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہے وہ دفن سے پہلے واپس آسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو اُسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہئے اور نماز کے بعد اولیائے میت سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے' اور میت دفن کر دی جائے تو اولیائے میت سے اجازت کی ضرورت نہیں۔

سوال نمبر۱۷۹: نماز جنازہ پڑھنا فرض ہے یا واجب؟

جواب: نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی' گنہگار ہوا' اِس کی فرضی کا جو انکار کرے وہ کافر ہے اور جماعت اس کیلئے شرط نہیں ایک شخص بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔

سوال نمبر۱۸۰: نمازِ جنازہ کے مفسدات' ارکان' واجبات اور سنتیں کیا ہیں؟

جواب: نمازِ جنازہ میں دو رکن ہیں چار بار اللہ اکبر کہنا' قیام کرنا اور تین چیزیں سنت مؤکدہ ہیں اللہ عزوجل کی حمد و ثناء نبی ﷺ پر درود شریف اور میت کیلئے دعا اور بعض علماء اِسے واجب کہتے ہیں اور جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں' نمازِ جنازہ بھی ان سے فاسد ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر۱۸۱: نمازِ جنازہ کے شرائط کیا ہیں؟

جواب: نمازِ جنازہ میں دو طرح کی شرطیں ہیں ایک مصلی سے متعلق دوسری میت سے متعلق مصلی کے لحاظ سے تو وہی شرطیں ہیں جو مطلق نماز کی ہیں اور میت سے تعلق رکھنے والی چند شرطیں ہیں جو یہ ہیں:- ۱) میت کا مسلمان ہونا ۲) میت کے بدن و کفن کا پاک ہونا۔ ۳) جنازہ کا وہاں موجود ہونا' لہٰذا غائب کی نمازِ جنازہ نہیں ہوسکتی اور نجاشی کی نماز جو حضور ﷺ نے پڑھائی وہ حضور کے خواص میں شامل کی گئی ہے' دوسروں کو ناجائز ہے۔ ۴) جنازہ کا زمین پر ہونا یا ہاتھ پر ہو تو قریب ہو۔ ۵) جنازہ مصلی کے آگے قبلہ کو ہونا ۶) میت کا وہ حصہ بدن جس کا چھپانا فرض ہے چھپا ہونا۔ ۷) میت کا امام کے محاذی ہونا۔

سوال نمبر۱۸۲: وہ کون لوگ ہیں جن کی نمازِ جنازہ نہیں؟

جواب: باغی جو بغاوت میں مارا جائے' ڈاکو کہ ڈاکہ میں مارا گیا' وہ لوگ جو ناحق پاسداری سے لڑیں اور وہیں مر جائیں' جس نے کئی شخص کا گلا گھونٹ کر مار ڈالے' شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں اور اسی حالت میں مارے جائیں' جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا' جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اُسی حالت میں مارا گیا' ان کے علاوہ ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہگار اور مرتکب کبائر ہو' یہاں تک کہ جس نے خودکشی کی حالانکہ یہ بہت بڑا گناہ ہے مگر اس کی بھی نماز پڑھی جائے گی' یونہی بے نمازی کی بھی نماز پڑھنا ہم پر فرض ہے۔

سوال نمبر۱۸۳: نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: میت کے سینے کے سامنے میت سے قریب امام کھڑا ہو اور مقتدی تین صفیں کرلیں' اب امام اور مقتدی نیت کرکے (کہ نیت کی میں نے نمازِ جنازہ) کی مع چار تکبیروں کے واسطے اللہ تعالیٰ کے' دعا واسطے اس میت کے' منہ میرا کعبہ شریف کی طرف۔ امام امامت کی اور مقتدی اِقتداء کی نیت کرے) کانوں تک ہاتھ اُٹھا کر تکبیرِ تحریمہ کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسبِ دستور باندھ لے اور ثناء پڑھے بہتر وہ درود ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے اور میت اور تمام مسلمان مردوں عورتوں کیلئے دعا کرے۔ یہ تین تکبیریں ہوئیں' چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کوئی دعا پڑھے ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے' تکبیر اور سلام کو امام جہر کے ساتھ کہے مقتدی آہستہ' باقی تمام دعائیں آہستہ پڑھی جائیں گی' اور صرف پہلی مرتبہ تکبیر کہنے کے وقت ہاتھ اُٹھائے جائیں پھر ہاتھ اُٹھانا نہیں۔

سوال نمبر۱۸۴: جنازہ میں کونسی دعا پڑھی جاتی ہے؟

جواب: میت بالغ ہو تو یہ دعاء پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا

اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندے اور مردے اور ہمارے حاضر و غائب کو اور ہمارے چھوٹے

وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا. اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَهٗ مِنَّا فَاَحْیِهٖ

بڑوں کو اور ہمارے مرد و عورت کو اے اللہ ہم میں تو جسے زندہ رکھے اُسے اسلام

عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَی الْاِیْمَانِ

پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے وفات دے اُسے ایمان پر وفات دے۔

اور اگر نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ جْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

اے اللہ تو اس کو ہمارے لئے پیشرو کر اور اس کو ہمارے لئے اجر و ذخیرہ کر اور اس کو ہماری شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعت بنا

اور لڑکی ہو تو اَجْعَلْهَا اور شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً کہے۔

اور جو شخص اچھی طرح یہ دعائیں نہ پڑھ سکے تو جو دعا چاہے پڑھے مگر وہ دعا ایسی ہو کہ اُمورِ آخرت سے متعلق ہو۔

سوال نمبر۱۸۵: اگر کئی جنازے ہوں تو سب کی نماز ایک ساتھ پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز پڑھ سکتے ہیں یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کرلے اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور اس صورت میں پہلے اس کی پڑھے جوان میں افضل ہے پھر اس کی جو اس کے بعد سب میں افضل ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس اور ایک ساتھ پڑھیں تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں۔ یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پائنتی یا سرہانے دوسرے کو۔

سوال نمبر۱۸۶: میت کی قبر پر نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: میت اگر بغیر نماز پڑھے دفن کردی گئی اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور اگر مٹی نہ دی گئی ہو تو میت کو قبر سے نکال لیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں کی کوئی تعداد مقرر نہیں بلکہ یہ موسم اور زمین اور میت کے جسم اور مرض کے اختلاف پر موقوف ہے۔ مثلاً گرمی میں جسم جلد پھٹے گا اور جاڑوں میں دیر سے فربہ جسم جلد اور لاغر دیر میں تریا شور زمین میں جلد اور خشک وغیر شور میں بدیر۔

سوال نمبر۱۸۷: مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: مسجد میں نمازِ جنازہ مطلقاً مکروہِ تحریمی ہے خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر سب نمازی اندر ہوں یا بعض کہ حدیث میں نمازِ جنازہ پڑھنے کی ممانعت آئی۔

سوال نمبر۱۸۸: میت کو قبر میں کس طرح رکھیں؟

جواب: میت کو قبلہ کی جانب سے قبر میں اُتاریں اور دا ہنی طرف کروٹ کو لٹائیں اور اس کا منہ قبلہ کو کریں عورت کا جنازہ اُتارنے والے اُس کے محرم ہوں۔ یہ نہ ہوں تو دوسرے رشتہ والے اور یہ بھی نہ ہوں تو پرہیز گار اجنبی اُتارے اور عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اُتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں میت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

اور قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں اور لحد کو کچی اینٹوں سے بند کردیں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے اور تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اُسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کردیں قبر صندوق نما ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

سوال نمبر۱۸۹: قبر کو مٹی دینے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں پہلی بار کہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ (اسی سے ہم نے تمہیں پیدا کیا) دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ (اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے) اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے) باقی مٹی ہاتھ یا پھاوڑے وغیرہ سے قبر پر ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے اور ہاتھ میں جو مٹی لگی ہے اُسے جھاڑ دیں یا دھو ڈالیں اختیار ہے اور قبر چوکھونٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اُونٹ کا کوہان اور اُونچائی میں ایک بالشت یا کچھ زیادہ ہو اور اس پر پانی چھڑکنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔

سوال نمبر۱۹۰: قبر پر کتنی دیر تک ٹھہرنا چاہئے؟

جواب: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اُونٹ ذبح کرکے گوشت تقسیم کردیا جائے کہ ان کے رہنے سے میت کو اُنس ہوگا اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن مجید اور میت کیلئے استغفار و دعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے اور مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۂ بقر کا اوّل و آخر پڑھیں۔ سرہانے الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْن تک اور پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر تک۔

سوال نمبر۱۹۱: قبر پر قرآن پڑھنے کیلئے حافظ کو مقرر کرنا کیسا ہے؟

جواب: قبر پر قرآن پڑھنے اور اس کا ثواب میت کو بخشنے کیلئے حافظ مقرر کرنا جائز ہے جبکہ پڑھنے والے بلا اجرت پڑھتے ہوں کہ اُجرت پر قرآن کریم پڑھنا اور پڑھوانا جائز نہیں اگر بلا اُجرت پڑھنے والا نہ ملے اور اُجرت پر پڑھوانا چاہے تو اپنے کام کاج کیلئے نوکر رکھے پر یہ کام لے۔

سوال نمبر۱۹۲: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: شجرہ یا عہد نامہ قبر میں رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اس میں رکھیں کہ اُمید مغفرت ہے۔

سوال نمبر۱۹۳: جنازہ یا قبر پر پھول ڈالنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں۔ یونہی قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک تر رہیں گے' تسبیح کریں گے اور میت کا دل بہلے گا۔ اسی لئے قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہئے کہ اِس کی تسبیح سے رحمت اُترتی ہے اور میت کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے

سوال نمبر۱۹۴: قبر پر اذان سے میت کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: احادیث کریمہ میں وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور مردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان اِس پر ظاہر ہوتا ہے اور اپنی طرف اِشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں' اِس لئے حکم آیا کہ میت کیلئے جواب میں ثابت قدم رہنے کیلئے دعا کریں۔ خود حضور اقدس ﷺ میت کو دفن کرتے وقت دعا فرماتے ''الٰہی! اِسے شیطان سے بچا'' اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ تو قبر پر اذان دینے کا یہ فائدہ تو ظاہر ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ میت کو شیطانِ رجیم کے شر سے پناہ مل جاتی ہے اور اسی اذان کی برکت سے میت کو سوالاتِ نکیرین کے جوابات بھی یاد آ جاتے ہیں' یہ دوسرا فائدہ ہوا' پھر اذان ذکرِ الٰہی ہے اور جہاں ذکرِ الٰہی ہوتا ہے وہاں رحمت نازل ہوتی ہے۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' عذابِ الٰہی اُٹھالیا جاتا ہے اور یہ تو ظاہر ہے کہ ذکرِ الٰہی وحشت کو دور کرتا اور دل کو اطمینان بخشتا ہے' تو قبر پر اذان سے میت سے عذاب اُٹھ جانے اور اِس کی وحشت دور ہو جانے کی قوی اُمید ہے' اِس لئے اذان زندوں کی طرف سے میت کیلئے ایک عجیب نفع بخش تحفہ ہے۔

سوال نمبر۱۹۵: قبرستان میں کون کونسی باتیں ممنوع و ناجائز ہیں؟

جواب: کسی قبر پر سونا' چلنا' پاخانہ' پیشاب کرنا حرام ہے۔ قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا ہے اِس سے گزرنا ناجائز ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے۔ مگر قبروں پر گزرنا پڑے گا تو وہاں تک جانا منع ہے دور ہی سے فاتحہ پڑھ لے اور قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے اسی طرح وہ تمام باتیں ممنوع ہیں جو باعثِ غفلت ہوں جیسے کھانا' پینا' سونا' ہنسنا' دنیا کا کوئی کلام کرنا وغیرہ۔

سوال نمبر۱۹۶: تعزیت کسے کہتے ہیں اور اِس کا حکم کیا ہے؟

جواب: کسی مسلمان کی موت پر اپنے بھائی مسلمان کو جو میت کے اقارب سے ہے' صبر کی تلقین کرنا تعزیت ہے۔ تعزیت مسنون اور کارِ ثواب ہے۔ اِس کا وقت موت سے تین دن تک ہے اور کوئی عذر ہو تو بعد میں بھی حرج نہیں' تعزیت میں یہ کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اِس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور تم کو صبر روزی کرے اور اِس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے۔

سوال نمبر۱۹۷: نوحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نوحہ یعنی میت کے اوصاف مبالغہ کے ساتھ بیان کر کے آواز سے رونا جسے بین کہتے ہیں' حرام ہے' یونہی گریبان پھاڑنا' منہ نوچنا' بال کھولنا' سر پر خاک ڈالنا' سینہ کوٹنا' ران پر ہاتھ مارنا' یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام یونہی سوگ کیلئے سیاہ کپڑے پہننا مردوں کو ناجائز ہے' یونہی بلے لگانا کہ اِس میں نصاریٰ کی مشابہت بھی ہے۔ ہاں رونے میں اگر آواز بلند نہ ہو تو اِس کی ممانعت نہیں۔

سبق نمبر ۱۸

زیارتِ قبور اور ایصالِ ثواب کا بیان

سوال نمبر ۱۹۸: زیارتِ قبور کا حکم کیا ہے؟

جواب: زیارتِ قبور جائز و مستحب بلکہ مسنون ہے۔ بلکہ حضورِ اقدس ﷺ شہدائے اُحد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور اس کیلئے دعا کرتے اور یہ فرمایا یہ بھی ہے کہ تم لوگ قبروں کی زیارت کرو وہ دنیا میں بے رغبتی کا سبب ہے اور آخرت یاد دلاتی ہے۔

سوال نمبر ۱۹۹: زیارتِ قبور کا مستحب طریقہ کیا ہے؟

جواب: قبر کی زیارت کو جانا چاہے تو مستحب یہ ہے کہ پہلے اپنے مکان میں دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی ایک بار اور قُل ھو اللہ تین بار پڑھے اور اِس نماز کا ثواب میت کو پہنچائے اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں نور پیدا کرے گا اور اس شخص کو بہت بڑا ثواب عطا فرمائے گا۔ اب قبرستان کو جائے تو راستہ میں فضول باتوں میں مشغول نہ ہو۔ جب قبرستان پہنچے جوتے اُتارے اور پائنتی کی طرف سے جا کر اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور میت کے چہرے کی طرف منہ سرہانے سے نہ آئے کہ میت کیلئے باعث تکلیف ہے۔ یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑتا ہے کہ کون آیا اور کے بعد یہ کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ

یا یوں کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ دَارِ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ

اور سورہ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ وَ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر پڑھے۔ سورۂ ملک اور دوسری سورتیں بھی پڑھ سکتا ہے اور اِس کا ثواب مردوں کو پہنچائے اور اگر بیٹھنا چاہے تو اِتنے فاصلے سے بیٹھے کہ اِس کے پاس زندگی میں نزدیک یا دور جتنے فاصلے پر بیٹھ سکتا تھا۔

سوال نمبر ۲۰۰: زیارت کیلئے کون سا دن اور وقت مقرر ہے؟

جواب: چار دن زیارت کیلئے بہتر ہیں' دوشنبہ' پنجشنبہ' جمعہ' ہفتہ اور جمعہ کے دن قبل نمازِ جمعہ افضل ہے اور ہفتہ کے دن طلوعِ آفتاب تک اور پنجشنبہ کو دن کے اوّل وقت اور بعض علماء نے فرمایا کہ پچھلے وقت میں افضل ہے اور متبرک راتوں میں بھی زیارتِ قبور افضل ہے۔ مثلاً شب براءت' شب قدر' اِسی طرح عیدین کے دن اور عشرۂ ذی الحجہ میں بھی بہتر ہے اور اولیائے کرام کے مزارات پر سفر کر کے جانا جائز ہے' وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے اور زیارت کرنے والے کو برکات حاصل ہوتی ہیں اور عورتوں کو مزارات پر نہ جانا چاہئے' مردوں کو چاہئے کہ انہیں منع کریں۔

سوال نمبر ۲۰۱: تیجہ' دسواں' چالیسواں' ششماہی' برسی وغیرہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہم اہلسنت کے نزدیک زندوں کے ہر عمل نیک اور ہر قسم کی عبادت مالیہ یا بدنیہ' فرض و نفل اور خیرات کا ثواب مردوں کو پہنچایا جا سکتا ہے اور اِس میں کچھ شک نہیں کہ زندوں کے ایصالِ ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اب رہیں یہ تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا دسویں یا چالیسویں دن۔ تو یہ تخصیصات نہ شرعی ہیں نہ انہیں شرعی سمجھا جاتا ہے یعنی یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اِسی دن میں ثواب پہنچ جائیگا' اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کیلئے لوگوں نے بنا رکھی ہے' بلکہ اِنتقال کے بعد ہی سے قرآنِ مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور اکثر لوگوں کے یہاں اُسی دن سے بہت دنوں تک جاری رہتا ہے۔ تو یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں۔ الغرض یہ تیجا اور چالیسواں وغیرہ سب اِسی ایصالِ ثواب کی صورتیں ہیں اور قطعی جائز ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ سب کام اچھی نیت سے کیا جائے' نمائش نہ ہو ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصالِ ثواب بلکہ بعض صورتوں میں تو اُلٹا وبال پڑ جاتا ہے۔ مثلاً بعض لوگ ایسے موقعوں پر اُدھار' قرض بلکہ سودی روپیہ سے محض اپنی برادری میں ناک اُونچی رکھنے کیلئے یہ سب کچھ کرتے ہیں' یہ ناجائز ہونا کیسا اور اُلٹا گناہ ہے۔ یونہی اِس موقعہ پر رشتہ داروں کی دعوت کی جاتی ہے' یہ غلط ہے' یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں' فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے' بااثر حضرات کو اپنی اپنی قوم و برادری میں اس کی اِصلاح کرنی چاہئے۔

سوال نمبر۲۰۲: بزرگانِ دین کی نیاز کا کھانا مالدار کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: بزرگانِ دین کی نیاز کا کھانا نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ باعثِ برکت بھی ہے۔ رجب شریف کے کونڈے‘ محرم کا شربت یا کھچڑا ماہِ ربیع الآخر کی گیارھویں شریف کہ حضور سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے اور رجب کی چھٹی تاریخ حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے یونہی حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا توشہ یا حضرت شیخ عبدالحق رودولوی قدس سرہٗ کا توشہ‘ یہ وہ چیزیں ہیں جو صدیوں سے مسلمانوں کے عوام وخواص علماء وفضلاء میں جاری ہیں اور اِن میں خاص اہتمام کیا جاتا ہے اور امراء بھی اِس میں ذوق وشوق سے شریک ہوتے ہیں اور طعام تبرک سے فیض پاتے ہیں۔

سوال نمبر۲۰۳: محرم میں شہدائے کربلا کے سوا کسی اور کی فاتحہ درست ہے یا نہیں؟

جواب: جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہوسکتی ہے اِن دنوں میں بھی ہوسکتی ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی جائے۔

سوال نمبر۲۰۴: بزرگانِ دین کا عرس جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عرسِ بزرگانِ دین جو ہر سال اُن کے وصال کے دن ہوتا ہے‘ یعنی اِس تاریخ میں لوگ جمع ہوتے‘ قرآنِ مجید پڑھتے اور دوسرے اذکارِ خیر خیرات کرتے ہیں یا میلاد شریف وغیرہ کیا جاتا ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ ایسے کام جو باعثِ خیر و برکت ہیں جیسے اور دنوں میں جائز ہیں‘ اُن دنوں میں بھی جائز ہیں۔ پھر اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری مسلمان کیلئے سعادت‘ باعثِ برکت ہے رہے وہ اُمور جو شرعاً ممنوع ہیں وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور مذموم۔

سبق نمبر ۱۹

پیارے نبی کی پیاری باتیں!

رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

۱۔ جو شخص عصر کے بعد سوئے اور اس کی عقل جاتی رہے تو وہ اپنے ہی کو ملامت کرے۔

۲۔ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے‘ جب وہ مرجائے تو جنازہ میں حاضر ہو اور جب وہ بلائے تو حاضر ہو اور جب اُسے ملے تو سلام کرے اور جب چھینکے تو جواب دے‘ اور اس کی موجودگی اور غیر موجودگی میں اُس کی خیر خواہی کرے۔

۳۔ جس نے قرآنِ کریم پڑھا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا اس کے والدین کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی روشنی سورج سے اچھی ہے اگر وہ تمہارے گھروں میں ہوتا تو اب خود اس عمل کرنے والے کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے۔

۴۔ بدفالی کوئی چیز نہیں اور فال اچھی چیز ہے لوگوں نے عرض کیا فال کیا چیز ہے؟ فرمایا اچھا کلمہ جو کسی سے سنے یعنی کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا اِرادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اچھا کلمہ نکل گیا یہ فالِ حسن ہے۔

۵۔ ابن آدم جب صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء زبان کے سامنے عاجزانہ یہ کہتے ہیں کہ تو خدا سے ڈر کہ ہم سب تیرے ساتھ وابستہ ہیں اگر تو سیدھی رہی تو ہم سب سیدھے رہیں گے اور تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم سب ٹیڑھے ہوجائیں گے۔

۶۔ جتنے گناہ ہیں ان میں سے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے معاف کردیتا ہے سوا والدین کی نافرمانی کے کہ اِس کی سزا زندگی میں موت سے پہلے دی جاتی ہے۔

۷۔ جس نے علم کو اس لئے طلب کیا کہ علماء کے ساتھ مقابلہ کرے گا‘ جاہلوں سے جھگڑا کرے گا‘ اِس لئے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں‘ اللہ تعالیٰ اُسے جہنم میں داخل کرے گا۔

۸۔ دو حریص آسودہ نہیں ہوتے ایک علم کا حریص کہ علم سے کبھی اِس کا پیٹ نہیں بھرے گا اور ایک دنیا کا لالچی کہ یہ کبھی آسودہ نہیں ہوگا۔

۹۔ جب زمین پر گناہ کیا جائے تو جو وہاں موجود ہے اُسے برا جانتا ہے وہ اِس کی مثل ہے جو وہاں نہیں اور جو وہاں نہیں ہے مگر اِس پر راضی ہے وہ اِس کی مثل ہے جو وہاں حاضر ہے۔

۱۰۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں سے ہے کہ بوڑھے مسلمان کا اِکرام کیا جائے اور حاملِ قرآن کا اِکرام کیا جائے جو نہ غالی ہو نہ جافی (یعنی جو غلو کرتے ہیں کہ حد سے تجاوز کر جاتے ہیں کہ پڑھنے میں الفاظ کی صحت کا لحاظ نہیں رکھتے یا معنی غلط بیان کرتے ہیں یا ریا کے طور پر تلاوت کرتے ہیں اور جافی یعنی جفا کرنے والا وہ ہے کہ نہ قرآن کی تلاوت کرے نہ اس کے احکام پر عمل کرے) اور بادشاہِ عادل کا اِکرام کرنا۔

۱۱۔ والد کا اپنی اولاد کو اس سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں کہ اسے اچھے آداب سکھائے۔

سبق نمبر ۲۰

اچھی اچھی دعائیں

۱۔ بازار میں جائے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذَا السُّوْقِ وَخَیْرَ مَافِیْھَا وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّمَا فِیْھَا اور جسے یہ دعا یاد نہ ہو وہ چوتھا کلمہ ہی پڑھ لے شر سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ دوسرے کے گھر کھانا کھائے تو یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ.

۳۔ مریض کی عیادت کو جائے تو اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھے اور کہے لَابَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی.

۴۔ غیر مسلمانوں کی عبادت گاہوں یا سکھ وغیرہ کی آواز سن کر یہ دعا پڑھے

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَانَعْبُدُ وَلَا نَسْتَعِیْنُ اِلَّآ اِیَّاہُ.

۵۔ جب کسی سواری پر بیٹھے تو یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

۶۔ جب کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو کسی بلا میں مبتلا ہے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّنِ ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً.

۷۔ جب دریا میں سوار ہو تو یہ دعا پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ.

۸۔ جب کسی منزل پر پہنچے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلاً مُّبَارَکًا وَّ اَنْتَ خَیْرُالْمُنْزِلِیْنَ.

۹۔ جب وہ بستی نظر پڑے جس میں ٹھہرنا چاہتا ہے تو یہ پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَمَا فِیْھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَافِیْھَا.

۱۰۔ جب کسی مشکل میں مدد کی ضرورت ہو تو تین بار کہے:

یَاعِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ.

غیب سے مدد ہوگی

۱۱۔ اگر دشمن یا رہزن کا ڈر ہو تو لِاِیْلٰفِ پڑھے۔

۱۲۔ جب غم و پریشانی لاحق ہو تو یہ دعا پڑھے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط

حرفِ آخر

یہ مانا میرے جرموں کی نہیں ہے کوئی حد شاہا!

مجھے تسلیم اپنی ہر خطا' بے رد وکد شاہا!

مگر تم چاہو تو ہر جرم نیکی سے بدل جائے!

کہ دیوانِ شفاعت میں تو ہے ایسی بھی مد شاہا!

اِن تمام حضرات سے جو اس سلسلہ سے فائدہ حاصل کریں۔ اس ہیچمدان کی اِلتجا ہے کہ وہ صمیم قلب سے اِس فقیر کیلئے حسنِ خاتمہ اور مغفرتِ ذنوب کی دعا کریں۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ اِن کو اور فقیر کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اور اتباع نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

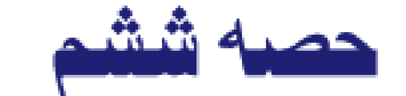
وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَابْنِہٖ وَحِزْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۝

العبد محمد خلیل خاں القادری البرکاتی المارہروی عفی عنہ

مدرسہ احسن البرکات حیدرآباد پاکستان۔



باب اوّل

اسلامی عقیدے

سبق ۱

حمد الٰہی

فکر اسفل ہے مری، مرتبہ بالا تیرا
وصف کیا خاک لکھے، خاک کا پتلا، تیرا

طور ہی پر نہیں موقوف اجالا تیرا
کون سے گھر میں نہیں جلوۂ زیبا تیرا

کیا خبر ہے کہ علی العرش کے کیا معنی ہیں
کہ ہے عاشق کی طرح عرش بھی جویا تیرا

نئے انداز کی خلوت ہے یہ اے پردہ نشیں
آنکھیں مشتاق رہیں، دل میں ہو جلوہ تیرا

چار اضداد کی کس طرح گرہ باندھی ہے
ناخنِ عقل سے کھلتا نہیں عقدہ تیرا

سچ ہے انسان کو کچھ کھو کے ملا کرتا ہے
آپ کو کھوکے، تجھے پائیگا جویا تیرا

ہیں ترے نام سے آبادی و صحرا آباد
شہر میں ذکر ترا، دشت میں چرچا تیرا

سارے عالم کو تو مشتاقِ تجلّی پایا
پوچھنے جایئے اب کس سے ٹھکانہ تیرا

انگلیاں کانوں میں دے دے کے سنا کرتے ہیں
خلوتِ دل میں عجب شور ہے برپا تیرا

اتنی نسبت بھی مجھے دونوں جہاں میں بس ہے
تو مرا مالک و مولیٰ ہے میں بندا تیرا

اب جماتا ہے حسن اس کی گلی میں بستر
خوب رویوں کا جو محبوب ہے، پیارا تیرا

(حضرت مولانا حسن بریلوی)

سبق ۲

قرآنِ مجید

سوال: قرآنِ کریم کی حقانیت پر کیا کیا دلائل ہیں؟

جواب: قرآنِ کریم اپنی حقانیت پر خود گواہ ہے

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

قرآنِ کریم صاف اور واشگاف لفظوں میں اعلان کرتا ہے:

وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ الْاٰیة

''اور اگر تمہیں اِس (کتاب) کے بارے میں کچھ شک ہو جو ہم نے اپنے اِس بندۂ خاص پر نازل کی تو اِس جیسی کوئی ایک سورت لے آؤ۔''

آیت کریمہ میں ایک نہایت پُرزور اور دوامی چیلنج منکرین کو دیا جا رہا ہے کہ اگر تمہارے خیال میں قرآنِ کریم محض اِنسانی دماغ کی بناوٹ ہے تو تم بھی اِنسان ہو اور جب ایک اِنسان ایسی تصنیف پر قادر ہے تو دوسرا بھی ہو سکتا ہے چہ جائیکہ لائق وفائق اِنسانوں کا پورا ایک مجمع اور وہ بھی علوم وفنون پر ناز رکھنے والے' مشرق ومغرب کے دانشوروں کا مجمع۔ قرآن کریم کا ایک سیدھا سچا دعویٰ یہ ہے کہ وہ اِنسان کا نہیں' خدا کا کلام ہے اور اپنے اس دعویٰ پر دلیل اس نے کیسی قطعی اور عوم وخواص کی سمجھ میں آ جانے والی یہ پیش کر دی ہے کہ اگر کوئی اِسے امکانِ بشری کے اندر سمجھتا ہے تو ذرا اِس کا ادنیٰ اور ہلکا سا نمونہ بھی سب کی متحدہ کوشش سے پیش کر دکھائے۔

یہ چیلنج صرف عرب کے شعراء اور بلغاء کے لئے ہی نہیں بلکہ عرب وعجم کے سب منکرین کو دیا جا رہا ہے کہ معانی کی بلندی' مطالب کی جامعیت' مضامین کی ندرت کے ساتھ ساتھ اِنفرادی اور اِجتماعی زندگیوں کا جامع نظام نامہ' مکمل وہمہ گیر وہر جہتی دستور العمل' جیسا کہ قرآنِ کریم ہے اور جو ہدایتیں اس کی ایک ایک سورت کے اندر موجود ہیں' اگر تم اپنی متحدہ کوششوں اور جدوجہد سے بھی اِس کے مقابلہ کی کوئی چیز پیش کر سکتے ہو تو لا دکھاؤ۔

اِسلام کے دشمنوں کیلئے یہ کتنا آسان طریقہ تھا کہ صرف تین آیت کی ایک مختصر سورت بنا کر قرآنِ کریم کے اس چیلنج کا جواب دیتے اور اس طرح قرآن' نبوت اور اِسلام کی صداقت وعظمت کو یک لخت ختم کر کے بیک کرشمہ سہ کار کا منظر دکھا دیتے۔ لیکن چودہ صدیاں گزر چکی ہیں' کتنے نئے نئے مسلک روز پیدا ہو رہے ہیں' کیسی کیسی اِزم روز جنم لے رہی ہیں' اپنے علوم وفنون پر ناز رکھنے والوں کو کیسا کیسا جوش اس وقت بھی آیا ہو گا اور آج بھی آ رہا ہے' شرق وغرب کے بدخواہ اپنی بے چین خواہشوں' لگاتار کوششوں اور جاں گسل کاوشوں کے باوجود اِس چیلنج کا جواب آج تک نہ دے سکے اور دنیا کے کتب خانے سابق دور کی طرح کتاب سازی کے اِس عہد میں بھی اِس چیلنج کے جواب سے خالی ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ منکرینِ اسلام کی یہ خواہشیں قیامت تک پوری نہ ہو سکیں گی' نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ جب قرآنِ مجید کی پیش کی ہوئی دلیل سے دنیا عاجز ہے تو یقیناً قرآن خدا کا کلام ہے اور اب اس کا اِنکار کرنا ایسا ہی ہے جیسے مہرِ نیمروز (ٹھیک دوپہر کے آفتاب) کا اِنکار' والحمدللہ!

سوال: قرآن کی حقانیت پر کچھ عام فہم دلائل بھی دیجئے تاکہ ایمان اور مستحکم ہو۔

جواب: (ا) ہمارا ایمان ہے کہ قرآنِ مجید تیئس سال کی مدت میں بتدریج سیّدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا اور چودہ صدیاں گزر جانے کے باوجود یہ انہیں الفاظ میں دنیا میں مشترہ و مشہور و محفوظ زبانوں پر جاری' دلوں پر قابض' دماغوں پر حاوی ہے جو حضور سیّدِ عالم ﷺ نے پڑھ کر سنائے تھے' اس کی سورتیں اور آیتیں درکنار' قرآنِ کریم کے ایک حرف ایک نقطے کی طرف بھی یہ نسبت نہیں کی جاسکتی کہ ان میں تغییر و تبدیل واقع ہوئی ہے۔

(ب) یہ کلام پاک دنیا کے ہر طبقہ میں موجود ہے دنیا کے ہر حصے پر کروڑوں اشخاص اس کی تلاوت کرتے اور ہر روز کم از کم پانچ دفعہ اس کے مختلف حصوں کو ضرور پڑھ لیتے ہیں جبکہ دلچسپ سے دلچسپ کتاب بھی دو چار مرتبہ پڑھ لینے کے بعد ناظرین کے شوقِ مطالعہ کو چاٹ جاتی ہے اور اس میں وہ کشش فنا ہو جاتی ہے۔

(ج) جب سے قرآنِ کریم کا نزول ہوا' اس کا ظہور ترقی پذیر ہو رہا ہے' اس وقت سے لے کر جب اسے اکیلی ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا اور پڑھا لحظہ بہ لحظہ' روز بروز' اس کے ماننے والوں کی تعداد فزوں ہوتی جاتی ہے' کوئی ملک' کوئی موسم' کوئی رسم و رواج' کسی جگہ کے ماننے والوں یا انکار کرنے والوں کے موافق یا ناموافق حالات اس کی ترقی کیلئے سدِّ راہ (رکاوٹ) نہیں بن سکتے۔

(د) مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے غلط کیے گئے' اس کی پاکیزہ اور سیدھی سچی صاف تعلیم پر غلط حاشیے چڑھائے گئے' اس کے معنی و مفہوم کی غلط تعبیریں اور تاویلیں کی گئیں لیکن کوئی تدبیر بھی اس کی اشاعت کو نہ روک سکی اور اس کی وسعت پذیر ترقی کو محدود نہ کر سکی۔

(ر) قرآنِ کریم جس زبان میں پہلے پہل جلوہ گر ہوا' اسی میں اب تک نور گستر ہے اور ایک عالم اس کی روشنی سے منور ہے۔ جبکہ دیگر تمام مقدس کتابیں کیا توراۃ و زبور اور کیا انجیل و صحفِ ابراہیم و موسیٰ' اس وصف سے عاری ہیں جس زبان میں وہ اتری تھیں' آج دنیا پر اس زبان کا اور اس زبان کے جاننے والوں کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا' اگر کہیں ہے تو صرف برائے نام اور نہایت محدود سے محدود۔

(س) قرآنِ مجید ان سب اعتراضات کو جو قرآن کے زمانۂ نزول میں لگائے گئے یا نبی کریم ﷺ پر کیے گئے خود بیان کرتا ہے' اس لئے قرآنِ مجید اپنے لئے خود ایک سچی تاریخ بن گیا ہے جس میں تصویر کے دونوں رخ دکھا دیے گئے ہیں' قرآنِ عظیم نے اس بارے میں اپنی صداقت اور استحکام کے اعتماد پر جس جرأت سے کام لیا ہے' دنیا کی کسی اور کتاب سے اس کا ظہور نہیں ہوا۔

(ص) قرآنِ حکیم کی تعلیم ایسی زبردست صداقت لئے ہوئے ہے کہ جن قوموں و مذہبوں نے اسے علی الاعلان نہیں مانا اُنہوں نے بھی قرآنِ مجید کی تعلیم کو لے لیا' لے رہے ہیں اور ہر ترقی یافتہ قوم مجبور ہے کہ اسے لیتی رہے۔

(ط) قرآنِ کریم مستقبل سے متعلق پیش گوئیوں کا اعلان فرماتا ہے اور چودہ سو سال کا یہ طویل عرصہ شہادت دے گا کہ نزولِ قرآنِ پاک کے بعد سے آج تک ان میں سے کس طرح وہ پیش گوئیاں' تمام دنیا کے سامنے حرف بہ حرف اور ہو بہو پوری ہوتی رہی ہیں۔

سوال: عوام الناس کیلئے قرآنی تعلیم کی تحصیل کا صحیح راستہ کونسا ہے؟

جواب: ہمارا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل نے قرآنِ عظیم اُتارا تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ جس میں ہر شے کا روشن بیان ہے تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرمادیا وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو اس لئے فرماتا ہے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ علم والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو۔

اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ کے سمجھنے پر قادر ہوں' نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمادیا وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ اے نبی! ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے اُتارا کہ تو لوگوں سے شرح بیان فرمادے اس چیز کی جو اُن کی طرف اُتاری گئی۔

اللہ اللہ! قرآنِ عظیم کے لطائف ونکات (لطیف ودقیق باتیں) منتہی (تمام) نہ ہوں گے ان دو آیتوں کے اتصال اور باہمی ربط نے ترتیب وار سلسلہ کلام الٰہی کے سمجھنے کا منظم ومنتظم فرمادیا کہ اے جاہلو! تم کلام علماء کی طرف رجوع کرو اور اے عالمو! تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے' غرض عوام الناس پر ائمہ دین کی تقلید واجب فرمائی اور ائمہ دین پر تقلید رسول لازم کی اور رسول پر تقلید قرآن تو عوام الناس کو فقہائے اِسلام وعلمائے کرام سے علم قرآن حاصل کرنا چاہئے کہ اِن کی نگاہِ بصیرت میں قرآنِ کریم کی آیاتِ کریمہ بھی ہیں اور قرآنی احکام کی تشریح فرمانے والی احادیث مبارکہ بھی' تو جو اِن فقہاء کا دامن چھوڑ کر از خود قرآنِ کریم سمجھنا چاہے گا' گمراہی میں پڑے گا۔

سوال: قرآنِ حکیم اور احادیث نبی کریم میں باہمی کیا ربط ہے؟

جواب: قرآنِ حکیم صحیفۂ ربانی ہے' خالق کائنات کا مبارک کلام ہے جو تمام اِنسانوں اور ہر زمانہ کے لئے نازل فرمایا گیا ہے۔ یہ ایک عام قانون ہے جو دوامی طور پر ہمیشہ ہمیش کیلئے تا قیامِ روزِ قیامت' نافذ رہے گا لیکن ہر قانون کے خاص قواعد ہوتے ہیں' مجمل احکام کے لئے خصوصی شکلوں اور صورتوں کا تعین کرنا لازمی ہوتا ہے تو احری کتاب قانون اور مکمل صحیفۂ ربانی کی تشریح اور اِس کے قواعد کی تدوین وترتیب بھی لازم تھی ورنہ ہر شخص اپنی اِستعداد اور ہر زمانہ اپنے رنگ کے لحاظ سے ایسا عمل کرتا جس سے یکجہتی ختم ہوجاتی' اِسی وجہ سے قرآنی احکام کی توضیح وتشریح لازم آئی۔ ظاہر ہے اِس کیلئے وہی عظیم ہستی موزوں ہوسکتی تھی جس کو خود خداوند تعالیٰ نے نزولِ قرآن کیلئے منتخب فرمایا تھا۔

کتنی عجیب بات ہے کہ قرآن پہنچانے والے کیلئے ہر قرآنی لفظ کو تو من وعن تسلیم کرلیا جاتا ہے اور یہی ایمان کا تقاضہ ہے لیکن وہ جو اپنے آپ کو اہلِ قرآن بتلاتے ہیں' اِسی پہنچانے والے کی تشریح وتوضیح کو تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں' غرض قرآنِ مجید کے مطالب کو رسول اللہ ﷺ کبھی صرف قول سے کبھی صرف فعل سے اور کبھی ایک ساتھ قول فعل دونوں سے بیان فرمایا کرتے تھے۔

مثلاً آپ نے نماز ادا فرمائی اور فرمایا:

صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ

نماز اِس طرح پڑھو جیسا تم نے مجھے پڑھتے دیکھا

آپ نے حج ادا کیا تو اِرشاد فرمایا:

خُذُوْا عَنِّيْ مَنَاسِكَكُمْ

مجھ سے اپنے حج کے مناسک سیکھو

اِس لحاظ سے رسولِ کریم ﷺ کی حیثیت قرآن کے شارح کی ہے' آپ قرآنِ کریم کی مجمل آیتوں کی تشریح اور مشکل آیتوں کی تفسیر کرتے تھے اور اِس حیثیت سے حدیث' شرح ووضاحت ہے' قرآنِ حکیم کی اور حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے مفہوم پر قرآنِ مجید نے اجمال یا تفصیل سے دلالت نہ کی ہو۔

سوال: حدیث اور فقہ میں کیا تعلق ہے؟

جواب: امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں اس تعلق کو جا بجا تفصیل تمام سے بیان فرمایا ہے' ازانجملہ فرماتے ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ اپنی شریعت سے قرآنِ عظیم کے مجمل اُمور کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یونہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین' حدیث شریف کے مجمل اور قابلِ تشریح احکام وغیرہ کی تفصیل نہ فرماتے تو حدیث یونہی مجمل رہتی اور اسی طرح ہمارے اس زمانے تک اگر ائمہ دین کے کلام کی علمائے متاخرین شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے علمائے مابعد کا کلام ائمہ دین کے کلام کی تشریح ہے اور ائمہ دین کا کلام حدیث نبوی کی توضیح ہے اور احادیث نبویہ' قرآنِ حکیم کی تفسیر و شرح فرماتی ہیں' اس لحاظ سے فقہائے کرام اور ائمہ دین کے کلام کی حیثیت بواسطۂ حدیث نبوی میں قرآنِ حکیم ہی کی تشریح' تفسیر اور توضیح ہے۔

اسی لئے علمائے دین فرماتے ہیں کہ فہم قرآن کا یہ سلسلۂ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے' جو اسے توڑنا چاہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت و گمراہی کی راہ چل رہا ہے' اسی لئے قرآنِ کریم کی نسبت ارشاد ربانی ہے کہ "اللہ تعالیٰ اسی قرآن سے بہتروں کو گمراہ کرتا اور بہتروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے" جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہٖ تعالیٰ ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اوندھی سمجھ کر بھروسے قرآنِ عظیم سے بذاتِ خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں' چاہِ ضلالت میں گرتے ہیں۔

سوال: بعض لوگ ہر بات کا ثبوت قرآنِ حکیم سے مانگتے ہیں' ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق اس زمانہ فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بے فکرے نیچری حضرات تھے جنہوں نے حدیثوں کو یکسر ردی کر دیا اور بزدِ زبان صرف قرآنِ عظیم پر دارومدار رکھا حالانکہ واللہ! وہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن' وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مرادِ الٰہی کے خلاف اپنی خواہشِ نفس کے مطابق اس کے معنی گڑھنا چاہتے ہیں۔

اب اس نئے دور میں کچھ نئے حضرات' نئے فیشن کے دلدادہ اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم کو صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہئے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے۔

تو بات کیا ہے کہ یہ اور ان جیسے اور گمراہ فرقے دل میں خوب جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دربار میں ان کا کوئی ٹھکانا نہیں' حضور کی روشن حدیثیں ان کے مردود خیالات کے صاف پرزے پارچے بکھیر رہی ہیں' اسی لئے اپنی بگڑتی بنانے کو پہلے ہی دروازہ بند کر لیتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن سے ثبوت چاہئے' اس لئے خوب یاد رکھنا چاہئے کہ جسے یہ کہتا سنو کہ ہم اماموں کا قول نہیں جانتے' ہمیں تو قرآن و حدیث چاہئے' جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے یہ کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں چاہتے ہمیں صرف قرآن درکار ہے' سمجھ لو کہ یہ بددین ہے' دینِ خدا کا بدخواہ ہے۔

وجہ وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح ائمہ دین نے کر دکھائی و جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر خود قرآن و حدیث سے اخذ کرنا چاہے' بہکے گا' گرے گا اور جو حدیث چھوڑ کر قرآنِ مجید سے لینا چاہے گا وادیٔ ضلالت میں پیاسا مرے گا۔

سبق ۳

نعت رسول اکرم سیّد عالمﷺ

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پر اُڑتا ہے پھریرا تیرا

آسماں خوان، زمیں خوان، زمانہ مہمان
صاحب خانہ لقب کس کا ہے، تیرا تیرا

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی، بھاری ہے بھروسا تیرا

تیرے ٹکڑوں سے پلے، غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کردے، کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پر کڑوڑا تیرا

کس کا منہ تکیے، کہاں جائیے، کس سے کہیے؟
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

تیرے صدقے، مجھے اِک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

(امام اہلسنّت حضرت رضا بریلوی)

سبق ٤

خصائصِ مصطفےٰﷺ

سوال: خصائصِ مصطفیٰﷺ سے کیا مراد ہے؟

جواب: ہمارا ایمان ہے اور یہ ایمان قرآن و حدیث کی تعلیم پر مبنی ہے کہ اللہ عزوجل نے انبیاء و مرسلین میں بعض کو بعض پر فضیلت دی اور حضور سیّدالمرسلین ﷺ کو ان سب انبیاء و مرسلین پر رفعت و عظمت بخشی، قرآنِ کریم کا ارشادِ گرامی ہے **وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ط** اور ان رسولوں میں بعض کو درجوں بلند فرمایا۔

ائمہ فرماتے ہیں کہ یہاں اس بعض سے حضور ﷺ مراد ہیں اور یوں مبہم، بلا نام لئے ذکر فرمانے میں اس بات کی طرف اِشارہ ہے کہ اِن کا افضل المرسلین ہونا ایسا ظاہر و مشتہر ہے کہ نام لو یا نہ لو، انہیں کی طرف ذہن جائے گا اور کوئی دوسرا خیال میں نہ آئے گا، تو خصائصِ مصطفیٰ سے مراد وہ فضائل و کمالات ہیں جن کے باعث حضور سیّدالمرسلین ﷺ کو تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اور تمام مخلوقاتِ الٰہی پر فضیلت بخشی گئی اور حضور ﷺ کو سب سے افضل و اعلیٰ و بلندہ بالا فرمایا گیا، وہ حضور ہی کے ساتھ خاص ہیں کسی اور کا اِن میں حصہ نہیں۔

سوال: خصائصِ مصطفیٰ میں کون کون سے فضائل و کمالات کو شمار کیا گیا ہے؟

جواب: حضور اقدس ﷺ کے اِن خاص فضائل و کمالات کو پوری وسعت کے ساتھ تو کس کی مجال اور کس میں طاقت ہے کہ بیان کر سکے، اِن کا رب کریم اِن کا چاہنے والا، اِن کی رضا کا طالب جلہ جلالہ وعم نوالہ ہی اپنے حبیب کی خصوصیات کا جاننے والا ہے۔ ہمارا تو اِعتقاد یہ ہے کہ ہر کمال ہر فضل و بخوبی میں انہیں تمام انبیاء و مرسلین پر فضیلتِ تامہ حاصل ہے کہ جو کسی کو ملا سب انہیں سے ملا اور جو انہیں ملا وہ کسی کو نہ ملا

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

بلکہ اِنصافاً جو کسی کو ملا آخر کس سے ملا؟ کس کے ہاتھ سے ملا؟ کس کے طفیل میں ملا؟ اِسی منبع ہر فضل و کرم، باعثِ ایجادِ عالم سے (ﷺ)

سوال: بعض احادیث میں ہے کہ مجھے پانچ چیزیں وہ عطا ہوئیں کہ مجھ سے پہلے کسی کو نہ ملیں، اِس کا کیا مطلب ہے؟

جواب: بعض احادیث میں یہ ہے کہ میں چھ باتوں میں تمام انبیاء پر فضیلت دیا گیا' اور ایک حدیث میں ہے کہ میں انبیاء پر دو باتوں میں فضیلت دیا گیا' اور ایک حدی میں ہے کہ جبریل نے مجھے دس چیزوں کی بشارت دی کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔

اِن احادیث کریمہ میں نہ صرف عدد اور گنتی میں اِختلاف ہے بلکہ جو چیزیں شمار کی گئی ہیں' وہ بھی مختلف ہیں۔ کسی میں کچھ خصائص کا ذکر ہے' کسی میں کچھ اور فضائل کا بیان ہے۔ اِن احادیث میں معاذ اللہ کچھ تعارض نہیں اور نہ دو یا پانچ یا چھ یا دس میں حضورِ اقدس ﷺ کی فضیلتیں منحصر ہیں' حاش للہ! اِن کے فضائل لامحدود اور خصائص نامحصور' اِن کی حد بندی اور حصر و شمار ہمارے بس کی بات نہیں۔

دراصل اِن احادیث میں یہ بیان ہے کہ بعض خصائص و فضائل یہ ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اور بھی ہیں تو کسی حدیث میں چند خصائص کا بیان اور کسی میں دوسرے خصائص کا ذکر' صرف اِس لئے ہے کہ یہ خصائص جو وقتاً فوقتاً بیان کئے جا رہے ہیں' اِس کو دل و دماغ میں محفوظ کر لیا جائے تاکہ آفتابِ نبوت کے فضائل و کمالات کی گونا گوں شعاعوں سے مسلمان کا سینہ منور و روشن رہے اور محبت رسول میں روز افزوں ترقی ہو کہ یہی اصلِ ایمان و مدارِ ایمان ہے۔

ہم اِن خصائص میں سے چند کا اِجمالاً بیان کرتے ہیں:

۱) حضور ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں:

قرآنِ کریم کا اِرشادِ گرامی ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

اے محبوب! ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے

عالمین جمع ہے عالم کی اور عالم کہتے ہیں ماسوی اللہ کو یعنی اللہ عزوجل کے سوا ساری کائنات' جس میں انبیاء و مرسلین اور ملائکہ مقربین' سب داخل ہیں تو لاجرم حضور پرنور سید المرسلین ﷺ اِن سب کیلئے رحمتِ الٰہی اور نعمت خداوندی ہوئے اور وہ سب حضور کی سرکارِ عالی مدار سے بہرہ مند و فیضیاب' اِسی لئے علماء کرام تصریحیں فرماتے ہیں کہ ازل سے ابد تک ارض و سما (زمین و آسمان) میں' اولی و آخرت میں' دنیا و دیں میں' روح و جسم میں' ظاہری یا باطنی' روزِ اول سے اب تک' اب سے قیامت تک' قیامت سے آخرت' آخرت سے ابد تک' مومن یا کافر' مطیع یا فاجر' ملک یا اِنسان' جن یا حیوان بلکہ تمام ماسوی اللہ میں' چھوٹی یا بڑی' بہت یا تھوڑی جو نعمت و دولت' کسی کو ملی یا اب ملتی ہے یا آئندہ ملے گی' سب حضور کی بارگاہِ جہاں پناہ سے بٹی اور بٹتی ہے اور ہمیشہ بٹتی رہے گی' سب پر حضور ہی کے طفیل رحمت ہوئی' حضور ہی بارگاہِ الٰہی کے وارث ہیں' بلاواسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مددِ الٰہی حضور ہی کے وسیلہ سے لیتا ہے' تو جس کو جو ملا یہیں سے ملا اور جس نے جو پایا یہیں سے پایا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وابن سیّدنا الغوث الاعظم وبارک وسلم) اِن کا چاہنے والا اِن کا خالق رب العالمین ہے اور یہ رحمۃ للعالمین' جو اطلاق و عمومیت وہاں ہے' یہاں بھی ہے

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی سفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

۲) حضور ﷺ تمام مخلوقِ الٰہی کے نبی ہیں

قرآنِ کریم اِرشاد فرماتا ہے:

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ

ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رسول سب لوگوں کے لئے

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ کی رسالت عامہ کا تمام جن و اِنس کو شامل ہونا اِجماعی ہے اور اہلِ تحقیق کے نزدیک ملائکہ کو بھی شامل ہے اور شجر و حجر' حور و غلمان' ارض و سما' دریا' پہاڑ غرض تمام کائنات کا ذرہ ذرہ نخلستان کا پتہ پتہ' سمندروں کا قطرہ قطرہ' حضور کے عام و تام دائرۂ رسالت و اِحاطۂ نبوت میں داخل ہے اور حضورِ اقدس ﷺ تمام مخلوق اِنسان و جن بلکہ ملائکہ' حیوانات' جمادات سب کی طرف مبعوث ہوئے۔

خود قرآنِ عظیم میں دوسری جگہ آپ کی نبوت کو عالمین کے لئے بتایا اور مذکورہ بالا آیت میں لفظ "خلق" بمعنی مخلوقاتِ الٰہی آیا اور اس کی تاکید میں لفظ کافۃً لا کر یہ بتا دیا کہ آپ کی نبوت جن و انسان اور انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین سب کیلئے ہے محمد رسول اللہ ﷺ رسولوں کے بھی رسول ہیں' امتیوں کو جو نسبت انبیاء و رسل کو اس سیّد الکل سے ہے بلکہ وہی نسبت اس سرکارِ عرش وقار سے ہر ذرہ مخلوق اور ہر فرد ماسوی اللہ کی ہے اسی لئے اکابر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ جس کا خدا خالق ہے حضور ﷺ اس کے رسول ہیں' خود قرآنِ کریم اس حقیقت پر شاہد ہے کہ روزِ اوّل ہی اُمتیوں پر فرض کیا گیا کہ رسولوں پر ایمان لائیں اور رسولوں سے عہد و پیمان لیا گیا کہ محمد ﷺ کے گرویدہ بن جائیں' حضور سیّد المرسلین ﷺ نے فرمایا قسم اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے آج اگر موسیٰ دنیا میں ہوتے تو میری پیروی کے سوا ان کو گنجائش نہ ہوتی۔

اور یہی باعث ہے کہ جب زمانہ قربِ قیامت میں حضرتِ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے باآنکہ بدستور منصبِ نبوت پر ہوں گے' حضور پرنور ﷺ کے اُمتی بن کر رہیں گے' حضور ہی کی شریعت پر عمل کریں گے اور حضور کے ایک اُمتی و نائب یعنی امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

غرض حضور ﷺ سب انبیاء کے نبی ہیں اور تمام انبیاء و مرسلین اور ان کی اُمتیں سب حضور کے اُمتی ہیں' حضور کی نبوت و رسالت' ابوالبشر سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روزِ قیامت تک جمیع خلق اللہ کو عام و شامل ہے۔

حضور کے نبی الانبیاء ہونے ہی کا باعث ہے کہ شبِ اسرا تمام انبیاء و مرسلین نے حضور کی اقتداء کی اور اس کا پورا ظہور کل بروزِ قیامت ہوگا جب حضور کے جھنڈے کے زیرِ سایہ تمام رسل و انبیاء ہوں گے (ﷺ)

۳) حضور ﷺ کا دین کامل ہے اور نعمتیں تمام۔

ربِ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا

یعنی میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دین کا اکمال یہ ہے کہ وہ اگلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا' اکمالِ دین سے مراد یہ ہے کہ دین کو ایک مستقل نظامِ زندگی اور مکمل دستورِ حیات بنا دیا گیا جس میں زندگی کے جملہ مسائل کا جواب اصولاً یا تفصیلاً موجود ہے اور ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کیلئے کسی حال میں اس سے باہر جانے کی ضرورت نہیں' اور نعمت تمام کرنے سے مراد اسی دین کی تکمیل ہے اور اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لینے کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کی طرف سے قانونِ الٰہی کی تعمیل اور حدودِ شریعت پر قائم رہنے میں بندوں کی طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو اور وہ یقین رکھیں کہ انہیں درجۂ قبولیت اسی شریعت کی اتباع سے حاصل ہوگا۔

مختصراً یوں کہنا چاہئے کہ جب انسان اپنے عقل و شعور میں حدِ بلوغ تک پہنچ گیا یا اس کے سامان پوری طرح مہیا ہو گئے' تب نبوت و رسالت کو بھی حدِ کمال و تمام تک پہنچا کر ختم کر دیا گیا اور رشد و ہدایت کو رہتی دنیا تک اس طرح باقی رکھا کہ آخرت پیغمبر کے ذریعے جو آخری پیغام کامل و مکمل بن کر آیا اسے تمام احکام و قوانین اور ہر دستورِ حیات کے اساس و بنیاد بنا دیا۔

ظاہر ہے کہ اگر نبوت و رسالت محمد ﷺ پر پہنچ کر ختم نہ ہوتی اور اس کا سلسلۂ کمال نبوت ہی کی شکل میں آگے بڑھتا رہتا' تو صرف حضور ﷺ ہی کی اطاعت کا حکم نہ دیا جاتا بلکہ خطاب یہ ہوتا کہ جو نبی تمہارے زمانہ میں موجود ہو اس کی اتباع کرو جبکہ قرآنِ مجید صاف صاف لفظوں میں بار بار جگہ جگہ یہ ارشاد فرما رہا ہے کہ اب انسانی رشد و ہدایت کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کی اور محمد ﷺ کی اطاعت کی جائے۔

بفرضِ غلط اگر ختمِ نبوت کی تصریح قرآنِ کریم یا احادیثِ صحیحہ میں نہ بھی ہوتی جب بھی یہی آیۂ کریمہ (الیوم اکملت لکم الآیۃ) اس عقیدہ کی بنیاد کو کافی تھی کہ جب کوئی درجہ مزید تعلیم اور اصلاح کا باقی ہی نہ رہا تو اب کسی نئے نبی کی ضرورت ہی کیا رہی کہ دین کامل ہے اور قرآن اگلی شریعتوں کا ناسخ' اب نہ کسی دین کی ضرورت ہے نہ کسی کتابِ قانون کی حاجت' والحمد للہ رب العالمین۔

۴) حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔

قرآن شریف میں اِرشاد فرمایا گیا:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے

حضور ﷺ کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا اور آپ پر نبوت کا ختم ہو جانا' آپ کے بعد کسی نئے نبی کا نہ آنا قطعی اتفاقی اجماعی عقیدہ ہے' نصِ قرآنی بھی یہی بتاتی ہے اور بکثرت احادیث صحیحہ' جو حدِ تواتر تک پہنچتی ہیں' اِن سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی ہونے والا نہیں اور تاریخ کے اوراق اِس بات کے شاہد ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانۂ اقدس کے بعد جب بھی دنیا کے کسی گوشہ سے کسی مجنون لایعقل کے منہ سے دعویٰ نبوت ہوا' اُمت مسلمہ نے اِس کے دعویٰ کو ٹھکرا کر اسی کے منہ پر مار دیا۔

صدیق اکبر ؓ کے زمانۂ خلافت میں مدعیانِ نبوت کے خلاف تمام صحابۂ کرام کا جہاد بتا رہا ہے کہ انہوں نے خاتم النبیین کے یہی معنی سمجھے اور اِسی پر کاربند رہے کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں' آپ کے بعد کسی نئے نبی کی گنجائش نہیں اور مسیلمہ کذاب کا جو حشر ہوا وہ سب پر روشن ہے۔

سوال: خاتم النبیین کے معنی ''نبیوں کی مہر'' یا افضل النبیین لینے والے کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: معنی چار قسم پر ہیں' لغوی' شرعی' عرفی عام وخاص۔

یہاں شرعی معنی کے لحاظ سے تو خاتم النبیین کے معنی آخر الانبیاء ہی متعین ہیں' کسی اور معنی کا ادنیٰ سے ادنیٰ احتمال بھی نہیں اور عرفِ عام بھی اِسی معنی شرعی پر ہے اور معنیٰ لغوی کے اِعتبار سے بھی خاتم بمعنی مُہر یا بمعنی افضل مراد لینا' قطعاً باطل ہے۔ عربی کی تمام معتبر اور مشہور لغات سے یہی بات ثابت ہے کہ خاتم (بفتح تاء) ہو یا خاتم (بکسر تاء) آخر ''شیٔ'' اِس کے حقیقی معنی ہیں اور جب کسی شخصیت کے لئے بولا جائے تو آخر القوم مراد ہوتے ہیں تو خاتم النبیین کے معنی ہوئے آخر الانبیاء اور خاتم الانبیاء تب ہی صحیح ہوگا کہ آنے والا آخری نبی ہو' اور لغت وشرع وعرف عام سے ہٹ کر اپنی اِصطلاح قائم کرنا اور کسی لفظ کے ایک نئے معنی گھڑنا یا خاص کر لینا نہ صرف نری گمراہی بلکہ کھلا مندقہ والحاد ہے کہ اگر ایسے دعوے قابلِ سماعت ہوں تو دین ودنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہو جائیں۔

اور اگر خاتم بمعنی مہر ہی لیا جائے اور خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی مہر کے کئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح کسی چیز کے ختم پر مہر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ اِس تحریر یا شے کا اختتام ہو گیا اور اب اِس میں کسی بھی اِضافے کی گنجائش باقی نہیں رہی تو نبیوں کی مہر کا مطلب بھی یہی ہوا کہ اب فہرستِ انبیاء ومرسلین میں کسی اِضافے کی گنجائش نہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے اور ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ قرآنِ کریم کا حکیمانہ طریق اِستدلال یہ ہے کہ وہ ایک ہی بات کو مختلف اسلوب سے ادا فرما دیتا ہے اور ایک آیت دوسری آیت کی خود ہی تفسیر بن جاتی ہے اور حقیقتِ حال روشن ہو کر سامنے آجاتی ہے چنانچہ یہاں بھی یہی صورتِ حال موجود ہے' قرآنِ حکیم کا وہ اعلان بھی آپ سن چکے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ.

اِس آیت میں نہ خاتم ہے نہ خاتم کہ خواہ مخواہ کے اِحتمالات پیدا کئے جائیں' صاف صاف بتا دیا گیا کہ شریعتِ خداوندی رفتہ رفتہ اب اِس حد تک پہنچ گئی ہے جس کے بعد اَب ترقی کا خاتمہ ہے اِس لئے کہ وہ کامل ومکمل ہو کر سامنے آگئی اور جب کسی نئے پیغام کی ضرورت باقی نہ رہی تو نئے پیغمبر کی ضرورت خود بخود باقی نہیں رہتی اور رہتی دنیا تک یہی پیغام وپیغمبر کافی ہے۔

پھر جبکہ خود صاحبِ قرآں ﷺ نے بکثرت احادیث میں یہ معنی بیان فرما دیئے کہ میں آخری نبی ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں تو کسی اور معنی کے تصور کی بھی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

الغرض حضور ﷺ کے بعد کسی نئی نبوت کا دعویٰ یا اِقرار یا اِس کی تصدیق کرنے والا زندیق ومرتد ہے اور ختم نبوت بمعنی مشہور کا منکر نہ صرف منکر بلکہ اُس میں شک کرنے والا' نہ صرف شک کرنے والا بلکہ اِس میں نئے معنی کا ادنیٰ یا ضعیف سے ضعیف احتمال ماننے والا ملعون' دائرۂ اِسلام سے خارج اور جہنمی ہے۔

سوال: ختم نبوۃ کے بارے میں چند احادیث بھی بیان فرمائیں۔

جواب: نہ صرف دو چار دس بیس بلکہ احادیث اِس باب میں متواتر ہیں اور اِن کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

۱۔ میں محمد ہوں' میں احمد ہوں' میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے' میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا (معنی یہ کہ ان کا حشر میرے بعد ہوگا) میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری' مسلم' ترمذی وغیرہ)

۲۔ میں سب انبیاء میں آخری نبی ہوں۔ (مسلم وغیرہ)

۳۔ بالیقین اللہ کے حضور لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین لکھا تھا اور ہنوز آدم اپنی مٹی میں تھے۔ (احمد و حاکم)

۴۔ بے شک رسالت و نبوت ختم ہوگئی' اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ کوئی نبی۔ (احمد' ترمذی)

۵۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے ﷺ اور دنیا جانتی ہے کہ عمر فاروقِ اعظم نبی نہ تھے' تو ثابت ہوگیا کہ حضور کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

۶۔ میری اُمت میں (یعنی امت دعوت میں کہ مومن و کافر سب کو شامل ہے) قریب تیس کے دجال نکلیں گے' ان میں ہر ایک کا گمان یہ ہوگا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی نبی نہیں (مسلم)

۷۔ میری اور سب انبیاء کی مثال ایک محل کی سی ہے جسے خوب بنایا گیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی' دیکھنے والے آتے اور اس کی خوبی تعمیر سے تعجب کرتے مگر وہی ایک اینٹ کی جگہ کہ نگاہوں میں کھٹکتی' میں نے تشریف لا کر اس خالی جگہ کو بھر دیا ہے' اب وہ عمارت میری وجہ سے مکمل ہوگئی' مجھ سے رسولوں کی انتہا ہوئی میں قصرِ نبوت کی وہ پچھلی اینٹ ہوں اور خاتم الانبیاء۔ (بخاری' مسلم)

۵) حضور ﷺ کیلئے ساری زمین مسجد اور پاک کرنے والی بنادی گئی' ارشاد فرماتے ہیں (ﷺ) جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطُهُوْرًا (مسلم) یعنی میرے لئے ساری زمین مسجد گاہ اور طاہر و مطہر (پاک کرنے والی) قرار دی گئی۔

یہودی اپنے کنیسا اور عیسائی اپنے کلیسا کے بغیر نماز نہ پڑھا کرتے تھے' مجوسی بھی آتشکدہ کے بغیر اور ہندو مندروں کے بغیر سرگرمِ عبادت نہ ہوا کرتے تھے مگر رسول اللہ ﷺ کی شریعتِ مطہرہ کے مطابق' مسلمانوں کی نماز نہ محراب عبادت کی محتاج ہے' نہ کسی مکان و مسجد کی موجودگی پر اُن کی سجدہ ریزی موقوف' اُن کا گرمایا ہوا دل اور روشن آنکھیں آگ کی حرارت و روشنی سے بے نیاز ہیں اس لئے روئے زمین کا ہر ایک بقعہ اور ہر ایک قطعہ اِن کی سجدہ ریزی کیلئے موزوں ہے اور اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کو حضور کی مسجد بنادیا ہے۔

یونہی طہارتِ نماز کیلئے شرط ہے لیکن کیا نماز' پانی کی غیر موجودگی کی صورت میں اِن مسلمانوں پر معاف ہو جاتی ہو گھاس کے پتے پتے اور زمین کے ذرہ ذرہ سے معرفتِ الٰہی کے خزانے سمیٹتے ہیں اور ڈالی ڈالی' پتہ پتہ اِن کی نگاہوں میں معرفتِ الٰہی کا سرچشمہ ہے۔

اِنسان مٹی ہی سے بنا ہے' مٹی ہی اس کی اصل ہے اور مٹی ہی اس کو بن جانا ہے' مٹی ہی مخلوقات کا گہوارہ ہے اور مٹی ہی سے زمین کی کائنات اپنی خوراک حاصل کرتی ہے' اِس لئے مٹی ہی کو طہور' پانی کے قائم مقام طاہر و مطہر بنادیا گیا۔

حضور ﷺ کو جوامع الکلم کا عطیہ بخشا گیا۔

عالم اعلم سرورِ عالم ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں اُعْطِیْتُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ مجھے جامع کلام دیا گیا (کہ لفظ تھوڑے ہوں اور معنی زیادہ) (بخاری و مسلم)

جب کوئی شخص اِن مبارک لفظوں پر غور کرے گا جو حضور پرنور کے دل و زبان سے گوشِ عالمیاں (مخلوق کے کانوں) تک پہنچے اِسے یقین ہو جائیگا کہ بے شک یہ کلام نبوت ہے' مختصر سادہ' صاف' صداقت سے معمور' معانی کا خزینہ' ہدایت کا گنجینہ

ایک اور حدیث شریف میں ہے اُخْتُصِرَلِیْ اخْتِصَارًا یعنی میرے لئے کمال اِختصار کیا گیا۔

۱۔ مجھے اِختصارِ کلام بخشا کہ تھوڑے لفظ ہوں اور معنی زیادہ۔

۲۔ میرے لئے زمانہ کو مختصر کیا کہ میری اُمت کو قبروں میں کم وقت کیلئے رہنا پڑیگا۔

۳۔ میرے لئے اُمت کی عمریں کم کیں کہ دنیا کے مکروہات سے جلد خلاصی پائیں' گناہ کم ہوں اور نعمت باقی تک جلد پہنچیں۔

۴۔ میرے غلاموں کیلئے پل صراط کی راہ (کہ پندرہ ہزار برس کی ہے) اِتنی مختصر کر دی گئی کہ چشم زدن میں گزر جائیں گے جیسے بجلی کوندگئی۔ (بخاری و مسلم)

۵۔ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہے' میرے غلاموں کیلئے اِس سے کم دیر میں گزر جائے گا جتنی دیر میں دو رکعت نماز پڑھا کرتے ہیں۔ (احمد و بیہقی)

۶۔ میری اُمت کے تھوڑے عمل پر اجر زیادہ دیا۔

۷۔ وہ علوم و معارف جو ہزار ہا سال کی محنت و ریاضت میں حاصل نہ ہوسکیں' میری چند روزہ خدمتگاری میں میرے اصحاب پر منکشف فرمائے۔

۸۔ زمین سے عرش تک لاکھوں برس کی راہ میرے لئے ایسی مختصر کر دی کہ آنا اور جانا اور تمام مقامات کو تفصیلاً ملاحظہ فرمانا سب تین ساعت میں ہولیا۔

۹۔ مجھ پر وہ کتاب اُتاری جس کے معدود ورقوں میں تمام گذشتہ اور آئندہ چیزوں کا روشن مفصل بیان ہے' جس کی یہ آیت کے نیچے ساٹھ ساٹھ ہزار علم' جس کی ایک آیت کی تفسیر سے ستر ستر اُونٹ بھر جائیں۔

۱۰۔ مشرق تا مغرب اتنی وسیع دنیا کو میرے سامنے ایسا مختصر کر دیا کہ میں اِسے اور جو کچھ اِس میں قیامت تک ہونے والا ہے' سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی اِس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔ (طبرانی وغیرہ)

۱۱۔ اگلی اُمتوں پر جو اعمالِ شاقہ (مشقت طلب) طویلہ تھے' میری اُمت سے اٹھالئے' پچاس نمازوں کی پانچ رہیں اور حساب کرم و ثواب میں پوری پچاس' زکوٰۃ میں چہارم مال کی جگہ چالیسواں حصہ فرض رہا اور اجر و ثواب میں وہی چہارم کا چہارم' وعلےٰ ہٰذا القیاس۔

یہ بھی حضور کے اِختصار کلام سے ہے کہ ایک لفظ کے اِتنے کثیر معنیٰ (افادات ارضویہ)

۷) حضور ﷺ کو منصب شفاعت دیا گیا۔

اِرشادِ گرامی ہے:

وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَۃَ

یعنی مجھے شفاعت کا حق دیا گیا

شفاعت کی حدیثیں بھی متواتر ہیں اور ہر مسلمان صحیح الایمان کو یہ بات معلوم ہے کہ یہ قبائے کرامت' اِس مبارک قامت' شایانِ امامت' سزاوار سیادت کے سوا کسی قدِ بالا پر راست نہ آئی' نہ کسی نے بارگاہِ الٰہی میں اِن کے سوا یہ واجتِ عظمیٰ و محبوبیتِ کبریٰ واذنِ سفارش و اِختیارِ گدارش کی دولت پائی۔

روزِ قیامت کہ تمام اولین و آخرین ایک میدان وسیع و ہموار میں جمع ہونگے اور گرمیِ آفتاب سے طاقت طاق ہو گی خود ہی تجویز کریں گے کہ آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہئے' اِن کے پاس چلنا چاہئے' اِن کے پاس جائیں گے' شفاعت کے لئے عرض کریں گے' آپ فرمائیں گے نَفْسِیْ نَفْسِ اِذْہَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ مجھے اپنی جان کی فکر ہے تم نوح کے پاس جاؤ اور یونہی باری باری تمام لوگ حضرت نوح علیہ السلام' پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام' پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام' پھر حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور سب جگہ سے مایوس ہو کر تھکے ہارے' مصیبت کے مارے' ہاتھ پاؤں چھوڑے' چاروں طرف سے اُمیدیں توڑے' مولائے دو جہاں حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ عرش جاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوں گے اور حضور پرنور ﷺ بارگاہِ الٰہی میں اِن کی سفارش فرما کر اِن کی بگڑی بنائیں گے۔

تمام اہلِ محشر کا حضور سے پہلے دیگر انبیائے کرام کے پاس حاضر ہونا اور دفعتہً حضور کی خدمت میں حاضری نہ دینا اور میدانِ قیامت میں (کہ صحابہ و تابعین' ائمہ محدثین اور اولیائے کاملین بلکہ حضراتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء بھی موجود ہوں گے) اِس جانی پہچانی بات کا اِن کے دلوں میں سے بھلا دیا جانا' صاف بتا رہا ہے کہ یہ سارے اِنتظامات اِس لئے کئے گئے کہ اوّلین و آخرین' موافقین و مخالفین پر حضور ﷺ کی عزت و وجاہت کا راز کھل جائے اور کسی شخص کو یہ شبہ باقی نہ رہے کہ اگر ہم سرورِ عالم کے سوا کسی دوسرے کے پاس جاتے تو ممکن تھا کہ وہ بھی شفاعت کر ہی دیتے' اب جبکہ ہر جگہ سے صاف جواب مل جائے گا تو سب کو بالیقین معلوم ہو جائے گا کہ یہ منصب رفیع حضور ہی کی خصوصیت خاصہ کا مظہر ہے۔

لطیفہ: ہم کہتے ہیں شفاعت مصطفیٰ ﷺ حق ہے اور ہم قطعاً حق پر ہیں اِن کے کرم سے ہمارے لئے ہوگی' وہابی کہتے ہیں شفاعت محال ہے اور وہ ٹھیک کہتے ہیں' اُمید ہے اِن کیلئے نہ ہوگی

گر بر تو حرامت' حرامت بادہ

خود حضور فرماتے ہیں روزِ قیامت میری شفاعت حق ہے تو جو اِس پر یقین نہ لائے وہ اِس کے لائق نہیں۔

الغرض حضور ﷺ کے خصائص کی پانچ دس کیا سو اور دو سو پر بھی اِنتہا نہیں' امام سیوطی نے ڈھائی سو کے قریب خصائص شمار کئے' اِن سے زیادہ علم والے زیادہ جانتے تھے اور علمائے ظاہر سے علمائے باطن کو زیادہ معلوم ہے پھر صحابہ کرام کا علم ہے اور اِن کے علوم سے ہزاروں منزلیں آگے حضور ﷺ کا علم ہے۔ جس قدر حضور اپنے فضائل وخصائل جانتے ہیں' دوسرا کیا جانے گا اور حضور ﷺ سے زیادہ علم والا اِن کا مالک ومولیٰ ہے جس نے ہزاروں فضائل عالیہ حضور کو دیئے اور بے حد و بیشمار ابدالآباد کیلئے رکھے' اِسی لئے حدیث میں ہے' اے ابوبکر! مجھے ٹھیک ٹھیک جیسا ہوں' میرے رب کے سوا کسی نے نہ پہچانا' (مطالع المسرات)

تُرا چناں کہ توئی دیدۂ کجا بیند

بقدرِ بینش خوذ ہر کسے کندا دراک

صلی اللہ علیک وعلیٰ الک واصحابک اجمعین

سبق ۵

فضائل درود شریف

سوال: درود شریف پڑھنے کا ثبوت قرآن میں ہے یا حدیث میں؟

جواب: احادیث کریمہ تو اِس باب میں بکثرت مروی ہیں اور قرآنِ کریم میں ارشادِ ربانی ہے:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

بیشک اللہ اور اِس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اِس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو

اِس آیت کریمہ نے واضح طور پر صاف صاف یہ بات بیان فرمائی کہ:

۱۔ درود شریف تمام احکام سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا کہ ہم بھی کرتے ہیں' تم بھی کرو' سوا درود شریف کے۔

۲۔ تمام فرشتے بلا تخصیص حضور پر درود بھیجتے ہیں۔

۳۔ اِس حکم کے مخاطب صرف اہلِ ایمان ہیں۔

۴۔ رب عزوجل کا یہ حکم مطلق ہے' اِس میں کوئی استثناء نہیں کہ فلاں وقت پڑھو فلاں وقت نہ پڑھو۔

۵۔ درود شریف جب بھی پڑھا جائیگا اِسی حکم کی تعمیل میں ہوگا۔

۶۔ ہر بار درود شریف پڑھنے میں ادائے فرض کا ثواب ملتا ہے کہ سب اِسی فرض مطلق کے تحت میں داخل ہے' تو جتنا بھی پڑھینگے' فرض ہی میں شامل ہوگا نظیر اِس کی تلاوتِ قرآنِ کریم ہے کہ ویسے تو ایک ہی آیت فرض ہے اور اگر ایک رکعت میں سارا قرآنِ عظیم تلاوت کرے تو سب فرض ہی میں داخل ہوگا اور فرض ہی کا ثواب ملے گا اور سب **فَاقْرَءُ وْا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ** کے اِطلاق میں ہے۔

۷۔ درود شریف مکمل وہ ہے جس میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں کہ آیت میں درود وسلام دونوں ہی کے پڑھنے کا حکم ہے۔

۸۔ قرآن نے کوئی صیغہ خاص درود شریف کا مقرر نہ کیا تو ہر وہ صیغۂ درود شریف پڑھنا جائز ہے جو درود وسلام دونوں کا جامع ہو

۹۔ آیت میں درود شریف پڑھنے کیلئے کوئی ہیئت' کوئی مجلس' کوئی محفل متعین نہیں کی تو کھڑے بیٹھے تنہائی میں اور مجمع کے ساتھ آہستہ خواہ بلند آواز سے پڑھنا جائز مستحب اور مطلوب شرعی ہے۔

۱۰۔ ولادتِ شریفہ کی محفلوں میں اہلِ محبت جو کھڑے ہو کر بیک زبان صلوٰۃ وسلام کے تحفے بارگاہِ نبوی میں پیش کرتے ہیں وہ بھی اِس حکم مطلق کی تعمیل میں داخل ہے' اِس سے انکار کرنا نئی شریعت گھڑنا ہے۔

سوال: درود شریف کا مطلب کیا ہے؟

جواب: درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی تکریم اور عزت افزائی ہے۔ علمائے کرام نے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ یارب! محمد مصطفیٰ ﷺ کو عظمت عطا فرما۔ دنیا میں آپ کا دین سربلند اور آپ کی دعوت غالب فرما کر اور اِن کی شریعت کو فروغ اور بقاء عنایت کرکے اور آخرت میں اِن کی شفاعت قبول فرما کر اِن کا ثواب زیادہ کرکے اور اوّلین و آخرین پر اِنکی افضلیت کا اِظہار فرما کر اور انبیاء و مرسلین و ملائکہ اور تمام خلق پر اِن کی شان بلند کرکے اور آپ کو مقام محمود تک پہنچا کر (ﷺ)۔

سوال: درود شریف میں حکم کیا ہے؟

جواب: ہر مسلمان جانتا ہے کہ ہمیں حضور ﷺ کی بدولت' دولتِ ایمان و عرفان نصیب ہوئی' دنیا جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی' حضور نے علم کی روشنی سے دل و دماغ منور و روشن فرمایا' دنیا وحشت و حیوانیت میں مبتلا تھی' حضور نے بہترین اِنسانی زیور یعنی اخلاقِ حسنہ سے آراستہ کیا اِس لئے اِس اِحسان شناسی کا تقاضایہ ہے کہ ہم آپ کے ہو رہیں' آپ کے ذکر میں ہمہ تن مصروف رہیں اور آپ کے گرویدہ بن جائیں اور زیادہ سے زیادہ آپ کے ساتھ نیاز مندانہ تعلق رکھیں اور آپ کے منصب رفیع میں روز افزوں ترقی کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے رہیں اور یہ مقصود درود شریف سے بھی حاصل ہوتا ہے اور آسانی اِس میں یہ ہے کہ ہر آن ہر حال میں پڑھا جا سکتا ہے' آخر درود شریف پڑھنے والا یہی تو عرض کرتا ہے کہ الٰہی تو ہی اِن کے عظیم اِحسانات کے صلہ میں ہماری جانب سے دنیا و آخرت میں اِن پر کثیر در کثیر رحمتیں نازل فرما اور دارین میں انہیں تمام مقربین سے بڑھ کر تقرب نصیب کر۔

جو شخص درود شری پڑھتا ہے وہ گویا رب کریم کے حضور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ خدایا تیرے محبوب اکرم ﷺ پر صلوٰۃ کا جو حق ہے اسے ادا کرنا میرے بس کی بات نہیں تو ہی میری طرف سے اِس کو ادا کر اور اِن کے طفیل مجھے بھی مزید رحمتوں سے بہرہ مند کر۔

سوال: درود شریف کا پڑھنا کب فرض ہے اور کہاں واجب؟

جواب: عمر بھر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے اور ہر جلسۂ ذکر میں درود شریف پڑھنا واجب' خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سنے اور اگر مجلس میں مثلاً سو بار ذکر مبارک آئے تو ہر بار درود شرف پڑھنا چاہئے۔ اگر نام اقدس لیا یا سنا اور درود شریف اس وقت نہ پڑھا تو کسی دوسرے وقت اِس کے بدلہ کا پڑھ لے (در مختار وغیرہ)

سوال: کہاں کہاں درود شرف پڑھنا مستحب ہے؟

جواب: جہاں تک بھی ممکن ہو درود شریف پڑھنا مستحب ہے' ترمذی شریف میں ہے کہ ابی بن کعب ﷛ کہتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ میں بکثرت دعا مانگتا ہوں تو اس میں سے حضور پر درود کے لئے کتنا وقت مقرر کروں' فرمایا جو تم چاہو' عرض کی چوتھائی' فرمایا جو تم چاہو اور اگر اور زیادہ کرو تو تمہارے لئے بھلائی ہے۔ میں نے عرض کی دو تہائی' فرمایا جو تم چاہو' اگر اور زیادہ کرو تو تمہارے لئے بہتری ہے' میں نے عرض کی تو کل درود ہی کیلئے مقرر کرلوں' فرمایا ایسا ہے تو اللہ تمہارے کاموں کی کفایت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

اور بیشک درود سرورِ عالم ﷺ کیلئے دعا ہے اور اس کے جس قدر فائدے اور برکتیں درود پڑھنے والے کو حاصل ہوتی ہیں' ہرگز ہرگز اپنے لئے دعا میں نہیں بلکہ ان کیلئے دعا ساری اُمت کیلئے دعا ہے کہ سب انہیں کے دامن دولت سے وابستہ ہیں

سلامتِ ہمہ آفاق درسلامتِ تُست

اور قاعدے کی بات ہے جو جسے زیادہ عزیز رکھتا ہے اسی کا ذکر اسے وظیفہ ہوجاتا ہے جو جسے چاہتا ہے اسی کے ذکر کی کثرت کرتا ہے۔ پھر حضور کے ذکر کے سامنے اور کسی کے ذکر کا کیا ذکر

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو
نمکین حسن والا ہمارا نبی ﷺ

پھر بھی خصوصیت سے علمائے کرام نے مندرجہ ذیل مواقع پر درود شریف پڑھنا مستحب فرمایا ہے:

روزِ جمعہ' شب جمعہ' صبح' شام' مسجد میں جاتے وقت' مسجد سے نکلتے وقت' بوقت زیارتِ روضۂ اطہر' صفا ومروہ پر' خطبہ میں (امام کیلئے)' جواب اذان کے بعد' اجتماع وفراق کے وقت' وضو کرتے وقت' جب کوئی چیز بھول جائے اس وقت' وعظ کہنے اور پڑھنے اور پڑھانے کے وقت خصوصاً حدیث شریف کے اوّل وآخر' سوال وفتویٰ لکھتے وقت' تصنیف کے وقت' نکاح اور منگنی کے وقت اور جب کوئی بڑا کام کرنا ہو۔ (درمختار' ردالمحتار)

سوال: اذان واقامت سے پہلے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اذان یا اقامت سے پہلے درود شریف پڑھنے میں حرج نہیں کہ ہر اہم کام سے پہلے پڑھنا مستحب ہے اور یہ بھی دینی اُمور میں بڑی اہمیت کا مقام ہے مگر درود شریف اور اذان واقامت میں کچھ معمولی فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز اور اذان و اقامت کی آواز میں اتنا فرق وامتیاز رکھیں کہ عوام کو درود شریف اذان یا اقامت کا کوئی حصہ معلوم نہ ہو۔

آجکل اذان واقامت سے انکار کرنے والا یا تو نرا وہابی ہے یا وہابیہ سے سنی سنائی بات منہ سے نکالنے والا جاہل وناواقف مسلمان' مسلمان کو سمجھادیں' وہ سمجھ جائے گا لیکن وہابیہ کی اوندھی مت اسے قبول نہ کرے گی۔

وائے بے انصافی ایسے غم خوار' پیارے کے نام پر جو روزِ ولادت سے آج تک ہماری یاد اپنے پاک روشن مبارک منور دل سے فراموش نہ فرمائے' جان نثار کرنا اور اس کی نعت وستائش اور مدح وفضائل سے' آنکھوں کو روشنی' دل کو ٹھنڈک' جان کو طلاوت دینا واجب یا یہ کہ جہاں تک بس چلے چاند پر خاک ڈالئے اور بلاوجہ ان کی روشن خوبیوں میں ان کے اشتہار و اظہار میں انکار کی راہیں نکالئے اور ان کیلئے فضائل مٹانے کیلئے حیلے بہانے تراشئے **ولٰکن الوھابیۃ قوم لایعقلون.**

سوال: کسی چیز کی خرید وفروخت کے وقت درود پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: گاہک کو سودا دکھاتے وقت تاجر کا اس غرض سے درود شریف پڑھنا یا سبحٰن اللہ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے (تاکہ وہ اسے خریدنے پر آمادہ ہوجائے) ناجائز ہے' یونہی کسی بڑے کو دیکھ کر درود شریف پڑھنا اس نیت سے کہ اور لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہوجائے' اس کی تعظیم کو اٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں' یہ بھی ناجائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: درود شریف کی جگہ صلعم لکھنا کیسا ہے؟

جواب: نام اقدس لکھے تو درود شریف یعنی ﷺ یا ایسا ہی کوئی صیغۂ درود ضرور لکھے کہ بعض علماء کے نزدیک اس وقت درود شریف لکھنا واجب ہے (درمختار، ردالمختار)

درود شریف کی جگہ صلعم یا ص اور علیہ السلام کی بجائے عم یا ع لکھنا ناجائز وحرام ہے۔ یہ بلاء عوام تو عوام اس صدی کے بڑے بڑوں میں پھیلی ہوئی ہے ایک ذرہ سیاہی یا ایک انگل کاغذ یا ایک سیکنڈ وقت بچانے کیلئے کیسی کیسی عظیم برکتوں سے دور پڑتے اور محرومی و بے نصیبی کا شکار ہوتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں، پہلا وہ شخص جس نے ایسا اختصار کیا اس کا ہاتھ کاٹا گیا اسی طرح قدس سرہٗ یا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جگہ ق یا رح لکھنا حماقت، حرمانِ برکت اور سخت محرومی ہے ایسی حرکتوں سے احتراز چاہئے (افادات رضویہ)

سوال: حضور ﷺ ہمارے سلام کا جواب کس طرح دیتے ہیں؟

جواب: خود حضور اقدس ﷺ اِشارہ فرماتے ہیں جو شخص مجھ پر درود وسلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ نے میری روح اطہر کو (جو معرفتِ جنابِ باری میں مستغرق و مشغول رہتی ہے) اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور میں اس کے اِسلام کا جواب خود دیتا ہوں (ابوداوٗد) اور ایک حدیث میں ہے کہ اہلِ محبت کا سلام میں خود (اپنے گوشِ مبارک سے) سنتا ہوں اور میں انہیں پہچانتا ہوں اور دوسرے اُمتیوں کے درود وسلام مجھ پر پیش کر دیے جاتے ہیں۔ (دلائل الخیرات)

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

سوال: بلند آواز سے درود شریف پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: اِس کا جواب بھی حدیث شریف میں دیا گیا اور حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا، جو شخص بلند آواز سے مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کے مرنے کے بعد آسمانوں پر فرشتے بلند آواز سے اس پر درود بھیجتے ہیں (نزہۃ المجالس)

اسی میں فرمایا کہ میں نے امام نووی کی اذکار میں پڑھا کہ نبی ﷺ پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا مستحب ہے چنانچہ علامہ خطیب بغدادی اور دوسرے علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔

سوال: مجمع کے ساتھ درود خوانی کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: مجمع کے ساتھ درود خوانی جیسا کہ مسلمانوں میں بعد نماز دعا سے فارغ ہو کر آیۂ کریمہ پڑھ کر درود شریف پڑھنے یا محافلِ میلاد میں صلوٰۃ وسلام پست یا بلند آواز میں عرض کرنے کا معمول ہے، یہ بھی بلاشبہ جائز ہے۔ صحابہ سے منقول ہے کہ جس مجلس میں نبی ﷺ پر درود بھیجا جاتا ہے اس سے ایک پاکیزہ خوشبو بلند ہوتی ہے اور جب وہ آسمان پر پہنچتی ہے تو فرشتے کہتے ہیں یہ اس مجمع اور مجلس کی خوشبو ہے۔ جس میں نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجا گیا ہے۔ (دلائل الخیرات)

مسلم و ترمذی کی روایت ہے کہ جب کوئی جماعت ذِکرِ الٰہی میں مشغول ہوتی ہے تو فرشتے اس مجلس کو گھیر لیتے ہیں، رحمت اِن کو ڈھانپ لیتی ہے، اِن پر سکینہ (فراغت و دلجمعی) نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اِن کو اِن لوگوں میں یاد کرتا ہے جو اس کے پاس ہیں اور یہ بات ہر مسلمان صاحب ایمان جانتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ بلکہ تمام انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا ذکر بعینہٖ خدا کا ذکر ہے کہ اِن کا ذکر ہے تو اسی لئے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں یہ اللہ کے ولی اور خاص حضور کے بارے میں تو فرمایا کہ میں نے تمہیں اپنے ذکر کا حصہ بنایا ہے تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا تو نبی کریم ﷺ کی یاد عین خدا کی یاد ہے پھر نبی بھی کون؟ وہ جن کی محبت عینِ ایمان بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ایمان کی بھی جان ہے۔

سوال: فضائلِ درود میں کچھ احادیث بیان کریں۔

جواب: درود شریف کے فضائل لامحدود ہیں، اس کی قدر وانتہا کو پہنچنا ہماری حدِ طاقت سے باہر ہے مگر اس فضلِ عظیم کو تو تصور میں لاؤ کہ بھیجنے والا خداوند جلیل ہے اور جس پر بھیجا جا رہا ہے وہ محمد مصطفیٰ جیسے رسولِ بے مثیل ہیں۔ درود شریف پڑھنے کے بارے میں احادیث بکثرت وارد ہیں، تبرکاً بعض ذکر کی جاتی ہیں، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

۱۔ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس بار درود نازل فرمائے گا (مسلم)

۲۔ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ عزوجل اس پر دس درودیں نازل فرمائے گا، اس کی دس خطائیں محو فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔ (نسائی)

۳۔ قیامت کے دن مجھ سے سب سے قریب وہ ہوگا جس نے سب سے زیادہ مجھ پر درود بھیجا ہے۔ (ترمذی)

۴۔ جو مجھ پر درود بھیجتا ہے' جب تک وہ درود خوانی میں مصروف رہتا ہے خدا کے فرشتے اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں' اب اِسے اختیار ہے کہ وہ اس میں کمی کرے یا زیادتی۔ (ابن ماجہ)

۵۔ جس شخص نے لکھ کر مجھ پر درود بھیجا تو جب تک اِس کتاب میں میرا اسم شریف باقی رہیگا خدا کے فرشتے اس پر درود بھیجنے میں مشغول رہیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ فرشتے اس کی مغفرت و نجات کی دعا کرتے رہیں گے اور جس پر فرشتے درود بھیجیں گے وہ جنتی ہوگا۔ (دلائل الخیرات وشفاء شریف)

۶۔ حوضِ کوثر میرے حضور کچھ لوگ آئیں گے جنہیں میں اس لئے پہچان لونگا کہ وہ دنیا میں مجھ پر بکثرت درود بھیجتے تھے۔ (شفاء شریف)

۷۔ قیامت کی سختیوں اور شدتوں سے سب سے پہلے وہ شخص نجات پائے گا جو مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھتا ہے۔ (اصفہانی)

۸۔ جو شخص مجھ پر جمعہ کے روز ۸۰ مرتبہ درود شریف بھیجے اس کے اسی برس کے گناہ معاف فرما دیئے جائیں گے (یعنی صغیرہ گناہ)۔ (جامع صغیر)

۹۔ مجھ پر بکثرت درود بھیجا کرو اس لئے کہ وہ تمہارے لئے زکوٰۃ یعنی فلاح اور نجات کا ذریعہ ہے۔ (ابو یعلی)

۱۰۔ جسے کوئی مشکل پیش آئے اِسے چاہئے کہ مجھ پر درود کی کثرت کرے' درود کے وسیلے سے اس کی مشکلیں حل ہو جائیں گی' غم دور ہو جائیں گے' مصیبتیں ٹل جائیں گی' اس کے رزق میں ترقی ہوگی اور اس کی حاجتیں پوری ہو جائیں گی۔ (دلائل الخیرات)

۱۱۔ جو شخص مجھ پر دس بار صبح اور دس بار شام کو درود بھیجے' روزِ قیامت میری شفاعت اسے پالے گی۔ (طبرانی)

الغرض درود شریف مغفرت و بخشش کا ذریعہ اور سعادتِ دارین کا وسیلہ جلیلہ ہے جو وقت اس میں صرف ہوتا ہے دین و دنیا کی برکتیں لاتا ہے اور جو دم اس سے غفلت میں گزرتا ہے اس دولتِ ابد مدت میں تیرے لئے کمی ہوتی ہے' ہاں فقیر دامن پھیلا اور اپنی جھولی اس دولتِ عظمیٰ سے بھر لے یہ مفت کی نعمت ہے اِسے ہاتھ سے نہ جانے دے' افسوس میں بخل' حرمان و بے نصیبی کی علامت ہے۔ حدیث میں ہے کہ پورا بخیل وہ ہے' جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور مجھ پر درود شریف نہ بھیجے۔ (ترمذی)

صلّی اللہ علی النّبی الامّی والہٖ ﷺ صلوٰۃ وسلاما علیک یا رسول اللہ

سبق ۶

عرضِ سلام بدرگاہ خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

السلام اے خسروِ دنیا و دیں ۔۔۔ السلام اے راحتِ جانِ حزیں
السلام اے بادشاہِ دوجہاں ۔۔۔ السلام اے سرورِ کون و مکاں
السلام اے نورِ ایماں السلام ۔۔۔ السلام اے راحتِ جاں السلام
اے شکیبِ جانِ مضطر السلام ۔۔۔ آفتابِ ذرّہ پرور السلام
درد و غم کے چارہ فرما السلام ۔۔۔ درد مندوں کے مسیحا السلام
اے مرادیں دینے والے السلام ۔۔۔ دونوں عالم کے اجالے السلام
اے عرب کے چاند' اے مہرِ عجم ۔۔۔ اے خدا کے نور اے شمعِ حرم
فرش کی زینت ہے دم سے آپ کے ۔۔۔ عرش کی عزت قدم سے آپ کے
ہم سیہ کاروں پر رحمت کیجئے ۔۔۔ تیرہ بختوں کی شفاعت کیجئے
اپنے بندوں کی مدد فرمایئے ۔۔۔ پیارے حامی مسکراتے آیئے

کیجئے رحمت حسن پر کیجئے
دونوں عالم کی مرادیں دیجئے

سبق ۷

اُمہات المؤمنین

سوال: امہات المؤمنین سے کیا مراد ہے؟

جواب: نبی کریم کی ازواج مطہرات کا لقب امہات المؤمنین ہے' ان میں سے ہر ایک کو جدا جدا ام المؤمنین کہا جاتا ہے یعنی مسلمانوں ایمان والوں کی مائیں' انہیں ایمان والوں کی مائیں کہنے اک راز یہ ہے کہ ایمان والوں کو دوسروں ممتاز کرنے کی علامت کو واضح کردیا جائے اور یہ بتادیا جائے کہ مومن' مسلمان' صاحب ایمان وہ ہے جو حضور ﷺ کی ازواج مطہرات (پاک بیبیاں) کو اپنی ماں جانتا ہو وہ ماں جس کی فرزندی کا شرف اس وقت نصیب ہوتا ہے جو ولاء نبوی اور ایمان میں کمال حاصل ہو' اشرار کو اِن کی فرزندی کا شرف نہیں مل سکتا۔

سوال: اُمہات المؤمنین کے مخصوص فضائل کیا کیا ہیں؟

جواب: پہلی فضیلت یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اِن نفوسِ قدسیہ کو حضور ﷺ کی بیبیاں فرمایا یعنی نبی ﷺ کی بیبیوں کا ازواج النبی ہونا بمنظوری رب العٰلمین ہے اور یہ منظوری فی الواقع ان کیلئے فضیلتِ عظیمہ ہے جبکہ کوئی زن وشوہر یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ اِن کے مابین عقد کا درگاہِ رب العزت میں کیا درجہ ہے۔

دوسری یہ فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ النبی سے اِرشاد فرمایا کہ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاۤءِ (اے نبی کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو) اَلنِّسَآء میں صنفِ نازک کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اِس سے باہر نہیں جاتی جس سے ثابت ہے کہ ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اور شانِ خاص کا ہے' دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی اِن کا ہمسر نہیں' نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کے باعث اِن کا جر دنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔

تیسری فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی کے بیوت (گھروں) کو وحی الٰہی کا مہبط (منزل) بتایا' اِن گھروں کو حکمتِ ربانی کا گہوارہ ٹھہرایا اور سب جانتے ہیں کہ مکان کی عزت مکین سے ہوتی ہے۔

چوتھی فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ کی شانِ رفیع میں آیت تطہیر کو نازل کیا اور قرآن نے فرمایا

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی کو دور فرمائے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا بنادے

اِس آیت کریمہ سے قبل کی آیاتِ کریمہ میں اوّل سے آخر تک تمام کلام کی مخاطب ازواج النبی ہیں اِس لئے اہل البیت کے لفظ کا خطاب بھی انہیں کے لئے ہے جیسا کہ بیوتکن کا خطاب بھی انہیں کے لئے ہے اِس کی تائید عرفِ عام سے بھی ہوتی ہے کیونکہ صاحب خانہ یا گھر والی ہمیشہ بیوی ہی کو کہا جاتا ہے' اہل البیت گھر والی کا عربی ترجمہ ہے۔ اِس لفظ کو وسعت دیکر ہم گھر والوں کا لفظ بولتے ہیں اور اِس کے مفہوم میں بیوی کے علاوہ بچوں کو بھی شامل کرلیتے ہیں' بیوی کو مستثنےٰ کر کے اہلِ خانہ کا لفظ کوئی نہیں بولتا۔

غرض نبی کریم ﷺ کے اہلِ بیت میں آپ کی ازواجِ مطہرات بھی داخل ہیں اور خاتونِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء' علی مرتضیٰ' حسنین کریمین (امام حسن وامام حسین) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب داخل ہیں' آیات واحادیث کے جمع کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہے اور یہی مذہب ہے علمائے اہلسنّت کا۔

چوتھی فضیلت یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی ایک آیت (وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ الاٰیۃ) میں پہلے تو مؤمنین کو ایذائے رسول سے روکا گیا ہے اور پھر خصوصیت کے ساتھ ازواجِ مطہرات کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے' اِس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ایذائے رسول کی جتنی صورتیں ہوسکتی ہیں' اِن سب میں زیادہ سخت وہ صورت ہوگی جس میں ازواج النبی ﷺ میں سے کسی کی شان کے خلاف کوئی رویہ اختیار کیا گیا ہو کیونکہ قرآن پاک نے ایذائے رسول کے تحت میں خصوصیت سے یہی بات بیان فرمائی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ ایک بار ام المؤمنین زینب بنت جحش نے ام المؤمنین صفیہ کو یہودن کہہ دیا' کچھ شک نہیں کہ ان کا نسب یہود بن یعقوب پر ختم ہوتا تھا مگر کہنے کا انداز و لہجہ حقارت آمیز تھا' اتنی بات پر حضور کچھ عرصہ تک اُم المؤمنین زینب کے گھر نہ گئے' جب اُنہیں نے توبہ کی تو خطا بخشی ہوئی' غرض اُمہات المؤمنین میں سے کسی کی شان میں گستاخی' اللہ و رسول کی شان میں دریدہ دہنی ہے اور اسلام و ایمان سے محرومی کا دوسرا نام۔

اِن کے علاوہ اور بھی بہت فضائل قرآن واحادیث میں وارد ہیں جن کی یہاں گنجائش نہیں۔

سوال: اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: اُمہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعداد گیارہ تک پہنچتی ہے اِن کے نام یہ ہیں:

۱۔ حضرتِ خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد
۲۔ حضرت سودہ بنت زمعہ
۳۔ حضرت عائشہ بنت صدیقِ اکبر
۴۔ حضرت حفصہ بنتِ فاروقِ اعظم
۵۔ حضرتِ زینب بنت خزیمہ
۶۔ حضرت ام سلمہ بنت ابی اُمیہ
۷۔ حضرتِ زینب بنت جحش
۸۔ حضرت جویریہ بنت الحارث
۹۔ حضرت اُمّ حبیبہ بنت ابوسفیان
۱۰۔ حضرت صفیہ بنت حیی
۱۱۔ حضرت میمونہ بنت الحارث

(رضی اللہ عنہن)

اِن میں سے اکثر ازواجِ مطہرات کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ باعتبارِ نسب بھی قرابت حاصل ہے۔

سوال: حضرتِ خدیجہ الکبریٰ کے مختصر حالاتِ بیان کریں؟

جواب: اُم المؤمنین حضرتِ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد خویلد بن اسد عرب کے مشہور تاجر اور قریش میں معزز و نامور تھے' اِن کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا اِن کا سلسلۂ نسب بھی حضور کے ساتھ لُوئی میں شامل ہو جاتا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چچا عمرو بن اسد نے آپ کا نکاح نبی ﷺ سے کیا' مہر کے چھ اُونٹ مقرر ہوئے تھے اس وقت آپ کی عمر ۴۰ سال اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر شریف ۲۵ سال تھی۔

حضرت خدیجہ کا لقب زمانہ جاہلیت (قبلِ اسلام) میں بھی طاہرہ تھا یہ اِسلام میں سب سے پہلے داخل ہوئیں' نبی کریم ﷺ نے تمام دنیا و آخرت کی چار برگزیدہ عورتوں میں سے ایک حضرتِ خدیجہ کو شمار کیا ہے'

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ ایک دفعہ نبی ﷺ نے حضرتِ خدیجہ کی تعریف اِن الفاظ میں بیان فرمائی:

۱) وہ مجھ پر ایمان لائی جب اوروں نے کفر کیا۔ ۲) اِس نے میری تصدیق کی جب اوروں نے مجھے جھٹلایا۔ ۳) اِس نے مجھے مال میں شریک کیا جب اوروں نے مجھے کسبِ مال سے روکا۔ ۴) خدا نے مجھے اِس کے بطن سے اولاد دی جب کہ کسی دوسری بیوی سے نہیں ہوئی (یعنی جس سے نسب چلتا ہے)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا ''ابھی خدیجہ حضور کے پاس ایک برتن جس میں کچھ کھانے پینے کی چیز ہے لے کر حاضر ہوتی ہیں' آپ اِن سے رب العٰلمین کا سلام نیز میرا سلام کہہ دیجئے اور اِن کو ایک ایوان جنت کی بشارت دے دیجئے جو خالص مرارید سے ہوگا جس کے اندر کوئی رنج کوئی الم نہیں۔

نبی کریم ﷺ کے فرزانِ نرینہ تِن ہیں ان میں سے ایک یعنی ''حضرتِ ابراہیم'' کی والدہ ماجدہ ماریہ خاتون ہیں جو قبطی نسل سے ہیں اور باقی دو شاہزادے یعنی حضرتِ قاسم اور حضرتِ عبداللہ جن کا لقب طیب و طاہر ہے خدیجۂ طاہرہ سے پیدا ہوئے اور بچپن ہی میں وفات پا گئے۔

نبی کریم ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں اور چاروں خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے ہیں اور سب کی ولادت مکہ معظمہ میں ہوئی

۱۔ زینب جو قاسم سے چھوٹی اور باقی سب اولادِ نبی سے بڑی ہیں اور قدیم الاسلام اِن کا نکاح مکہ ہی میں ابوالعاص بن ربیع سے ہوا تھا جو آپ کی سگی خالہ ہالہ بنت خویلد کے بیٹے ہیں' جنگِ بدر کے بعد آپ نے اسلام قبول کیا اور نبی ﷺ نے چھ سال کی مفارقت کے بعد نکاح اوّل ہی پر سیّدہ زینب کو ابوالعاص کے گھر رخصت کر دیا سیّدہ کا اِنتقال ۸ ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوا اور ابوالعاص نے ۱۲ ھ میں وفات پائی۔

۲۔ حضرت رقیہ جو زینب سے چھوٹی ہیں۔

۳۔ حضرت ام کلثوم جو رقیہ سے چھوٹی ہیں۔

۴۔ حضرتِ فاطمۃ الزہرا جو اُم کلثوم سے چھوٹی ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

جب سیّدہ زینب پیدا ہوئیں تو اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۰ سال کی تھی' یہ اپنی والدہ کے ساتھ ہی داخلِ اِسلام ہو گئیں تھیں۔

سیّدہ رقیہ کا نکاح مکہ ہی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا اِن کے اِنتقال کے بعد سیّدہ اُم کلثوم کا نکاح حضرتِ عثمانِ غنی سے ہوا اِسی لئے ان کو ذوالنورین کا خطاب ملا۔

سیّدہ فاطمۃ الزہراء طیبہ طاہرہ حضرتِ خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے نبی ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہیں' آپ کا نکاح حضرتِ علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ عنہ سے واقعۂ بدر کے بعد اور احد سے پہلے ہوا تھا۔

اُم المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں ''فاطمہ سے بڑھ کر کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کا مشابہ بات چیت میں نہ تھا' وہ جب حضور کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتیں تو نبی کریم ﷺ آگے بڑھتے پیشانی پر بوسہ دیتے اور مرحبا فرمایا کرتے تھے''۔ سیّدہ فاطمہ کو اپنی ہمشیروں پر یہ خاص شرف حاصل ہے کہ دنیا میں اِن ہی کی ذریت چلی اور اِن ہی کی اولاد سے ائمہ عظام ہوئے۔

سیّدہ فاطمۃ الزہراء کے بطنِ اطہر سے امام حسن' امام حسین' سیّدہ کلثوم اور سیّدہ زینب پیدا ہوئیں' حضرتِ خدیجہ الکبریٰ کا اِنتقال رمضان ۱۲ ھ نبوت میں مکہ معظمہ میں ہوا۔

سوال: حضرتِ عائشہ صدیقہ کے حالات بھی مختصراً بیان کریں۔

جواب: اُم المؤمنین حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خلیفۂ اوّل سیّدنا ابوبکر صدیق اکبر کی بیٹی ہیں' اِن کی ماں کا نام ام رومان زینب ہے اِن کا سلسلہ بھی نسب نبوی میں کنانہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کا نکاح شوال ۱۰ نبوت (یعنی اِعلان کے دسویں سال) مکہ معظمہ میں ہوا اور رخصتی شوال ۱ ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔

اُمہات المؤمنین میں یہی وہ خاتون ہیں جن کی اِسلامی خون سے ولادت اور اِسلامی شیر (دودھ) سے پرورش ہوئی اور اُمہات المؤمنین میں یہی وہ طیبہ طاہرہ ہیں جن کا پہلا نکاح نبی ﷺ سے ہوا تھا اور نبی ﷺ نے اس نکاح کو من جانب اللہ قرار دیا تھا۔

صحیح بخاری میں حضرتِ ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''مردوں میں تو بہت سے لوگ تکمیل کے درجے کو پہنچے مگر عورتوں کے اندر صرف مریم بنتِ عمران اور آسیہ زوجہ فرعون ہی تکمیل کے درجے کو پہنچیں اور عائشہ کو تو سب عورتوں پر ایسی فضیلت ہے جیسے ثرید کو سب کھانوں پر ہے۔'' اِسی میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''یہ عائشہ ہی ہے کہ میں اس کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت بھی وحی کا نزول ہوتا ہے مگر دیگر ازواج کے بستروں پر کبھی ایسا نہ ہوا''

یہی وجہ تھی کہ حضورِ اقدس ﷺ نے سیّدہ فاطمۃ الزہراء سے فرمایا:

> ''پیاری بیٹی! جس سے میں محبت کرتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی؟ عرض کیا ضرور یہی ہوگا' اِرشاد فرمایا کہ تب تو بھی عائشہ سے محبت رکھا کر۔'' (بخاری و مسلم)

حضرتِ عائشہ صدیقہ کے کمالات عالیہ پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جیسے بخاری و مسلم میں روایت کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے حضرتِ عائشہ سے فرمایا ''یہ جبریل ہیں اور تم کو سلام کہتے ہیں'' حضرتِ عائشہ نے جواب میں فرمایا کہ اِن پر بھی اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو۔

جنگِ بدر میں جس نشان کے تحت میں ملائکہ نے خدمتِ اِسلام ادا کی اور جس نشان پر اللہ کی اوّلین نصرت و فتح نازل ہوئی وہ نشان حضرتِ عائشہ صدیقہ کی اوڑھنی کا بنایا گیا تھا اور یہ امر آپ کی بڑی فضیلت کو ظاہر کرتا ہے۔ (سیرتِ حلبی)

جن دنوں جنگِ جمل کی اِبتداء تھی حضرتِ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے مسجدِ کوفہ میں مولیٰ علی مرتضیٰ کے جاں نثاروں کے سامنے فرمایا کہ ''میں جانتا ہوں کہ عائشہ نبی ﷺ کی زوجۂ مبارکہ ہیں دنیا و آخرت میں۔''

ایک غزوہ میں آپ کی سواری کیمپ میں دیر سے پہنچی تو اِس پر منافقین نے اِن کی شان پاک میں گستاخانہ کلمات کہے' چند مسلمان بھی اِن کے بھرے میں آ گئے جنسِ لطیف وصفِ نازک کیلئے ایسا موقع سخت پریشان کن ہوتا ہے لیکن اس وقت بھی اِن کی قوت ایمانیہ اور پاک فطرت کی عجیب شان نظر آئی خود فرماتی ہیں کہ مجھے اپنی پاکدامنی کی وجہ سے یقین کامل تھا کہ میری طہارت و پاکیزگی کے بارے میں حضور ﷺ کو خواب میں بتا دیا جائے گا مگر اِس کا مجھے شان گمان بھی نہ تھا کہ میرے حق میں وحی الٰہی کا نزول ہو گا۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام دودھ پیتے بچے اور حضرتِ مریم کو حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام کی گواہی سے لوگوں کی بدگمانی سے نجات بخشی اور جب حضرت صدیقہ عائشہ طیبہ پر بہتان اُٹھا تو خود ان کی پاکدامنی کی گواہی دی اور سترہ آیتیں نازل فرمائیں اگر چاہتا ایک ایک درخت اور پتھر سے گواہی دلواتا مگر منظور یہ ہوا کہ محبوبہ محبوب کی طہارت و پاکدامنی پر خود گواہی دیں اور عزت و اِمتیاز اِن کا بڑھائیں (تجلی الیقین) قرآنِ پاک اُترا مولائے کریم نے صدیقہ کی نصِ فرمائی' بے قصوری ظاہر کی' اِن کو طیبہ ٹھہرایا اور خبر دی کہ مغفرت اور رزقِ کریم اِن ہی کیلئے ہے۔

غرض یہ وہ ہیں کہ اِن کی پاکیزگی اور پاکدامنی کی آواز سے زمین و آسمان گونج اُٹھے اور وہ وحی اُتری جس کی قیامت تک نمازوں میں اور محرابوں میں تلاوت کی جائے گی' پھر جو تفقہ اُنہوں نے دین میں پایا اور جو تبلیغ اُنہوں نے اُمت کو فرمائی اور علم نبوت کی اِشاعت میں جو کوششیں اُنہوں نے فرمائیں اور جو علمی خزانے اور گنجینے اُنہوں نے فرزندانِ اُمت مرحومہ کو پہنچائے وہ ایسی فضیلت ہے جو ازواج میں سے کسی دوسری اُم المؤمنین کو نصیب نہیں۔

کتبِ احادیث میں اِن کی روایات کی تعداد دو ہزار دو سو دس ہے' فتاویٰ شرعیہ اور علمی دقائق کا حل اور دوسری خدمات کا شمار اِن کے علاوہ ہے۔

صدیقہ عائشہ نے ۶۳ سال کی عمر میں ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ کو مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں اِستراحت فرمائی۔

سوال: دیگر اُمہات المؤمنین کے حالات پر بھی مختصر روشنی ڈالیں۔

جواب: دیگر ازواجِ مطہرات کے مختصر حالات یہ ہیں:

اُمّ المؤمنین سودہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ کے والد کا نام زمعہ بن قیس ہے اِن کے ننھیالی نبی ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے ننھیالی تھے۔

یہ پہلے ایمان لائیں پھر اِن کی ترغیب سے اِن کے شوہر سکران بن عمرو بن عبدود بھی مشرب بہ اسلام ہوئے سکران نے حبش میں اِنتقال کیا تو حضور ﷺ نے انہیں زوجیت کا شرف بخشا۔

نکاح کے وقت اِن کی عمر ۵۰ سال تھی' ۱۴ سال خدمتِ اقدس کا موقع ملا' ۷۲ سال کی عمر میں مدینہ طیبہ میں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے آخری دورِ خلافت میں وفات پائی اِن سے ۵ حدیثیں مروی ہیں۔

حضرتِ سودہ کا اُم المؤمنین کے درجہ پر فائز ہونے کا سبب اصلی اِن کا اور اِن کے خاندان کا قدیم الاسلام ہونا اور اِسلام کیلئے ہجرتِ حبش کرنا تھا۔

اُمّ المؤمنین حفصہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں ان کے شوہر خنیس نے ہجرتِ حبشہ اور پھر ہجرتِ مدینہ کی تھی' بدر و احد میں حاضر ہوئے اور جنگِ احد میں زخمی ہوکر مدینہ میں وفات پائی' اِن کی شہادت کے بعد نبی ﷺ نے اِن سے نکاح فرمایا' ایک حدیث میں ہے کہ حضرتِ جبریل نے اِن کی تعریف اِن الفاظ میں کی تھی کہ:

فَاِنَّمَا قَوَّامَةٌ صَوَّامَةٌ وَاِنَّمَا زَوْجَتُکَ فِی الْجَنَّةِ

وہ بہت عبادت گزار' بڑی روزے دار اور بہشت میں آپ کی زوجہ ہیں

نکاح کے وقت آپ کی عمر ۲۲ سال تھی' ۵۹ سال کی عمر میں ۴۱ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی' ۹ سال حق خدمتِ سرکار میں گزارے' اِن سے ۶۰ حدیثیں مروی ہیں۔

اُمّ المؤمنین زینب بنت خزیمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

جاہلیت میں اِن کا لقب اُم المساکین تھا' اِن کا پہلا نکاح طفیل سے' دوسرا عبید سے اور تیسرا نکاح عبداللہ بن جحش سے ہوا جو اُم المؤمنین زینب بنت جحش کے بھائی ہیں جنگِ احد میں وہ شہید ہوگئے تو حضورِ اقدس نے اِن سے نکاح کرلیا' نکاح کے بعد صرف دو یا تین مہینے زندہ رہیں۔

اُمّ المؤمنین اُم سلمہ (ھند) (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ان کے والد کا نام ابی اُمیہ تھا' نبی کریم ﷺ سے پیشتر حضرتِ ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں جو حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی ہیں' ام سلمہ نے اپنے شوہر کے ساتھ اوّل ہجرتِ حبش کی تھی اور پھر کے واپس آگئے تھے' دوبارہ جب آپ مدینے جانے کی نیت سے ہجرت پر نکلے تو ان کے گھر والوں نے انہیں روک لیا' یہ ایک سال تک برابر روتی رہیں حتیٰ کہ سنگ دل عزیزوں نے مع بچہ (سلمہ) کے انہیں سفر کی اجازت دے دی اور یہ بھی مدینہ طیبہ پہنچ گئیں' ابوسلمہ جنگِ احد میں زخمی ہوکر جانبر نہ ہوسکے' چھوٹے چھوٹے بچوں اور قرابت و محبت کی وجہ سے حضور کو ابوسلمہ سے تھی آپ نے اُم سلمہ سے نکاح کرلیا' ۸۴ سال کی عمر پائی' ۷ سال خدمتِ اقدس میں گزارے' آپ سے ۱۳۷۸ احادیث مروی ہیں۔

اُمّ المؤمنین زینب بنت حجش (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

ان کی والدہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب نبی ﷺ کی حقیقی پھوپھی ہیں' اِن کا پہلا نکاح زید بن حارثہ کے ساتھ ہوا تھا' زید بن حارثہ نجیب الطرفین تھے جنہیں لڑکپن میں ایک گروہ نے اغوا کر کے بیچ ڈالا تھا' حکیم بن حزام اِن کو حضرتِ خدیجۃ الکبریٰ کے لئے خرید لائے اور آپ نے انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں دے دیا' حضور کو آپ سے جو محبت تھی اِس کے باعث لوگ آپ کو ''زید بن محمد'' کہا کرتے تھے۔

زینب بنت جحش کی اپنے شوہر کے ساتھ نہ بنی اور حضرتِ زید نے آپ کو طلاق دے دی تو حکم قرآنی کے ماتحت حضرتِ زینب کو نبی ﷺ اپنی زوجیت میں لے لیا اور اِس طرح اِس جاہلانہ رسم کی جڑ کٹ گئی کہ لے پالک بیٹے یا منہ بولے فرزند کی بیوی بھی حقیقی فرزند کی بیوی کی مانند باپ پر حرام ہوتی ہے۔

حضرتِ زینب نے ۲۰ھ میں ۵۲ سال کی عمر میں مدینہ میں وفات پائی' ۶ سال خدمت اقدس میں رہیں۔

اُمّ المؤمنین جویریہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ ایک غزوہ میں اسیر ہوکر آئیں تو حضور ﷺ نے اِن کا زرِ کتابت (آزادی کے بدلے کی رقم) دے کر انہیں آزاد کرایا اور پھر اپنی زوجیت سے مشرف فرمایا لوگوں کو خبر ہوئی تو اُنہوں نے اِن کے قبیلے بنوالمصطلق کے سب قیدیوں کو جو سو سے زیادہ تھے چھوڑ دیا کہ یہ حضور ﷺ کے رشتے دار ہوگئے تھے۔

ربیع الاوّل ۵۶ھ میں وفات پائی وقت اِنتقال آپ کی عمر ۶۵ سال تھی' ۷ حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

اُمّ المؤمنین اُمِ حبیبہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

آپ بیٹی ہیں ابوسفیان بن اُمیّہ کی جو فتح مکہ سے ایک دو روز پہلے مسلمان ہوئے۔ نہایت قدیم الاسلام ہیں' اِسلام کیلئے اُنہوں نے باپ بھائی خویش قبیلہ اور وطن سب کو چھوڑ مگر اِسلام پر قائم رہیں' یہ حبشہ ہی میں تھیں کہ نبی ﷺ کو اِن کے حالات کا علم ہوا تو آپ نے ہی شاہ حبشہ کو لکھا کہ

میری طرف سے شادی کا پیام اُم حبیبہ کو دیں' آپ کو جس لونڈی نے یہ پیام پہنچایا اُسے تمام زیور جو جسم پر تھا عطا فرما دیا۔
نجاشی نے مجلسِ نکاح خود منعقد کی اور حضور ﷺ کے وکلاء کی موجودگی میں یہ نکاح عمل میں آیا پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئیں اور ۴۴ھ میں مدینہ میں وفات پائی' وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۴ سال تھی۔ ۶۵ حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔
اُمّ المؤمنین اُمِ حبیبہ پاکیزہ ذات' حمیدہ صفات اور عالی ہمت تھیں۔

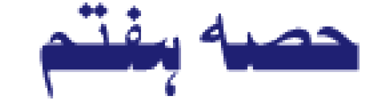
اُمّ المؤمنین صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

اِن کا سلسلۂ نسب حضرتِ ہارون علیہ السلام سے ملتا ہے بنی اِسرائیل سے ہیں اِن کا دوسرا شوہر جنگِ خیبر میں مارا گیا اور یہ قید ہوئیں' چونکہ بنوقریظہ اور بنونضیر کی عالی مرتبہ سیّدہ (سردار) تھیں اِس لئے صحابہ کے مشورے سے حضور نے انھیں آزاد فرما کر اپنے نکاح میں لے لیا' تقریباً ۴ سال خدمت میں بسر کئے' اِن کا اِنتقال رمضان ۵۰ھ میں ہوا' ۱۰ احدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

اُمّ المؤمنین میمونہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)

نبی ﷺ نے ۷ھ میں عمرہ فرمایا تو حضرتِ میمونہ بیوہ تھیں' حضور کے چچا حضرتِ عباس نے اِن کے بارے میں حضور سے ذکر کیا تو آپ نے اِن سے نکاح کر لیا' تقریباً ۱/۴-۳ سال خدمت والا میں گزارے' ۵۱ھ میں اِسی مکان میں وصال فرمایا جہاں نکاح ہوا تھا' یہ آخری ازواج مطہرات سے ہیں عمر ۸۰ سال کی پائی۔

اہلِ اِسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام



حصہ ہفتم

اسلامی عبادات

زکوٰۃ کا بیان

سبق ۸

سوال: زکوٰۃ کسے کہتے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ دراصل اِس صفتِ ہمدردی ورحم کے باقاعدہ اِستعمال کا نام ہے جو ایک مالدار مسلمان کے دل میں دوسرے حاجتمند مسلمان کے ساتھ فطرۃً موجود ہے یا یوں کہہ لو کہ آپس میں مسلمانوں کے درمیان ہمدردی اور باہم ایک دوسرے کی مخصوص مالی امداد اور اعانت کا نام زکوٰۃ ہے' لیکن اِصطلاحِ شریعت میں زکوٰۃ مال کے ایک حصہ کا جو شریعت نے مقرر کیا ہے۔ مخصوص مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے۔

سوال: اِسلام میں زکوٰۃ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اِس سے ہوتا ہے کہ:

۱۔ زکوٰۃ دین کا فرضِ اعظم اور ارکانِ اِسلام کا تیسرا اہم رکن ہے۔

۲۔ قرآنِ عظیم میں بیسیوں جگہ نماز کے ساتھ اِس کا ذکر فرمایا گیا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے بندوں کو اِس فرض کی طرف بلایا۔

۴۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو سخت عذاب سے ڈرایا۔

۵۔ صاف صاف بتایا کہ زنہار (ہرگز ہرگز) یہ نہ سمجھنا کہ زکوٰۃ دی تو مال میں سے اِتنا کم ہو گیا بلکہ اِس سے مال بڑھتا ہے۔

۶۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں میں شمار ہوتے ہیں اور کمال ایمان کی نشانی ہے۔

۷۔ زکوٰۃ سے جی چرانے والوں کا حشر خراب ہوتا ہے اور مال بھی برباد جاتا ہے۔

۸۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا اِنکار کفر ہے اور منکر کافر' اسلامی برادری سے خارج ہے۔

۹۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا سخت' ناشکرا اور گنہگار ہے اور آخرت میں ملعون۔

۱۰۔ ادا میں تاخیر کرنے والے گنہگار اور مردود الشہادۃ ہے' اِس کی گواہی نامقبول۔

سوال: زکوٰۃ کیسے ادا اور کیونکر فرض ہوئی؟

جواب: اِسلام میں شروع ہی سے مسلمانوں کی خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی تھی کہ وہ حتی الامکان ایک دوسرے کے کام آئیں اور ضرورت سے زیادہ جو بھی پائیں وہ مسکینوں' یتیموں' بیواؤں اور حاجت مندوں پر صرف کریں اور اپنی ہمدردی وغمگساری کو دوسرے مسلمانوں کا رفیق بنائیں' آسان اِسلام کی اِس پاکیزہ تعلیم کی بدولت مسلمان غرباء ومساکین کی امداد واعانت میں جو کچھ بن پڑتا اِس میں کمی نہ کرتے' تاہم ایسا کوئی قاعدہ مقرر نہ تھا جس پر بطورِ آئین وضابطہ کے عمل کیا جاتا ہو۔

مکہ معظمہ سے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں آ کر جب مسلمانوں کو کسی قدر اِطمینان وسکون نصیب ہوا' انہیں فتوحات نصیب ہوئیں' زمینیں اور جاگیریں ہاتھ آئیں اُنہوں نے اپنا کاروبار شروع کیا اور تجارت کی آمدنی بڑھی تو رفتہ رفتہ مناسب حالات کے تحت زکوٰۃ کا پورا نظام فتح مکہ کے بعد مکمل ہوا اور اِس کے احکام وقوانین مرتب ہوئے اور نظام زکوٰۃ نے آئین وضابطہ کی شکل اِختیار کی۔

سوال: زکوٰۃ ادا کرنے سے ادا کرنے والے کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: زکوٰۃ ادا کرنے والے کو یہ فائدہ بھی ہوتا ہے کہ:

۱۔ سخاوت کے باعث اِس کا سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ مال کی ناجائز محبت اِس کے دل میں گھر نہیں کرتی۔

۳۔ بخل اور اِمساک یعنی کنجوسی سے اِس کا دامن ملوث نہیں ہوتا۔

۴۔ زکوٰۃ دینے سے کاروبار اور دولت وثروت میں ترقی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

۵۔ غرباء ومساکین کو وہ اپنی ہی قوم کا ایک حصہ سمجھتا ہے' اس لئے بے حد دولت کا جمع ہو جانا بھی اس میں تکبر اور غرور پیدا نہیں ہونے دیتا۔

۶۔ غرباء ومساکین کو اس کے ساتھ ایک اُنس ومحبت اور اس کی دولت وثروت کے ساتھ ہمدردی وخیر خواہی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس کے دل میں اپنا ایک حصہ موجود وقائم سمجھتے ہیں۔

۷۔ دولتمند مسلمان کی دولت ایک ایسی کمپنی کی مثال پیدا کر لیتی ہے جس میں ادنیٰ واعلیٰ حصہ کے حصہ دار شامل ہوتے ہیں۔

۸۔ دولتمند اور دیندار مسلمان ہمیشہ قابلِ ہمدردی اشخاص کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں تاکہ ان کی مدد کر کے ان کے زخم دل پر مرہم رکھیں اور یہ بڑی سعادت ہے۔

یہ چند فائدے تو دنیاوی ہیں' روحانی اور اُخروی فائدے جو آخرت میں اس کے کام آئیں گے' ان فوائد کے علاوہ ہیں۔

سوال: زکوٰۃ کے اموال سے قوم کو کیا فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب: جو نقد وجنس زکوٰۃ سے حاصل ہوتی ہے اس سے قوم کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ

۱۔ بھیک مانگنے کی رسم قوم سے بالکل مفقود ہو جاتی ہے۔

۲۔ جو لوگ حاجتمند ہونے کے باوجود کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے' اموالِ زکوٰۃ کی بدولت اپنی آبرو اور خودداری کو ہر حال میں قائم رکھ سکتے ہیں۔

۳۔ جو لوگ اپنی محنت وکوشش سے اپنی روزی کمانے کی صلاحیت نہیں رکھتے جیسے بوڑھے' لولے لنگڑے' فالج زدہ' کوڑھی وغیرہ دوسرے اہلِ حاجت' ان کی ضروریاتِ زندگی کی ان اموال سے کفالت ہو جاتی ہے۔

۴۔ وہ قرضدار جو اپنا قرض آپ کسی طرح ادا نہیں کر سکتے' یہ اموال ان کی دستگیری کرتے اور انہیں نئی زندگی بخشتے ہیں۔

۵۔ مسافروں کی راحت رسانی اور ان کی مالی اعانت' اس سے بخوبی ہو سکتی ہے' مسافرت کی حالت میں' دیس سے دور' صحرا و بیاباں بلکہ آبادی میں بھی آدمی کسی حادثہ سے دوچار ہو جائے تو اموالِ زکوٰۃ اس کیلئے نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں۔

۶۔ دینی علوم کی خاطر وطن عزیز سے دور' قریہ قریہ' شہر شہر سفر کرنے والے طلبہ کے اس رقم کی فراہمی سے ہزاروں کام بن جاتے ہیں' شائقین علم دین کی حاجت برآری کے علاوہ علوم دینیہ کی سرپرستی بھی ہو جاتی ہے۔

۷۔ یتیموں اور بیواؤں کی اس طرح خبر گیری ہو جاتی ہے کہ ان کے ننھے یتیمی اور بیوگی سوہانِ روح نہیں بنتی۔

۸۔ اموالِ زکوٰۃ' غلامی کی بیڑیاں کاٹ کر آزادی کی نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔

دراصل تمدن انسانی کا سب سے مشکل مسئلہ یہ ہے کہ کسی قوم کے افراد میں فقر ودولت کے لحاظ سے کیونکر ایک تناسب قائم کیا جائے تاکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر نہ رہ جائے' آج تک کوئی انسانی دماغ اس عقدہ کی گرہ کشائی نہ کر سکا اور کسی تدبیر سے یہ مشکل حل نہ ہو سکی اور افرادی ملکیت پر سے حق ملکیت کا اُٹھا دیا جانا اور شخصی قبضہ سے نکال کر جمہوری ملک میں چلا جانا عملاً اس قدر محال ہے کہ دنیا میں کبھی بھی کسی بھی قوم وملک میں صحیح طور پر اس کا رواج نہ قائم ہوا اور نہ جبر وتشدد کا تسلط کسی قوم وملک میں ہمیشہ باقی رہ سکتا ہے۔ اسلام نے' جو مسلمانوں کو دنیا کی برترین متمدن قوم بنانا چاہتا ہے' اس مسئلہ پر توجہ دی اور اسے ہمیشہ کیلئے حل کر دیا اور اسی کا نام فرضیتِ زکوٰۃ ہے۔

سوال: قرآن وحدیث میں زکوٰۃ کے کچھ فضائل بیان کریں۔

جواب: قرآن وحدیث، زکوٰۃ وخیرات کے فضائل سے مالا مال ہیں، قرآنِ عظیم کی ایک آیت کریمہ میں فرمایا کہ "جو لوگ اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی کہاوت اس دانہ کی ہے جس سے سات بالیں نکلیں، ہر بال میں سو دانے اور اللہ جسے چاہتا ہے زیادہ دیتا ہے۔

صاف بتادیا کہ زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا اور دولت میں بے حساب برکتیں لاتا ہے، اس کا صریح مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ نہ دینے سے مال میں تباہی و بربادی آتی ہے اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ زکوٰۃ دے کر اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کرلو۔ (ابوداؤد)

بعض درختوں میں کچھ فاسد اجزاء اس قسم کے پیدا ہوجاتے ہیں کہ پیڑ کی اٹھان کو روک دیتے ہیں، احمق نادان انہیں نہ تراشے گا کہ میرے پیڑ سے اتنا کم ہوجائے گا مگر عاقل ہوشمند تو جانتا ہے کہ ان کے چھانٹنے سے یہ نونہال لہلہا کر درخت بنے گا ورنہ یونہی مرجھا کر رہ جائے گا، یہی حساب زکوٰۃ مال کا ہے۔ قرآن کریم ہی کا یہ ارشاد ہے "اور جو کچھ تم خرچ کروگے اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔"

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کھجور برابر، حلال کمائی سے صدقہ کرے اور اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا مگر حلال کو، تو اسے اللہ تعالیٰ دستِ راست سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے مالک کیلئے پرورش فرماتا ہے جیسے تم میں کوئی اپنے بچھیرے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ صدقہ پہاڑ برابر ہوجاتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا (دو چیزیں) خرچ کرے وہ جنت کے سب دروازوں سے بلایا جائے گا۔

سوال: زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی مذمت کا جو بھی کچھ حال بتائیں۔

جواب: قرآنِ کریم میں ہے کہ "جو لوگ جوڑتے ہیں، سونا چاندی اور اسے خدا کی راہ میں نہیں اُٹھاتے یعنی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنادو، جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی جہنم کی آگ سے پس داغی جائیں گی اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں (اور ان سے کہا جائے گا) یہ ہے وہ مال جو تم نے اپنے لئے جوڑ کر رکھا تھا، اب چکھو مزہ اس جوڑنے کا۔

پھر اس داغ دینے کو یہ نہ سمجھنا کہ کوئی ہلکا سا چھکا لگا دیا جائے گا یہ پیشانی و پشت یا پہلو کی چربی نکل کر بس ہوگی بلکہ اس کا حال بھی حدیث میں بیان فرمایا کہ جو شخص سونے چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق ادا نہ کرے (یعنی اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے) تو جب قیامت کا دن ہوگا۔ اس کیلئے آگ کے پتر بنائے جائیں گے اور ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور ان سے اس کی کروٹ اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائیگی، جب ٹھنڈے ہونے پر آئیں گے پھر ویسے ہی کردیے جائیں گے، یہ معاملہ اس دن کا ہے جس کی مقدار پچاس ہزار برس ہے یہاں تک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے، اب وہ اپنی راہ دیکھے گا خواہ جنت کی طرف جائے یا جہنم کی طرف۔

اور اُونٹ کے بارے میں فرمایا جو اس کا حق ادا نہیں کرتا، قیامت کے دن ہموار میدان میں لٹادیا جائے گا اور وہ اُونٹ سب کے سب نہایت فربہ ہوکر آئیں گے، پاؤں سے اسے روندیں گے اور منہ سے کاٹیں گے۔ جب ان کی پچھلی جماعت گزر جائیگی، پہلی لوٹے گی، ایسا ہی گائے اور بکریوں کے بارے میں فرمایا کہ اسے ہموار میدان میں لٹائیں گے اور وہ سب کی سب گائے بکریاں سینگوں سے ماریں گی اور کھروں سے روندیں گی۔ (مسلم و بخاری)

اور دوسری احادیث میں آیا ہے کہ خشکی وتری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ دوزخ میں سب سے پہلے تین اشخاص جائیں گے، ان میں سے ایک وہ تونگر ہے جو اپنے مال میں اللہ عزوجل کا حق ادا نہیں کرتا۔

سوال: جو شخص زکوٰۃ نہ دے مگر روپیہ نیک کاموں میں صرف کرے، اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: زکوٰۃ دینے کی آفتیں وہ نہیں جن کی تاب آسکے ابھی اوپر گزرا کہ زکوٰۃ نہ دینے والے کو ہزار ہا سال اِن سخت عذابوں میں گرفتاری کی اُمید رکھنی چاہئے کہ ضعیف وناتواں اِنسان کی کا جان' اگر پہاڑوں پر ڈالی جائیں' وہ سرمہ ہوکر خاک میں مل ہوجائیں' پھر اس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جھوٹے سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ تعالیٰ کا فرض اور اس بادشاہِ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے۔ یہ شیطان کا بڑا دھوکہ ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے' نادان سمجھتا ہے کہ نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل' بے فرض نرے دھوکے کی ٹٹی ہے' اس کا قبول ہونا درکنار زکوٰۃ نہ دینے کا وبال گردن پر موجود رہتا ہے' فرض' خاص سلطانی قرض ہے اور نفل گویا تحفہ ونذرانہ' قرض نہ دیجئے اور بالائی تحفے بھیجئے تو کیا وہ قابلِ قبول ہونگے؟ خصوصاً اِس شہنشاہِ غنی کی بارگاہ میں۔

سوال: مسلمان فقیر کو زکوٰۃ کا مالک کر دینے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: تملیکِ فقیر کہ زکوٰۃ کا رکن ہے' اس کا مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والا زکوٰۃ صرف بہ نیت زکوٰۃ وادائے فرض اور حکمِ اِلٰہی کی بجا آوری کی نیت سے دے اس مال سے اپنا نفع بالکل اُٹھالے اور جسے یہ زکوٰۃ دی اِسے بالکل مختار بنادے کہ جس طرح اور جس جائز کام میں چاہے صرف کرے۔

سوال: زکوٰۃ کی رقم سے محتاجوں کو کھانا کھلا دیا جائے تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر فقیروں مسکینوں کو مثلاً اپنے گھر بلا کر' کھانا پکا کر' بطورِ دعوت کھلا دیا تو ہرگز زکوٰۃ ادا نہ ہوگی' ہاں اگر صاحبِ زکوٰۃ نے کھانا بغیر پکائے یا پکا کر مستحق لوگوں کے گھر پہنچا دیا یا اپنے ہی گھر کھلایا مگر صراحت سے انہیں پہلے مالک کر دیا کہ یہاں کھائیں خواہ لے جائیں تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی کہ تملیکِ فقیر پائی گئی اور زکوٰۃ میں یہی لازم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: زکوٰۃ کیسے شخص کو دینا چاہئے یعنی اس کا مالک کسے بنایا جائے؟

جواب: مستحق زکوٰۃ کو مالک کرنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ ایسے کو دے جو مال کو مال سمجھتا اور قبضہ کرنا جانتا ہو یعنی ایسا نہ ہو کہ پھینک دے یا دھوکہ کھائے' ورنہ ادا نہ ہوگی مثلاً نہایت چھوٹے بچے یا پاگل کو دینا اور اگر بچہ ہی کو دینا ہے اور بچے کو اتنی عقل نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کا باپ یا جس کی نگرانی میں ہے' وہ قبضہ کریں (درمختار' ردالمحتار) اور یہ مال اس بچہ ہی کی ملک ہوگا جس کیلئے دیا گیا۔

سوال: زکوٰۃ' مردہ کے کفن دفن ومسجد کی تعمیر میں صرف کرسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ کا روپیہ مردہ کی تجہیز وتکفین (کفن دفن) یا مسجد کی تعمیر میں نہیں صرف کرسکتے کہ تملیکِ فقیر نہیں پائی گئی اور ان اُمور میں صرف کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کردیں اور وہ صرف کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا بلکہ حدیث میں آیا اگر سو ۱۰۰ ہاتھوں میں صدقہ گزرا تو سب کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا دینے والے کیلئے اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ (ردالمحتار)

یوں ہی مال زکوٰۃ سے میت کا قرض ادا کرنا یا اس سے پل' سرائے' سقایہ' سبیل یا سڑک بنوا دینا یا ہسپتال تعمیر کرنا یا کنواں کھدوا دینا کافی نہیں کہ یہ مال فقیر کی ملک میں نہ گیا۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: مالِ زکوٰۃ مدرسۂ اِسلامیہ میں لینا دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مدرسۂ اسلامیہ اگر صحیح اِسلامیہ خاص اہلسنّت کا ہو نیچریوں' قادیانیوں' رافضیوں وغیرہم مرتدین کا نہ ہو تو اس میں مالِ زکوٰۃ اس شرط پر دیا جاسکتا ہے کہ مدرسہ کا مہتمم اس مال کو جدا رکھے اور خاص تملیکِ فقیر کے مصارف میں صرف کرے' مدرسین یا دیگر ملازمین کی تنخواہ اس سے نہیں دی جاسکتی' نہ مدرسہ کی تعمیر یا مرمت یا فرش وغیرہ میں صرف ہوسکتی ہے ہاں اگر روپیہ بہ نیت زکوٰۃ کسی مصرفِ زکوٰۃ کو دے کر مالک کردیں وہ اپنی طرف سے مدرسہ کو دیدے تو تنخواہ مدرسین وملازمین وغیرہ جملہ مصارف مدرسہ میں صرف ہوسکتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سبق ۹

سوال: زکوٰۃ فرض ہونے کی شرطیں کیا ہیں؟

جواب: زکوٰۃ فرض ہونے کیلئے چند شرطیں ہیں:

۱۔ مسلمان ہونا' کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

۲۔ بالغ ہونا' نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

۳۔ عاقل ہونا' بوہرے پر زکوٰۃ فرض نہیں جبکہ اسی حالت میں سال گزر جائے اور اگر کبھی کبھی اِسے افاقہ ہو جاتا ہے تو فرض ہے۔

۴۔ آزاد ہونا' غلام پر زکوٰۃ نہیں اگرچہ اس کے ملک نے تجارت کی اجازت دیدی ہو۔

۵۔ مال بقدرِ نصاب اس کی ملک میں ہونا' اگر نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ نہیں۔

۶۔ پورے طور پر اس کا مالک ہونا' یعنی اس پر قبضہ بھی ہو۔

۷۔ نصاب کا دین (قرض) سے فارغ (بچا ہوا) ہونا۔

۸۔ نصاب کا حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہونا۔

۹۔ مال کا نامی ہونا یعنی بڑھنے والا' خواہ حقیقۃً ہو یا حکماً۔

۱۰۔ نصاب پر ایک سال کا مال کا گزر جانا۔ (عامۂ کتب)

سوال: دین سے نصاب کے فارغ ہونے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص نصاب کا مالک ہے مگر اس پر قرض ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد نصاب زکوٰۃ باقی نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں یا یہ خود مقروض نہیں بلکہ کسی مقروض کا کفیل (ضامن) ہے اور ضمانت کے روپے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتی تو زکوٰۃ فرض نہیں کہ قرضخواہ کو اختیار ہے کہ اسی سے اپنے مال کا مطالبہ کرے۔ (عالمگیری' ردالمختار)

سوال: حاجتِ اصلیہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: جس چیز کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے' اِسے حاجتِ اصلیہ کہتے ہیں' اس میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان' جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے' خانہ داری کا سامان' سواری کے جانور' پیشہ وروں کے اوزار' اہلِ علم کیلئے حاجت کی کتابیں' کھانے کیلئے غلّہ (ردالمختار) یونہی حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے کیلئے روپے پیسے۔

سوال: مالِ نامی سے کیا مراد ہے؟

جواب: مال دو قسم کے ہیں' ایک یہ کہ وہ پیدا ہی اس لئے ہوئے ہیں کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں' اِسے پیدائشی کہتے ہیں جیسے سونا چاندی' دوسرے وہ مال ہو اس کیلئے پیدا تو نہیں ہوئے مگر ان سے یہ کام بھی لیا جاتا ہے' اِسے فعلی (کام چلانے والا) مال کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں کہ تجارت سے سب میں نُمو (زیادتی) ہوگی' سونے چاندی میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے جبکہ بقدرِ نصاب ہوں' اگرچہ دفن کر کے رکھیں ہوں' تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہے کہ ان میں تجارت کی نیت ہو' یہی حکم پرائی پر چھوٹے ہوئے جانوروں اُونٹ گائے بھینس بیل بکری بھیڑ دنبہ کا ہے اور سکۂ رائج الوقت سونے چاندی کے حکم میں ہے۔ (عامۂ کتب)

سوال: نصاب پر سال گزرنے سے کونسا سال مراد ہے؟

جواب: سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے' یوں سمجھو کہ سب میں پہلی جس عربی مہینے کی جس تاریخ جس گھنٹے منٹ پر وہ مالکِ نصاب ہوا' وہی مہینہ تاریخ گھنٹہ منٹ اس کیلئے زکوٰۃ کا سال ہے' آمدنی کا سال خواہ کبھی سے شروع ہوتا ہو اور شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہو گئی تو اس کمی کا کوئی اثر زکوٰۃ پر نہیں پڑے گا یعنی زکوٰۃ واجب ہے۔ (عالمگیری)

سوال: مالِ تجارت کو درمیان سال کسی اور چیز سے بدل لیا تو اب اس مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

جواب: مالِ تجارت یا سونے چاندی کو درمیان سال میں اپنی ہی جنس مثلاً زیورات سے بدل لیا یا کوئی اور جنس بدلے میں لے لی تو اس کی وجہ سے سال گزرنے میں نقصان نہ آیا بلکہ زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (عالمگیری)

سوال: مالکِ نصاب کا مال درمیانِ سال میں بڑھ جائے تو کتنے مال پر زکوٰۃ ہوگی؟

جواب: جو شخص مالکِ نصاب ہے' اگر درمیان سال میں کچھ اور مال اسی جنس کا اِسے حاصل ہوگیا تو اِس نئے مال کا جدا سال نہیں بلکہ پہلے مال کا ختم سال' اِس کے نئے بھی سالِ تمام ہے اگرچہ یہ مال سالِ تمام سے ایک ہی منٹ پہلے حاصل کیا ہو۔ (جوہرہ نیرہ)

سوال: نماز کی طرح کیا زکوٰۃ میں بھی نیت شرط ہے؟

جواب: ہاں! زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لئے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکوٰۃ شرط ہے' نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے کہ یہ مالِ زکوٰۃ ہے لہٰذا اگر کوئی شخص سال بھر تک خیرات کرتا رہا' اب نیت کی کہ جو کچھ دیا ہے' سب زکوٰۃ ہے تو یہ نیت معتبر نہیں اور زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ (عالمگیری)

یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہئے کہ جس طرح زکوٰۃ میں نیت شرط ہے' بے اس کے ادا نہیں ہوتی' اسی طرح نیت میں اِخلاص شرط ہے' بغیر اخلاص کے نیت مہمل اور اخلاص کے معنی ہیں کہ جو کچھ دے بہ نیت زکوٰۃ اور ادائیگی فرض اور حکم الٰہی کی بجا آوری کیلئے دے' اِس کے ساتھ کوئی اور امر جو زکوٰۃ کے منافی ہے اِس کا قصد نہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: زکوٰۃ کی نیت سے مال جدا کر لیا پھر وہ جاتا رہا تو زکوٰۃ ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: مالِ زکوٰۃ کو بہ نیت زکوٰۃ علیحدہ کر دینے سے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا جب تک فقیروں کو نہ دیدے یہاں تک کہ اگر وہ ضائع ہوگیا تو زکوٰۃ ساقط نہ ہوئی اور اگر مر گیا تو اِس میں وراثت جاری ہوگی۔ (درمختار' ردالمحتار)

سوال: زکوٰۃ علانیہ دی جائے یا پوشیدہ طور پر' چھپا کر؟

جواب: زکوٰۃ علانیہ اور ظاہر طور پر ادا کرنا افضل ہے اور نفل صدقہ جسے لوگ خیرات کہتے ہیں' چھپا کر دینا افضل ہے۔ (عالمگیری) زکوٰۃ میں اعلان اِس وجہ سے ہے کہ چھپا کر دینے میں لوگوں کو تہمت اور بدگمانی کا موقع ملے گا اور حدیث شریف کا حکم ہے کہ تہمت کی جگہوں سے بچو! نیز اعلان اوروں کیلئے باعثِ ترغیب ہے کہ اس کو دیکھ کر اور لوگ بھی دیں گے مگر یہ ضرور ہے کہ ریا نہ آنے پائے کہ ثواب جاتا رہے گا بلکہ گناہ و استحقاق عذاب ہے' اِسے سزا دی جائے تو ناحق نہ ہوگی کہ یہ وبال' ریاء کی بدولت وہ خود خرید چکا۔

سوال: زکوٰۃ کہہ کر مستحق کو دینا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ دینے میں اِس کی ضرورت نہیں کہ فقیر کو زکوٰۃ کہہ کر دے بلکہ صرف نیت زکوٰۃ کافی ہے یہاں تک کہ اگر ہبہ یا قرض کہہ کر دے اور نیت زکوٰۃ کی ہو تو زکوٰۃ ادا ہوگئی (عالمگیری) اسی طرح نذر یا ہدیہ یا پان کھانے یا بچوں کے مٹھائی کھانے یا عیدی کے نام سے دی' زکوٰۃ ہوگئی۔ بعض محتاج ضرورتمند زکوٰۃ کا روپیہ نہیں لینا چاہتے' انہیں زکوٰۃ کہہ کر دیا جائے گا تو نہیں لیں گے لہٰذا زکوٰۃ کا لفظ نہ کہے۔ (بہارِ شریعت' فتاویٰ رضویہ)

سوال: سالِ تمام سے پیشتر زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مالکِ نصاب سالِ تمام سے پیشتر بھی ادا کر سکتا ہے اور پیشتر سے چند سال کی بھی زکوٰۃ دے سکتا ہے (عالمگیری) لہٰذا مناسب ہے کہ زکوٰۃ میں تھوڑا تھوڑا دیتا ہے ختم سال پر حساب کرلے' اگر زکوٰۃ پوری ہوگئی فبہا' اور کچھ کمی ہو تو اب فوراً دیدے تاخیر جائز نہیں' نہ اِس کی اجازت کہ اب تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرے' بلکہ جو کچھ باقی ہے کل فوراً ادا کر دے اور زیادہ دیدیا ہے تو آئندہ سال میں مجریٰ کر دے۔ (بہارِ شریعت)

سوال: سال گزر جانے پر تھوڑا تھوڑا دینے میں کیا خرابی ہے؟

جواب: اگر سال گزر گیا اور زکوٰۃ واجب الادا ہو چکی تو اب بتدریج یعنی تھوڑا تھوڑا مالِ زکوٰۃ ادا کرتے رہنا جائز نہیں بلکہ فوراً تمام و کمال زرِ واجب الادا ادا کرے' اِس میں تاخیر باعثِ گناہ بلکہ اِس کی ادا میں تاخیر کرنے والا مردود الشہادہ ہے (کہ اِس کی گواہی مقبول نہ ہوگی) پھر تاخیر میں سو آفتیں ہیں' ظاہر ہے کہ وقتِ موت معلوم نہیں' ممکن ہے کہ ادا کرنے سے پہلے آ جائے تو بالاجماع گنہگار نہ ہوگا اور وبالِ آخر اِس پر سوار رہے گا پھر مالی اور جانی حادثے آئے دن درپیش' مشہور ہے کہ برا وقت کہہ کر نہیں آتا اور مان لو کہ آدمی حادثات سے محفوظ بھی رہا تو نفس پر اعتماد کیسے ہے؟ ممکن ہے کہ شیطان بہکا دے اور آج جو ادا کا قصد و ارادہ ہے' کل وہ بھی نہ رہے۔

اور جنہیں یہ خیال ہو کہ مالِ زکوٰۃ رکھیں اور جس وقت جس حاجت مند کو دینا زیادہ مناسب سمجھیں اُسے دیں یا یہ کہ سائل (مانگنے والے مستحق فقیر) بکثرت آتے رہتے ہیں' یہ چاہتا ہے کہ مالِ زکوٰۃ اِن کے لئے رکھ چھوڑے کہ وقتاً فوقتاً دیا کرے یا یہ کہ یکمشت دینا ذرا نفس پر بار ہے اور تھوڑا تھوڑا نکلتا جائے گا تو معلوم نہ ہوگا تو ایسوں کیلئے راہ یہی ہے کہ زکوٰۃ پیشگی دیا کریں' اِس میں اِن کا مقصد بھی حاصل ہوگا اور شرعی گرفت سے بھی بچے رہیں گے ہاں اور زیادہ ثواب چاہے تو بہتر ماہِ رمضان المبارک ہے جس میں نفل کا ثواب فرض کی برابر ہے اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر۔ (فتاویٰ رضویہ)

سبق ۱۰

جانوروں میں زکوٰۃ کا بیان

سوال: کون سے جانوروں کی زکوٰۃ فرض ہے؟

جواب: صرف تین قسم کے جانوروں کی زکوٰۃ فرض ہے جبکہ سائمہ ہوں۔

۱۔ اُونٹ ۲۔ گائے ۳۔ بکری

گھوڑے گدھے خچر اگرچہ چرائی ہوں اِن کی زکوٰۃ نہیں ہاں اگر تجارت کیلئے ہوں تو اِن کی قیمت لگا کر اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دیں۔ (درمختار وغیرہ) اور بھینس بیل گائے کے حکم میں ہے اور بھیڑ دنبہ بکری کے حکم میں داخل ہے کہ ایک سے نصاب پوری نہ ہوتی ہو تو دوسری کو ملا کر پوری کریں۔

سوال: سائمہ کون جانوروں کو کہا جاتا ہے؟

جواب: سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں چکر گزر کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ لینا یا نسل بڑھانا یا شوقیہ پرورش وفربہ کرنا ہو اور اگر گھر میں گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو اگرچہ چر کر گزر کرتا ہو وہ سائمہ نہیں اور اس کی زکوٰۃ واجب نہیں (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال: تجارت کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب: تجارت کا جانور چرائی پر ہے تو یہ بھی سائمہ نہیں بلکہ تجارت کے جانوروں کی زکوٰۃ قیمت لگا کر ادا کی جائیگی۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال: زکوٰۃ کے جانوروں پر زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب: اُونٹ جب کہ پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں گے اور گائے بھینس جب تیس پوری ہوں اور بکریاں جبکہ چالیس ہوں اور اِن پر سال پورا گزر جائے اور سال تمام کے وقت وہ سب جانور یعنی سب اُونٹ سب گائے بھینس یا سب بھیڑ بکری ایک سال سے کم کے نہ ہوں اِن کی زکوٰۃ دینی فرض ہوگی ورنہ نہیں۔ (عامۂ کتب)

سوال: زکوٰۃ کے جانوروں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: جانوروں کے نصاب کی تفصیل اور اِن کے تفصیلی احکام تو فقہ کی بڑی کتابوں سے معلوم کریں یا پھر علمائے اہلسنت سے دریافت کریں، یہاں مختصراً اتنا سمجھ لیں کہ پانچ اُونٹوں تیس گائے بھینسوں اور چالیس بکریوں سے کم میں زکوٰۃ واجب وفرض نہیں البتہ اُونٹ جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں مگر پچیس سے کم ہوں تو ہر پانچ میں ایک بکری واجب ہے اور پچیس کے بعد حساب بدل جائیگا، اسی طرح گائے بھینس جب پوری تیس ہوں تو اِن کی زکوٰۃ ایک سال کا بچہ ہے، پھر جب یہ تعداد چالیس یا اس سے زیادہ کو پہنچے گی تو حکم بدلتا جائے گا اور بکریاں چالیس ہوں تو ایک بکری فرض ہوگی اور یہ حکم ایک سو بیس تک رہے گا، اس سے زائد پر حکم بدلتا رہے گا۔

سوال: زکوٰۃ میں کسی عمر کا جانور دیا جائے گا اور کیسا؟

جواب: زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ بکری دے یا بکرا، جو کچھ ہو یہ ضرور ہے کہ سال بھر سے کم کا نہ ہو، اگر کم عمر کا ہو تو قیمت کے حساب سے دیا جا سکتا ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ جو جانور دینا واجب ہو اس کی قیمت دیدے۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: کسی کے پاس ہر نوع کے جانور ہیں مگر نصاب سے کم، تو اِن پر زکوٰۃ فرض ہوگی یا نہیں؟

جواب: اگر کسی کے پاس اُونٹ گائے بکریاں سب ہیں مگر نصاب سے سب کم ہیں یا بعض تو نصاب پوری کرنے کیلئے خلط ملط نہ کریں گے اور زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: زکوٰۃ میں دئے جانے والے جانور کیسے ہونا چاہئیں؟

جواب: اُونٹ کی زکوٰۃ میں بکری دیں یا بکرا، اس کا اختیار ہے اور جہاں اُونٹ کی زکوٰۃ میں ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اُونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ مادہ ہو اور نر دیں تو مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا اور گائے بھینس کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ نر لیا جائے یا مادہ، اسی طرح بکریوں کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ بکری سے یا بکرا۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال: مویشی میں دو آدمی شریک ہوں تو زکوٰۃ کس پر واجب ہوگی؟

جواب: مویشی میں شرکت سے زکوٰۃ پر کچھ اثر نہیں پڑتا' خواہ وہ شرکت کسی قسم کی ہو گر ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے تو دونوں پر پوری پوری زکوٰۃ فرض ہے اور ایک کا حصہ بقدر نصاب ہے' دوسرے کا نہیں تو اس پر واجب ہے اس پر نہیں' مثلاً ایک کی چالیس بکریاں ہیں' دوسرے کی تیس تو چالیس والے پر ایک بکری فرض ہے' تیس والے پر کچھ نہیں اور اگر کسی کی بکریاں بقدر نصاب نہ ہوں مگر مجموعہ بقدر نصاب ہے تو کسی پر کچھ نہیں۔ (عالمگیری)

سبق ۱۱

سونے چاندی کی زکوٰۃ کا بیان

سوال: سونے چاندی میں زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب: سونا اور چاندی جب بقدر نصاب ہوں ان میں زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے سونے کی نصاب بیس مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولہ اور چاندی کی نصاب دوسو درم ہے یعنی ساڑھے باون تولہ۔

سوال: آج کل جو اعشاری نظام رائج ہوا ہے اس میں سونے چاندی کا نصاب کتنا ہوگا؟

جواب: اعشاری نظام کی جو تفصیل سرکاری طور پر حکومت کی جانب سے جاری کی گئی ہے' اس کے مطابق سونے کا نصاب ۴۷۹ء۸۷ گرام ہے اور چاندی کا نصاب ۶۰۷ء۳۵۰ گرام ہے۔

سوال: سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے یا قیمت کا؟

جواب: سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے' قیمت کا لحاظ نہیں' وزن میں بقدر نصاب نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں' قیمت جو کچھ بھی ہو' مثلاً سات تولے سونے یا کم کا زیور یا برتن بنا ہوا کہ اس کی ریگری کی وجہ سے قیمت میں ساڑھے سات تولہ تک پہنچتا یا اس سے بھی زائد ہوتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں کہ وزن ساڑھے سات تولہ کا مل نہ ہوا یا ساڑھے سات تولہ ہارتے (کھوٹے) سونے کا مال ہے کہ قیمت میں سات تولہ ہونے سے بھی کم ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے کہ نصاب کا وزن پورا ہے۔ (درمختار' فتاویٰ رضویہ)

سوال: سونے کی زکوٰۃ چاندی سے پہلے ادا کی جائے تو اس کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: یہ جو ہم نے کہا کہ ادائے زکوٰۃ میں قیمت کا اعتبار نہیں' یہ اسی صورت میں ہے کہ اس جنس کی زکوٰۃ اسی جنس سے ادا کی جائے اور اگر سونے کی زکوٰۃ چاندی سے یا چاندی کی زکوٰۃ سونے سے ادا کی جائے تو اب ضرورت قیمت کا اعتبار ہوگا مثلاً سونے کی زکوٰۃ میں چاندی کی کوئی چیز دی جس کی قیمت ایک اشرفی ہے تو ایک اشرفی دینا قرار پائے گا اگرچہ وزن میں وہ چاندی کی چیز پندرہ روپیہ بھر بھی نہ ہو۔ (ردالمحتار)

سوال: سونے چاندی کی زکوٰۃ کس حساب سے نکالی جاتی ہے؟

جواب: سونا چاندی جبکہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے یعنی ان کی قیمت لگالیں اور پھر ۲-۱/۲ فیصد کے حساب سے زکوٰۃ میں دے دیں خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا ان کے سکے جیسے روپے اشرفیاں (اگرچہ پاک و ہند بلکہ بیشتر ممالک میں یہ سکے اب نہیں پائے جاتے) یا ان کی بنی ہوئی کوئی چیز ہو' خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کیلئے زیور' مرد کیلئے چاندی کی ایک نگ کی ایک انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی' یا ناجائز ہو جیسے سونے چاندی کے برتن' گھڑی' سرمہ دانی' سلائی کہ ان کا استعمال مرد و عورت سب کیلئے حرام ہے۔ غرض جو کچھ ہو' زکوٰۃ سب کی واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: سونا چاندی میں کھوٹ ہو تو زکوٰۃ کس طرح نکالیں؟

جواب: اگر سونے چاندی میں کھوٹ ہو اور غالب سونا چاندی ہے تو اس سب کو سونا چاندی قرار دیں' کھوٹ کا کوئی اعتبار نہیں اور کل پر زکوٰۃ واجب ہے' یونہی اگر کھوٹ آدھوں آدھ یعنی سونے چاندی کے برابر ہے تب بھی کھوٹ کا کوئی لحاظ نہ کیا جائے گا اور زکوٰۃ کل پر واجب ہوگی اور اگر کھوٹ غالب ہو مگر اس میں سونا چاندی اتنی مقدار میں ہے کہ جدا کریں تو نصاب کو پہنچ جائے یا وہ تو نصاب کو نہیں پہنچتا مگر اس کے پاس اور مال ہے کہ اس سے مل کر نصاب ہو جائیگی تو ان صورتوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔ (درمختار)

سوال: تھوڑی آمدنی والا کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے بلکہ گھر والوں کی ضروریات کیلئے بچا کر رکھے اِس میں گناہ ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تو صحیح ہے کہ بُرا وقت کہہ کر نہیں آتا اور ضرورتیں بھی آدمی سے چمٹی رہتی ہیں مگر گھر میں جو آدمی کھانے پہننے والے ہوں' اِن کی ضروریات کا لحاظ تو شریعتِ مطہرہ نے پہلے ہی فرمالیا ہے۔ سال بھر کے کھانے پینے پہننے اور تمام مصارف سے جو بچا اور سال بھر رہا اسی کا تو چالیسواں حصہ فرض ہوا ہے اور وہ بھی اِس لئے کہ مسلمان کو آخرت میں عذاب سے نجات ملے اور دنیا میں بھی مال میں ترقی ہو' برکت ہو' یہ خیال کرنا کہ زکوٰۃ سے مال گھٹے گا' نِری ایمان کی کمزوری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے سے مال میں ترقی اور افزونی ہوتی ہے تو جسے وہ بڑھائے وہ کیونکر گھٹ سکتا ہے' یہ خیال کہ اگر اس وقت سو روپیہ میں سے ڈھائی روپیہ زکوٰۃ میں اُٹھادیں گے تو آئندہ بال بچے کیا کھائیں گے' محض شیطانی وسوسہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: عورت کو زیور میکہ سے ملتا ہے اس کی زکوٰۃ عورت پر ہے یا اس کے شوہر پر؟

جواب: عورت کے ماں باپ کے یہاں سے جو زیور ملتا ہے اس کی مالک عورت ہی ہوتی ہے' اس کی زکوٰۃ شوہر کے ذمہ ہرگز نہیں اگرچہ وہ کثیر مال رکھتا ہو اور شوہر نہ دے تو اس کے نہ دینے سے اس پر کچھ وبال بھی نہیں' یوں ہی شوہر نے وہ زیور کہ عورت کو دیا اور اس کی ملک کر دیا اس پر بھی یہی حکم ہے' ہاں اگر شوہر نے اپنی ہی ملک میں رکھا اور عورت کو صرف پہننے کیلئے دیا تو بے شک اس کی زکوٰۃ مرد کے ذمہ ہے جبکہ خود یا دوسرے مال سے مل کر بقدرِ نصاب ہو اور حاجتِ اصلیہ سے زائد بھی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: جواہرات اور قیمتی پتھروں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: موتی وغیرہ جواہر جس کے پاس ہوں اور تجارت کیلئے نہ ہوں تو اِن کی زکوٰۃ واجب نہیں مگر جب نصاب کی قیمت کے ہوں تو زکوٰۃ لے نہیں سکتا۔ (درمختار)

سوال: بینک یا ڈاک خانہ میں یا انعامی بانڈ کی شکل میں جو روپیہ جمع کیا جاتا ہے اس کا حکم کیا ہے؟

جواب: روپیہ کہیں جمع ہو' کسی کے پاس امانت ہو' مطلقاً اس پر زکوٰۃ واجب ہے (فتاویٰ رضویہ) ہاں بقدرِ نصاب ہونا زکوٰۃ کیلئے شرط ہے اور اِنعامی بانڈ ہو خرید کر بحفاظت رکھ لئے جاتے ہیں وہ بھی نوٹوں کی مانند ہیں اور زکوٰۃ اِن پر واجب ہے بشرطیکہ وہ کارآمد رہیں۔

سوال: ایک شخص مقروض ہے اور اس کی بیوی کے پاس زیور یا نقد روپیہ بقدرِ نصاب موجود ہے تو عورت پر زکوٰۃ فرض ہے یا نہیں؟

جواب: عورت اور شوہر کا معاملہ دنیا کے اعتبار سے کتنا ہی ایک ہو مگر اللہ عزوجل کے حکم میں وہ جدا جدا ہیں' جب عورت کے پاس زیور زکوٰۃ کے قابل ہے اور قرض عورت پر نہیں' شوہر پر ہے تو عورت پر زکوٰۃ ضرور واجب ہے' یونہی ہر سال تمام پر زیور کے علاوہ جو روپیہ یا اور زکوٰۃ کی کوئی چیز عورت کے ملک میں ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے' عورت ادا کرے گی۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: عورت بیوہ ہو اور زیور بقدرِ نصاب کی مالک ہو' وہ زکوٰۃ کس طور پر ادا کرے؟

جواب: اگر عورت کے پاس روپیہ ہے اگرچہ بظاہر اور آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں تو اسی روپیہ سے زکوٰۃ ادا کرے اور اگر نقد روپیہ کی کوئی سبیل نہیں تو زیور بیچے اور زکوٰۃ نکالے' زیور کچھ حاجت اصلیہ سے تو ہے نہیں اور زکوٰۃ دینے میں خرچ کی تکلیف نہ سمجھے بلکہ زکوٰۃ کا نہ دینا ہی تکلیف کا باعث ہوتا ہے' نحوست اور بے برکتی لاتا ہے اور زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا ہے اللہ تعالیٰ برکت و فراغت دیتا ہے یہ قرآنِ حکیم میں اللہ کا وعدہ ہے' اللہ سچا اور اس کا وعدہ سچا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: نابالغ بچوں کو جو زیور بخش دیا اس کی زکوٰۃ کس پر ہے؟

جواب: جو زیور کسی نے اپنے بچوں کو ہبہ کردیا اس کی زکوٰۃ نہ اس پر ہے نہ بچوں پر' اس پر اس لئے نہیں اب یہ مالک نہیں اور بچوں پر اس لئے نہیں کہ وہ بالغ نہیں (فتاویٰ رضویہ)

سوال: شوہر اپنی بیوی کو مہر کی رقم تھوڑی تھوڑی کر کے دینا چاہتا ہے تاکہ وہ زکوٰۃ ادا کرتی رہے اس میں کوئی حرج تو نہیں؟

جواب: شوہر اگر اس کو ہر سال کے ختم پر زکوٰۃ ادا کرنے کے واسطے روپیہ اس شرط پر دینا چاہتا ہے کہ وہ یہ روپیہ اپنے قرض واجب الادا یعنی مہر نکاح میں وضع کرتی رہے تو اس طرح لینا دینا دونوں جائز ہیں اور دونوں کیلئے اجر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: سونا اور چاندی دونوں ہوں مگر نصاب سے کم تو زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی کے پاس سونا بھی ہے اور چاندی بھی مگر دونوں میں سے کوئی بقدر نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کر کے ملائیں' اگر ملانے اور قیمت لگانے پر بھی نصاب نہیں ہوتی تو کچھ نہیں ورنہ زکوٰۃ ادا کریں' البتہ قیمت لگانے میں اِس کا لحاظ ضروری ہے کہ قیمت وہ لگائیں جس میں فقیروں کا زیادہ نفع ہو (درمختار وغیرہ)

سوال: سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھات کے سکوں اور نوٹوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: دوسری دھات کے سکے جیسا کہ اب عام طور پر تمام ملکوں میں رائج ہیں مگر ۲۰۰ یعنی ۵۲-۱/۲ تولے چاندی کی قیمت کے ہوں تو اِن کی زکوٰۃ واجب ہے اگر چہ تجارت کے لئے نہ ہو اور اگر چلن اُٹھ گیا ہو تو جب تک تجارت کیلئے نہ ہوں' زکوٰۃ واجب نہیں' یونہی نوٹ کی بھی زکوٰۃ واجب ہے جب تک اِن کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی پیسوں کے حکم میں ہیں اور اِن سے بھی دنیا بھر میں لین دین ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: زیورات وغیرہ کی زکوٰۃ میں کون سا نرخ (بھاؤ) معتبر ہے؟

جواب: سونے کے عوض سونا اور چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں' وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا' ہاں اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا یا مقدار واجب کی بازاری قیمت دینا چاہیں تو نرخ کی ضرورت ہوگی اور نرخ نہ بنوانے کے وقت کا معتبر ہے نہ زکوٰۃ ادا کرتے وقت کا' اگر ادا سال تمام سے پہلے یا بعد ہو بلکہ جس وقت یہ مالکِ نصاب ہوا تھا وہ ماہِ عربی تاریخ وقت جب آئیں گے اِس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہوگا اور اسی وقت نرخ لیا جائے گا' قیمت لگا کر اب ڈھائی روپیہ فی سینکڑہ ادا کردیں کہ اِس میں فقیر کا زیادہ نفع ہے اور دینے والے کو بھی حساب کی آسانی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: اپنی حاجت سے زیادہ مکانات پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: مکانات پر زکوٰۃ نہیں اگر چہ پچاس کروڑ کے ہوں یونہی کارخانوں کی مشینری وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں' ہاں مکانات کے کرایہ اور مشینوں کی پیداوار سے جو سال تمام پر پسِ انداز ہوگا اس پر زکوٰۃ آئے گی جبکہ خود یا اور مال سے مل کر قدر نصاب ہوں' یونہی برتن وغیرہ اسباب خانہ داری میں زکوٰۃ نہیں اگر چہ لاکھوں روپے کے ہوں' زکوٰۃ صرف تین چیزوں پر ہے' ۱) سونا چاندی کیسے ہی ہوں پہننے کے ہوں یا برتنے کے یا رکھنے کے۔ ۲) چرائی پر چھوٹے جانور ۳) تجارت کا مال' باقی کسی چیز پر زکوٰۃ نہیں (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: زکوٰۃ ادا کئے بغیر آدمی بیمار ہوگیا تو اب اِس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی اور اب بیمار ہے تو وارثوں سے چھپا کردے اور اگر نہ دی تھی اور اب دینا چاہتا ہے مگر مال نہیں جس سے ادا کرے اور یہ چاہتا ہے کہ قرض لے کر ادا کرے تو اگر غالب گمان قرض ادا ہوجانے کا ہے تو بہتر یہ ہے کہ قرض لے کر زکوٰۃ ادا کرے ورنہ نہیں کہ حق العبد حق اللہ سے سخت تر ہے۔ (درمختار)

سوال: سال گزرنے کے بعد اگر مال ہلاک ہوگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: سال پورا ہونے پر اگر کل مال ہلاک ہوگیا تو کل کی زکوٰۃ ساقط (معاف) ہوگئی اور اگر کچھ ہلاک ہوا تو جتنا ہلاک ہوا اُس کی معاف اور جو باقی ہے اِس کی زکوٰۃ واجب اگر چہ وہ بقدر نصاب نہ ہو' ہاں اگر اس نے اپنے فعل سے خود مال کو ہلاک کردیا مثلاً صَرف کر ڈالا یا پھینک دیا یا غنی (مالدار صاحبِ نصاب) کو ہبہ کردیا تو زکوٰۃ بدستور واجب الادا ہے۔ ایک پیسہ بھی ساقط نہ ہوگا اگر چہ اب بالکل نادار ہوگیا ہو (درمختار)

سوال: روپیہ اگر قرض میں پھیلا ہو تو اس کی زکوٰۃ ذمہ پر ہے یا نہیں؟

جواب: جو روپیہ قرض میں پھیلا ہوا ہے اس کی بھی زکوٰۃ بحالتِ قرض ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر اِس کا ادا کرنا اس وقت لازم ہوگا جب کہ بقدر نصاب یا نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہوجائے جتنے برس گزرے ہوں سب کا حساب لگا کر (فتاویٰ رضویہ) اور آسانی اِس میں ہے کہ جتنا وصول ہوا اس کا چالیسواں حصہ ہر سال کے حساب میں علیحدہ علیحدہ ادا کردیں۔

سوال: زرِ زکوٰۃ کے عوض کوئی اور چیز دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: روپے کے عوض کھانا' کپڑا' غلّہ وغیرہ فقیر کودے کر اسے مالک کر دیا تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی مگر اس چیز کی قیمت جو بازار کے بھاؤ سے ہوگی وہ زکوٰۃ میں سمجھی جائے گی بالائی مصارف مثلاً بازار سے لانے میں جو مزدور کو دیا ہے یا گاؤں سے منگوایا ہے تو کرایہ چونگی وغیرہ اس میں وضع نہ کریں گے یا کھانا پکوا کر دیا تو پکوائی یا لکڑیوں کی قیمت مجرانہ کریں گے بلکہ اس پکی ہوئی چیز کی جو قیمت بازار میں ہو اس کا اعتبار ہوگا۔ (درمختار عالمگیری وغیرہ)

سوال: کسی مقروض کے مقرض میں زکوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر صاحبِ نصابت نے وہ روپیہ اسی مقروض کو دل میں نیت کر کے دیا تو زکوٰۃ ہوگئی خواہ وہ کہیں صرف کرے اور اگر بطور خود بلا اس کی اجازت کے قرضہ میں دیا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ)

سبق ۱۲

مالِ تجارت کی زکوٰۃ کا بیان

سوال: اُصولِ تجارت میں زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

جواب: تجارت کی کوئی چیز ہو جب اس کی قیمت سونے یا چاندی کی نصاب کو پہنچے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ اور اگر اسباب کی قیمت تو نصاب کو نہیں پہنچتی مگر اس کے پاس ان کے علاوہ سونا چاندی بھی ہے تو ان کی قیمت سونے چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں اگر مجموعہ نصاب کو پہنچا تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: مالِ تجارت میں کس وقت کی قیمت معتبر ہوگی؟

جواب: مالِ تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہے مگر شرط یہ ہے کہ شروع سال میں اس کی قیمت ۲۰۰ درہم سے کم نہ ہو اور اگر مختلف قسم کے اسباب ہوں تو سب کی قیمتوں کا مجموعہ باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے کی قدر ہو (عالمگیری) یعنی جب کہ اس کے پاس یہی مال ہو اور اگر اس کے پاس سونا چاندی اس کے علاوہ ہو تو اسے ان کے ساتھ ملا کر قیمت لگائیں گے۔ (بہارِ شریعت)

سوال: بالِ تمام پر نرخ گھٹ بڑھ جائے تو حساب کس طرح ہوگا؟

جواب: غلہ یا مالِ تجارت سالِ تمام پر ۲۰۰ درم کا ہے پھر نرخ بڑھ گھٹ گیا تو اگر اسی میں سے زکوٰۃ دینا چاہیں تو جتنا اس دن تھا اس کا چالیسواں حصہ دے دیں اگر اس کی قیمت میں کوئی اور چیز دینا چاہیں تو وہ قیمت لی جائے گی جو سالِ تمام کے دن تھی اور اگر وہ چیز سالِ تمام کے دن تر تھی اب خشک ہوگئی جب بھی وہی قیمت لگائیں گے جو اس دن تھی اور اگر اس روز خشک تھی اب بھیگ گئی تو آج کی قیمت لگائیں۔ (عالمگیری)

سوال: گھوڑوں کی تجارت میں جھول اور لگام وغیرہ پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: گھوڑوں کے تاجر نے جھول اور لگام اور رسیاں وغیرہ اس لئے خریدیں کہ گھوڑوں کی حفاظت میں کام آئیں گی تو ان کی زکوٰۃ نہیں اور اگر لئے خریدیں کہ گھوڑے ان کے سمیت بیچے جائیں گے تو ان کی بھی زکوٰۃ ہے۔ (عالمگیری)

سوال: مالِ تجارت کسی کے ہاتھ اُدھار بیچ ڈالا تو زکوٰۃ کب ادا کرے؟

جواب: مالِ تجارت کا ثمن مثلاً مال اس نے بہ نیت تجارت خریدا اور اسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچ ڈالا یا مالِ تجارت کا کرایہ مثلاً اس نے کوئی مکان یا زمین بہ نیت تجارت خریدی اور اسے رہائشی یا کھیتی باڑی کیلئے کرایہ پر دے دیا' یہ کرایہ اگر اس پر دین (قرض) ہے تو یہ دین قوی کہلاتا اور دین قوی کی زکوٰۃ بحالتِ دین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی مگر واجب الادا اس وقت ہے کہ جب پانچواں حصہ نصاب کا وصول ہو جائے مگر جتنا وصول ہوا تنے ہی کی واجب الادا ہے' قرض جسے دستگرداں کہتے ہیں وہ بھی دین قوی ہے جیسا کہ گذشتہ سبق میں گزرا۔

سوال: کسی نے گھر کا غلّہ وغیرہ اُدھار بیچ دیا تو اس کی زکوٰۃ کب ادا کی جائے گی؟

جواب: ......کا غلہ یا سواری کا گھوڑا وغیرہ یا اور کوئی شے حاجتِ اصلیہ کی بیچ ڈالی اور دام خریدار پر باقی ہیں اسے شریعت میں دین متوسط کہتے ہیں یعنی ایسے کسی مال کا بدل جو تجارت کیلئے نہ تھی اپنی ضرورت کی تھی مگر بیچ ڈالی اور وہ بھی اُدھار تو ایسی صورت میں زکوٰۃ دینا اس وقت لازم آئے گا کہ ۲۰۰ درم پر قبضہ ہو جائے۔ (درمختار)

سوال: جس مالِ تجارت پر ایک مرتبہ زکوٰۃ ادا کردی پھر دوسرے سال اس پر زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟

جواب: مالِ تجارت جب تک خود یا دوسرے مالِ زکوٰۃ سے مل کر قدرِ نصاب اور حاجتِ اصلیہ سے فاضل رہے گا ہر سال اس پر تازہ زکوٰۃ واجب ہوگی' صرف اس کے نفع پر نہیں بلکہ تمام مالِ تجارت پر۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: ایک شخص نے معمولی چیز کو اپنی ضاعی اور دستکاری سے بیش قیمت بنالیا اور فروخت کردیا تو اب زکوٰۃ کس حساب سے دے؟

جواب: ہر چند ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے پیشے کی چیز خریدار کی رضا مندی سے ہزار روپے کو بیچے جب کہ اس میں کذب وفریب اور مغالطہ نہ ہو مگر زکوٰۃ وغیرہ میں جہاں واجب شے کی جگہ کوئی اور چیز دی جائے تو صرف بلحاظ قیمت ہی دی جاسکتی ہے اور قیمت بھی وہی معتبہ ہوگی جو بازاری نرخ کے مطابق ہو نہ کہ اس کی قیمت خرید (فتاویٰ......)

سوال: کرایہ پر جو سامان دیا جاتا ہے اُس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: کرایہ پر جو سامان دیا جاتا ہے مثلاً ویگن' سائکلیں' موٹر خیمے' شامیانے وغیرہ اِن پر خود پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہاں اِن کا کرایہ بقدرِ نصاب ہو تو سال تمام پر زکوٰۃ کرایہ کی رقم پر فرض ہوگی جب کہ اور شرائط بھی پائی جائیں جیسا کہ مکانوں دکانوں کے کرایہ کا حکم ہے۔

سوال: عطر فروش کی شیشیوں پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: عطر فروش نے عطر بیچنے کے لئے جو شیشیاں خریدیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے (ردالمحتار) کہ وہ مالِ تجارت میں داخل ہیں۔

سوال: تجارت کیلئے جو سامان قرض لیا اِس پر زکوٰۃ دی جائیگی یا نہیں؟

جواب: جو شخص صاحبِ نصاب ہے اِس نے کسی سے کوئی چیز تجارت کے لئے قرض لی تو یہ بھی تجارت کے سے ہے' مثلاً کوئی شخص ۲۰۰ درہم کا مالک ہے اور اس نے من بھر گیہوں تجارت کیلئے تو زکوٰۃ واجب ہوگی ہاں اگر تجارت کے لئے نہ لئے تو زکوٰۃ واجب نہیں کہ گیہوم کے درم انہیں دوسو سے مجرا کیے جائیں گے تو نصاب باقی نہ رہی۔ (عالمگیری وغیرہ)

سبق ۱۳

زراعت اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان

سوال: عشر کسے کہتے ہیں؟

جواب: عشری زمین سے ایسی چیز پیدا ہوئی جس کی زراعت سے مقصود زمین سے منافع حاصل کرنا ہے تو اس پیداوار کی زکوٰۃ فرض ہے اور اِس زکوٰۃ کا نام عشر ہے یعنی دسواں حصہ کہ اکثر صورتوں میں دسواں حصہ فرض ہے اگرچہ بعض صورتوں میں نصفِ عشر یعنی بیسواں حصہ لیا جائیگا۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: عشری زمین کون سی ہوتی ہے؟

جواب: زمین کے عشری ہونے کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کیا اور زمین مجاہدوں پر تقسیم ہوگئی یا وہاں کے لوگ خودبخود مسلمان ہوگئے جنگ کی نوبت نہ آئی یا اس کھیت کو عشری پانی سے سیراب کیا' ہندو پاکستان میں مسلمانوں کی زمینیں عموماً ایسی ہی ہیں کہ اِن پر عشر واجب ہے یا نصف عشر۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: عشر و نصف عشر کہاں واجب ہوتا ہے؟

جواب: جو کھیت بارش یا نہر نالے کے پانی سے سیراب کیا جائے اِس میں عشر یعنی دسواں حصہ واجب ہے اور جس کی آبپاشی چرسے یا ڈول سے ہو اس میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے اور پانی خرید کر آبپاشی ہو یعنی وہ پانی کسی کی ملک ہے اس سے خرید کر آبپاشی کی جب بھی نصف عشر واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: غلّے' میوے اور ترکاریوں میں عشر ہے یا نہیں؟

جواب: ہر قسم کے غلّے مثلاً گیہوں' جو' جوار' باجرہ' دھان اور ہر قسم کے میوے مثلاً اخروٹ' بادام اور ہر قسم کی ترکاریاں مثلاً خربوزہ' تربوز' ککڑی' بینگن سب میں عشر واجب ہے تھوڑا پیدا ہو یا زیادہ۔ (عالمگیری)

سوال: پیداوار سے زراعت کے مصارف مجرا ہوں گے یا نہیں؟

جواب: جس چیز میں عشر یا نصفِ عشر واجب ہوں اس میں کل پیداوار کا عشر لیا جائیگا یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارفِ زراعت یعنی ہل بیل حفاظت کرنے والے اور کام کرنے والے کی اُجرت یا بیج وغیرہ نکال کر باقی کا عشر یا نصف عشر دیا جائے۔ (درمختار)

سوال: عشری پانی کون سا پانی ہے؟

جواب: آسمان یعنی بارش کا پانی عشری زمین میں، کنویں یا چشمے اور دریا کا پانی عشری پانی ہے اِس سے حاصل ہونے والی پیداوار میں عشر ہے۔

سوال: عشر مسلمانوں پر ہے یا غیر مسلم پر بھی؟

جواب: عشر صرف مسلمانوں سے لیا جائے گا، ہاں اگر مسلمان نے ذمّی (اسلامی ملک کے وفادار غیر مسلم) سے خراجی زمین خریدی تو یہ خراجی ہی رہے گی اِس مسلمان سے اِس زمین کا عشر نہ لیں گے بلکہ خراج لیا جائے گا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: خراجی زمین کون سی زمین کو کہتے ہیں؟

جواب: خراجی زمین ہونے کی بھی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً مسلمانوں نے فتح کر کے وہیں والوں کو اِحسان کے طور پر واپس کر دی یا دوسرے غیر مسلمانوں کو دے دی یا وہ ملک صلح کے طور پر فتح ہوا اور وہاں کے باشندوں نے اِسلام قبول نہ کیا یا ذمّی نے مسلمان سے عشری زمین خرید لی یا خراجی زمین مسلمان نے خرید لی یا اِسے خراجی پانی سے سیراب کیا تو اِن تمام صورتوں میں وہ زمین خراجی کہلاتی ہے۔ (عامہ کتب)

سوال: خراجی پانی کون سا کہلاتا ہے؟

جواب: مسلمانوں کی آمد سے پہلے غیر مسلمانوں نے جو نہ کھودی اس کا پانی خراجی ہے یا کافروں نے کنواں کھودا تھا اور اب مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا یا خراجی زمین میں کھدوا گیا وہ بھی خراجی ہے ایسے پانی سے سیراب ہونے والی زمین میں جو پیداوار ہوگی اِس میں عشر نہیں بلکہ خراج واجب ہوگا خواہ پیداوار کا کوئی حصہ آدھا، تہائی، چوتھائی وغیرہ مقرر کر دیا جائے یا ایک مقدار لازم کر دی جائے۔ (درمختار)

سوال: نابالغ اور مجنون پر عشر ہے یا نہیں؟

جواب: عشر واجب ہونے کیلئے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں، مجنون اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اِس میں بھی عشر واجب ہے۔ (عالمگیری)

سوال: زکوٰۃ کی طرح عشر بھی سال تمام پر واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: عشر میں سال گزرنا شرط نہیں، سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: عشر کا کوئی نصاب ہے یا نہیں؟

جواب: عشر میں نصاب بھی شرط نہیں ایک صاع سیر بھی پیداوار ہو تو عشر واجب ہے اور یہ بھی شرط نہیں کہ وہ چیز باقی رہنے والی ہو اور یہ بھی شرط نہیں کہ کاشتکار زمین کا مالک ہو وقفی زمین جو کسی کی ملک نہیں ہوتی اس میں جو زراعت ہوئی تو اس میں بھی عشر واجب ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: عشر ادا کرنے سے پیشتر آدمی مر جائے تو عشر کس پر ہے؟

جواب: عشر کھیت کی پیداوار پر ہوتا ہے تو جس پر عشر واجب ہوا اِس کا اِنتقال ہو گیا اور پیداوار موجود ہے تو اس پر عشر دیا جائے گا۔ (عالمگیری)

سوال: پیداوار اگر کسی وجہ سے ماری جائے تو عشر و خراج ہے یا نہیں؟

جواب: کھیت بویا مگر پیداوار ماری گئی مثلاً کھیتی ڈوب گئی یا جل گئی یا تیڑی کھا گئی یا پالے اور لو سے جاتی رہی تو عشر و خراج دونوں ساقط ہیں جب کہ کل جاتی رہی اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیں گے ہاں اگر چوپائے کھا گئے تو ساقط نہیں یونہی اگر توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہوئی تو عشر نہیں ورنہ عشر دینا آئے گا۔ (ردالمحتار)

سوال: زراعت بیچ ڈالی تو عشر کس پر ہے؟

جواب: تیار ہونے سے پیشتر زراعت بیچ ڈالی تو عشر مشتری (خریدار) پر ہے اور بیچنے کے وقت زراعت تیار تھی تو عشر بائع (فروخت کنندہ) پر ہے اور اگر زمین و زراعت دونوں یا صرف زمین بیچی اور اس صورت میں سال پورا ہونے میں اتنا زمانہ باقی ہے کہ زراعت ہو سکے تو خراج مشتری پر ہے ورنہ بائع پر (درمختار)

سوال: عشر و خراج کی آمدنی کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: عشر اور نصفِ عشر کے مصارف وہی ہیں جو مصارفِ زکوٰۃ ہیں اور جن کا بیان آگے آتا ہے' البتہ خراج کا مصرف صرف لشکرِ اسلام نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کی مصلحتوں اور اور اِن کی ضرورتوں میں صرف کیا جاتا ہے جن میں مسجدوں کی تعمیر ان کے دوسرے اخراجات امام و مؤذن کا وظیفہ' مدرسین علم دین کی تنخواہیں' علم دین کی تحصیل میں مشغول رہنے والے طلباء کی خبر گیری' علمائے اہلسنت اور حالیانِ دین متین کی خدمت میں جو وعظ کہتے اور علم دین کی تعلیم کرتے اور فتویٰ کے کام میں مشغول رہتے ہیں اور پل سرائے وغیرہ بنانے کے کام میں بھی صرف کیا جا سکتا ہے۔ (بہارِ شریعت' فتاویٰ رضویہ)

سبق ۱۴
مصارف زکوٰۃ

سوال: مصارفِ زکوٰۃ سے کیا مراد ہے؟

جواب: وہ لوگ جن پر مالِ زکوٰۃ صرف کرنا جائز ہے مصارفِ زکوٰۃ ہیں۔

سوال: زکوٰۃ کے مصارف کتنے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں: فقیر' مسکین' عامل' رقاب' غارم' فی سبیل اللہ اور ابن السبیل۔

سوال: شرع میں فقیر کسے کہتے ہیں؟

جواب: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال ہے مگر اتنا نہیں کہ نصاب کو پہنچ جائے یا مال تو بقدرِ نصاب ہے مگر حاجتِ اصلیہ کے علاوہ نہیں مثلاً رہنے کا مکان' پہننے کے کپڑے وغیرہ' یونہی اگر مدیون (قرضدار) ہے اور دَین (قرض) نکالنے کے بعد بقدرِ نصاب باقی نہیں رہتا تو وہ فقیر ہے اگرچہ اس کے پاس فی الوقت کوئی نصابیں ہوں (ردالمحتار)

سوال: عالم دین کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: عالم دین اگر صاحبِ نصاب نہیں تو اِسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں بلکہ اِسے دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے (عالمگیری) مگر عالم دین کو دے تو اِس کا اعزاز مدِّ نظر رکھے' ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بست سخت ہلاکت ہے۔ (بہارِ شریعت)

سوال: مسکین کسے کہتے ہیں؟

جواب: مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو' یہاں تک کہ وہ کھانے اور بدن چھپانے کیلئے اس کا محتاج ہے کہ لوگوں سے سوال کرے۔ (عالمگیری)

سوال: مسکین اور فقیر کو سوال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسکین کو سوال کرنا جائز ہے اور فقیر کو سوال ناجائز کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کو ہو' اُسے بغیر ضرورت و مجبوری سوال کرنا حرام و ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

سوال: گداگروں کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب: پیشہ ور گداگر تین قسم کے ہیں' ایک غنی مالدار جیسے اکثر جوگی اور سادھو انہیں دینا حرام اور اِن کے دیئے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی فرض سر پر باقی رہے گا۔ دوسرے وہ کہ واقع میں فقیر ہیں مالکِ نصاب نہیں مگر تندرست ہیں اور مفت کا کھانا کھانے کے عادی ہیں اور اس کیلئے بھیک مانگتے پھرتے ہیں' انہیں بھیک دینا منع ہے کہ گناہ پر اعانت ہے لوگ اگر نہ دیں تو مجبور ہوں کچھ محنت مزدوری کریں مگر ان کے دیئے سے زکوٰۃ ادا ہو جائیگی جبکہ کوئی اور مانع شرعی نہ ہو کہ فقیر ہیں اور تیسرے وہ عاجز ناتواں کہ نہ مال رکھتے ہیں نہ کمانے پر قادری ہیں' انہیں بقدر حاجت سوال حلال ہے اور اس سے جو کچھ ملے اِن کیلئے طیب ہے یہ عمدہ مصارفِ زکوٰۃ سے ہیں اور انہیں دینا باعث اجر عظیم اور یہی وہ ہیں جنہیں جھڑکنا حرام ہے۔ (فتاوٰی رضویہ)

سوال: عامل سے کیا مراد ہے؟

جواب: عامل وہ ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکوٰۃ اور عشر وصول کرنے کیلئے مقرر کیا ہوُا سے کام کے لحاظ سے اِتنا دیا جائے کہ اس کو اور اس کے مددگاروں کو متوسط (درمیانہ) طور پر کافی ہو مگر اِتنا نہ دیا جائے کہ جو کچھ وہ وصول کر کے لایا ہے اس کے نصف سے زیادہ ہو جائے (درمختار وغیرہ) عامل کیلئے فقیر ہونا شرط نہیں۔

سوال: رقاب سے کیا مراد ہے؟

جواب: رقاب سے مراد ہے غلامی سے گردن رہا کرانا اور یہ اسلام ہی ہے جس نے سب سے پہلے غلاموں کی دستگیری کی اور غلاموں کی آزادی کے مختلف طریقے مقرر کئے انہیں میں سے ایک طریقہ یہ زکوٰۃ کا طریقہ ہے لیکن اب نہ غلام ہیں اور نہ اس مد میں اس رقم کے صرف کرنے کی نوبت آتی ہے۔

سوال: غارم سے کیا مراد ہے؟

جواب: غارم سے مراد مدیون (مقروض) ہے یعنی اس پر اتنا دَین ہو کہ اسے نکالنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے اگرچہ اس کا اوروں پر باقی ہو مگر یہ لینے پر قادر نہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ مدیون ہاشمی نہ ہو (ردالمحتار) اور یہ بھی اسلام کے اِن عظیم احسانات میں سے ہے کہ اس نے قرض سے برباد ہونے والوں کے بچاؤ کا ایسا انتظام کر دیا' حالیہ زمانہ نے قرضداروں کی سہولت کیلئے بینک قائم کئے ہیں مگر دنیا جانتی ہے کہ سینکڑوں اِملاک غریبوں کے قبضہ سے نکل کر بینک کے قبضہ میں چلی گئی ہیں اور عوام میں افلاس وتنگدستی کی ترقی ہو گئی ہے۔

سوال: فی سبیل اللہ خرچ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: فی سبیل اللہ کے معنی ہیں راہِ خدا میں خرچ کرنا' اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے سواری اور زادِراہ اس کے پاس نہیں تو اسے مالِ زکوٰۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہِ خدا میں دینا ہے اگر چہ وہ کمانے پر قادر ہے۔
یا کوئی......کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں مگر اسے حج کیلئے سوال کرنا جائز نہیں۔
یا طالب علم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھانا چاہتا ہے اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہِ خدا میں دینا ہے بلکہ طالب علم سوال کر کے بھی مالِ زکوٰۃ لے سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کیلئے فارغ کر رکھا ہو اگرچہ کسب پر قادر ہو۔ یونہی ہر نیک کام میں زکوٰۃ کا مال صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ اس میں تملیک پائی جائے کہ بغیر تملیکِ فقیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوسکتی۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: ابن السبیل سے کیا مراد ہے؟

جواب: ابن السبیل کہتے ہیں مسافر کو اور یہاں سے مراد وہ مسافر ہے جس کے پاس مال نہ رہا' دیارِ وطن سے دور پردیس میں کون کس کا پرسانِ حال ہوتا ہے شریعت نے ایسی حالت میں اسے اختیار دیا کہ وہ مالِ زکوٰۃ لے سکتا ہے اگر چہ اس کے گھر مال موجود ہے مگر اسی قدر لے جس سے حاجت پوری ہو جائے' زیادہ کی اجازت نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ قرض ملے تو قرض لے کر کام چلائے (عالمگیری) یا مثلاً اس کے پاس کوئی سامان زائد از ضرورت ہے جس کی قیمت سے کام نکل سکتا ہے مثلاً گھڑی تو اِسے بیچ دے اور قیمت کام میں لائے اور سوال کی ذلت سے بچے۔

سوال: ایسا مسافر گھر پہنچ کر بھی وہ مالِ زکوٰۃ کام میں لاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: مسافر جس نے بوقتِ ضرورت بقدرِ ضرورت مالِ زکوٰۃ لیا اور پھر اسے اپنا مال مل گیا مثلاً وہ اپنے گھر پہنچ گیا تو جو کچھ زکوٰۃ کا مال باقی ہے اب بھی اپنے صرف میں لاسکتا ہے۔ (ردالمحتار)

سوال: اِن سات مصارف کے علاوہ اور بھی کوئی مصرفِ زکوٰۃ ہے؟

جواب: ہاں قرآنِ کریم نے مصارفِ زکوٰۃ کے علاوہ ایک اور مصرف کا بھی ذکر فرمایا ہے۔

وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ. یعنی وہ جن کے دلوں کو اِسلام سے اُلفت دی جائے اور دنیاوی مال ومتاع سے اِن کی ضرورتیں پوری کردی جائیں اگرچہ وہ غیر مسلم ہوں تا کہ اِن پر حقیقت بھی کھل جائے کہ اِسلام کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ سلوک وایثار کی تعلیم دیتا ہے لیکن امیر المؤمنین سیّدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں یہ آٹھویں قسم کے لوگ باجماع صحابہ ساقط ہوگئے کیونکہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِسلام کو غلبہ دیا اور اِسلام کی حقانیت آفتاب کی مانند روشن وآشکارا ہوگئی تو اب اِس طریق کار کی حاجت نہ رہی (عامہ کتب وتفاسیر)

سوال: زکوٰۃ اِن ساتوں قسموں کو دی جائے یا کسی ایک کو بھی دے سکتے ہیں؟

جواب: زکوٰۃ دینے والے کو اِختیار ہے کہ اِن ساتوں قسموں کو دے یا اِن میں سے کسی ایک کو دے دے خواہ ایک قسم کے چند اشخاص کو یا کسی ایک فرد کو اور مالِ زکوٰۃ اگر بقدرِ نصاب نہ ہو تو ایک کو دینا افضل ہے۔ (عالمگیری)

سوال: ایک شخص کو بقدرِ نصاب مال دینا درست ہے یا نہیں؟

جواب: ایک شخص کو بقدرِ نصاب مالِ زکوٰۃ دے دینا مکروہ ہے مگر دے دیا تو زکوٰۃ بلاشبہ ادا ہوگئی اور یہ مکروہ بھی اس وقت ہے کہ وہ فقیر مدیون (مقروض) نہ ہو اور مدیون ہو تو اِتنا دے دینا کہ دَین نکال کر کچھ نہ بچے یا نصاب سے کم بچے مکروہ نہیں' یونہی اگر وہ فقیر بال بچوں والا ہے کہ اگرچہ مالِ زکوٰۃ نصاب سے زیادہ ہے مگر اس کے اہل وعیال پر تقسیم کریں تو سب کو نصاب سے کم ملتا ہے تو اِس صورت میں بھی حرج نہیں۔ (عالمگیری)

سوال: وہ کون لوگ ہیں جنہیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی؟

جواب: اپنی اصل یعنی ۱) ماں' باپ' دادی' نانا' نانی وغیرہم جن کی اولاد میں یہ ہے اور اپنی اولاد
۲) بیٹا' بیٹی' پوتا پوتی' نواسہ نواسی وغیرہم کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔
۳) عورت شوہر کو اور ۴) شوہر عورت کو زکوٰۃ نہیں دے سکتا۔
۵) جو شخص مالکِ نصاب ہو اور نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ' ایسے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔
۶) غنی مرد کے نابالغ بچے کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔
۷) بنی ہاشم کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے' نہ غیر انہیں دے سکے نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔
۸) ذمّی کافر کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ عامہ کتب)

سوال: محتاج ماں باپ کو حیلہ کرکے زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب: ماں باپ محتاج ہوں اور یہ حیلہ کرکے اِنہیں زکوٰۃ دینا چاہتا ہے کہ یہ کسی فقیر یعنی مصرفِ زکوٰۃ کو دے دے اور وہ اس کے ماں باپ کو' یہ مکروہ ہے یونہی حیلہ کرکے اپنی اولاد کو دینا بھی مکروہ ہے۔ (ردالمحتار)

سوال: طلاق والی بیوی کو اس کا شوہر زکوٰۃ دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کو طلاقِ بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو جب تک عدت میں ہے شوہر اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتا' ہاں عدت پوری ہوجائے تو اب دے سکتا ہے۔ (درمختار' ردالمحتار)

سوال: غنی مرد کے بالغ بچوں اور اس کی بیوی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: غنی مرد کی بالغ اولاد اور غنی کی بی بی کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یونہی غنی کے باپ کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے جب کہ وہ فقیر ہوں یعنی مالکِ نصاب نہ ہوں اور مالکِ نصاب ہوں تو یہ مصرفِ زکوٰۃ ہی نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: مالکِ نصاب ہو تو اس کے بچے کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے؟

جواب: جس بچہ کی ماں مالکِ نصاب ہے اگرچہ اس کا باپ زندہ نہ ہو (بلکہ صرف ماں ہی اس کی کفیل ہے) اِسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ (درمختار)

سوال: بنی ہاشم جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے اِن سے کیا مراد ہے؟

جواب: بنی ہاشم سے مراد حضرت علی و جعفر و عقیل اور حضرت عباس و حارث بن عبد المطلب کی اولاد ہیں اِن کے علاوہ جنہوں نے نبی ﷺ کی اعانت نہ کی مثلاً ابولہب کہ اگرچہ یہ کافر بھی حضرت عبد المطلب کا بیٹا تھا مگر اس کی اولاد بنی ہاشم میں شمار نہ ہوگی۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: جس کی ماں ہاشمی بلکہ سیّدانی ہو یعنی حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد سے ہو اور باپ ہاشمی نہ ہو تو وہ ہاشمی نہیں کہ شرع میں نسب باپ سے ہے لہٰذا ایسے شخص کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگر کوئی دوسرا مانع نہ ہو اور ماں کے سیّدانی ہونے سے جو لوگ سیّد بنتے ہیں بحکم حدیث صحیح لعنت کے مستحق ہیں اللہ اپنی پناہ میں رکھے آمین۔ (درمختار)

سوال: جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں اور کوئی صدقہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا ناجائز ہے انہیں اور بھی کوئی صدقۂ واجبہ مثلاً نذر' کفارہ اور صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔ عید الفطر کے موقع پر شہروں میں قرب و جوار کے ہندو صدقۂ فطر وصول کرنے گلیوں گلیوں' محلوں محلوں میں مانگتے پھرتے ہیں انہیں ہرگز صدقۂ فطر نہ دیا جائے اور کسی ناواقفی کے باعث دے دیا تو پھر دوبارہ ادا کیا جائے۔

سوال: بدمذہب کو کوٰۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بدمذہب یعنی وہ کلمہ گو جو جمہور مسلمین یعنی اہلسنت و جماعت کے چاروں گروہوں حنفی' شافعی' حنبلی' مالکیوں سے کٹ کر اپنی الگ راہ نکال لے وہ بدمذہب و بدعقیدہ ہے انہیں زکوٰۃ دینا جائز نہیں (درمختار وغیرہ) تو وہابیۂ زمانہ کہ خدا اور رسول جلّ و علاوہ ﷺ کی توہین و تحقیر کرتے اور شانِ رسالت گھٹاتے ہیں اگرچہ وہ اپنے آپ کو سنی حنفی کہیں انہیں زکوٰۃ دینا حرام اور سخت حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔ (بہار شریعت)

سوال: عورت قیمتی جہیز کی مالک ہو وہ زکوٰۃ لے سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کو ماں باپ کے یہاں سے جو جہیز ملتا ہے اور وہ اس کی مالک ہوتی ہے اس میں دو طرح کی چیزیں ہوتی ہیں' ایک حاجت کی جیسے خانہ داری کے سامان' پہننے کے کپڑے' استعمال کے برتن' اس قسم کی چیزیں کتنی ہی قیمت کی ہوں ان کی وجہ سے عورت غنی نہیں' دوسری وہ چیزیں جو حاجتِ اصلیہ سے زائد ہیں زینت کیلئے دی جاتی ہے۔ جیسے زیور اور حاجت کے علاوہ اسباب اور برتن اور آنے جانے کے بیش قیمت بھاری جوڑے' اِن چیزوں کی قیمت اگر بقدرِ نصاب ہے عورت غنی ہے زکوٰۃ نہیں لے سکتی۔ (ردالمحتار)

سوال: جنہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں کیا اِن کا فقیر ہونا ضروری ہے؟

جواب: جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا (صاحبِ نصاب نہ ہونا) شرط ہے سوا عامل کے کہ اس کیلئے فقیر ہونا شرط نہیں اور ابن السبیل اگرچہ غنی ہو اس وقت حکم فقیر میں ہے' باقی کسی کو جو حکم فقیر میں نہ ہو' زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: اپنے خدمت گزار اور ایسے ہی کسی دوسرے کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جو شخص اِکی خدمت کرتا اور اس کے یہاں کے کام کرتا ہے اسے زکوٰۃ دی یا اس کو دی جس نے خوشخبری سنائی یا اسے دی جس نے اس کے پاس ہدیہ بھیجا یہ سب جائز ہے' ہاں اگر عوض کر کے دی تو ادا نہ ہوئی' عید بقرعید میں خدام مرد عورت کو عیدی کہہ کر دی تو ادا ہو گئی۔ (عالمگیری)

سوال: فقیروں کی طرح گھومنے پھرنے رہنے والے کو زکوٰۃ دی تو ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: جو شخص فقیروں کی جماعت میں انہیں کی وضع میں رہتا ہے اور اس نے کسی سے سوال کیا یا فقیروں کی سی وضع قطع تو اس کی نہیں مگر وہ کسی سے سوال کر بیٹھا اور اس نے اسے غنی نہ جان کر مصرف زکوٰۃ سمجھ کر زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ (عالمگیری)

سوال: بے سوچے سمجھے اجنبی کو زکوٰۃ دے دی تو ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: اگر بے سوچے سمجھے کسی کو زکوٰۃ دے دی یعنی یہ خیال بھی نہ آیا کہ اسے دے سکتے ہیں یا نہیں اور بعد میں معلوم ہوا کہ اسے نہیں دے سکتے تھے تو ادا نہ ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ مصرف زکوٰۃ تھا تو ادا ہو گئی۔ (عالمگیری)

سوال: اگر زکوٰۃ دیتے وقت شک تھا کہ یہ مصرف زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: اگر دیتے وقت شک تھا اور تحری نہ کی یعنی بے سوچے سمجھے اِسے زکوٰۃ دے دی یا تحری کی مگر کسی طرف دل نہ جمایا یا غالب گمان ہوا کہ یہ زکوٰۃ کا مصرف نہیں پھر بھی اِسے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی' ہاں زکوٰۃ دینے کے بعد یہ ظاہر ہوا کہ واقعی وہ مصرفِ زکوٰۃ تھا تو ادا ہو گئی۔ (عالمگیری)

سوال: زکوٰۃ وغیرہ ادا کرنے کا بہتر طریقہ کیا ہے؟

جواب: زکوٰۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاً اپنے بھائی بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو' پھر ماموں اور خالہ کو' پھر ان کی اولاد کو' پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ والوں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو (عالمگیری) حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا' "اے امت محمد قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا' اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کہ رشتہ دار اس کے سلوک کرنے کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے' قسم ہے اس کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے' اللہ تعالیٰ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہ فرمائے گا۔" (ردالمحتار) بلکہ عزیزوں کو دینے میں دونا ثواب ہے۔

سوال: کسی ہنگامی ضرورت کے چندہ میں زکوٰۃ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اِس طریقہ سے زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی' نہ اِس طرح زکوٰۃ کی رقم سے چندہ دینا جائز ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے چندے کرتے وہ زکوٰۃ اور دوسری قسم کی تمام رقموں کو خلط ملط کر دیتے ہیں بلکہ مسلم وغیر مسلم کے اموال میں بھی تمیز نہیں کرتے تو اب وہ روپیہ جو اس رقم میں مل گیا زکوٰۃ کا کہاں رہا اور اِسے زکوٰۃ میں یعنی زکوٰۃ کے مصرف میں خرچ کرنے کی گنجائش ہی کہاں رہی' ہاں اگر زکوٰۃ کی رقم چندہ میں دینے والا کسی قابلِ اعتماد فقیر کو دے کر اس کے قبضہ اور ملکیت میں دے دے اور وہ اپنی طرف سے اِس چندہ میں دیدے تو اب ہر مصرفِ خیر میں صرف ہو سکتی ہے اور زکوٰۃ دہندہ اور فقیر دونوں کو ثواب ملے گا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: زکوٰۃ کی رقوم دوسرے شہر کو بھیجنا کیسا ہے؟

جواب: دوسے شہر کو زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے مگر جب کہ وہاں اس کے رشتہ والے ہوں تو انہیں بھیج سکتا ہے یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیزگار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالبِ علم کے لئے بھیجے یا سال تمام سے پہلے ہی بھیجے تو ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔ (عالمگیری)

سبق ۱۵

صدقۂ فطر کا بیان

سوال: صدقۂ فطر سے کیا مراد ہے؟

جواب: صدقۂ فطر دراصل رمضان المبارک کے روزوں کا صدقہ ہے تا کہ لغو اور بیہودہ کاموں سے روزہ کی طہارت ہو جائے اور ساتھ ہی غریبوں ناداروں کی عید کا سامان بھی اور روزوں سے حاصل ہونے والی نعمتوں کا شکریہ بھی۔

سوال: صدقۂ فطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

جواب: صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالکِ نصاب پر جس کی نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو' واجب ہے' اِس میں عاقل بالغ اور مال نامی شرط نہیں' نابالغ اور مجنون اگر مالکِ نصاب ہیں تو اِن پر صدقۂ فطر واجب ہے اِن کا ولی اِن کے مال سے ادا کرے۔ (ردالمحتار)

سوال: صدقۂ فطر کب ادا کرنا چاہئے؟

جواب: صدقۂ فطر نمازِ عید سے قبل ادا کر دینا چاہئے کہ یہی مسنون ہے لیکن عمر بھی اِس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا تھا تو اب ادا کر دے' ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہو گا نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے۔ (درمختار)

سوال: صدقۂ فطر واجب کب ہوتا ہے؟

جواب: عید کے دن صبح صادق ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے لہٰذا جو شخص صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے مر گیا یا غنی تھا فقیر ہو گیا تو صدقۂ فطر واجب نہ ہوا اور اگر صبح ہونے کے بعد مرا یا فقیر تھا غنی ہو گیا تو صدقۂ فطر واجب ہے۔ (عالمگیری)

سوال: مال ہلاک ہوجائے تو صدقۂ فطر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: صدقہ فطر ادا ہونے کیلئے مال کا باقی رہنا بھی شرط نہیں' مال ہلاک ہوجانے کے بعد بھی واجب رہے گا' ساقط نہ ہوگا بخلاف زکوٰۃ وعشر کہ یہ دونوں مال ہلاک ہوجانے سے ساقط ہوجاتے ہیں۔ (درمختار)

سوال: چھوٹے بچہ کی طرف سے صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

جواب: چھوٹے بچہ کا باپ صاحب نصاب ہو تو اس پر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچے کی طرف سے واجب ہے' جب کہ بچہ خود صاحب نصاب نہ ہو ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔

سوال: یتیم بچہ کا صدقہ کس پر واجب ہے؟

جواب: باپ نہ ہو تو دادا باپ کی جگہ ہے یعنی اپنے فقیر ویتیم پوتے پوتی کی طرف سے اس پر صدقہ دینا واجب ہے' ہاں ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقہ دینا واجب نہیں۔ (درمختار' ردالمحتار)

سوال: جس نے روزے نہیں رکھے اس پر صدقہ فطر واجب ہے یا نہیں؟

جواب: صدقۂ فطر واجب ہونے کیلئے روزہ رکھنا شرط نہیں' اگر کسی عذر سفر مرض بڑھاپے کی وجہ سے یا معاذ اللہ بلا عذر روزہ نہ رکھا جب بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔ (ردالمحتار)

سوال: مجنون اولاد کا صدقہ کس پر ہے؟

جواب: مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو جب کہ غنی نہ ہو تو اس کا صدقہ اس کے باپ پر ہے اور غنی ہو تو خود اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (درمختار)

سوال: نابالغ منکوحہ لڑکی کا فطرہ کس پر ہے؟

جواب: نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کرسکے اس کا نکاح کردیا اور شوہر کے یہاں اسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں' نہ شوہر پر نہ باپ پر' اور اگر قابل ﷺ خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اسے بھیجا نہیں تو بدستور باپ پر ہے' پھر یہ سب اس وقت ہے کہ لڑکی خود مالک نصاب نہ ہو ورنہ بہر حال اس کا صدقۂ فطر اس کے مال سے ادا کیا جائے۔ (درمختار' ردالمحتار)

سوال: بیوی اور عاقل بالغ اولاد کا فطرہ آدمی پر ہے یا نہیں؟

جواب: اپنی بیوی اور عاقل بالغ اولاد کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اگرچہ اپاہج ہو اگرچہ اسکے مصارف اس کے ذمہ ہوں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: اہل وعیال کا فطرہ ادا کردیا تو ادا ہوگا یا نہیں؟

جواب: عورت یا بالغ اولاد کا فطرہ ان کی اجازت لئے بغیر ادا کردیا تو ادا ہوگیا' بشرطیکہ اولاد اس کے عیال میں ہو یعنی اس کا نفقہ (کھانا پینا کپڑا) وغیرہ اس کے ذمہ ہو ورنہ اولاد کی طرف سے بلا اذن ادا نہ ہوگا عورت کا ہوجائے گا اور عورت نے اگر شوہر کا فطرہ بغیر حکم ادا کردیا تو ادا نہ ہوا۔ (عالمگیری' ردالمحتار)

سوال: ماں باپ کا فطرہ اولاد پر ہے یا نہیں؟

جواب: ماں باپ' دادا دادی' نابالغ بھائی اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں اور بغیر حکم ادا بھی نہیں کرسکتا۔ (عالمگیری)

سوال: صدقۂ فطر کی مقدار کیا ہے؟

جواب: صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے' گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو نصف صاع' کھجور یا منقے یا جَو یا اس کا آٹا یا ستو ایک صاع۔ (درمختار)

سوال: صاع کا وزن کیا ہے؟

جواب: اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور احتیاط جس میں فقیروں کا نفع زیادہ ہے' یہ ہے کہ صاع لیا جائے جو کا اور اس کے وزن کے گیہوں دیئے جائیں اس طرح جو کے صاع میں گیہوں تین سو اکاون روپیہ بھر آتے ہیں تو نصف صاع ۵ ۱۷ روپیہ ۸ آنے بھر ہوا یعنی علم طور پر مروج سیر کے حساب سے صاع تقریباً ساڑھے چار سیر کا اور نصف صاع سوا دو سیر کا راہ خدا میں زیادہ جائے تو اس میں اپنا بھی اجر وثواب زیادہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

اعشاری نظام میں صدقۂ فطر کی مقدار ۲ کلوگرام ۴۱ گرام...... ہے۔

سوال: فطرہ میں وزن کا اِعتبار ہے یا قیمت کا؟

جواب: ان چار چیزوں یعنی گیہوں' جو' کھجوریں اور منقے سے فطرہ ادا کیا جائے تو اِن کی قیمت کا اِعتبار نہیں وزن کا اِعتبار ہے مثلاً آدھا صاع عمدہ جو جن کی قیمت ایک صاع معمولی جو کے برابر ہے یا چوتھائی صاع کھرے گیہوں جو قیمت میں آدھے صاع عام گیہوں کے برابر ہیں فطرہ میں ادا کردیئے یہ ناجائز ہے' جتنا دیا اتنا ہی ادا ہوا باقی اِس کے ذمہ باقی ہے ادا کرے۔(عالمگیری)

سوال: فطرہ میں آدھے گیہوں آدھے جو دیئے جائیں تو درست ہے یا نہیں یا ہر ایک کا وزن ہی دینا پڑے گا؟

جواب: نصف صاع جو اور چہارم ۱/۴ صاع گیہوں دے یا نصف صاع جو اور نصف صاع کھجور تو یہ بھی جائز ہے۔(عالمگیری)

سول: گیہوں اور جو ملے ہوں تو وزن میں کس کا اِعتبار ہوگا؟

جواب: ان میں سے جو مقدار میں زیادہ ہو اسی کا لحاظ ہوگا مثلاً گیہوں زیادہ ہیں تو نصف صاع درع ورنہ ایک صاع۔(ردالمحتار)

سوال: مقررہ وزن کی قیمت فطرہ میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: گیہوں اور جو وغیرہ کی قیمت لگا کر بھی دے سکتے ہیں ہاں اگر خراب گیہوں اور جو کی قیمت دی تو اچھے کی قیمت سے جو کمی پڑے پوری کرے۔(درمختار)

سوال: چاول' جوار' باجرہ وغیرہ دوسرے غلّے فطرہ میں دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ان چار چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری چیز سے فطرہ ادا کرنا چاہے مثلاً چاول' جوار' باجرہ یا کوئی اور غلہ یا کوئی اور چیز دینا چاہے تو قیمت کا لحاظ کرنا ہوگا یعنی وہ چیز آدھے صاع گیہوں یا ایک صاع جو کی قیمت کی ہو خواہ وزن میں وہ چیز مثلاً چاول نصف صاع ہوں یا زیادہ یا کم یعنی مثلاً نصف صاع گندم کی قیمت میں جتنے چاول آئیں گے اتنے دیے جائیں گے۔(عالمگیری وغیرہ)

سوال: صدقۂ فطر میں تملیکِ فقیر شرط ہے یا نہیں؟

جواب: صدقۂ فطر میں بھی مسلمان فقیر یعنی مستحقِ زکوٰۃ کا مال کا مالک کردینا بے شک شرط ہے اور اِس میں تملیک کے بعد اِس کو اِختیار ہے جہاں چاہے صرف کرے جیسا کہ زکوٰۃ کا حکم ہے۔(عامہ کتب)

سوال: صدقۂ فطر کا مقدم کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ کی طرح صدقۂ فطر کا مقدم کرنا یعنی پیشگی ادا کردینا جائز ہے جبکہ وہ شخص موجود ہو جس کی طرف سے ادا کرنا ہے اگرچہ رمضان سے پیشتر بلکہ سال دو سال پیشتر (درمختار' عالمگیری)

سوال: ایک شخص کا فطرہ چند افراد کو دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: ایک شخص کا فطرہ ایک مسکین کو دینا بہتر ہے اور چند مساکین کو دے دیا تب بھی جائز ہے (درمختار)

سوال: چند فطرے ایک مسکین کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایک مسکین کو چند شخصوں کا فطرہ دینا بھی بلا خلاف جائز ہے اگرچہ سب فطرے ملے ہوئے ہوں (ردالمحتار)

سوال: صدقۂ فطر کے مصارف کیا ہیں؟

جواب: صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں انہیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں فطرہ بھی نہیں دے سکتے' سوا عامل کے کہ اِس کیلئے زکوٰۃ ہے فطرہ نہیں (درمختار' ردالمحتار)

سوال: صاحبِ نصاب کو فطرہ لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جس طرح صاحبِ نصاب کو زکوٰۃ لینا جائز نہیں یونہی صاحبِ نصاب اگرچہ امام مسجد ہو' اسے کوئی صدقۂ واجبہ مثلاً یہی صدقۂ فطر لینا جائز نہیں حرام ہے اور اس کے دیئے سے نہ زکوٰۃ ادا ہوگی نہ فطرہ (عامہ کتب)

سوال: دینی طالبِ علم کو فطرہ دے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: دینا کیا معنی! اِس میں زیادہ ثواب کی اُمید ہے کہ دوسروں کو دینے میں ایک کے دس ہیں تو طالبِ علم دین کی اعانت میں کم از کم ایک کے سات سو خصوصاً جب کہ یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس کی ضرورت پوری نہ ہوئی تو علمِ دین پڑھنا چھوڑ دے گا یا معاذ اللہ بدمذہبوں کے چنگل میں پھنس جائے گا۔(فتاویٰ رضویہ وغیرہ)



حصہ ہشتم

سبق ۱۶

روزے کا بیان

سوال: روزہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: روزہ جسے عربی میں صوم کہتے ہیں اس کے معنی ہیں رکنا اور چپ رہنا' قرآنِ کریم میں ''صوم'' کو صبر سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔جس کا خلاصہ ضبطِ نفس' ثابت قدمی اور اِستقلال ہے۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اِسلام کے نزدیک روزہ کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی نفسانی ہوا و ہوس اور جنسی خواہشوں میں بہک کر غلط راہ پر نہ پڑے اور اپنے اندر موجود ضبط اور ثابت قدمی کے جوہر کو ضائع ہونے سے بچائے۔

روزمرّہ کے معمولات میں تین چیزیں ایسی ہیں جو اِنسانی جوہر کو برباد کرکے اُسے ہوا و ہوس کا بندہ بنا دیتی ہیں۔یعنی کھانا' پینا اور عورت مرد کے درمیان جنسی تعلقات۔ اِنہی چیزوں کو اِعتدال میں رکھنے اور ایک مقررمدت میں اِن سے دور رہنے کا نام روزہ ہے۔

لیکن اصطلاحِ شریعت میں ''مسلمان کا بہ نیت عبادت' صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے آپ کو قصداً کھانے پینے اور جماعت سے باز رکھنے'' کا نام روزہ ہے۔عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔(عامۂ کتب)

سوال: اِسلام میں روزہ کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: اِسلام میں روزہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ

۱۔ یہ اِسلامی رکن میں سے چوتھا رکن ہے۔

۲۔ روزے جسمانی صحت کو برقرار رکھتے بلکہ اُسے بڑھاتے ہیں۔

۳۔ روزوں سے دل کی پاکی' روح کی صفائی اور نفس کی طہارت حاصل ہوتی ہے۔

۴۔ روزے دولت مندوں کو غریبوں کی حالت سے عملی طور پر باخبر رکھتے ہیں۔

۵۔ روزے' شکم سیروں اور فاقہ مستوں کو ایک سطح پر کھڑا کردینے سے قوم میں مساوات کے اُصول کو تقویت دیتے ہیں۔

۶۔ روزے ملکوتی قوتوں کو قوی اور حیوانی قوتوں کو کمزور کرتے ہیں۔

۷۔ روزے' جسم کو مشکلات کا عادی اور سختیوں کا خوگر بناتے ہیں۔

۸۔ روزوں سے بھوک اور پیاس کے تحمل اور صبر وضبط کی دولت ملتی ہے۔

۹۔ روزوں سے اِنسان کو دماغی اور روحانی یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

۱۰۔ روزے بہت سے گناہوں سے اِنسان کو محفوظ رکھتے ہیں۔

۱۱۔ روزے' نیک کاموں کیلئے اِسلامی ذوق وشوق کو اُبھارتے ہیں۔

۱۲۔ روزہ ایک مخفی اور خاموش عبادت ہے جو ریا و نمائش سے بری ہے۔

۱۳۔ قدرتی مشکلات کو حل کرنے اور آفات کو ٹالنے کیلئے روزہ بہترین ذریعہ ہے۔

اِن فوائد کے علاوہ اور بہت فائدے ہیں جن کا ذکر قرآن وحدیث میں ہے۔

سوال: قرآنِ کریم میں روزہ کا مقصد کیا بیان کیا گیا ہے؟

جواب: قرآنِ کریم نے روزہ کے مقاصد اور اُس کے اغراض تین مختصر جملوں میں بیان فرمائے ہیں:

۱۔ یہ کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور اُس کی عظمت کا اظہار کریں۔

۲۔ ہدایتِ الٰہی ملنے پر خدائے کریم کا شکر بجالائیں کہ اُس نے پستی وذلت کے عمیق غار سے نکال کر رفعت وعزت کے اوجِ کمال تک پہنچایا۔

۳۔ یہ کہ مسلمان پرہیزگار بنیں اور اُن میں تقویٰ پیدا ہو۔

''تقویٰ'' دل کی اُس کیفیت کا نام ہے۔جس کے حاصل ہوجانے کے بعد دل کو گناہوں سے جھجک معلوم ہونے لگتی ہے اور نیک کاموں کی طرف اس کو بے تابانہ...... ہوتی ہے اور روزہ کا مقصود یہ ہے کہ اِنسان کے اندر یہی کیفیت پیدا ہو۔دوسرے الفاظ میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ روزے خدا ترسی کی طاقت اِنسان کے اندر محکم کردیتے ہیں۔جس کے باعث اِنسان اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے اور خدا کے حکم کی عزت اور عظمت اُس کے دل میں ایسی جاگزیں ہوجاتی ہے کہ کوئی جذبہ اُس پر غالب نہیں آتا اور یہ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان' خدا کے حکم کی وجہ سے حرام ناجائز اور گندی عادتیں چھوڑ دے گا اور اُن کے اِرتکاب کی کبھی جرأت نہ کرے گا۔اسی اخلاقی برتری کو ہم تقویٰ کہتے ہیں۔

سوال: احادیث میں روزہ کے جو فضائل آئے ہیں وہ بیان کریں۔

جواب: احادیثِ کریمہ روزے کے فضائل سے مالا مال ہیں۔حضور پرنور سیّد عالم' سرور اکرم ﷺ اِرشاد فرماتے ہیں کہ:

۱۔ جب رمضان آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں۔(بخاری' مسلم وغیرہ)

۲۔ جنت ابتدائے سال سے' سال آئندہ تک' رمضان کیلئے آراستہ کی جاتی ہے اور جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حورعین پر چلتی ہے وہ کہتی ہیں۔اے رب! تو اپنے بندوں سے ہمارے لئے اُن کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور اُن کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔(بیہقی)

۳۔ جنت میں آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ کا نام ریّان ہے۔اس دروازے سے وہی جائیں گے جو روزہ رکھتے ہیں۔(ترمذی وغیرہ)

۴۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں' ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ عزوجل کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ ہے۔(بخاری' مسلم وغیرہ)

۵۔ رمضان المبارک کا مہینہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اوّل رحمت ہے' اِس کا اوسط (درمیانہ حصہ) مغفرت ہے اور آخر' جہنم سے آزادی۔(بیہقی)

۶۔ روزہ اللہ عزوجل کیلئے ہے اِس کا ثواب اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا۔(طبرانی)

۷۔ ہر شے کیلئے زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور نصف صبر ہے۔(ابن ماجہ)

۸۔ روزہ دار کی دعا اِفطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔(بیہقی)

۹۔ اگر بندوں کو معلوم ہوتا کہ رمضان کیا چیز ہے تو میری اُمت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہو۔(ابن خزیمہ)

۱۰۔ میری اُمت کو ماہِ رمضان میں پانچ باتیں دی گئیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔اوّل یہ کہ جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے اللہ عزوجل اُن کی طرف نظر فرماتا ہے اور جس کی طرف نظر فرمائے گا اُسے کبھی عذاب نہ کرے گا۔دوسری یہ کہ شام کے وقت اُن کے منہ کی بُو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ اچھی ہے۔تیسری یہ کہ ہر دن اور رات میں فرشتے اُن کے لئے استغفار کرتے ہیں۔چوتھی یہ کہ اللہ عزوجل جنت کو حکم فرماتا ہے کہتا ہے مستعد ہو جا اور میرے بندوں کیلئے مزین ہو جا (بن سنور جا) قریب ہے کہ دنیا کی تعب (مشقت' تکان) سے یہاں آکر آرام کریں۔پانچویں یہ کہ جب آخر راتی ہوتی ہے تو ان سب کی مغفرت فرما دیتا ہے کسی نے عرض کی کیا وہ شب قدر ہے۔فرمایا ''نہیں'' کیا تو نہیں دیکھتا کہ کام کرنے والے کام کرتے ہیں۔جب کام سے فارغ ہوتے ہیں اُس وقت مزدوری پاتے ہیں (بیہقی)

۱۱۔ اللہ عزوجل رمضان میں ہر روز دس لاکھ کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب رمضان کی اُنتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کئے اُن کے مجموعہ کے برابر اس ایک رات میں آزاد کرتا ہے۔پھر جب عیدالفطر کی رات آتی ہے ملائکہ خوشی کرتے ہیں اور اللہ عزوجل اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا اور فرشتوں سے فرماتا ہے' ''اے گروہ ملائکہ اُس مزدور کا کیا بدلہ ہے جس نے کام پورا کرلیا' فرشتے عرض کرتے ہیں ''اس کو پورا اجر دیا جائے'' اللہ عزوجل فرماتا ہے میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُن سب کو بخش دیا۔(اصبہانی)

سوال: روزے کے کتنے درجے ہیں؟

جواب: روزے کے تین درجے ہیں۔ ایک عام لوگوں کا روزہ کہ یہی پیٹ اور شرمگاہ کو کھانے پینے جماع سے روکنا۔ دوسرا خواص کا روزہ کہ اُن کے علاوہ کان' آنکھ' زبان' ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا۔ تیسرا خاص الخاص کا روزہ کہ جمیع ماسوا اللہ یعنی اللہ عزوجل کے سوا کائنات کی ہر چیز سے اپنے آپ کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اُسی کی طرف متوجہ رہنا۔ (جوہرہ نیرہ)

سوال: روزہ کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: روزے کی پانچ قسمیں ہیں:
فرض' واجب' مکروہ تنزیہی اور مکروہ تحریمی۔

سوال: فرض وواجب کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: فرض وواجب' ہر ایک کی دو قسمیں ہیں معین' غیر معین۔

سوال: فرضِ معین کون سے روزے ہیں؟

جواب: فرضِ معین جیسے رمضان المبارک کے روزے جو اِسی ماہ میں ادا کیے جائیں اور فرضِ غیر معین جیسے رمضان کے روزوں کی قضاء اور کفارے کے روزے۔ کفارہ خواہ روزہ توڑنے کا ہو یا کسی اور فعل کا۔

سوال: واجب معین اور غیر معین کون سے روزے ہیں؟

جواب: واجب معین جیسے نذر ومنت کا وہ روزہ جس کیلئے وقت معین کر لیا ہو اور واجب غیر معین جس کیلئے وقت معین نہ ہو۔

سوال: نفلی روزے کون کون سے ہیں؟

جواب: نفلی روزے جیسے عاشورا' یعنی دسویں محرم کا روزہ اور اِس کے ساتھ نویں کا بھی۔ ایام بیض یعنی ہر مہینے میں تیرہویں' چودھویں اور پندرھویں تاریخ کا روزہ عرفہ یعنی نویں ذوی الحجہ کا روزہ' شش عید کے روزے' صوم داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن روزہ' ایک دن اِفطار' پیر اور جمعرات کا روزہ۔ پندرھویں شعبان کا روزہ' اِن کے علاوہ اور بھی روزے ہیں جن کا ثواب احادیث میں وارد ہے اور اِن نفلی روزوں میں کچھ مسنون ہیں اور کچھ مستحب۔ (نور الایضاح درمختار وغیرہ)

سوال: مکروہ تنزیہی کون سے روزے ہیں؟

جواب: جیسے صرف ہفتہ کے دن روزہ رکھنا کہ یہ یہودیوں کا سا روزہ ہے۔ نیروز اور مہرگان کے روزے کہ آتش پرستوں میں رکھے جاتے تھے۔ صوم دہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا' صومِ سکوت یعنی ایسا روزہ جس میں کچھ بات نہ کرے' صوم وِصال کہ روزہ رکھ کر اِفطار نہ کرے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھ لے۔ یہ سب مکروہ تنزیہی ہیں۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: مکروہ تحریمی کون سے روزے کہلاتے ہیں؟

جواب: جیسے عید بقر عید اور ایام التشریق (یعنی ذوی الحجہ کی ۱۱' ۱۲ اور ۱۳ تاریخ کے روزے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: روزہ کے شرائط کیا ہیں؟

جواب: روزہ دار کا مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا اور خاص عورت کیلئے حیض ونفاس سے خالی ہونا روزہ کیلئے شرط ہے۔ (عامۂ کتب)

سوال: نابالغ بچہ لڑکا خواہ لڑکی' روزہ رکھے یا نہیں؟

جواب: نابالغ لڑکے یا لڑکی پر اگرچہ روزہ فرض نہیں مگر حکم شریعت یہ ہے کہ بچہ جیسے ہی آٹھویں سال میں قدم رکھے اُس کے ولی پر لازم ہے کہ اُسے نماز روزے کا حکم دے اور جب بچہ کی عمر دس سال ہو جائے اور گیارھواں سال شروع ہو اور اُس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اُس سے روزہ رکھوایا جائے نہ رکھے تو مار کر رکھوائیں۔ اگر پوری طاقت دیکھی جائے' ہاں رکھ کر توڑ دیا تو قضاء کا حکم نہ دیں گے اور نماز توڑے تو پھر پڑھوائیں۔ (ردالمحتار)

سوال: روزے کے فرض یا واجب ہونے کے اسباب کیا ہیں؟

جواب: روزے کے مختلف اسباب ہیں۔ روزہ رمضان کا سبب' ماہِ رمضان کا آنا' روزۂ نذر کا سبب' منت ماننا' روزۂ نذر کا سبب' روزۂ کفارہ کا سبب' قسم توڑنا یا قتل وظہار وغیرہ (عالمگیری)

سوال: رمضان المبارک کے روزے کب فرض ہوئے؟

جواب: رمضان المبارک کے روزے بھی ہجرات کے دوسرے ہی سال فرض ہوئے (خازن) جب کہ لوگ توحید نماز اور دیگر احکام قرآنی کے خوگر ہو چکے تھے اور چونکہ اصولِ اِسلام کی رو سے فاقہ مستوں کو روزہ کی جتنی ضرورت ہے۔ شکم سیروں کیلئے وہ اس سے زیادہ ضروری ہے۔ تو یہ کہنا درست نہیں کہ چونکہ آغازِ اِسلام میں مسلمانوں کو اکثر فاقوں سے دو چار ہونا پڑتا تھا۔ اِس لئے اُن کو روزوں کا خوگر بنا دیا گیا'' اگر ایسا ہوتا تو ظہورِ اِسلام کے بعد ہی' مکی زندگی کا اِس کیلئے اِنتخاب کیا جاتا کہ مسلمانوں کی مالی حالت کے اِعتبار سے موزوں ہو سکتا تھا مگر ایسا نہ ہوا بلکہ روزہ وسطِ اِسلام میں ہجرت کے بعد فرض کیا گیا۔

سوال: جو شخص روزہ نہ رکھے اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ کا بلا عذر شرعی ترک کرنے والا سخت گنہگار اور فاسق و ظاہر ہے اور عذابِ جہنم کا مستحق اور رمضان المبارک میں جو شخص علانیہ' بلا عذرِ شرعی قصداً کھائے پئے تو حکم ہے کہ اُسے قتل کیا جائے (رد المحتار) یعنی حاکم اِسلام ایسے مسلمان کو تعزیراً قتل کر سکتا ہے۔

سوال: قمری حساب سے روزے فرض کرنے میں کیا حکمت ہے؟

جواب: خدا و رسول ہی اس کی حکمت کو بہتر جانتے ہیں۔ ہاں بظاہر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ رمضان المبارک کا مہینہ قمری حساب پر رکھنے میں عام مسلمانوں کو یہ فائدہ پہنچتا ہے کہ قمری مہینہ اوّل بدل کر آنے سے کل دنیا کے مسلمانوں کیلئے مساوات قائم کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شمسی مہینہ روزوں کیلئے مقرر کر دیا جاتا تو نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ موسمِ سرما کی سہولت میں روزے رکھتے اور نصف دنیا کے مسلمان ہمیشہ گرمی کی سختی اور تکلیف میں رہا کرتے اور یہ امر عالم گیر دین اِسلام کے اُصول کے خلاف ہوتا۔ کیونکہ جب نصف دنیا پر سردی کا موسم ہوتا ہے تو دوسرے نصف پر گرمی کا موسم ہوتا ہے۔

سبق ۱۷

روزے کی نیت کا بیان

سوال: روزے کی نیت کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جس طرح زمین میں بتایا گیا کہ نیت دل کے اِرادے کا نام ہے۔ زبان سے کہنا شرط نہیں' یہاں بھی وہی مراد ہے۔ مگر زبان سے کہہ لینا مستحب ہے تا کہ زبان و دل میں موافقت رہے۔ (عامۂ کتب)

سوال: نیت کے الفاظ کیا ہیں؟

جواب: اگر رات میں نیت کرے تو یوں کہے:

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَا هٰذَا.

یعنی میں نے نیت کی کہ اللہ عزوجل کے لئے اس رمضان کا فرض روزہ کل رکھوں گا۔

اور عام طور پر مشہور یہ الفاظ ہیں

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى

اور دن میں نیت کرے تو یہ کہے

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذَا.

یعنی میں نے نیت کی کہ اللہ تعالیٰ کیلئے آج رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔

اور اگر تبرک وطلبِ توفیق کیلئے نیت کے الفاظ میں اِنشاء اللہ تعالیٰ بھی ملا لیا تو حرج نہیں اور اگر پکا ارادہ نہ ہو مذبذب ہو تو نیت ہی کہاں ہوئی (جوہرہ نیرہ) تو روزہ بھی نہ ہوگا۔

سوال: نیت کب سے کب تک ہو سکتی ہے؟

جواب: ادائے روزہ رمضان' نذر معین اور نفل کے روزوں کیلئے نیت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے یعنی جس وقت آفتاب خط نصف النہار شرعی پر پہنچے اس سے پیشتر نیت ہو جانا ضروری ہے (درمختار) اسے آسانی کیلئے یوں سمجھ لو کہ زوال سے کم از کم ۳۹ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۴۸ منٹ پیشتر روزے کی نیت کر لینی چاہئے کہ اگرچہ ان تین قسم کے روزوں کی نیت دن میں بھی ہو سکتی ہے مگر رات میں نیت کر لینا مستحب ہے۔ (درمختار' جوہرہ)

سوال: نیت کے بعد کچھ کھا پی لیا تو نیت باقی رہی یا نہیں؟

جواب: رات میں نیت کی پھر اس کے بعد رات ہی میں کھایا پیا تو نیت جاتی نہ رہی وہی پہلی کافی ہے پھر سے نیت کرنا ضروری نہیں (جوہرہ)

سوال: روزہ توڑنے کی نیت سے روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: جس طرح نماز میں کلام کی نیت کی مگر بات نہ کی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یونہی روزے میں توڑنے کی نیت سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک توڑنے والی چیز نہ کرے (جوہرہ) اور اگر رات میں روزہ کی نیت کی پھر پکا ارادہ کر لیا کہ نہیں رکھے گا تو وہ نیت جاتی رہی۔ اگر نئی نیت نہ کی اور دن بھر بھوکا پیاسا اور روزہ دار کی طرح رہا تو وہ نہ ہوا (درمختار وغیرہ)

سوال: سحری کھانا نیت میں شمار ہے یا نہیں؟

جواب: سحری کھانا بھی نیت ہے خواہ رمضان کے روزے کیلئے ہو یا کسی اور روزے کیلئے مگر جب سحری کھاتے وقت یہ ارادہ ہے کہ صبح کو روزہ نہ رکھونگا تو یہ سحری کھانا نیت نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال: روزہ کی نیت میں روزہ کو معین کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: یہ تینوں یعنی رمضان کی ادا' اور نفل خواہ سنت ہو یا مستحب اور نذر معین' ان میں خاص انہیں کی نیت ضروری نہیں۔ مطلقاً روزہ کی نیت سے بھی ہو جاتے ہیں اور نفل کی نیت سے بھی ادا ہو جاتے ہیں بلکہ مریض و مسافر کے علاوہ کسی اور نے رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کی' جب بھی اسی رمضان کا روزہ ہوگا (درمختار)
البتہ مسافر اور مریض جس کی نیت کریں گے وہی ہوگا۔ رمضان کا نہیں اور مطلق روزے کی نیت کریں تو رمضان کا ہوگا (درمختار عالمگیری)

سوال: قضائے رمضان وغیرہ کی نیت کس وقت ضروری ہے؟

جواب: ادائے رمضان' نذر معین اور...... کے علاوہ' باقی روزے مثلاً قضائے رمضان اور نذر غیر معین اور نفل کی قضا (یعنی نفلی روزہ رکھ کر توڑ دیا تھا اُس کی قضا) اور نذر معین کی قضا اور کفارہ کا روزہ اور ایسے ہی اور روزے' ان سب میں عین صبح چمکتے وقت یا رات میں نیت کرنا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو روزہ رکھتا ہے خاص اُس معین کی نیت کرے۔ ان روزوں کی نیت اگر دن میں کی تو نفل ہوئے پھر بھی ان کا پورا کرنا ضروری ہے توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: ۲۹ شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو ۳۰ کو نیت کس طرح کرے؟

جواب: اگر ۲۹ شعبان کی شام کو مطلع پر ابر و غبار ہو اور چاند نظر نہ آئے تو شعبان کی تیسویں تاریخ کو (جسے یوم الشک کہتے ہیں) خالص نفل کی نیت سے روزہ رکھ سکتے ہیں اور نفل کے سوا کوئی اور روزہ رکھا تو مکروہ ہے۔ اب اگر اس دن کا رمضان ہونا ثابت ہو جائے تو مقیم کیلئے رمضان کا روزہ ہے اور مسافر نے جس کی نیت کی وہی ہوا۔ اور اگر نیت تو خالص نفل ہی کی کی اور پورا ارادہ نفلی روزہ رکھنے ہی کا ہے۔ مگر کبھی کبھی دل میں یہ خیال گزر جاتا ہے کہ شاید آج رمضان کا دن ہو تو اس میں حرج نہیں۔ (درمختار عالمگیری وغیرہ)

سبق ۱۸

چاند دیکھنے کا بیان

سوال: چاند دیکھنے کیلئے حکم شرعی کیا ہے؟

جواب: پانچ مہینوں کا چاند دیکھنا واجب کفایہ ہے کہ بستی میں ایک دو آدمیوں نے دیکھ لیا تو سب بری الذمہ ہو گئے اور کسی نے نہ دیکھا تو سب گنہگار رہوئے۔ وہ پانچ مہینے یہ ہیں: شعبان، رمضان، شوال، ذی قعدہ، ذوی الحجہ۔ شعبان کا اس لئے کہ اگر رمضان کا چاند دیکھتے وقت ابر یا غبار ہو تو لوگ تیس دن پورے کر کے رمضان شروع کر دیں، رمضان کا روزہ رکھنے کیلئے، شوال کا رزہ ختم کرنے کیلئے، ذی قعدہ کا ذوی الحجہ کیلئے (کہ وہ حج کا خاص مہینہ ہے) اور ذوی الحجہ کا بقرعید کیلئے (فتاویٰ رضویہ)

سوال: روزہ رمضان کب سے رکھنا شروع کریں؟

جواب: شعبان کی اُنتیس کو شام کے وقت چاند دیکھیں، دکھائی دے تو کل روزہ رکھیں ورنہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کا مہینہ شروع کریں اور روزہ رکھیں۔ حدیث شریف میں ہے ''چاند دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور چاند دیکھ کر اِفطار کرو (یعنی روزے پورے کر کے عیدالفطر مناؤ) اور اگر ابر ہو تو شعبان کی گنتی تیس پوری کر لو۔ (بخاری، مسلم)

سوال: چاند کے ہونے نہ ہونے میں علم ہیئت کا اِعتبار ہے یا نہیں؟

جواب: جو شخص علم ہیئت جانتا ہے اُس کا اپنے علم ہیئت (نجوم وغیرہ) کے ذریعہ سے کہہ دینا کہ آج چاند ہوا یا نہیں یہ کب ہوگا' یہ کوئی چیز نہیں۔ اگر چہ وہ عادل، دیندار، قابلِ اعتماد ہو اگر چہ کئی اشخاص ایسا کہتے ہوں کہ شرع میں چاند دیکھنے یا گواہی سے ثبوت کا اِعتبار ہے کسی اور چیز پر نہیں (عالمگیری وغیرہ) مثلاً وہ شعبان کو کہیں آج ضرور رویت ہوگی کل یکم رمضان ہے۔ شام کو ابر ہو گیا رویت کی خبر معتبر نہ آئی ہم ہرگز رمضان قرار نہ دیں گے بلکہ وہی یوم الشک ٹھہرے گا یا وہ کہیں آج رویت نہیں ہو سکتی کل یقیناً ۳۰ شعبان ہے۔ پھر آج ہی رویت پر معتبر گواہی گزری۔ بات وہی کہ ہمیں تو حکم شرع پر عمل فرض ہے۔

سوال: رمضان کے ثبوت کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

جواب: ابر و غبار میں رمضان کا ثبوت اِی مسلما نعاقل بالغ دیندار عادل یا مستور کی گواہی سے ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور ابر میں رمضان کے چاند کی گاوہی میں یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں (جبکہ ہر گواہی میں یہ کہنا ضروری ہے) صرف اِتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے اِس رمضان کا چاند آج یا کل یا فلاں دن دیکھا ہے۔ (درمختار عالمگیری)

سوال: عادل و مستور کے کیا معنی ہیں؟

جواب: عادل ہونے کے معنی یہ ہیں کہ کم سے کم متقی ہو یعنی کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغیرہ پر اِصرار کرتا ہو اور ایسا کام نہ کرتا ہو جو مروّت کے خلاف ہے مثلاً بازار میں کھانا یا شارع عالم پر پیشاب کرنا یا بازار و عام گزرگاہ پر صرف بنیان و تہبند میں پھرنا۔ (درمختار، ردالمختار وغیرہ)

اور مستور وہ مسلمان ہے جس کا ظاہر حال شرع کے مطابق ہے مگر باطن کا حال معلوم نہیں۔ ایسے مسلمان کی گواہی رمضان المبارک کے علاوہ کسی اور جگہ مقبول نہیں۔ (درمختار)

سوال: فاسق کی گواہی مقبول ہے یا نہیں؟

جواب: فاسق اگر چہ رمضان المبارک کے چاند کی گواہی دے اُس کی گواہی قابلِ قبول نہیں۔ رہا یہ کہ اُس کے ذمہ گواہی دینا لازم ہے یا نہیں۔ اگر اُمید ہے کہ اُس کی گواہی قاضی قبول کر لے گا تو اُسے لازم ہے کہ گواہی دے (درمختار) کہ ایک ایک کر کے اگر گواہوں کی تعداد جم غفیر (کثیر مجمع) کو پہنچ جائے تو یہ بھی ثبوتِ رمضان کا ذریعہ ہے۔

سوال: چاند دیکھ کر گواہی دینا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اُس کی گواہی پر رمضان المبارک کا ثبوت موقوف ہے کہ بے اُس کی گواہی کے کام نہ چلے گا تو جس عادل شخص نے رمضان کا چاند دیکھا اُس پر واجب ہے کہ اُسی رات میں شہادت ادا کرے۔ یہاں تک کہ پردہ نشین خاتون نے چاند دیکھا تو اُس پر گواہی دینے کیلئے اُسی رات جانا واجب ہے اور اُس کیلئے شوہر سے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں۔ (درمختار، ردالمختار)

سوال: گواہی دینے والے سے کرید کرید کر سوال کرنا کیسا ہے؟

جواب: جس کے پاس رمضان کے چاند کی شہادت گزری اُسے یہ ضروری نہیں کہ گواہ سے یہ دریافت کرے تم نے کہاں سے دیکھا اور وہ کس طرف تھا اور کتنے اونچے پر تھا وغیرہ وغیرہ (عالمگیری وغیرہ) مگر جب کہ اُس کے بیان میں شبہات پیدا ہوں تو سوالات کرے۔ خصوصاً عید میں کہ لوگ خواہ مخواہ اُس کا چاند دیکھ لیتے ہیں۔ (بہار شریعت)

سوال: مطلع صاف ہو تو گواہی کا معیار کیا ہے؟

جواب: اگر مطلع صاف ہو تو جب تک بہت سے لوگ شہادت نہ دیں چاند کا ثبوت نہیں ہو سکتا۔ رہا یہ کہ اس کیلئے کتنے لوگ چاہیں یہ قاضی کے متعلق ہے جتنے گواہوں سے اُسے گمانِ غالب ہو جائے حکم دے دیا جائے گا۔ (درمختار)

سوال: مطلع صاف ہونے کی حالت میں ایک گواہی کب معتبر ہے؟

جواب: ایسی حالت میں جب کہ مطلع صاف تھا ایک شخص بیرونِ شہر یا بلند جگہ سے چاند دیکھنا بیان کرتا ہے اور اُس کا ظاہر حال مطابقِ شرع ہے تو اُس کا قول بھی رمضان کے چاند میں قبول کر لیا جائے گا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: گاؤں میں چاند کی گواہی کس کے روبرو دی جائے؟

جواب: اگر کسی نے گاؤں میں چاند دیکھا اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس گواہی دے گا تو گاؤں والوں کو جمع کر کے شہادت ادا کرے۔ اب اگر یہ عادل ہے یعنی متقی دین دار، خدا ترس اور حق پرست ہے، گناہوں سے دور بھاگتا ہے تو اُن لوگوں پر روزہ رکھنا لازم ہے۔

سوال: اگر لوگ کسی جگہ سے آ کر چاند ہونے کی خبر دیں تو معتبر ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کہیں سے کچھ لوگ آ کر یہ کہیں کہ فلاں جگہ چاند ہو گیا ہے بلکہ یہ کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا۔ بلکہ یہ شہادت دیں کہ فلاں فلاں نے چاند دیکھا بلکہ یہ شہادت دیں کہ فلاں جگہ کے قاضی نے روزہ رکھنے یا روزہ چھوڑ دینے اور عید منانے کیلئے لوگوں سے کہا یہ سب طریقے ناکافی ہیں (درمختار) صاف بات یہ ہے کہ اگر خود اپنا چاند دیکھنا بیان کریں تو گواہی معتبر ہے ورنہ نہیں۔

سوال: تنہا بادشاہِ اسلام یا قاضی نے چاند دیکھا تو کیا حکم ہے؟

جواب: تنہا بادشاہِ اسلام یا قاضی اسلام یا مفتیِ دین نے چاند دیکھا تو اُسے اختیار ہے خواہ خود ہی روزہ رکھنے کا حکم دے یا کسی اور کو شہادت لینے کیلئے مقرر کرے اور اُس کے پاس شہادت ادا کرے لیکن اگر تنہا ان میں سے کسی نے عید کا چاند دیکھا تو اُنہیں عید کرنا یا عید کا حکم دینا جائز نہیں۔ (عالمگیری، درمختار وغیرہ)

سوال: گاؤں میں دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا تو ان کیلئے کیا حکم ہے

جواب: گاؤں میں اگر دو شخصوں نے عید کا چاند دیکھا اور مطلع تھا ابر آلود یعنی ابر و غبار کے باعث ناصاف اور وہاں کوئی ایسا نہیں جس کے پاس یہ شہادت دیں تو گاؤں والوں کو جمع کر کے اُن سے یہ کہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے عید کا چاند دیکھا ہے۔ اگر یہ عادل ہوں تو لوگ عید کر لیں ورنہ نہیں (عالمگیری)

سوال: رمضان کے علاوہ اور مہینوں میں کتنے گواہ درکار ہیں؟

جواب: مطلع اگر صاف نہ ہو یعنی ابر و غبار آلود ہو تو علاوہ رمضان کے، شوال و ذی الحجہ بلکہ تمام مہینوں کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں اور سب عادل ہوں اور آزاد ہوں اور اُن میں کسی پر تہمت زنا کی حد جاری نہ کی گئی ہو اگر چہ تو بہ کر چکا ہو تو اُن کی گواہی رویتِ ہلال (چاند دیکھنے) کے حق میں قبول کر لی جائے گی اور یہ بھی شرط ہے کہ گواہ گواہی دیتے وقت یہ لفظ کہے "میں گواہی دیتا ہوں"۔ (عامۂ کتب)

سوال: دن میں چاند دکھائی دیا تو وہ کس رات کا مانا جائیگا؟

جواب: دن میں ہلال دکھائی دیا زوال سے پہلے یا بعدِ زوال۔ بہرحال وہ آئندہ رات کا قرار دیا جائیگا یعنی جو رات آئے گی اُس سے مہینہ شروع ہوگا تو اگر تیسویں رمضان کے دن میں چاند دیکھا گیا تو یہ دن رمضان ہی کا ہے شوال کا نہیں اور روزہ پورا کرنا فرض ہے اور اگر شعبان کی تیسویں تاریخ کے دن میں دیکھا تو دن شعبان کا ہے رمضان کا نہیں۔ لہٰذا آج کا روزہ فرض نہیں۔ (درمختار، ردالمختار)

سوال: اگر ۲۹ کی شعبان کو مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو تیسویں تاریخ کو روزہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ۲۹ شعبان کو مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے تو نہ خواص روزہ رکھیں نہ عوام (فتاویٰ رضویہ) اور اگر مطلع پر ابر و غبار ہو تو مفتی کو چاہیے کہ عوام کو ضحوۂ کبریٰ یعنی نصف النہار شرعی تک انتظار کا حکم دے کہ اُس وقت تک نہ کچھ کھائیں پئیں نہ روزے کی نیت کریں، بلانیت روزہ، مثل روزہ رہیں۔ اس بیچ میں اگر ثبوت شرعی سے رویت ثابت ہو جائے تو سب روزے کی نیت کرلیں۔ روزۂ رمضان ہو جائے گا کہ ادائے رمضان کیلئے نیت کا وقت ضحوۂ کبریٰ تک ہے اور اگر یہ وقت گزر جائے کہیں سے ثبوت نہ آئے تو مفتی عوام کو حکم دے کہ کھائیں پئیں اور مسئلہ شرعی سے واقفیت رکھنے والے کہ یوم الشک میں اس طرح روزہ رکھا جاتا ہے تو وہ روزے کی نیت کرلیں۔ (درمختار، فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: ایک شخص کسی خاص دن روزہ رکھنے کا عادی ہو اور وہ دن یوم الشک یعنی شعبان کی تیسویں کو پڑے تو اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: جو شخص کسی خاص دن کے روزے کا عادی ہو اور وہ دن اس تاریخ کو آن پڑے تو وہ اپنے اسی نفلی روزے کی نیت کرسکتا ہے بلکہ اسے اس دن روزہ رکھنا افضل ہے۔ مثلاً ایک شخص ہر پیر یا جمعرات کا روزہ رکھ کرتا ہے او تیسویں اسی دن پڑی تو وہ روزہ نہ چھوڑے اور اس مبارک دن کے روزے کا ثواب ہاتھ سے نہ جانے دے۔

سوال: چاند دیکھنے کی گواہی جس کی قبول نہ ہوئی تو وہ رکھے یا نہیں؟

جواب: کسی نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا مگر اُس کی گواہی کسی وجہ شرعی سے رد کردی گئی۔ مثلاً فاسق ہے تو اُسے حکم ہے کہ روزہ رکھے اگرچہ اپنے آپ اس نے عید کا چاند دیکھ لیا ہے اور اس صورت میں اگر رمضان کا چاند تھا اور اس نے اپنے حسابوں تیس روزے پورے کرلئے مگر عید کے چاند کے وقت پھر ابر یا غبار ہے اور رویت ثابت نہ ہوئی تو اُسے بھی ایک دن اور روزہ رکھنے کا حکم ہے (عالمگیری درمختار) تا کہ مسلمانوں کے ساتھ موافقت کا اجر اس کے نامۂ اعمال میں درج ہو اور یہ عام اسلامی برادری سے الگ تھلگ نہ رہنے پائے کہ یہ بڑی محرومی کی بات ہے۔

سوال: فاسق نے چاند دیکھ روزہ رکھا پھر توڑ دیا تو اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: اس کی دو صورتیں ہیں اور ہر صورت کا حکم علیحدہ ہے:

۱۔ اگر اس نے چاند دیکھ کر روزہ رکھا پھر توڑ دیا یا قاضی کے یہاں گواہی بھی دی تھی لیکن قاضی نے اُس کی گواہی پر روزہ رکھنے کا عوام الناس کو حکم نہیں دیا تھا کہ اس نے روزہ توڑ دیا تو صرف اس روزے کی قضا دے کفارہ اس پر لازم نہیں۔

۲۔ اور اگر چاند دیکھ کر اس نے روزہ رکھا اور قاضی نے اس کی گواہی بھی قبول کرلی اس کے بعد اس نے روزہ توڑ دیا تو کفارہ بھی لازم ہے اگرچہ یہ فاسق ہو (درمختار) کہ اس نے روزۂ رمضان توڑا۔

سوال: ایک جگہ چاند کا ثبوت، دوسری جگہ کیلئے معتبر ہے یا نہیں؟

جواب: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کیلئے نہیں بلکہ تمام جہاں کیلئے ہے۔ مگر دوسری جگہ کیلئے اس کا حکم اُس وقت ہے کہ اُن کے نزدیک اُس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے۔

سوال: دوسری جگہ کیلئے چاند ہونے کا شرعی ثبوت کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: رویت ہلال کے ثبوت کیلئے شرع میں سات طریقے ہیں:

۱۔ خود شہادت رویت یعنی چاند دیکھنے والوں کی گواہی۔

۲۔ شہادت علی الشہادۃ۔ یعنی گواہوں نے چاند خود نہ دیکھا بلکہ دیکھنے والوں نے ان کے سامنے گواہی دی اور اپنی گواہی پر انہیں گواہ کیا۔ اُنہوں نے اُس گواہی کی گواہی دی۔ یہ وہاں ہے کہ گواہانِ اصل حاضری سے معذور ہوں۔

۳۔ شہادت علی القضاء یعنی دوسرے کسی اسلامی شہر میں حاکم اسلام کے یہاں رویت ہلال پر شہادتیں گزریں اور اس نے ثبوت ہلال کا حکم دیا اور وہ عادل گواہوں نے جو اس گواہی کے وقت موجود تھے اُنہوں نے دوسرے مقام پر اس قاضی اسلام کے روبرو گواہی گزرے اور قاضی کے حکم پر گواہی دی۔

۴۔ کتاب القاضی الی القاضی یعنی قاضی شرع جسے سلطانِ اسلام نے مقدمات کا اسلامی فیصلہ کرنے کیلئے مقرر کیا ہو وہ دوسرے شہر کے قاضی کو گواہیاں گزرنے کی شرعی طریقے پر اطلاع دے۔

۵۔ استفاضہ یعنی کسی اسلامی شہر سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن رویت ہلال کی بنا پر روزہ ہوا یا عید کی گئی۔

۶۔ کمال مدت یعنی ایک مہینے کے جب تیس دن کامل ہو جائیں تو دوسرے ماہ کا ہلال آپ ہی ثابت ہو جائے گا کہ مہینہ تیس سے زائد کا نہ ہونا یقینی ہے۔

۷۔ اسلامی شہر میں حاکم شرع کے حکم سے اُنتیس کی شام کو مثلاً توپیں داغی گئیں یا فائر ہوئے تو خاص اُس شہر والوں یا اُس شہر کے گرد اگرد دیہات والوں کے واسطے توپوں کی آوازیں سننا بھی ثبوتِ ہلال کے ذریعوں میں سے ایک ذریعہ ہے۔

لیکن ۲ سے ۵ نمبر تک چار طریقوں میں بڑی تفصیلات ہیں جو فقہ کی بڑی کتابوں میں مذکور ہیں۔ الغرض حکم اللہ و رسول کیلئے ہے اور حکم شرعی قاعدۂ شرعیہ ہی کے طور پر ثابت ہو سکتا ہے۔ اِس کے مقابل تمام قیاسات' حسابات اور قرینے کہ عوام میں مشہور ہیں شرعاً باطل ہیں اور نا قابلِ اعتبار۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: تار اور ٹیلیفون سے رویتِ ہلال ثابت ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: تار یا ٹیلیفون سے رویتِ ہلال ثابت نہیں ہو سکتی نہ بازاری افواہ اور جنتریوں یا اخباروں میں چھپا ہونا کوئی ثبوت ہے۔ آج کل عموماً دیکھا جاتا ہے کہ اُنتیس رمضان کو بکثرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تار بھیجے جاتے ہیں کہ چاند ہوا یا نہیں۔ اگر کہیں سے تار آ گیا کہ ہاں یہاں چاند ہو گیا ہے بس لو عید آ گئی۔ یہ محض ناجائز و حرام ہے اور بالخصوص تار میں تو ایسی بہت سی وجہیں ہیں جو اس کے اعتبار کو کھوتی ہیں۔ ہاں کا نہیں اور نہیں کا ہاں ہو جانا تو معمولی بات ہے اور مانا کہ بالکل صحیح پہنچا تو یہ محض ایک خبر ہے شہادت نہیں۔ فقہائے کرام نے خط کا تو اعتبار ہی نہ کیا۔ اگرچہ مکتوب الیہ یعنی جسے خط پہنچا' کاتب کے دستخط اور تحریر کو پہچانتا ہو اور اُس پر اُس کی مہر بھی ہو کہ خط خط کے مشابہ ہوتا ہے اور مہر' مہر کے۔ تو کجا تار۔

یوں ہی ٹیلیفون کرنے والا سننے والے کے پیشِ نظر' دو بدو' آمنے سامنے نہیں ہوتا تو اُمورِ شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ آواز پہچانی جائے کہ ایک آواز دوسری آواز سے مشابہ ہوتی ہے۔ اگر وہ کوئی شہادت دے معتبر نہ ہو گی اور اگر کسی بات کا اقرار کرے تو سننے والے کو اُس پر گواہی دینے کی اجازت نہیں (بہارِ شریعت۔ فتاویٰ رضویہ) حیرت ہے کہ مجازی حاکموں کی کچہریوں میں تار اور ٹیلیفون پر گواہی معتبر نہ ہو اور اُمورِ شرعیہ میں قبول کر لی جائے۔ حمیتِ اسلامی اور غیرتِ ایمانی بھی آخر کوئی چیز ہے۔

سوال: عوام الناس میں چاند کے بارے میں کچھ قاعدے مشہور ہیں شرعاً اُن کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: علم حساب کے ماہرین کی باتیں جو عوام میں پھیل گئی ہیں یا تحریر میں آچکی ہیں، رویت ہلال کے بارے میں ان کا کوئی اعتبار نہیں۔ مثلاً چودھویں کا چاند سورج ڈوبنے سے پہلے نکلتا ہے اور پندرھویں کا بیٹھ کر۔ یہ دونوں باتیں رویت کے ثبوت میں نامعتبر ہیں یا کہتے ہیں کہ ہمیشہ رجب کی چوتھی، رمضان کی پہلی ہوتی ہے، یہ غلط ہے۔ یوں ہی رمضان کی پہلی، ذی الحجہ کی دسویں ہونا ضروری نہیں۔ یا تجربہ میں آیا ہے کہ اکثر اگلے رمضان کی پانچویں، اس رمضان کی پہلی ہوتی ہے۔ پر شرع میں اس پر اعتماد نہیں کہ یہ صرف ایک تجربہ ہے۔ حکم شرعی نہیں جس پر احکام شرعیہ کی بنا ہو سکے۔ یوں ہی تجربہ ہے کہ برابر چار مہینے سے زیادہ ۲۹ کے نہیں ہوتے۔ لیکن رویت کا مدار اس پر بھی نہیں۔ بہت لوگ چاند اُونچا دیکھ کر بھی ایسی ہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں بعض کہتے ہیں اگر ۲۹ کا ہوتا تو اتنا نہ ٹھہرتا۔ یہ سب بھی ویسے ہی اوہام ہیں جن پر شرع میں التفات نہیں۔ اس قسم کے حسابات کو حضور اقدس ﷺ نے یک لخت ساقط کر دیا۔ صاف ارشاد فرماتے ہیں ہم اُمّی اُمت ہیں نہ لکھیں نہ حساب کریں۔ دونوں اُنگلیاں تین بار اُٹھا کر فرمایا مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے۔ تیسری دفعہ میں انگوٹھا بند فرمالیا۔ یعنی اُنتیس، اور مہینہ یوں اور یوں اور یوں ہوتا ہے۔ ہر بار سب اُنگلیاں کھلی رکھیں یعنی تیس۔

ہم بحمد اللہ اپنے نبی اُمّی ﷺ کے اُمّی اُمت ہیں ہمیں کسی کے حساب و کتاب سے کیا کام۔ جب تک رویت ثابت نہ ہوگی نہ کسی کا حساب سنیں نہ تحریر مانیں نہ قرینے دیکھیں نہ اندازہ جانیں (فتاویٰ رضویہ)

سوال: چاند دیکھ کر کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ہلال دیکھ کر اُس کی طرف اشارہ نہ کریں کہ مکروہ ہے اگرچہ دوسرے کے بتانے کیلئے ہو۔ نہ ہلال دیکھ کر منہ پھیریں اور یہ جاہلوں میں مشہور ہے کہ فلاں چاند، تلوار پر دیکھے، فلاں آئینے پر، یہ سب جہالت وحماقت ہے۔ بلکہ حدیث میں جو دعائیں فرمائیں وہ پڑھنی کافی ہیں۔ مثلاً یہ دعا پڑھیں۔

اُشْهِدُكَ يَاهِلَالُ اَنَّ رَبِّىْ وَرَبَّكَ اللّٰهُ ؕ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى. (فتاویٰ رضویہ)

ترجمہ:۔ اے چاند میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ الٰہی اس چاند کو ہم پر امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کے ساتھ چمکا اور اپنی محبوب و پسندیدہ چیزوں کی توفیق کے ساتھ (اس کی روشنی ہم پر باقی رکھ)

سبق ۱۹

اُن چیزوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا

سوال: بھول کر کھانے پینے سے روزہ رہا یا گیا؟

جواب: بھول کر کھایا پیا یا روزہ کے منافی کوئی اور کام کیا تو روزہ فاسد نہ ہوا۔ خواہ وہ روزہ فرض ہو یا نفل اور روزہ کی نیت سے پہلے یہ چیزیں پائی گئیں یا بعد میں۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال: روزہ دار کو کھاتے پیتے وقت یاد دلانا چاہئے یا نہیں؟

جواب: کسی روزہ دار کو اِن افعال میں دیکھے تو یاد دلانا واجب ہے یاد نہ دلایا تو گنہگار ہوا۔ مگر جب روزہ دار بہت کمزور ہو تو اس سے نظر پھیر لے اور اس میں جوانی اور بڑھاپے کو کوئی دخل نہیں بلکہ قوت وضعف یعنی طاقت اور جسمانی کمزوری کا لحاظ ہے۔ لہٰذا اگر جوان اِس قدر کمزور ہو کہ یاد دلائے گا تو وہ کھانا چھوڑ دے گا اور کمزوری اِتنی بڑھ جائے گی کہ روزہ رکھنا دشوار ہوگا اور کھالے گا تو روزہ بھی اچھی طرح پورا کرلے گا اور دیگر عبادتیں بھی بخوبی ادا کرلے گا۔ تو اِس صورت میں یاد نہ دلانے میں حرج نہیں بلکہ یاد نہ دلانا بہتر ہے اور بوڑھا ہے مگر بدن میں قوت رکھتا ہے تو اب یاد دلانا واجب ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال: مکھی یا دھواں وغیرہ حلق میں جانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں چلا جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ خواہ وہ غبار آٹے کا ہو کہ چکی پیسنے یا آٹا چھاننے میں اڑتا ہے یا غلّہ کا ہو یا ہوا سے خاک اُڑی یا جانوروں کے کھر یا ٹاپ سے غبار اُڑ کر حلق میں پہنچا۔ اگرچہ روزہ دار ہونا یاد تھا (درمختار وغیرہ)

سوال: قصداً دھواں حلق کو پہنچایا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر خود قصداً کسی نے دھواں حلق میں پہنچایا تو روزہ فاسد ہوگیا جب کہ روزہ دار ہونا یاد ہو۔ خواں وہ کسی چیز کا دھواں ہو اور کسی طرح پہنچایا ہو۔ یہاں تک کہ اگر بتی وغیرہ کی خوشبو سلگتی تھی اُس نے منہ قریب کر کے دھوئیں کو ناک سے کھینچا روزہ جاتا رہا۔ یوں ہی حقہ پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر روزہ یاد ہو اور حقہ پینے والا اگر قصداً پئے گا تو کفارہ بھی لازم آئے گا (درمختار وغیرہ) یہی حکم بیڑی، سگریٹ، سگار، چُرٹ وغیرہ کے دھوئیں کا ہے اگرچہ اپنے خیال میں حلق تک دھواں نہ پہنچاتا ہو۔ (بہار شریعت)

سوال: تیل یا سرمہ لگانے سے روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: تیل یا سرمہ لگایا تو روزہ نہ گیا۔ اگرچہ تیل یا سرمہ کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا ہو بلکہ تھوک میں سرمہ کا رنگ بھی دکھائی دیتا ہو جب بھی نہیں ٹوٹتا۔ (جوہرہ، ردالمحتار)

سوال: عام طور پر پیش آنے والی وہ کون سی صورتیں ہیں جن سے آدمی کا روزہ نہیں ٹوٹتا؟

جواب: مثلاً غسل کیا اور پانی کی خنکی اندر محسوس ہوئی یا کلی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف کچھ تری مُنہ میں باقی رہ گئی تھی کہ تھوک کے ساتھ اُسے نگل گیا۔ یا کان میں پانی چلا گیا۔ یا دوا کوٹی اور حلق میں اُس کا مزہ محسوس ہوا۔ یا تنکے سے کان کھجایا اور اُس پر کان کا میل لگ گیا۔ پھر وہی میل لگا ہوا تنکا کان میں ڈالا اگرچہ چند بار ایسا کیا۔ یا دانت یا منہ میں خفیف چیز بے معلوم سی رہ گئی کہ لعاب کے ساتھ خود ہی اُتر گئی۔ یا دانتوں سے خون نکل کر حلق تک پہنچا مگر حلق سے نیچے نہ اُترا۔ تو اِن سب صورتوں میں روزہ نہ گیا۔ (درمختار، فتح القدیر وغیرہ)

سوال: اپنا تھوک نگل جانے سے روزہ جاتا رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہوگئے اور روزہ دار اُسے پی گیا یا منہ سے رال ٹپکی مگر تار نہ ٹوٹا تھا کہ اُسے چڑھا لیا گیا۔ یا ناک میں ریزش (اینٹھ) آگئی بلکہ ناک سے باہر ہوگئی۔ مگر منقطع (جدا) نہ ہوئی تھی کہ اُسے چڑھا کر نگل گیا یا کھنکار منہ میں آیا اور کھا گیا اگرچہ کتنا ہی ہو روزہ نہ جائے گا مگر ان باتوں سے احتیاط چاہئے۔ (عالمگیری وغیرہ) کہ یوں بھی قابلِ اعتراض حرکت ہے اور دوسروں کے سامنے ہو تو باعث نفرت بھی اور پھر نفاست کے خلاف بھی۔

سوال: بھولے سے کھانا کھاتے یاد آتے ہیں لقمہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ دار اگر بھولے سے کھانا کھا رہا تھا اور یاد آتے ہیں فوراً لقمہ پھینک دیا یعنی منہ سے اُگل دیا یا صبحِ صادق سے پہلے کھا رہا تھا کہ صبح ہو گئی اور اُس نے صبح ہوتے ہیں لقمہ اُگل دیا تو روزہ نہ گیا۔ ہاں اگر نگل لیا تو دونوں صورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ (درمختار)

سوال: کسی کی غیبت سے روزہ رہا یا گیا؟

جواب: کسی کی غیبت کی تو روزہ نہ گیا اگرچہ غیبت بہت سخت گناہِ کبیرہ ہے۔ قرآنِ مجید میں غیبت کی نسبت فرمایا جیسے اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا اور حدیث میں فرمایا غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ اگرچہ غیبت کی وجہ سے روزہ کی نورانیت جاتی رہتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: غسل فرض ہوتے ہوئے نہ نہائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: جنابت یعنی ناپاکی کی حالت میں روزہ دار نے صبح کی بلکہ اگرچہ سارے دن جب (بے غسلا) رہا، روزہ نہ گیا۔ مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہ کرنا کہ نماز قضاء ہو جائے گناہ و حرام ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ جب جس گھر میں ہوتا ہے اُس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: تِل کو چبا کر نگل گیا تو روزہ باقی رہا یا نہیں؟

جواب: تِل یا تِل کے برابر کوئی چیز چبائی اور تھوک کے ساتھ حلق سے اُتر گئی تو روزہ نہ گیا۔ ہاں اگر اُس کا مزہ حلق میں محسوس ہوتا تو روزہ جاتا رہا۔ (فتح القدیر)

سوال: آنسو یا پسینہ منہ میں چلا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: آنسو منہ میں چلا گیا اور نگل لیا اگر قطرہ دو قطرہ ہے تو روزہ نہ گیا اور زیادہ تھا کہ اُس کی نمکینی پورے منہ میں محسوس ہوئی تو جاتا رہا۔ پسینہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (عالمگیری)

سبق نمبر ۲۰

روزہ توڑنے والی چیزوں کا بیان

سوال: روزہ میں پان یا تمبا کو کھایا تو کیا حکم ہے؟

جواب: ہر وہ چیز جو کھائی پی جاتی ہے اُس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ تو پان یا صرف تمبا کو کھانے سے بھی روزہ جاتا رہے گا۔ اگر چہ پیک تھوک دی ہو کہ اُس کے باریک اجزا ضرور حلق میں پہنچتے ہیں۔ یوں ہی شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں، منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا روزہ جاتا رہا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: دانتوں میں چنے برابر کوئی چیز کھا گیا تو روزہ رہا یا گیا؟

جواب: دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے برابر یا زیادہ تھی اُسے کھا گیا یا کم ہی تھی مگر منہ سے نکال کر پھر کھا گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (درمختار)

سوال: دانتوں سے خون نکل کر حلق سے اتر گیا تو روزہ گیا یا رہا؟

جواب: دانتوں سے خون نکل کر حلق سے نیچے اتر گیا اور اُس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو روزہ جاتا رہا۔ اور اگر کم تھا کہ تھوک اس پر غالب ہے اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو روزہ باقی ہے (درمختار)

سوال: روزہ میں دانت اکھڑوانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ میں دانت اکھڑوایا اور خون کہ عموماً اس وقت نکلتا ہی ہے حلق سے نیچے اتر گیا اگر چہ سوتے میں ایسا ہوا تو روزہ گیا۔ (درالمختار)

سوال: دماغ کے زخم میں دوا ڈالی تو روزہ ٹوٹا یا نہیں؟

جواب: دماغ یا زخم کی جھلی تک زخم ہے اس میں دوا ڈالی۔ اگر دماغ یا شکم تک پہنچ گئی روزہ جاتا رہا۔ خواہ وہ دوا تر ہو یا خشک اور اگر معلوم نہ ہو کہ دماغ یا شکم تک پہنچی یا نہیں اور دوا تر تھی جب بھی جاتا رہا۔ اور اگر دوا خشک تھی تو نہیں گیا۔ (عالمگیری)

سوال: کان میں تیل ڈالنے سے روزہ جاتا رہا یا باقی ہے؟

جواب: کان میں تیل ڈالا یا اتفاقیہ کان میں چلا گیا یا دوا ڈالی تو روزہ جاتا رہا۔ یونہی حقنہ لیا یا نتھنوں سے دوا چڑھائی تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری)

سوال: کلی کرتے وقت پانی حلق میں چلا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: کلی کر رہا تھا اور بلا قصد پانی حلق سے اتر گیا یا ناک میں پانی چڑھایا (مثلاً وضو یا غسل کرتے وقت) اور دماغ کو چڑھ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ ہاں اگر وہ اپنا روزہ دار ہونا بھول گیا تو نہ ٹوٹے گا۔ اگر چہ قصداً ہو۔ ہوں ہی کسی نے روزہ دار کی طرف کوئی چیز پھینکی اور وہ اُس کے حلق میں چلی گئی روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری)

سوال: سوتے میں پانی پی لیا تو روزہ رہا یا گیا؟

جواب: سوتے میں پانی پی لیا، کچھ کھا لیا یا منہ کھولا تھا اور پانی کا قطرہ یا اولا حلق میں چلا گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری)

سوال: کسی چیز سے تھوک رنگین ہو گیا اور اُس کے نگلنے سے روزہ ٹوٹا یا نہیں؟

جواب: مثلاً منہ میں رنگین ڈورا یا کاغذ وغیرہ رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا پھر اُس تھوک کو نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ اور اگر ڈورے سے کچھ رطوبت جدا ہو کر منہ میں رہی اور تھوک نگل لیا تو روزہ جاتا رہا۔ (جوہرہ نیرہ)

سوال: روزہ میں مبالغہ کے ساتھ استنجا کرنے کا کیا حکم ہے ؟

جواب: اگر روزہ دار نے مبالغہ کے ساتھ استنجاء کی یہاں تک کہ حقنہ رکھنے کی جگہ تک پہنچ گیا تو روزہ جاتا رہا۔ اور اتنا مبالغہ چاہیئے بھی نہیں کہ اس

سے سخت بیماری کا اندیشہ ہے۔ (درمختار) فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روزہ دار استنجا کرتے میں سانس نہ لے۔ (عالمگیری) کہ اس میں روزہ جاتے رہنے کا بھی قوی اندیشہ ہے اور صحت کے لئے بھی نقصان دہ ہے۔

سوال: پیشاب کے سوراخ میں تیل ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: مرد نے پیشاب کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا تو روزہ نہ گیا۔ اگر چہ مثانہ تک پہنچ گیا ہو اور عورت نے شرمگاہ میں ٹپکایا تو جاتا رہا۔ یوں ہی عورت نے پیشاب کے مقام میں روئی یا کپڑا رکھا اور بالکل باہر نہ رہا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری)

سوال: گھاس وغیرہ کھانے سے روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: گھاس، روئی، کاغذ، کنکر، پتھر، مٹی وغیرہ ایسی چیزیں جو انسانی غزا میں داخل نہیں یا ایسی ہی کوئی اور چیز جس سے لوگ گھن کرتے ہیں۔ کھالی تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: عورت کا بوسہ لینے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کا بوسہ لیا یا چھوا، یا اُسے بھینچا یا گلے لگایا اور انزال ہو گیا تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔ اور عورت نے مرد کو چھوا اور مرد کو انزال ہو گیا تو روزہ نہ گیا۔ اور عورت کو کپڑے کے اوپر سے چھوا اور کپڑا اتنا دبیز ہے کہ بدن کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو فاسد نہ ہوا اگر چہ انزال ہو گیا۔ (عالمگیری)

سوال: روزہ میں قے ہو جائے تو روزہ رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: روزہ میں قے کی دو صورتیں ہیں۔ قصداً قے کی یعنی اپنے قصد و اختیار سے یا بلا قصد ہو گئی۔ قصد و ارادہ کا اس میں دخل نہیں۔ پھر اس کی دو صورتیں ہیں۔ منہ بھر ہے یا نہیں اور ہر صورت میں جداگانہ حکم ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) قصداً منہ بھر قے کی اور روزہ دار ہونا یاد ہے تو مطلقاً روزہ جاتا رہا۔ خواہ اندر لوٹے یا نہ لوٹے۔

(۲) قصداً قے کی مگر منہ بھر نہیں تو روزہ نہ گیا۔

(۳) بلا اختیار قے ہو گئی اور منہ بھر ہے اور اس نے لوٹائی اگر چہ اس میں سے صرف چنے برابر حلق سے اُتری تو روزہ جاتا رہا۔

(۴) بلا اختیار قے ہو گئی اور منہ بھر نہیں تو وہ خود لوٹ کر حلق میں چلی گئی یا اُس نے خود لوٹائی یا نہ لوٹی نہ لوٹائی، روزہ نہیں گیا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: ایک شخص پان کھا کر سو گیا۔ صبح اٹھ کر روزے کی نیت کی تو روزہ درست ہو گا یا نہیں؟

جواب: اگر پان کھالیا تھا۔ منہ میں صرف چند دانے چھالیہ کے دانتوں میں لگے رہ گئے تو روزہ صحیح ہو جائے گا۔ اور اگر صبح کے بعد بھی ایسا اوگال کثیر منہ میں تھا جس کا جرم (ریزے) خواہ عرق، لعاب کے ساتھ حلق میں جانے کا ظنِ غالب ہے تو روزہ نہ ہو گا۔ (فتاویٰ رضویہ)۔

سوال: روزہ میں پان تمباکو یا نسوار منہ میں رکھ لیں تو روزہ ٹوٹے گا یا نہیں؟

جواب: پان جب منہ میں رکھا جائے گا اُس کا عرق ضرور حلق میں جائے گا۔ اور تمباکو جیسی چیز جو کھائی جاتی ہے وہ اگر منہ میں ڈالی جائے گی تو یقیناً اس کا جرم (ریزے) لعاب کے ساتھ حلق میں جائے گا اور ناس تو بہت باریک چیز ہے جب اوپر کو سونگھی جائے تو ضرور دماغ کو پہنچے گی۔ اور ان طلب والوں کے مقاصد بھی یوں ہی پورے ہو جائیں گے تو روزہ کہاں رہے گا۔ ٹوٹ جائے گا۔ اور اس کی قسط قضا نہیں مگر کفارہ لازم آئے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: روزہ میں کھٹی ڈکاریں آئیں تو روزہ ہوا یا نہیں؟

جواب: مثلاً اگر کوئی شخص پچھلے کو اتنا زیادہ کھالے کہ صبح کو اُسے کھٹی ڈکاریں آنے لگیں تو اُس سے روزہ نہیں جاتا۔ یہ کسی کتاب میں نہیں لکھا۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: روزہ دار کو فصد کھلوانا اور سوزاک میں پچکاری لگوانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: فصد سے روزہ نہ جائے گا۔ ہاں ضعف وکمزوری کے خیال سے بچے تو مناسب ہے۔ اور پچکاری سے مرد کا روزہ نہ جائے گا عورت کا جاتا رہے گا۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: روزے میں انجکشن لینا کیسا؟

جواب: انجکشن سے براہِ راست معدہ یا دماغ میں چونکہ کوئی چیز نہیں پہنچتی اس لئے یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ اس سے روزہ جاتا رہے گا۔ البتہ تقویتِ بدن یا غذائیت کا انجکشن لیا تو روزہ کا مقصد ہی ختم ہو گیا۔ تو اب روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم آئے گی۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں اس سے پرہیز ہی کیا جائے۔ البتہ کوئی مجبوری ہو تو خیر اور بات ہے۔

سوال: روزہ ٹوٹ جانے یا توڑ دینے کی صورت میں حکمِ شرعی کیا ہے؟

جواب: روزہ جاتا رہنے کی صور میں دو قسم کے احکام ہیں۔ بعض وہ صورتیں ہیں جن میں فوت شدہ روزہ کی قضا یعنی روزے کے بدلے روزہ رکھنا کافی ہے کوئی اور مطالبہ شریعت کی جانب سے نہیں۔ اور بعض صورتیں وہ ہیں جن میں قضا کے علاوہ کفارہ بھی لازم ہے۔

سبق نمبر ۲۱

اُن صورتوں کا بیان جن میں صرف قضا لازم ہے

سوال: وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں صرف قضا لازم آتی ہے ؟

جواب: روزے کے منافی جو امور ہیں یعنی کھانا پینا اور جماع، ان میں سے جب بھی کوئی ایک امر ظاہری یا معنوی طور پر پایا جائے، یا کوئی شرعی عذر لاحق ہو جائے۔ یا شبہ اور خطا کے باعث یا جبر و اکراہ کی موجودگی میں روزہ افطار کر لیا جائے تو ایسی صورت میں روزہ توڑنے پر قضا واجب ہو جاتی ہے۔ مثلاً یہ گمان تھا کہ صبح نہیں ہوئی اور کھایا پیا بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہو چکی تھی تو صرف قضا لازم ہے۔ یعنی اُس روزہ کے بدلہ میں ایک روزہ رکھنا پڑے گا۔ (درمختار طحطاوی وغیرہ)

سوال: بھول کر کھانے لینے کے بعد روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے ؟

جواب: بھول کر کھایا پیا یا جماع کیا تھا یا نظر کرنے سے انزال ہو گیا تھا۔ یا احتلام ہوا یا معمولی قے ہوئی اور ان سب صورتوں میں یہ گمان کیا کہ روزہ جاتا رہا۔ اب قصداً کھا پی لیا تو صرف قضا لازم ہے۔ (درمختار)

سوال: قبل زوال روزہ کی نیت کر کے پھر روزہ توڑ ڈالا تو حکمِ شرعی کیا ہے ؟

جواب: اگر صبح کو نیت نہیں کی تھی دن میں زوال سے پیشتر نیت کی اور بعد نیت کھا لیا۔ یا رمضان میں بلا نیت روزہ، روزہ دار کی طرح رہا یا روزہ کی نیت کی تھی مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی اور بعد نیت کھا پی لیا تو ان سب صورتوں میں قضا لازم ہے۔ کفارہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں روزہ کے مثل دن گزارنا واجب ہے ؟

جواب: مسافر نے اقامت کی، حیض ونفاس والی پاک ہو گئی۔ مجنون کو ہوش آ گیا۔ مریض تھا اچھا ہو گیا۔ جس کا روزہ جاتا رہا اگرچہ جبراً کسی نے تڑوا دیا۔ یا غلطی سے پانی وغیرہ کوئی چیز حلق میں جا رہی ۔ یا کافر تھا مسلمان ہو گیا۔ نابالغ تھا بالغ ہو گیا۔ یا رات سمجھ کر سحری کھائی تھی حالانکہ صبح ہو چکی تھی۔ یا غروب سمجھ کر افطار کر دیا۔ حالانکہ دن باقی تھا تو اِن سب صورتوں میں جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزہ کے مثل گزارنا واجب ہے، سوائے نابالغ کے جو بالغ ہوا اور کافر کے کہ رمضان کے کسی دن میں مسلمان ہوا کہ ان پر اس ان کی قضا واجب نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: غروبِ آفتاب میں اختلاف کے باوجود روزہ افطار کر لیا تو قضا ہے یا نہیں؟

جواب: مثلاً دو شخصوں نے گواہی دی کہ آفتاب ڈوب گیا اور دو نے شہادت دی کہ ابھی دن ہے آفتاب غروب نہیں ہوا۔ اور روزہ دار نے پہلے دو

کا اعتبار کر کے روزہ افطار کر لیا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا تو اس صورت میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (درمختار)

سوال: نفلی روزہ فاسد کر دیا تو قضا ہے یا نہیں؟
جواب: ادائے رمضان کے علاوہ اور کوئی روزہ فاسد کر دیا، اگر چہ وہ رمضان ہی کی قضا ہو تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (درمختار)۔

سوال: جن صورتوں میں روزہ ٹوٹ جانا بیان کیا جاتا ہے اُن میں روزے کی قضا ہے یا نہیں؟
جواب: وہ تمام صورتیں جن میں روزہ جاتا رہتا ہے مثلاً کان میں تیل ٹپکایا ناک سے دوا چڑھائی یا پیٹ یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا اُس میں دوا ڈالی کہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی اور ایسی ہی دوسری صورتوں میں صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ (درمختار)

سوال: حلق میں آنسو یا پسینہ چلا جائے تو قضا ہے یا نہیں؟
جواب: روزہ دار کے حلق میں مینہ کی بوند یا اولا جاتا رہا یا بہت سا آنسو یا پسینہ نگل گیا تو روزہ جاتا رہا اور قضا لازم ہے۔ (درمختار)

سوال: روزہ دار عورت سے سوتے میں وطی کی گئی تو کیا حکم ہے ؟
جواب: روزہ دار عورت اگر سو رہی تھی اور سوتے ہی میں اُس سے وطی کی گئی یا صبح کو ہوش میں تھی اور روزہ کی نیت کر لی پھر پاگل ہو گئی اور اسی حالت میں اُس سے وطی کی گئی تو صرف قضا لازم ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: قبل زوال روزہ کی نیت کی اور پھر توڑ دیا تو کیا حکم ہے ؟
جواب: جس جگہ روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اُس میں شرط یہ ہے کہ وہ رمضان کا روزہ ہو اور رات ہی سے روزۂ رمضان کی نیت کی ہو۔ اگر دن میں نیت کی اور توڑ دیا تو کفارہ نہیں صرف قضا لازم ہے۔ (جوہرہ)

سبق نمبر ۲۲

ان صورتوں کا بیان جن میں کفارہ بھی لازم ہے

سوال: وہ کون کون سی صورتیں ہیں جن میں کفارہ بھی لازم ہے ؟
جواب: روزہ کے منافی جو امور ہیں جب ظاہری اور معنوی دونوں صورتوں میں جمع ہو جائیں تو یہ جُرم شریعت میں پورا جُرم مانا جاتا ہے اور روزہ کا کفارہ بھی لازم آتا ہے اور اگر ایک چیز مثلاً دصورت افطار پائی جائے اور دوسری چیز یعنی معنوی افطار نہ پائی جائے تو اُسے جرمِ ناقص کہا جاتا ہے اور اس صورت میں صرف قضا لازم آتی ہے جیسا کہ پہلے گزرا۔ (درمختار)

سوال: صورۃ افطار اور معنی افطار سے کیا مراد ہے ؟
جواب: صورۃ افطار یا افطار صوری و ظاہری یہ ہے کہ کوئی دوا یا غذا یا اس کے مفید مطلب کوئی چیز منہ کی راہ سے حلق کے نیچے اُترے جسے عربی میں ابتلاع کہتے ہیں یعنی نگلنا۔

اور معنوی افطار سے افطارِ معنوی و باطنی یہ ہے کہ پیٹ میں کسی اور ذریعہ سے ایسی چیز پہنچ جائے جس میں اِصلاحِ بدن ہو یعنی دوا اور غذا یا کوئی اور نفع رساں چیز۔ لہٰذا منہ کے راستے اگر گھاس، کنکر و یا پتھر نگل گیا تو یہ صورۃ افطار ہے۔ معنی نہیں کیونکہ یہ چیزیں نہ دوا ہیں نہ غذا اور نہ نفع رساں۔ اور اگر دوا یا غذا وغیرہ منہ کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے جسمِ انسانی میں پہنچائی جائے اور وہ پیٹ یا دماغ تک پہنچ جائے تو یہ معنی افطار ہے۔

اسی طرح ایک صورۃ یعنی صوری و ظاہری جماع ہے یعنی ایک کی شرمگاہ کا دوسرے کی شرمگاہ میں داخل ہونا اور ایک معنی یعنی معنوی جماع ہے یعنی انزال ہو جانا جب کہ شہوت کے ساتھ ہو مثلاً عورت کا بوسہ لیا یا اُسے چھوا یا اُسے چمٹایا اور انزال ہو گیا تو یہ صورۃً جماع نہیں معنی جماع ہے۔

تو کفارہ اس وقت لازم آتا ہے جب روزہ کو فاسد کرنے والی چیزیں صورۃً اور معنی دونوں طرح پائی جائیں دونوں طرح پائی جائیں اور

اگر ایک موجود ہے اور دوسری نہیں تو کفارہ لازم نہ آئے گا صرف قضا لازم آئے گی۔ (فتح القدیر۔مراقی الفلاح وغیرہ)

سوال: کفارہ لازم آنے کے لئے جماع میں انزال شرط ہے یا نہیں؟

جواب: رمضان میں روزہ دار عاقل بالغ مقیم نے کہ روزۂ رمضان کی نیت ادا سے روزہ رکھا اور کسی آدمی کے ساتھ جو قابلِ شہوت ہے اُس کے آگے یا پیچھے کے مقام سے جماع کیا تو اس صورت میں انزال شرط نہیں۔ صرف دخولِ حشفہ (سپاری کے غائب ہو جانے) پر کفارہ لازم آجائے گا کہ انزال کا سبب قوی پایا گیا انزال ہو یا نہ ہو (درمختار وغیرہ) اسی بناء پر غسل فرض ہو جاتا ہے۔

سوال: کیا ہر چیز کے قصداً کھانے پینے سے کفارہ لازم آئے گا؟

جواب: نہیں بلکہ اگر روزے دار نے کوئی دوا یا غذا کھائی یا پانی پیا یا کوئی چیز لذت کے لئے کھائی پی یا ایسی چیز پی جس کی طرف طبیعت کا میلان ہے اور طبیعت اُس کی خواہش رکھتی ہے مثلاً حقہ، بیڑی، سگریٹ، تمباکو، تو کفارہ لازم آئے گا ورنہ نہیں (درمختار ہدایہ وغیرہ)

سوال: روزہ دار نے اپنے غلط گمان کی وجہ سے روزہ توڑ دیا تو حکمِ شرعی کیا ہے ؟

جواب: روزہ دار نے اگر کوئی ایسا فعل کیا جس سے افطار کا گمان نہ ہوتا ہو اور اس نے یہ گمان کر کے کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے قصداً کھا پی لیا یا انجکشن لگوایا یا اپنی آنکھوں میں سرمہ کاجل لگایا یا عورت کو چھوا یا بوسہ لیا یا ساتھ لٹایا مگر ان صورتوں میں انزال نہ ہوا۔ اب اِن افعال کے بعد قصداً کھا پی لیا تو ان سب صورتوں میں روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہیں۔ (درمختار)

سوال: کفارہ لازم ہونے کے لئے اور یہ بھی شرط ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں! کفارہ لازم ہونے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ روزہ توڑنے کے بعد کوئی ایسا امر واقع نہ ہوا ہو جو روزہ کے منافی ہے۔ یا بغیر اختیار ایسا امر نہ پایا گیا ہو جس کی وجہ سے روزہ افطار کرنے یا چھوڑ دینے کی اجازت ہوتی۔ مثلاً عورت کو اُسی دن میں حیض یا نفاس آگیا۔ یا روزہ توڑنے کے بعد اُسی دن ایسا بیمار ہو گیا جس سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے تو کفارہ ساقط ہے اور سفر سے ساقط نہ ہوگا۔ کہ یہ اختیاری امر ہے۔ یوں ہی اگر اپنے آپ کو زخمی کر لیا اور حالت یہ ہو گئی کہ روزہ نہیں رکھ سکتا تو کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (جوہرہ)

سوال: مٹی کھانے سے کفارہ لازم آتا ہے یا نہیں؟

جواب: مٹی کھانے سے کفارہ واجب نہیں مگر وہ مٹی جس کے کھانے کی اُسے عادت ہے کھائی تو کفارہ واجب ہے جیسا کہ عموماً عورتیں ملتانی مٹی یا چولہے کی بھٹ کھاتی ہیں۔ اگرچہ یہ سخت نقصان دہ بھی ہے۔ یوں ہی گِلِ ارمنی کھائی تو خواہ اُسے عادت ہو یا نہ ہو کفارہ لازم آئے گا کیونکہ یہ دوا ہے اور کوئی چیز دوا یا غذا کھانے سے کفارہ لازم ہو جاتا ہے۔ (نور الایضاح وغیرہ)

سوال: کچا یا سڑا ہوا گوشت کھایا اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب: کچا گوشت کھایا، اگرچہ مردار کا ہو تو کفارہ لازم ہے مگر جب کہ گوشت کچا خواہ پکا سڑ گیا ہو یا اُس میں کیڑے پڑ گئے ہوں تو کفارہ نہیں۔ (درالمختار وغیرہ)

سوال: کسی بزرگ کے منہ کا لقمہ کھا لیا تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب: اپنے کسی معظّمِ دینی کے منہ کا لقمہ یا اُس کا لعابِ دہن (تھوک) تبرک کے لئے کھا پی لیا تو بھی کفارہ لازم ہے۔ (ردالمحتار) ہاں کسی اور کا تھوک نگل گیا یا اپنا لعاب تھوک کر چاٹ لیا تو اس صورت میں کفارہ نہیں مگر یہ سخت قابلِ نفرت حرکت ہے۔

سوال: کفارہ لازم نہ ہونے کے لئے کوئی اور بھی شرط ہے یا نہیں؟

جواب: جن صورتوں میں روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں اُن میں شرط ہے کہ ایک ہی بار ایسا ہوا ہو اور معصیت و نافرمانی کا قصد نہ ہو۔ اگر بار بار ایسا کیا تو ضرور کفارہ لازم آئیگا۔ (درمختار)

سوال: کسی کی چیز چھین کر کھا پی گیا تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی کی کوئی چیز غصب کر کے (چھین جھپٹ کر) کھالی تب بھی کفارہ لازم ہے یونہی نجس شوربے میں روٹی بھگو کر کھالی تو کفارہ لازم ہے۔ (جوہرہ)

سوال: پستہ یا اخروٹ یا بادام مسلم نگل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: پستہ یا اخروٹ مُسلم یا خشک بادام مسلم نگل لیا یا چھلکے سمیت انڈا یا چھلکے کے ساتھ انار کھالیا تو کفارہ نہیں۔ہاں خشک پستہ یا خشک بادام اگر چبا کر کھایا اور اس میں مغز بھی ہو تو کفارہ ہے۔یوں ہی تر بادام مسلم نگلنے میں بھی کفارہ ہے۔ (عالمگیری)

سوال: نمک کھانے پر کفارہ لازم ہے یا نہیں؟

جواب: نمک اگر تھوڑا کھایا جیسا کہ عموماً استعمال کیا جاتا ہے تو کفارہ لازم ہے اور زیادہ کھایا تو کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال: اپنے منہ کا نوالہ نکال کر پھر کھا گیا تو کفارہ لازم آئے گا یا نہیں؟

جواب: اس نے خود اپنے منہ سے نوالہ نکال کر کھالیا یا دوسرے نے نوالہ چبا کر دیا تو کفارہ نہیں (عالمگیری) بشرطیکہ اُس دوسرے کے چبائے ہوئے کو لذت یا تبرک طور نہ کھائے ورنہ کفارہ لازم آئے گا۔

سوال: سحری کھاتے صبح ہو گئی اور نوالہ نگل گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: سحری کا نوالہ منہ میں تھا کہ صبح طلوع ہو گئی یا بھول کر کھا رہا تھا۔ نوالہ منہ میں تھا کہ یاد آ گیا اور نوالہ نگل گیا تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب ہے۔ مگر جب منہ سے نکال کر پھر کھایا ہو تو صرف قضا واجب ہو گی کفارہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال: چنے کا ساگ یا درخت کے پتے کھائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: چنے کا ساگ کھایا تو کفارہ واجب ہے یہی حکم درخت کے پتوں بلکہ تمام نباتات کا ہے جبکہ کھائے جاتے ہوں ورنہ نہیں۔ (عالمگیری)

سوال: خربوزے یا تربوز کے چھلکے کا کیا حکم ہے؟

جواب: خربوزے یا تربوز کے چھلکے اگر خشک ہو گئے ہوں اور عموماً خراب ہی ہو جاتے ہیں یا ایسی حالت میں ہوں کہ لوگ اِس کے کھانے سے گھن کرتے ہوں تو کفارہ نہیں ورنہ ہے (عالمگیری) جیسا کہ بہت گھروں میں تربوز کے چھلکے پکا کر کھائے جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس طرح کھانے میں کفارہ ضرور لازم آئے گا جبکہ قصداً ہو۔

سوال: کچے چاول اور جو جوار وغیرہ کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کچے چاول، باجرا، جوار، مسور، مونگ کھائی تو کفارہ نہیں۔ یہی حکم کچے جو کا ہے اور بھنے ہوئے ہوں کہ لوگ رغبت سے اُسے کھاتے ہیں جیسے بھنے ہوئے ہرے دانے نکال کر کھائے جیسا کہ چنے مٹر کے دانے، تو بھی کفارہ لازم ہوگا (عالمگیری، مراقی الفلاح وغیرہ)

سوال: مشک، زعفران وغیرہ کھانے اور مثلاً تربوز کا پانی پینے پر کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب: مشک، زعفران، کافور یا سرکہ کھایا یا خربوزے، تربوز، ککڑی، کھیرا، باقلا کا پانی پیا تو کفارہ لازم ہے۔ (عالمگیری)

سوال: کسی کی غیبت کی اور یہ سمجھ کر کھا پی لیا کہ روزہ ٹوٹ گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: کسی کی غیبت کی یا تیل لگایا پھر یہ گمان کر لیا کہ روزہ جاتا رہا۔ یا کسی عالم ہی نے روزہ جانے کا فتویٰ دے دیا اب اُس نے کھا پی لیا جب بھی کفارہ لازم ہے (درمختار)

سوال: بھول کر کھا پی لیا اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس سے روزہ نہیں جاتا پھر کھا پی لیا تو اب حکمِ شرعی کیا ہے؟

جواب: بھول کر کھایا پیا یا جماع کیا یا اُسے قے آئی اور ان سب صورتوں میں اُسے معلوم تھا کہ روزہ نہیں گیا پھر اس کے بعد کھا پی لیا تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ کی حالت میں یہ چیزیں درحقیقت روزہ توڑ دیتی ہیں تو روزہ کھولنے یا توڑنے کیلئے گمان کا یہ جائز محل ہے تو شبہ کی وجہ سے کفارہ نہیں اور اگر احتلام ہوا اور اُسے معلوم تھا کہ روزہ نہ گیا پھر کھالیا تو کفارہ لازم ہے ورنہ نہیں (عالمگیری وغیرہ)

سوال: شروع میں مجبوری سے اور پھر اپنی خوشی سے جماع میں مشغول رہا تو کیا حکم ہے؟

جواب: مرد کو مجبور کر کے جماع کرایا یا عورت کو مرد نے مجبور کیا پھر اثنائے جماع میں اپنی خوشی سے جماع میں مشغول رہا یا رہی تو کفارہ لازم نہیں کہ روزہ تو پہلے ٹوٹ چکا ہے (جوہرہ)

سوال: مجبوری سے کیا مراد ہے؟

جواب: مجبوری سے مراد اِکراہِ شرعی ہے جس میں قتل یا عضو کاٹ ڈالنے یا ضربِ شدید (سخت مار پیٹ) کی صحیح دھمکی دی جائے اور روزہ دار بھی سمجھے کہ اگر میں اِس کا کہنا نہ مانوں گا تو جو کہتا ہے کر گزرے گا (عامۂ کتب)

سوال: تل منہ میں ڈال کر نگل جائے تو کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب: تل یا تل کے برابر کھانے کی کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر بغیر چبائے نگل گیا تو روزہ گیا اور کفارہ واجب (درمختار) مگر اِسی مقدار کی کوئی چیز چبائے اور وہ تھوک کے ساتھ حلق سے اُتر گئی تو روزہ نہ گیا کہ اِتنی قلیل مقدار کا چبانا ہی کیا اور وہ چبائی بھی جائے گی تو حلق میں نہیں پہنچے گی اور فسادِ روزہ کا حکم نہ دیا جائے گا، ہاں اگر اس کا مزا حلق میں محسوس ہوتا ہو تو روزہ جاتا رہا (عالمگیری وغیرہ)

سوال: جن صورتوں میں اِفطار کا گمان نہ تھا اور روزہ دار نے یہ گمان کر کے کہ روزہ ٹوٹ گیا قصداً کھاپی لیا تو کفارہ واجب ہے یا نہیں جب کہ مفتی نے فتویٰ اِسکے گمان کے مطابق دے دیا؟

جواب: جن صورتوں میں اِفطار کا گمان نہ تھا اور اِس نے گمان کرلیا۔ اگر کسی مفتی نے فتویٰ دے دیا تھا کہ روزہ جاتا رہا اور وہ مفتی ایسا ہو کہ اہلِ شہر کا اُس پر اعتماد ہو اُس کے فتویٰ دینے پر اس نے قصداً کھاپی لیا۔ یا اِس نے کوئی حدیث سنی تھی جس کے صحیح معنی نہ سمجھ سکا اور اُس غلط معنی کے لحاظ سے جان لیا کہ روزہ جاتا رہا اور قصداً کھاپی لیا تو اب کفارہ لازم نہیں۔ اگرچہ مفتی نے غلط فتویٰ دیا یا جو حدیث اِس نے سنی وہ ثابت نہ ہو (درمختار وغیرہ) مگر عوام الناس کا یہ کام نہیں کہ براہِ راست حدیث سے دلیل لائیں ورنہ ٹھوکریں کھائیں گے۔

سوال: بخار کی باری کے گمان میں روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی کو باری سے بخار آتا تھا اور آج باری کا دن تھا اُس نے یہ گمان کر کے کہ بخار آئے گا روزہ قصداً توڑ دیا تو اس صورت میں کفارہ ساقط ہے (درمختار)

سوال: عورت نے حیض کے گمان میں روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: عورت معین تاریخ پر حیض آتا تھا اور آج حیض آنے کا دن تھا عورت نے قصداً روزہ توڑ دیا اور حیض نہ آیا تو کفارہ لازم نہ آیا (درمختار)

سوال: جو شخص کا سی کا روزہ تڑوادے اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: بلاضرورت اور شرعی مجبوری کے بغیر 'فرض روزہ زبردستی تڑوانے والا شیطان مجسم اور مستحقِ نارِ جہنم ہے اور بغیر کچی مجبوری کے فقط کسی کے بار ڈالنے یا زبردستی کرنے سے فرض روزہ توڑنے والے پر عذاب ہے اور روزہ ادائے رمضان کا تھا تو حسب شرائط اِس پر کفارہ واجب۔ مثلاً کسی کے بار بار اِصرار سے تنگ آ کر روزہ توڑ دیا تو یہ اِکراہِ شرعی نہیں اور لوگ اسے بھی مجبوری یا زبردستی کہہ دیں تو ان کی بات معتبر نہیں۔ ہاں اِکراہِ شرعی ہو تو بے شک کفارہ نہیں (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سبق ۲۳

کفارے کا بیان

سوال: روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ممکن ہو تو ایک رقبہ یعنی باندی یا غلام آزاد کرے اور یہ نہ کر سکے مثلاً اُس کے پاس نہ لونڈی غلام ہے نہ اتنا مال کہ خریدے یا مال تو ہے مگر رُقبہ میسر نہیں جیسا آج کل یہاں پاک و ہند میں' تو پے درپے ساٹھ روزے رکھے۔ یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ مساکین کو بھر بھر پیٹ دونوں وقت کھانا کھلائے (عامۂ کتب)

سوال: کفارہ کے روزوں میں سے اگر بیچ میں کوئی روزہ چھوٹ جائے تو پہلے والے روزے شمار میں آئیں گے یا نہیں؟

جواب: روزے رکھنے کی صورت میں اگر درمیان کا ایک روزہ بھی چھوٹ گیا تو نئے سرے سے ساٹھ روزے رکھے۔ پہلے کے روز سے شمار میں نہ آئیں گے۔ اگرچہ اُنسٹھ رکھ چکا تھا۔ اگرچہ بیماری وغیرہ کسی عذر کے سبب چھوٹا ہو (عامۂ کتب)

سوال: حیض درمیان میں آجائے تو کفارہ کے روزوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کو کفارہ کے روزوں کے درمیان اگر حیض آجائے تو حیض کی وجہ سے جتنے ناغے ہوئے یہ ناغے شمار نہیں کیے جائیں گے یعنی حیض سے پہلے کے روزے اور بعد والے روزے دونوں مل کر ساٹھ ہو جانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (کتب کثیرہ) مگر لازم ہے کہ حیض سے فارغ ہوتے ہی روزہ شروع کردے۔

سوال: کفارہ کے دوران عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اثنائے کفارہ میں عورت کے بچہ پیدا ہوا تو اُسے حکم ہے کہ وہ سرے سے روزے رکھے۔ یوں ہی اگر عورت نے رمضان کا روزہ توڑ دیا اور کفارہ میں روزے رکھ رہی ہے کہ حیض آ گیا اور اِس حیض کے بعد آئسہ ہوگئی یعنی اب ایسی عمر ہوگئی کہ حیض نہ آئے گا تو سرے سے روزے رکھنے کا حکم دیا جائے گا کہ اب وہ پے در پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتی ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال: کفارہ کے روزوں میں کوئی اور شرط ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں روزوں سے کفارہ ادا کرنے میں یہ شرط بھی ہے کہ نہ اِس مدت کے اندر ماہِ رمضان ہو نہ عید الفطر نہ عید الاضحیٰ نہ ایام تشریق۔ ہاں اگر مسافر ہے تو ماہِ رمضان میں کفارہ کی نیت سے روزے رکھ سکتا ہے مگر ایام منہیہ میں (روزہ رکھنے سے جن دنوں میں ممانعت ہے) اِسے بھی اجازت نہیں (جوہرہ، درمختار وغیرہ)

سوال: کفارہ کا روزہ توڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: کفارہ کا روزہ توڑ دیا۔ خواہ سفر وغیرہ کسی عذر سے توڑا یا بغیر عذر تو سرے سے روزہ رکھے (درمختار وغیرہ)

سوال: اگر کسی نے رمضان کے دو روزے توڑ دیئے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر دو روزے توڑے اور دونوں رمضان کے ہوں تو دونوں کیلئے دو کفارے دے اگر چہ پہلے رمضان کا کفارہ نہ ادا کیا ہو اور اگر دونوں ایک ہی رمضان کے ہوں اور پہلے کا کفارہ ادا نہ کیا ہو تو ایک ہی کفارہ دونوں کیلئے کافی ہے (جوہرہ نیرہ) اور پہلے کا کفارہ ادا کر چکا تھا کہ دوسرا توڑ دیا تو اب اِس کا کفارہ پھر ادا کرے۔

سوال: جو شخص روزے نہ رکھ سکے وہ کفارہ کس طرح ادا کرے؟

جواب: روزے رکھنے پر بھی اگر قدرت نہ ہو مثلاً بیمار ہے اور اچھے ہونے کی اُمید نہیں یا بہت بوڑھا ہے تو حکم ہے کہ وہ ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے (درمختار وغیرہ)

سوال: اگر ساٹھ مسکینوں کو ایک دم سے نہ کھلائے تو حکم کیا ہے؟

جواب: کفارہ میں کھانے کھلانے والے کو یہ اختیار ہے کہ ایک دم سے ساٹھ مسکینوں کو کھلا دے یا متفرق طور پر۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس اثناء میں روزوں پر قدرحاصل نہ ہو ورنہ کھلانا صدقۂ نفل ہوگا اور کفارے میں روزے رکھنے ہوں گے (عالمگیری وغیرہ)

سوال: اگر ایک وقت کے مساکین کو کھانا کھلایا اور دوسرے وقت اُن کے سوا دوسرے ساٹھ مساکین کو کھلایا تو کفارہ ادا نہ ہوا۔ بلکہ ضروری ہے کہ پہلوں یا پچھلوں کو پھر ایک وقت کھلائے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: کفارہ کا کھانے کھانے اولے مساکین کا بالغ ہونا شرط ہے یا نہیں؟

جواب: ہاں یہ بات شرط ہے کہ جن مسکینوں کو کھانا کھلایا ہو اُن میں کوئی نابالغ نہ ہو ہاں اگر کوئی اُن میں مُراہق (قریب البلوغ تقریباً ۱۵ سال نہ کہ ۱۵ سال کامل کا) ہو تو وہ شمار میں آ سکتا ہے اور اگر اِن مساکین میں نابالغ بھی تھے اور جوان آدمی کی پوری خوراک کا اُنہیں مالک کر دیا تو کافی ہے (ردالمحتار وغیرہ) عربی مدارس اور یتیم خانے کے طلبہ کو کھلائیں تب بھی یہ لحاظ ضروری ہے۔

سوال: جو لوگ کھانا کھا چکے ہیں اُنہیں کفارہ کا کھلایا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: کھلانے میں پیٹ بھر کر کھلانا شرط ہے اگر چہ تھوڑے ہی کھانے میں آسودہ ہو جائیں اور اگر پہلے ہی سے کوئی آسودہ تھا تو اُس کا کھانا کافی نہیں (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال: کفارہ کے کھانے میں کیا کھانا دیا جائے؟

جواب: بہتر ہے کہ گیہوں کی روٹی اور سالن کھلائے اور اِس سے بھی اور اچھا ہو تو اور بہتر۔ ہاں جو کی روٹی ہو تو سالن ضروری ہے (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال: ایک ہی مسکین کھانا کھلایا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک دونوں وقت کھانا کھلایا یا ہر روز بقدر صدقۂ فطر اُسے دے دیا جب بھی ادا ہو گیا اور اگر ایک ہی دن میں اُیک مسکین کو سب دے دیا تو صرف اُسی ایک دن کا ادا ہوا (عالمگیری)

سوال: ساٹھ مسکین کو دو وقت کی بجائے ایک سو بیس مساکین کو ایک وقت کھلایا تو کفارہ ادا ہوا یا نہیں؟

جواب: ایک سو بیس مساکین کا ایک وقت کھانا کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوا بلکہ ضروری ہے کہ ان میں سے ساٹھ کو پھر ایک وقت کھلائے' خواہ اُسی دن یا کسی دوسرے دن اور اگر وہ نہ ملیں تو دوسرے ساٹھ مساکین کو دونوں وقت کھلائے (درمختار)

سوال: کھلانے کی بجائے اگر غلّہ وغیرہ دیا جائے تو فی کس کتنا ہونا چاہیے؟

جواب: ہاں بعض اوقات مساکین کو دونوں وقت کھلانا بڑا مشکل ہو جاتا ہے یا اور ایسی صورتیں درپیش آ جاتی ہیں۔ اس لئے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر مسکین کو بقدرِ صدقۂ فطر یعنی نصف صاع گندم یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت کا مالک کر دیا جائے مگر اباحت کافی نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صبح کو کھلا دے اور شام کو قیمت دے دے۔ یا شام کو کھلا دے اور صبح کے کھانے کی قیمت دے دے۔ یا دو دن صبح کو یا دو دن شام کو کھلائے۔ یا تیس کو کھلائے اور تیس کو دے دے۔ غرض یہ کہ ساٹھ کی تعداد جس طرح چاہے پوری کرے اس کا اختیار ہے یا پاؤ صاع گیہوں اور نصف صاع جو ایک ایک مسکین کو دیدے یا کچھ گیہوں یا جو دے باقی کی قیمت ہر طرح اختیار ہے (درمختار' ردالمحتار)

سوال: کفارہ صوم میں امیر وغریب یکساں ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے؟

جواب: آزاد غلام' مرد وعورت' بادشاہ وفقیر سب پر روزہ توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے۔ اس حکم میں سب یکساں ہیں (ردالمحتار)

سوال: کفارہ میں یہ گندم وجو کے علاوہ اور کوئی غلّہ دیں تو کس حساب سے دیں؟

جواب: گندم وجو کے سوا' چاول دھان وغیرہ کوئی غلّہ' کسی قسم کا دیا جائے۔ اُس میں وزن کا کچھ لحاظ نہ ہوگا' بلکہ اُسی ایک صاع جو یا نیم صاع گندم کی قیمت ملحوظ رہے گی۔ اگر اُس کی قیمت کے قدر ہے تو کافی ہے ورنہ ناکافی مثلاً نصف صاع گیہوں کی قیمت دو روپیہ ہے تو دو روپیہ سیر والے چاول کافی ہوں گے وعلیٰ ہٰذا القیاس۔ اور قیمت میں نرخ بازار آج کا معتبر نہ ہوگا یعنی جس دن ادا کر رہے ہیں۔ بلکہ اُس دن کا معتبر ہوگا جس دن کفارہ واجب ہوا۔ (فتاوٰی رضویہ وغیرہ)

سوال: کفارہ صیام کا مصرف کیا ہے؟

جواب: روزوں کے کفارہ میں کھانا کھلائیں یا بقدرِ صدقۂ فطر گیہوں جو یا ان کی قیمت دیں یہ لحاظ ضروری ہے کہ اس کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ یا صدقۂ فطر کے مستحق ہیں۔ یعنی کفارہ صوم' کسی سیّد بلکہ کسی ہاشمی کو بھی نہ دے سکتے۔ اپنی اولاد جیسے بیٹا بیٹی' پوتا پوتی اور نواسا نواسی کو نہیں دے سکتے۔ اگرچہ یہ بالکل نادار اور بے سہارا ہوں۔ یوں ہی کفارہ دینے والا جس کی اولاد میں ہے جیسے ماں باپ' دادا دادی' اور نانا نانی انہیں نہیں دے سکتا اور اپنے اقرباء یعنی قریبی رشتہ داروں مثلاً بہن بھائی' چچا' ماموں' خالہ پھوپھی' بھتیجا بھتیجی' بھانجہ بھانجی ان کو دے سکتے ہیں جبکہ اور کوئی مانع (رکاوٹ) نہ ہو۔ یوں ہی نوکروں کو دے سکتے ہیں جبکہ اُجرت میں محسوب (شمار) نہ ہو۔ زوجین بھی ایک دوسرے کو نہیں دے سکتے (فتاوٰی رضویہ وغیرہ)

سبق ٦٤

روزے کے مکروہات کا بیان

سوال: روزہ میں جھوٹ غیبت وغیرہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جھوٹ' چغلی' غیبت' گالی دینا' بیہودہ بات' کسی کو تکلیف دینا کہ یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز وحرام ہیں۔ روزہ میں اور زیادہ حرام اور اِن کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے (عامۂ کتب)

سوال: جھوٹ وغیرہ سے روزے میں کراہت کی کیا وجہ ہے؟

جواب: روزہ صرف اس کا نام نہیں کہ آدمی ظاہری طور پر کھانا پینا وغیرہ چھوڑ دے بلکہ روزہ سے درحقیقت کان' آنکھ' زبان' ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو گناہ سے باز رکھنا بھی شریعتِ اسلامیہ کا مقصود ہے تو اگر روزہ سے یہ مقاصد حاصل نہ ہوں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ گویا وہ روزہ رکھا ہی نہیں گیا۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ جسم کا روزہ ہو گیا روح کا روزہ نہ ہوا۔ اِسی لئے حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا کہ جو روزہ دار بُری بات کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کچھ حاجت نہیں کہ اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ "روزہ تو یہ ہے کہ لغو بیہودہ باتوں سے بچا جائے۔"

سوال: کسی چیز کو تھوڑا سا کھا لینے کو بھی چکھنا کہتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: چکھنے کے وہ معنی نہیں جو آج کل عام محاورہ میں بولے اور سمجھے جاتے ہیں یعنی کسی چیز کا مزہ دریافت کرنے کیلئے اس میں سے تھوڑا کھالینا کہ یوں ہو تو کراہت کیسی روزہ جاتا رہے گا۔ بلکہ کفارہ کے شرائط پائے جائیں تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ (بہارِ شریعت)

سوال: چکھنے کیلئے عذر کیا ہے؟

جواب: مثلاً عورت کا شوہر بدمزاج ہے کہ ہانڈی میں نمک کم وبیش ہوگا تو اُس کی ناراضگی کا باعث ہوگا' تو اس وجہ سے چکھنے میں حرج نہیں۔ یا اتنا چھوٹا بچہ کہ روٹی نہیں کھاسکتا اور کوئی نرم غذا نہیں جو اُسے کھلائی جائے۔ کہ حیض ونفاس والی یا کوئی اور بے روزہ ایسا ہے جو اُسے چبا کر دے دے تو بچہ کو کھلانے کیلئے روٹی وغیرہ چبانا مکروہ نہیں۔ یونہی کوئی چیز خریدی اور اُس کا چکھنا ضروری ہے کہ نہ چکھے گا' تو نقصان ہوجائے گا تو چکھنے میں حرج نہیں ورنہ مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: عورت کا بوسہ لینے اور بدن چھونے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت کا بوسہ لینا اور گلے لگانا اور بدن چھونا مکروہ ہے جبکہ یہ اندیشہ نہ ہو کہ انزال ہوجائے گا یا جماع میں مبتلا ہوگا اور ہونٹ یا زبان چوسنا روزہ میں مطلقاً مکروہ ہے۔ علمائے کرام نے بوسۂ فاحشہ کو بھی مطلقاً مکروہ فرمایا۔ بوسۂ فاحشہ یہ کہ عورت کے لب اپنے لبوں میں لے کر چبائے اور زبان چوسنا بدرجۂ اولیٰ مکروہ ہے جبکہ عورت کا لعاب دہن' جو اُس کی زبان چوسنے سے اس کے منہ میں آئے تھوک دے اور اگر حلق میں اُتر گیا تو کراہت تو درکنار' روزہ ہی جاتا رہے گا اور اگر قصداً بحالتِ لذت پی لیا تو کفارہ بھی لازم آئے گا۔ (درمختار' ردالمحتار وغیرہ)

سوال: روزہ میں گلاب وغیرہ سونگھنا مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب: گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا' داڑھی مونچھ میں تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں۔ مگر جب کہ زینت کیلئے سرمہ لگایا یا اس لئے تیل لگایا کہ داڑھی بڑھ جائے حالانکہ ایک مشت داڑھی ہے تو یہ دونوں باتیں بغیر روزہ کے بھی مکروہ ہیں اور روزہ میں بدرجۂ اولیٰ (درمختار)

سوال: روزہ میں مسواک کرنا کیسا ہے؟

جواب: روزہ میں مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ جیسے اور دنوں میں سنت ہے روزہ میں بھی مسنون ہے۔ مسواک خشک ہو یا تر۔ اگرچہ پانی سے تر کی ہو زوال سے پہلے کرے یا بعد کسی وقت مکروہ نہیں (عامۂ کتب) اکثر لوگوں میں مشہور ہے کہ دوپہر کے بعد' روزہ دار کیلئے مسواک کرنا مکروہ ہے۔ یہ ہمارے مذہب (حنفیہ) کے خلاف ہے (بہارِ شریعت)

سوال: روزہ میں منجن اِستعمال کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب: روزہ میں منجن اِستعمال کرنا ناجائز وحرام تو نہیں جب کہ اِطمینان کافی ہو کہ اُس کا کوئی جز حلق میں نہ جائے گا مگر بے ضرورتِ صحیحہ کراہت ضرور ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: روزہ میں کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ دار کیلئے کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ کلی میں مبالغہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ بھر منہ پانی لے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ یہ ہے کہ جہاں تک نرم گوشت ہوتا ہے ہر بار اُس پر پانی بہ جائے اور ناک کی جڑ تک پانی پہنچ جائے اور دونوں صورتوں میں روزہ کی حالت میں مبالغہ مکروہ ہے اور وضو وغسل کے علاوہ ٹھنڈ پہنچانے کی غرض سے کلی کرنا یا ناک میں پانا چڑھانا' یا ٹھنڈ کیلئے نہانا بلکہ بدن پر بھیگا کپڑا لپیٹنا مکروہ نہیں۔ ہاں اگر پریشانی ظاہر کرنے کیلئے بھیگا کپڑا لپیٹا تو مکروہ ہے کہ عبادت میں دل تنگ ہونا اچھی بات نہیں (عالمگیری' ردالمحتار وغیرہ)

سوال: روزہ میں غسلِ جنابت کب اور کس طرح کرے؟

جواب: رمضان المبارک میں اگر رات کو جنب ہوا جس کے باعث اُس پر غسل فرض ہے تو بہتر یہ ہے کہ قبل طلوع فجر نہالے تاکہ روزے کا ہر حصہ جنابت (ناپاکی) سے خالی ہو اور اگر نہیں نہایا تو بھی روزہ میں کچھ نقصان نہیں۔ مگر مناسب یہ ہے کہ غرغر اور ناک میں جڑ تک پانی چڑھانا (جسے اِستنشاق کہتے ہیں) یہ دو کام طلوع فجر سے پہلے کرلے۔ کہ پھر روزہ میں نہ ہوسکیں گے۔

اور اگر نہانے میں اتنی تاخیر کی کہ دن نکل آیا اور نماز قضا کردی تو یہ دونوں میں بھی گناہ ہے اور رمضان میں اور زیادہ کہ اس سے روزہ کی نورانیت ہی جاتی رہتی ہے (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: پانی میں ریاح خارج کرنا کیسا ہے؟

جواب: پانی کے اندر (مثلاً نہر ندی تالاب وغیرہ میں نہاتے وقت' ریاح خارج کرنے سے روزہ تو نہیں جاتا مگر مکروہ ہے؟ (عالمگیری)

سوال: روزہ میں اِستنجا کرنے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے یا نہیں؟

جواب: روزہ دار کو اِستنجے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔یعنی اور دنوں میں حکم ہے کہ اِستنجا کرتے اور طہارت لیتے وقت کشادہ ہو کر بیٹھیں۔ پاخانہ کا مقام' سانس کا زور نیچے دے کر ڈھیلا رکھیں اور خوب اچھی طرح دھوئیں' مگر روزہ کے دنوں میں نہ زیادہ پھیل کر بیٹھے نہ نیچے کو زور دیا جائے نہ مبالغہ کرے (عالمگیری وغیرہ)

سوال: محنت ومشقت کا کام روزے میں جائز ہے یا نہیں؟

جواب: رمضان کے دنوں میں ایسا کام کرنا جائز نہیں جس سے ایسا ضعف جائے کہ روزہ توڑنے کا ظن غالب ہو۔لہٰذا نان بائی کو چاہئے کہ دوپہر تک روٹی پائے پھر باقی دن میں آرام کرے۔(درمختار)

یہی حکم معمار ومزدور اور مشقت کے کام کرنے والوں کا ہے کہ زیادہ ضعف کا اندیشہ ہو تو کام میں کمی کریں کہ روزے ادا کرسکیں (بہارِ شریعت) مقصود یہ ہے کہ کمزوری کو بہانہ بنا کر' روزے خور نہ بنیں اور خدائی احکام کی کھلم کھلا خلاف ورزی کر کے 'غضبِ الٰہی نہ خریدیں۔

سبق ۲۵

سحری و اِفطار کا بیان

سوال: روزہ کیلئے سحری کھانا فرض ہے یا سنت؟

جواب: سحری کھانا نہ فرض ہے نہ سنت مؤکدہ کہ سحری نہ کھائے تو ترکِ سنت کا وبال اُس پر پڑے بلکہ مستحب ہے اور باعث برکت بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''تین چیزوں میں بڑی برکت ہے۔ جماعت اور ثرید اور سحری میں اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ اللہ اور اُسکے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود بھیجتے ہیں (عامۂ کتب)

سوال: سحری کا وقت مستحب کیا ہے؟

جواب: سحری میں تاخیر مستحب ومسنون ہے صحیح حدیث شریف میں ہے کہ میری اُمت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک اِفطار میں جلدی اور سحری میں دیر کرے گی اور تاخیر سحری کے معنی یہ ہیں کہ اُس وقت تک کھائے جب تک طلوعِ فجر کا ظن غالب نہ ہو۔(درمختار وغیرہ) اور اِتنی تاخیر مکروہ ہے کہ صبح ہو جانے کا شک ہو جائے۔(عالمگیری)

سوال: سحری کا بالکل چھوڑ دینا کیسا ہے؟

جواب: سحری بالکل نہ کھانا حضورِ اقدس ﷺ کے دائمی فعل کے بھی خلاف ہے اور حکم نبوی کی بھی اِس ترک میں خلاف ورزی ہے۔

مسلم وابوداؤد میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں فرق سحری کا لقمہ ہے۔ اِس لئے کم از کم ایک لقمہ کھالے یا ایک گھونٹ پانی ہی پی لے تا کہ روزہ مطابق سنت نبوی ہو' حدیث شریف میں ہے کہ سحری کی کل برکت ہے اُس نہ چھوڑنا اگر چہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے (امام احمد)

سوال: سحری شکم سیر ہو کر کھائے یا مختصر؟

جواب: اِتنا کھانا کہ طبیعت مضمحل رہے اور دن میں کھٹی ڈکاریں آتی رہیں یوں بھی کوئی پسندیدہ بات نہیں۔اور پھر روزہ کے مقصود کے برخلاف بھی ہے۔ روزہ کا مقصود و شہواتِ نفسانیہ کو روزہ کی گرمی سے توڑنا ہے اور جب خوب پیٹ بھر کھایا تو یہ نفس کی خدمت اور اُس کی پرورش ہوئی۔مشقت کا ثواب تو یوں بھی گیا اور غریبوں مسکینوں کی بھوک وپیاس کا اِحساس اور اُن کے ساتھ ہمدردی وخیر خواہی کے جذبات کا بیدار ہونا' یہ بھی حاصل نہ ہوا۔لہٰذا نہ شکم سیر ہو کر کھائے نہ اِتنا مختصر کہ دن بھر خورد و نوش ہی کی طرف دھیان رہے۔راہ اِعتدال اِختیار کرے اور بقدرِ کفایت کھائے۔(طحطاوی وغیرہ)

سوال: سحری میں مرغ کی اذان کا اعتبار ہے یا نہیں؟

جواب: سحری کے وقت مرغ کی اذن کا اعتبار نہیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ صبح سے بہت پہلے مرغ اذان شروع کر دیتے ہیں حالانکہ اُس وقت صبح ہونے میں بہت وقت باقی رہتا ہے۔ یوں ہی بول چال سن کر اور روشنی دیکھ کر بولنے لگتے ہیں۔ (بہار شریعت، ردالمحتار)

سوال: تارے دیکھ کر افطار کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: تارے کی سند شرعی نہیں۔ بعض تارے دن میں چمک اتے ہیں تو انہیں دیکھ کر روزہ افطار کرنا کیونکر جائز و صحیح ہو سکتا ہے اور اگر افطار میں اتنی تاخیر کی غروب آفتاب کے بعد جو ستارے عموماً چمکتے ہیں اُن ستاروں میں سے کوئی ستارہ چمک آیا تو یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ میری اُمت میری سنت پر رہے گی۔ جب تک افطار میں ستاروں کا انتظار نہ کرے (ابن حبان) اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کہ یہود و نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں۔" (ابوداؤد وغیرہ) غرض دار و مدار اس پر ہے کہ جب آفتاب تمام و کمال ڈوبنے پر یقین ہو جائے فوراً روزہ افطار کر لیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: کسی مسجد سے اذان کی آواز سن کر روزہ افطار کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: اگر گمانِ غالب و یقین ہے کہ سورج غروب ہو چکا یا اذان کی آواز کسی ایسی مسجد سے آ رہی ہے جہاں صحیح وقت پر اذان کا پورا پورا اہتمام کیا جاتا ہے تو اذان کی آواز پر افطار کر لینا چاہئے۔ لیکن اگر غروب آفتاب پر یقین نہیں یا وہ آواز کسی ایسی مسجد میں اذان کی ہے جہاں وقتِ صحیح کا اہتمام نہیں کیا جاتا جیسا کہ عموماً غیر مقلدوں کی اذانیں تو ہرگز اس پر افطار نہ کیا جائے۔ انتظار کریں تا آنکہ غروبِ آفتاب کا یقین ہو جائے۔

سوال: توپ یا گولے کی آواز یا ریڈیو کے اعلان پر افطار کریں یا نہیں؟

جواب: توپ یا گلے یا ریڈیو پر وقتِ افطار کا اعلان یا ریڈیو کی اذان، ان سب میں حکم شرعی یہ ہے کہ اگر یہ اور کسی نامور عالم دین، معتمد علیہ کے حکم پر انجام پاتے ہیں تو یہ بھی غروب افتاب پر ظن غالب کا ایک ذریعہ ہے۔ افطار کر سکتے ہیں اگرچہ توپ چلانے والے یا ریڈیو پر اعلان کرنے والے فاسق ہوں۔ البتہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض اوقات سائرن یا گولے وغیرہ غروب آفتاب سے پہلے ہی حرکت میں آ جاتے ہیں۔ لوگ ان پر اعتبار کر کے روزہ افطار کر لیتے ہیں اور پھر قضاء رکھنی پڑتی ہے۔ اس لئے احتیاط اسی میں ہے کہ جب غروب آفتاب کا ظن غالب ہو جائے افطار کر لیں۔ (فتاویٰ علماء)

سوال: جنتریوں اور سحری و افطار کے نقشوں پر عمل کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: جنتریاں کہ شائع ہوتی ہیں اکثر غلط ہوتی ہیں اُن پر عمل جائز نہیں اور اوقات صحیح نکالنے کا فن جسے علم توقیت کہتے ہیں یہاں کہ عام علماء بھی اس سے ناواقفِ محض ہیں۔ لہٰذا سحری و افطار کے نقشے اگر کسی عالم محقق توقیت داں محتاط الدین کے مرتبہ ہوں تو بے شک اُن پر عمل کر سکتا ہے۔ یوں ہی اُن کے ترتیب دادہ نقشوں اور ہدایتوں کی روشنی میں جو نقشے ترتیب دیئے جائیں وہ قابلِ اعتماد ہیں مگر احتیاط اب بھی لازم ہے جبکہ خود اُن نقشوں میں پانچ پانچ منٹ کی احتیاط درج ہوتی ہے۔

سوال: روزہ کس چیز سے افطار کرنا مسنون ہے؟

جواب: احادیث میں وارد ہے "حضور اقدس ﷺ نماز سے پہلے تر کھجوروں سے افطار فرماتے۔ تو کھجوریں نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوریوں سے اور اگر یہ بھی نہ ہوتیں تو چند چلو پانی پیتے"

سوال: افطار کے وقت کون سی دعا پڑھنا مستحب ہے؟

جواب: افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا چاہئے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ فَاغْفِرْلِی مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ.

الٰہی میں نے تیرے لئے روزہ رکھا۔ تجھ پر ایمان لایا۔ تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری روزی سے افطار کیا تو میرے اگلے پچھلے گناہوں کو بخش دے۔ (طحطاوی وغیرہ)

سوال: روزہ دار کو افطار کرانے میں کیا ثواب ہے؟

جواب: حضورِ اقدس ﷺ فرماتے ہیں ''جس نے حلال کھانے یا پانی سے سے روزہ اِفطار کرایا' فرشتے ماہِ رمضان کے اوقات میں اُس کیلئے استغفار (دعائے مغفرت) کرتے ہیں اور جبریل علیہ السلام شبِ قدر میں اُس کیلئے اِستغفار کرتے ہیں'' اور ایک روایت میں ہے جو حلال کمائی سے رمضان میں روزہ اِفطار کرائے' رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اُس پر درود بھیجتے ہیں اور شبِ قدر میں جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس سے مصافحہ کرتے ہیں' اور ایک روایت میں ہے ''جو روزہ دار کو پانی پلائے گا' اللہ تعالیٰ اُسے میرے حوض سے پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا (طبرانی)

سوال: ایک آدمی کے کہنے سے کہ اِفطار کا وقت ہوگیا' اِفطار کرے یا نہ کرے؟

جواب: وقتِ اِفطار کی خبر دینے والا اگر عادل ہو یعنی متقی پرہیز گار' دیندار تو اس کے قول پر اِفطار کرسکتا ہے جب کہ یہ اُس کی بات کو سچی مانتا ہو اور اگر اِس کا دل اُس کی بات کو سچی مانتا ہو۔ اور اگر اس کا دل اُس کی بات پر نہیں جمتا تو اُس کے قول کی بنا پر اِفطار نہ کرے۔ یہوں ہی مستور کے کہنے پر بھی اِفطار نہ کرے (ردالمحتار وغیرہ)

سبق ۲۶

اُن صورتوں کا بیان جن میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے

سوال: روزہ نہ رکھنے کی کتنی صورتوں میں اِجازت ہے؟

جواب: سفر' حمل' بچہ کو دودھ پلانا' مرض' بڑھاپا' خوفِ ہلاکت' اِکراہ' نقصانِ عقل اور جہاد' یہ سب روزہ نہ رکھنے کیلئے عذر ہیں کہ اگر ان وجوہ میں سے کسی وجہ سے کوئی روزہ نہ رکھے تو گنہگار نہیں۔ (ردالمحتار)

سوال: سفر سے کیا مراد ہے؟

جواب: سفر سے مراد سفرِ شرعی ہے یعنی اتنی دور جانے کے اِرادہ سے نکلے کہ یہاں سے وہاں تک تین دن کی مسافت ہو (درمختار) اگر چہ وہ سفر مثلاً ہوائی جہاز سے مختصر وقت میں پورا ہو جائے۔ حالت سفر میں خود اِس مسافر کو اور اِس کے ساتھ والے کو روزہ رکھنے میں ضرر نہ پہنچے تو روزہ رکھنا سفر میں بہتر ہے' ورنہ نہ رکھنا بہتر۔ (درمختار)

سوال: دن میں کسی وقت سفر کا اِرادہ ہو تو اُس دن کا روزہ نہ رکھنے کی اِجازت ہے یا نہیں؟

جواب: مثلاً آج کے دن کسی وقت سفر کیلئے نکلنا ہے تو یہ روزہ اِفطار کرنے کیلئے آج کا سفر عذر نہیں۔ اُسے آج کا روزہ رکھنا چاہئے۔ البتہ اگر آج کا روزہ رکھ کر سفر میں توڑ دے گا تو کفارہ لازم نہ آئے گا مگر گنہگار ہوگا اور روزہ رکھا تھا مگر سفر کرنے سے پہلے توڑ دیا پھر سفر کیلئے نکلا تو کفارہ بھی لازم ہے۔ یوں ہی اگر دن میں سفر کیا اور مکان پر کوئی چیز بھول گیا تھا اُسے لینے واپس آیا اور مکان پر آ کر روزہ توڑ ڈالا تو بھی کفارہ واجب ہے۔ (عالمگیری)

سوال: مسافر' دوپہر سے پہلے مقیم ہو جائے تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: مسافر نے ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اس وقت تک روزہ کی نیت ضروری ہے اگر اقامت کی نیت کرلی اور ابھی کچھ کھایا پیا نہ تھا اُس پر لازم ہے کہ اب روزے کی نیت کرلے اور روزہ رکھے۔ اِس لئے کہ یہ سفر وقتِ نیت سے پہلے ہی ختم ہوگیا۔ (درمختار' عالمگیری وغیرہ)

سوال: مسافر ضحوۂ کبریٰ کے بعد وطن واپس آجائے تو اب اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: مسافر نے نیتِ اقامت کرلی یا وطن واپس آگیا اور اُس نے اب تک کچھ کھایا پیا نہ تھا تو روزہ تو نہیں ہوسکتا کہ نیت کا وقت نہیں مگر اُسے لازم ہے کہ جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزہ داروں کی طرح گزارے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: مرض کی وجہ سے کس وقت روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے؟

جواب: مریض کو مرض بڑھ جانے یا دیر میں اچھا ہونے یا تندرست کو بیمار ہو جانے کا غالب گمان ہو یا خادم و ادمہ کو نا قابلِ برداشت ضعف کا غالب گمان ہو تو ان سب کو اجازت ہے کہ اس دن روزہ نہ رکھیں۔ (جوہرہ' درمختار)

سوال: بیماری بڑھ جانے کا وہم ہو تو روزہ چھوڑ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: روزہ چھوڑنے کیلئے محض وہم کافی نہیں بلکہ اِن صورتوں میں غالب گمان کی قید ہے اور غالب گمان کی تین صورتیں ہیں:

۱۔ اُس کی ظاہری نشانی پائی جاتی ہے۔

۲۔ اُس شخص کا ذاتی تجربہ ہے۔

۳۔ کسی مسلمان، تجربہ کار طبیب و معالج نے کہ فسق و فجور میں مبتلا نہ ہو، کہہ دیا ہو کہ روزہ رکھنے میں بیماری بڑھ جانے وغیرہ کا خطرہ و صحیح اندیشہ ہے۔

اور اگر نہ کوئی علامت ہو، نہ تجربہ، نہ اس قسم کے طبیب نے اُسے بتایا بلکہ کسی کافر یا فاسق طبیب و ڈاکٹر کے کہنے سے اِفطار کر لیا یعنی روزہ توڑ دیا تو کفارہ لازم آئے گا۔ (ردالمحتار) اور چھوڑ دیا تو گنہگار ہوگا۔ آج کل کے معالجین میں یہ وبا پائی جاتی ہے کہ ذرا ذرا سی بیماری میں روزہ سے منع کر دیتے ہیں۔ اتنی بھی تمیز نہیں رکھتے کہ کس مرض میں روزہ مضر ہے کس میں نہیں۔ ایسوں کا کہنا کچھ نا قابلِ اِعتبار نہیں۔ (بہارِ شریعت)

سوال: روزہ میں حیض و نفاس شروع ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: روزے کی حالت میں حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ جاتا رہا، اس کی قضا رکھے۔ روزہ فرض تھا تو اس کی قضا فرض ہے اور نفل تھا تو قضا واجب۔ (عامۂ کتب)

سوال: حیض و نفاس والی دن میں پاک ہو گئی اور روزہ کی نیت کر لی تو روزہ ہوا یا نہیں؟

جواب: عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا، روزہ کیلئے شرط ہے۔ لہٰذا حیض و نفاس والی عورت صبح صادق کے بعد پاک ہو گئی اگرچہ ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر اور روزہ کی نیت کر لی تو آج اس کا روزہ نہ ہوا نہ فرض نہ نفل۔ (درمختار)

سوال: حیض و نفاس سے پاک ہو جائے تو عورت دن کس طرح گزارے؟

جواب: حیض و نفاس والی عورت پاک ہو گئی تو جو کچھ دن باقی رہ گیا ہے اُسے روزے کے مثل گزارنا واجب ہے۔

سوال: صبح صادق سے قبل عورت پاک ہو جائے تو غسل کے بغیر روزہ کی نیت کر سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر پورے دس دن پر پاک ہوئی اور اتنا وقت رات کا باقی نہیں کہ ایک بار اللہ اکبر کہہ لے تو اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہے۔ لہٰذا نیت کر لے اور بعد میں جلد از جلد غسل کر لے اور دس دن سے کم میں پاک ہوئی اور اتنا وقت ہے کہ صبح صادق سے پہلے نہا کر کپڑے پہن کر اللہ اکبر کہہ سکتی ہے تو روزہ فرض ہے۔ اگر نہا لے تو بہتر ہے ورنہ بے نہائے نیت کر لے اور صبح کو نہا لے اور جو اتنا وقت بھی نہیں تو روزہ فرض نہ ہوا۔ البتہ روزہ داروں کی طرح رہنا اُس پر واجب ہے۔ کوئی بات ایسی جو روزے کے خلاف ہو۔ مثلاً کھانا، پینا حرام ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: بڑی عمر کے بوڑھے مردوں اور عورتوں کیلئے رخصت کا حکم کس وقت ہے؟

جواب: ایسے بوڑھے مرد یا بوڑھی عورتیں جنہیں شریعت میں شیخ فانی کہا جاتا ہے یعنی وہ بوڑھے جن کی عمر اب ایسی ہو گئی کہ اب روز بروز کمزور ہی ہوتا جائے گا۔ جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہے نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت نے کی اُمید ہے کہ روزہ رکھ سکے گا۔ تو اب اُسے روزہ نہ رکھنے کی اِجازت ہے۔ البتہ اُسے حکم ہے کہ ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ دے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: شیخ فانی گرمیوں کی بجائے سردیوں میں روزہ رکھے یا فدیہ دے؟

جواب: اگر ایسا بوڑھا یا بوڑھی، گرمیوں میں بوجہ گرمی کے روزہ نہیں رکھ سکتا مگر جاڑوں میں رکھ سکے گا تو اب روزے اِفطار کرے یعنی چھوڑ دے۔ البتہ ان روزوں کے بدلے میں روزے جاڑوں میں رکھنا فرض ہے۔ روزوں کا کفارہ یہ نہیں دے سکتے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: کمزوری کے باعث جو روزہ نہ رکھ سکے اُس کے لئے کیا حکم ہے

جواب: کمزوری یعنی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتی ہے۔ کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر اوقات شیطان دل میں ڈالتا ہے کہ ہم سے یہ کام ہرگز نہ ہوسکے گا اور کریں گے تو مرجائیں گے۔ پھر جب خدا پر بھروسہ کرکے کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ادا کرادیتا ہے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچتا۔ معلوم ہوا کہ وہ شیطان کا دھوکا تھا۔ ۷۵ برس کی عمر میں بہت لوگ روزے رکھتے ہیں۔ ہاں ایسے لوگ بھی ہوسکتے ہیں کہ کمزوری کے باعث ستر برس ہی کی عمر میں روزہ نہ رکھ سکیں تو شیطان کے وسوسوں سے بچ کر خوب طور پر جانچنا چاہئے۔ ایک بات تو یہ ہوئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض کو گرمیوں میں روزہ رکھنے کی طاقت واقعی نہیں ہوتی مگر جاڑوں میں رکھ سکتے ہیں۔ یہ بھی کفارہ نہیں دے سکتے بلکہ گرمیوں میں قضا کرکے جاڑوں میں روزے رکھنا ان پر فرض ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ ان میں بعض لگاتار مہینے بھر کے روزے نہیں رکھ سکتے مگر ایک دو دن بیچ میں ناغہ کرکے رکھ سکتے ہیں تو جتنے رکھ سکیں اُتنے رکھنا فرض ہے۔ جتنے قضا ہوجائیں جاڑوں میں رکھ لیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ جس جوان یا بوڑھے کو کسی بیماری کے سبب ایسا ضعف (کمزوری) ہو کہ روزہ نہیں رکھ سکتے۔ انہیں بھی کفارہ (فدیہ) دینے کی اجازت نہیں بلکہ بیماری جانے کا انتظار کریں اگر قبل شفا موت آجائے تو اُس وقت کفارہ کی وصیت کردیں۔

غرض یہ ہے کہ روزہ کا فدیہ اُس وقت ہے کہ روزہ گرمی میں رکھ سکیں نہ جاڑے میں نہ لگاتار نہ متفرق اور جس عذر کے سبب طاقت نہ ہو اُس عذر کے جانے کی اُمید نہ ہو جیسے وہ بوڑھا کہ بڑھاپے نے اُسے ضعیف کردیا کہ گنڈے دار روزے سے متفرق کرکے جاڑے میں بھی نہیں رکھ سکتا تو بڑھاپا تو جانے کی چیز نہیں ایسے شخص کو فدیہ کا حکم ہے۔

بعض جاہلوں نے یہ خیال کرلیا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کیلئے جائز ہے جب کہ روزے میں اُسے تکلیف ہو۔ ایسا ہرگز نہیں فدیہ صرف شیخ فانی کیلئے رکھا گیا ہے جیسا کہ ابھی اُوپر تفصیل سے گزرا (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: بھوک پیاس سے آدمی نڈھال ہوجائے تو اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: بھوک پیاس ایسی ہو کہ ہلاک کا خوف صحیح' یا نقصانِ عقل یا حواس کے جاتے رہنے کا اندیشہ ہو تو نہ رکھے اور اس پر روزہ توڑنے کا کفارہ بھی نہیں۔ صرف قضا ہے یعنی ہر روزہ کے بدلے ایک روزہ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: جبر اِکراہ کی صورت میں روزہ توڑنے کی اِجازت ہے یا نہیں؟

جواب: جبر و اِکراہ میں یعنی جب کہ روزہ دار کو روزہ نہ توڑنے پر عضو کے تلف ہوجانے یا ضرب شدید کی دھمکی یا جان سے ماردینے کی دھمکی دی جائے اور یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے روزہ نہ توڑا تو جو یہ کہتے ہیں وہ کرگزریں گے تو حکم ہے کہ روزہ توڑدے اور نہ توڑا یہاں تک کہ قتل کرڈالا گیا تو گنہگار رہا کہ ان صورتوں میں اِس کیلئے روزہ توڑنے' یا معاذ اللہ شراب یا خون پینے یا مردار یا سور کا گوشت کھانے کی اِجازت ہے۔ جس طرح بھوک کی شدت اور اِضطرار کی حالت میں یہ چیزیں مباح ہیں۔ البتہ یہ حکم روزہ دار مسافر یا مریض وغیرہ ایسے لوگوں کیلئے ہے جن کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ مگر اُنہوں نے روزہ رکھ لیا اور اب جبر و اِکراہ کی صورت درپیش آئی (ردالمحتار' فتح القدیر وغیرہ)

سوال: روزہ دار مقیم ہو تو جبر و اِکراہ کی صورت میں اُس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: روزہ دار اگر مقیم یا تندرست ہو اور اُسے روزہ توڑنے پر مجبور کیا گیا تو اُسے اِختیار ہے۔ چاہے تو روزہ توڑدے مگر افضل یہ ہے کہ اِفطار نہ کرے اور اُن کی اذیت پر صبر کرتے۔ یہاں تک کہ اگر اِسی حالت میں مارا گیا تو اُسے ثواب ملے گا (ردالمحتار وغیرہ)

سوال: روزہ کی حالت میں سانپ کاٹ لے تو روزہ توڑے یا نہیں؟

جواب: روزہ دار کو سانپ نے کاٹ لیا اور جان کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں حکم ہے کہ وہ روزہ توڑدے (ردالمحتار)

سوال: جن لوگوں کو عذر کے سبب روزہ توڑنے کی اِجازت ہے اِن پر قضا فرض ہے یا نہیں؟

جواب: جن لوگوں نے عذرِ شرعی کی صورت میں روزہ توڑا اُن پر فرض ہے کہ ان روزوں کی قضا رکھیں (درمختار وغیرہ)

سوال: قضاء روزوں میں ترتیب فرض ہے یا نہیں؟

جواب: قضاء روزوں میں ترتیب فرض نہیں لہٰذا اگر ان روزوں سے پہلے نفل روزے رکھے تو یہ نفلی روزے ہوگئے مگر حکم یہ ہے کہ عذر جانے کے بعد دوسرے رمضان کے آنے سے پہلے قضا رکھ لیں۔ حدیث شریف میں ہے فرمایا ''جس پر اگلے رمضان کی قضا باقی ہے اور وہ نہ رکھے تو اُس کے اس رمضان کے روزے قبول نہ ہوں گے۔''

اور اگر روزے نہ رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو اب پہلے اس رمضان کے روزے رکھ لے گا قضا نہ رکھے۔ (درمختار)

سوال: فدیہ دینے کے بعد روزہ رکھنے کی طاقت آ گئی تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اگر فدیہ دینے کے بعد اتنی طاقت آ گئی کہ آدمی روزے رکھ سکتا ہے تو جو فدیہ دے چکا وہ صدقۂ نفل ہوگیا' ثواب پائے گا۔ لیکن اب حکم ہے کہ اُن روزوں کی قضا رکھے۔ (عالمگیری)

سوال: بوڑھے ماں باپ کی بجائے اُس کی اولاد روزے رکھ سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: ایک شخص کی طرف سے دوسرا شخص روزہ نہیں رکھ سکتا (عامۂ کتب)

سوال: فدیہ کی مقدار کیا ہے؟

جواب: شیخ فانی پر ہر روزے کے بدلے میں جو فدیہ واجب ہے وہ یہ ہے کہ ہر روز کے بدلے میں صدقۂ فطر کی مقدار مسکین کو دے دے یا دونوں وقت اُسے پیٹ بھر کھانا کھلا دے (درمختار وغیرہ)

سوال: روزہ کا فدیہ کب اور کس طرح دے سکتے ہیں؟

جواب: فدیہ میں یہ اختیار ہے کہ شروع رمضان ہی میں پورے رمضان کا ایک دم فدیہ دے دے یا آخر میں دے اور اس میں تملیک شرط نہیں بلکہ اباحت بھی کافی ہے کہ مسکین کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلا دے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ جتنے فدیے ہوں اتنے ہی مساکین کو دے۔ بلکہ ایک مسکین کو کئی فدیے دیے جاسکتے ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: بڑھاپے کی وجہ سے کفارے کے روزے نہ رکھ سکے تو کیا حکم ہے؟

جواب: قسم یا قتل کے کفارہ کا اِس پر روزہ ہے اور بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا تو اس روزہ کا فدیہ نہیں دے سکتا کہ یہ روزے خود کھانا کھلانے کا بدل ہیں اور بدل کا بدل نہیں اور روزے توڑنے یا ظہار کا اِس پر کفارہ ہے تو اگر روزے نہ رکھ سکے' ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے۔ اِس لئے کہ یہ فدیہ' روزوں کے عوض' قرآن سے ثابت ہے۔ (عالمگیری' ردالمحتار وغیرہ)

سوال: ہمیشہ روزہ رکھنے کی نذر ماننے والا اگر روزہ نہ رکھ سکے تو اُسے روزہ چھوڑنے اور فدیہ دینے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: اگر کسی نے ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت مانی لیکن برابر روزے رکھے تو کوئی کام نہیں کرسکتا جس سے بسر اوقات ہو تو اُسے بقدر ضرورت افطار (روزہ چھوڑنے) کی اجازت ہے۔ مگر حکم ہے کہ وہ ہر روزے کے بدلے میں فدیہ دے اور اِس کی بھی قوت نہ ہو تو استغفار کرے۔ (ردالمحتار)

سوال: جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی شرعاً اجازت ہے اگر وہ بعد میں روزہ رکھیں تو اب اُن کیلئے حکم شرعی کیا ہے؟

جواب: مثلاً مریض تندرست ہوگیا یا مسافر سفر سے واپس آگیا اور اُس نے فوت شدہ روزوں کے بقدر وقت پالیا تو ان پر ان تمام روزوں کی قضا لازم ہے۔ جن کا وقت انہیں ملا اور وقت پالینے کے باوجود روزے نہ رکھے اور موت آ گئی تو ان پر واجب ہے کہ ان روزوں کے فدیے کی وصیت کر جائیں۔ (عالمگیری)

سوال: ایسے لوگ اگر اسی عذر میں مر جائیں تو اب کیا حکم ہے؟

جواب: اگر یہ لوگ اپنے اُسی عذر میں مر گئے اتنا موقع نہ ملا کہ قضا رکھتے تو ان پر ان روزوں کی قضا واجب نہ ہوئی۔ یوں ہی ان پر یہ واجب نہیں کہ فدیہ کی وصیت کر جائیں پھر بھی اگر وصیت کی کہ ان روموں کا فدیہ دیدیا جائے تو وصیت صحیح ہو جائے گی اور تہائی مال میں جاری ہوگی۔ یعنی اُس کے تہائی ترکہ میں سے فدیا دیا جائے گا اور اگر وصیت نہ کی بلکہ ولی نے اپنی طرف سے فدیہ دے دیا تو بھی جائز ہے۔ (درمختار' عالمگیری)

سوال: تہائی مال میں فدیہ کی وصیت جاری ہونے کی کوئی شرط ہے یا نہیں؟

جواب: تہائی مال میں فدیہ کی وصیت اُس وقت جاری ہوگی جب اُس میت کے واث بھی ہوں گے اور اگر وارث نہ ہوں اور سارے مال سے فدیہ ادا ہوتا ہو تو سب فدیہ میں صَرف کر دینا لازم ہے۔ یوں ہی اگر وارث صرف شوہر یا زوجہ ہے تو تہائی نکالنے کے بعد ان کا حق دیا جائے اُس کے بعد جو کچھ بچے اگر فدیہ میں صَرف ہوسکتا ہے تو صرف کر دیا جائے گا (ردالمحتار وغیرہ)

سوال: فدیہ کی وصیت کتنے روزوں کے حق میں ہونی چاہئے؟

جواب: وصیت کرنا صرف اتنے ہی روزوں کے حق میں واجب ہے جن پر قادر ہوا تھا اور نہ کیے۔ مثلاً سفر‘ مرض وغیرہ میں دس روزے قضا ہوئے تھے اور عذر جانے کے بعد (کہ مسافر وطن واپس آ گیا‘ مریض تندرست ہوگیا) پانچ پر قادر ہوا تھا کہ اِنتقال ہوگیا تو پانچ ہی کی وصیت واجب ہے۔ (درمختار)

سوال: نماز اور روزے کے فدیہ کی مقدار میں کچھ کمی بیشی ہے یا نہیں؟

جواب: جس طرح روزہ کا فدیہ مقدارِ صدقۂ فطر ہے۔ یوں ہی ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ان کی قیمت ہے۔ (عامۂ کتب)

سوال: فدیہ کس قسم کے لوگوں کو دینا چاہئے؟

جواب: فدیہ کے مستحق وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ و صدقۂ فطر کے مستحق ہیں۔ فقیر محتاج مسلمان کہ نہ ہاشمی ہوں‘ نہ اُس کی اولاد‘ نہ یہ اُن کی اولاد۔ (عامۂ کتب)

سبق ۲۷

واجب روزوں کا بیان

سوال: وجب روزے کون سے ہیں؟

جواب: نذر یعنی شرعی منت کے روزے‘ خواہ اُن کیلئے وقت معین کیا جائے یا معین نہ کیا جائے۔ منت ماننے والے پر واجب ہوتے ہیں۔ اِسی اِعتبار سے اِن کی دو قسمیں ہیں۔ وجب معین‘ جیسے نذرِ معین کے روزے اور وجب غیر معین۔ یعنی نذرِ مطلق کے روزے (عامۂ کتب) اِن کے علاوہ اور بھی روزے ہیں جن کا کفارہ واجب ہے۔ اِس کا بیان آگے آئے گا۔

سوال: نذرِ شرعی کیلئے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: نذر یا شرعی منت جس کے ماننے سے شرعاً اُس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے اِس کیلئے مطلقاً چند شرطیں ہیں:

۱۔ ایسی چیز کی منت ہو کہ اُس کی جنس سے کوئی چیز شرعاً واجب ہو۔ لہٰذا عیادتِ مریض اور مسجد میں جانے اور جنازے کے ساتھ جانے کی منت نہیں ہوسکتی۔

۲۔ وہ عبادت خود مقصود بالذات ہو کسی دوسری عبادات کیلئے وسیلہ نہ ہو لہٰذا وضو و غسل کی منت صحیح نہیں۔

۳۔ اُس چیز کی منت نہ ہو جو شرع نے خود اس پر واجب کی ہے۔ خواہ فی الحال یا آئندہ۔ لہٰذا آج کی ظہر یا کسی فرض نماز کی منت صحیح نہیں کہ یہ چیزیں تو خود ہی واجب ہیں۔

۴۔ جس چیز کی منت مانی ہو وہ خود اپنی ذات سے کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور اگر کسی اور وجہ سے گناہ ہو تو منت صحیح ہو جائے گی۔ مثلاً عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے اگر اس کی منت مانی ہو جائے گی۔ اگرچہ حکم یہ ہے کہ اُس دن نہ رکھے بلکہ کسی دوسرے دن رکھے کہ یہ منت عارضی ہے۔ یعنی عید کے دن ہونے کی وجہ سے خود روزہ ایک جائز چیز ہے۔

۵۔ ایسی چیز کی منت نہ ہو جس کا ہونا محال ہو۔ مثلاً یہ منت مانی کہ کل گذشتہ میں روزہ رکھوں گا کہ یہ منت صحیح نہیں۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: منت کا روزہ کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب: منت کے بولے ہوئے روزہ کو نذر کا روزہ کہتے ہیں۔ یہ روزہ معین ہو یا غیر معین۔ اس کی دو قسمیں ہیں:
ایک یہ کہ روزہ رکھنے کو کسی شرط کے ساتھ واجب کرے مثلاً میرا فلاں کام ہوگیا یا بیمار تندرست ہوگیا تو میں روزہ رکھوں گا۔
اِس صورت میں جب شرط پائی جائے مثلاً وہ کام پورا ہوگیا یا بیمار تندرست ہوگیا تو اِتنے روزے رکھنا اُس پر واجب ہیں جتنے بولے تھے۔
ہاں اگر روزے وغیرہ کو کسی ایسی شرط پر معلّق یا مشروط کا ہونا نہیں چاہتا مثلاً یہ کہا اگر میں تمہارے گھر آؤں تو مجھ پر اِتنے روزے ہیں کہ اِس کا مقصود یہ ہے کہ میں تمہارے یہاں نہیں آؤں گا۔ ایسی صورت میں اگر وہ شرط پائی گئی یعنی اُس کے یہاں گیا تو اِختیار ہے کہ جتنے روزے بولے تھے وہ رکھ لے یا قسم توڑنے کا کفارہ دے دے کہ منت کی بعض صورتوں میں قسم کے اِحکام جاری ہوتے ہیں (درمختار وغیرہ) نذر کی اِن دونوں صورتوں کو نذرِ معلّق کہتے ہیں۔
نذر کی دوسری قسم ہے نذرِ غیر معلّق کہ منت کو کسی شرط سے معلّق نہیں کیا۔ بلا شرط نماز، روزہ یا حج وعمرہ کی منت مان لی تو اِس صورت میں منت پوری کرنا ضروری ہے۔ (عالمگیری)

سوال: کہنا کچھ چاہتا تھا اور زبان سے منت کے الفاظ نکل گئے تو منت کے اِحکام جاری ہوں گے یا نہیں؟

جواب: منت صحیح ہونے کیلئے یہ کچھ ضروری نہیں کہ دل میں اِس کا اِرادہ بھی ہو اگر کہنا کچھ چاہتا تھا زبان سے منت کے الفاظ جاری ہوگئے۔ منت صحیح ہوگئی یا کہنا یہ چاہتا تھا کہ اللہ کیلئے مجھ پر ایک دن کا روزہ ہے اور زبان سے نکلا ''ایک مہینہ'' تو مہینے بھر کے روزے لازم ہوگئے۔ کیونکہ نذر میں زبان سے بولنے کا اِعتبار ہے اور تلفظ پر منت کے اِحکام جاری ہوتے ہیں نیت پر نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال: ایامِ منہیہ (روزے کیلئے ممنوع دن) کی منت کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایامِ منہیہ یعنی عید، بقرعید اور ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں، تیرہویں کے روزے رکھنے کی منت مانی تو نذر صحیح ہے مگر اللہ تعالیٰ کی ضیافت سے روگردانی کے باعث شروع کرنا گناہ ہے۔ لہٰذا ان دنوں میں نہ رکھے بلکہ چھوڑ دے اور دوسرے دنوں میں قضا کرلے اور اگر انہیں دنوں میں رکھ بھی لئے تو اگرچہ یہ گناہ ہوا مگر منت ادا ہوگئی۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: ایک مہینے کے روزوں کی منت میں کتنے روزے رکھے جائیں؟

جواب: اگر مہینے کو معین نہیں کیا اور مہینے بھر کے روزوں کی منت مانی تو پورے تیس دن کے روزے واجب ہیں۔ اگرچہ جس مہینے میں رکھے وہ اُنتیس ہی کا دن ہو اور اگر کسی معین مہینے کی منت مانی مثلاً رجب یا شعبان کی، تو پورے مہینے کا روزہ ضروری ہے وہ مہینہ اُنتیس کا ہو تو اُنتیس اور تیس کا ہو تو تیس۔ البتہ ناغہ نہ کرے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال: مہینہ بھر کے روزوں کی منت میں اگر کوئی روزہ چھوٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں اگر کوئی روزہ چھوٹ گیا تو اُس کو بعد میں رکھ لے پورے مہینے کے روزے لوٹانے کی ضرورت نہیں (ردالمحتار وغیرہ)

سوال: پے درپے روزوں کی منت میں اگر کوئی روزہ نہ رکھا تو کیا حکم ہے؟

جواب: پے درپے یعنی لگاتار روزوں کی منت مانی تو ناغہ کرنا جائز نہیں لگاتار رکھنے ہوں گے۔ اگر بیچ میں ایک روزہ بھی ناغہ ہوگیا تو نئے سرے سے تمام روزے پھر رکھنا پڑیں گے۔ کیونکہ اپنی بات اسی صورت میں پوری ہوگی۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: عورت نے پے درپے ایک ماہ کے روموں کی منت مانی تو اُسے کیا کرنا چاہئے؟

جواب: اگر عورت نے ایک ماہ پے درپے روزے رکھنے کی منت مانی تو اگر ایک مہینہ یا زیادہ، طہارت کا زمانہ اُسے ملتا ہے تو ضروری ہے کہ روزے ایسے وقت شروع کرے کہ حیض آنے سے پیشتر تیس دن پورے ہوجائیں۔ ورنہ حیض آنے کے بعد اَب سے تیس پورے کرنے ہوں گے۔
اور اگر مہینہ پورا ہونے سے پیشتر اُسے حیض آجایا کرتا ہے تو حیض سے پہلے جتنے روزے رکھ چکی ہے اِن کا شمار کرلے۔ جو باقی رہ گئے ہیں اُنہیں حیض ختم ہونے کے بعد متصلاً یعنی پے درپے لگاتار بلا ناغہ پورا کرلے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سوال: لگاتار روزوں کی منت میں ایامِ منہیہ آجائیں تو ناغہ کرے یا نہیں؟

جواب: اگر منت میں پے در پے روزوں کی شرط یا نیت کی جب بھی جن دنوں میں روزہ کی ممانعت ہے اُن میں روزہ نہ رکھے۔ مگر بعد میں پے در پے ان دنوں کی قضا رکھے اور ایک دن بھی ناغہ کیا یعنی بے روزہ رہا تو اس دن سے پہلے جتنے روزے رکھے تھے اُن سب کا اعادہ کرے اور از سرِ نو رکھے۔ (ردالمحتار)

سوال: ماہِ رواں کے روزوں کی منت مانی تو کتنے روزے رکھے؟

جواب: اس صورت میں پورے ایک مہینے کے روزے اُس پر واجب نہیں بلکہ منت ماننے کے وقت اُس مہینے میں جتنے دن باقی ہیں اُن دنوں میں روزے واجب ہیں اور اگر وہ مہینہ رمضان کا تھا تو منت ہی نہ ہوئی کہ رمضان کے روزے تو خود ہی فرض ہیں۔ (عالمگیری' ردالمحتار وغیرہ)

سوال: شرعی منت کا پورا کرنا کب لازم آتا ہے؟

جواب: منت دو قسم پر ہے ایک معلّق دوسری غیر معلّق۔ نذرِ معلّق میں شرط پائی جانے سے پہلے منت پوری نہیں کرسکتا۔ اگر پہلے ہی روزے رکھ لئے بعد میں شرط پائی گئی تو اب پھر روزے رکھنا واجب ہوگا پہلے کے روزے اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتے۔ اور غیر معلّق میں اگرچہ وقت یا جگہ وغیرہ کرے مگر منت پوری کرنے کیلئے یہ ضروری نہیں کہ اس سے پیشتر یا اس کے غیر میں نہ ہوسکے۔ بلکہ اگر اس وقت سے پیشتر روزے رکھ لے یا نماز پڑھ لی وغیرہ تو منت پوری ہوگئی۔ (درمختار)

سوال: ایک یا دو دن روزہ کی منت مانی تو روزہ کب رکھے؟

جواب: ایک دن کے روزہ کی منت مانی تو اختیار ہے کہ ایامِ منہیّہ کے سوا جس دن چاہے رکھ لے۔ یوں ہی دو دن' تین دن میں بھی اختیار ہے۔ البتہ اگر ان میں پے در پے کی نیت کی تو پے در پے رکھنا واجب ہوگا۔ ورنہ اختیار ہے کہ ایک ساتھ رکھے یا ناغہ دے کر۔

سوال: متفرق طور پر روزوں کی منت مانی تو لگاتار رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: متفرق طور پر مثلاً دس روزے کی منت مانی یا متفرق کی نیت کی اور پے در پے رکھ لئے تو جائز ہے۔ (عالمگیری)

سوال: مریض' منت کے روزے رکھنے سے پہلے مرگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: مریض نے مثلاً ایک ماہ کے روزے رکھنے کی منت مانی اور صحت نہ ہوئی تھی کہ مرگیا تو اس پر کچھ نہیں اور اگر ایک دن کیلئے بھی اچھا ہوگیا تھا اور روزہ نہ رکھا تو پورے مہینے بھر کے فدیہ کی وصیت کرنا واجب ہے۔ اور اگر اُس دن روزہ رکھ لیا جب بھی باقی دنوں کیلئے وصیت چاہئے۔ (درمختار' ردالمحتار)

سوال: تندرست آدمی منت کے روزہ نہ رکھ پایا تھا کہ مرگیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر تندرست آدمی نے منت مانی کہ میں ایک ماہ روزے رکھوں گا اور مہینہ نہ گزرا تھا کہ اُس کا انتقال ہوگیا تو اُس پر ایک ماہ کے روزے لازم ہوگئے اور اس پر واجب ہے کہ باقی ماندہ دنوں کیلئے وصیت کردے کہ فدیہ دیدیا جائے۔ (عالمگیری)

سوال: اگر کسی نے یہ منت مانی کہ جس دن فلاں شخص آئے گا اُس دن اللہ تعالیٰ کیلئے مجھ پر روزہ رکھنا واجب ہے تو یہ روزہ کب رکھنا واجب ہوگا؟

جواب: اس صورت میں اگر وہ شخص ضحوۂ کبریٰ سے پیشتر آیا یا کھانے کے بعد آیا یا منت ماننے والی عورت اور اُس دن اُسے حیض تھا تو ان صورتوں میں بھی اُس پر کچھ نہیں کہ وہ دن ہی اُسے روزہ کیلئے نہ ملا۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: اگر اس دن ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت مانی تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر یہ کہا تھا کہ جس دن فلاں آئے گا اُس دن کا ہمیشہ کیلئے روزہ رکھنا۔ اللہ کیلئے مجھ پر واجب ہے اور کھانے کے بعد آیا تو اُس کا روزہ تو نہیں مگر آئندہ ہر ہفتہ میں اُس دن کا روزہ اُس پر واجب ہوگیا۔ مثلاً پیر کے دن آیا تو ہر پیر کو روزہ رکھے۔ (عالمگیری)

سوال: اگر دو منتیں ایک ہی دن آپڑیں تو کیا کیا جائے؟

جواب: مثلاً کسی نے یہ منت مانی کہ جس دن فلاں آئے گا اُس روز مجھ پر ہمیشہ ہے اور دوسری منت یہ مانی کہ جس دن فلاں کو صحت ہوجائے اُس دن کا روزہ مجھ پر ہمیشہ ہے اور اتفاقاً جس دن آنے والا آیا اُسی دن وہ مریض بھی اچھا ہوگیا تو ہر ہفتہ میں صرف اُسی دن کا دن روزہ رکھنا اُس پر ہمیشہ کیلئے واجب ہوگا۔ (عالمگیری)

سوال: منت میں زبان سے منت معین نہ کی اور دل میں روزکا اِرادہ ہے تواب روزہ رکھنا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: اگر منت مانی اور زبان سے منت کو معین نہ کیا مگر دل میں روزہ کا اِرادہ ہے تو جتنے روزوں کا اِرادہ ہے اُتنے رکھ لے اور اگر روزہ کا اِرادہ ہے مگر یہ مقرر نہیں کہ کتنے روزے تو تین روزے رکھے۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: نذر کے علاوہ اور کون کون سے روزے واجب ہیں؟

جواب: ۱) نفل روزہ قصداً شروع کردیا تو اُس کا پورا کرنا واجب ہے۔

۲) نفلی روزہ قصداً نہیں توڑا بلکہ بلا اختیار ٹوٹ گیا مثلاً اثنائے روزہ میں حیض آ گیا جب بھی قضا واجب ہے۔

۳) اِعتکاف کی نیت مانی تو اس کیلئے بھی روزہ رکھنا واجب ہے۔

۴) نفلی روزہ توڑ دیا تو اس کی قضا واجب ہے۔

۵) ایامِ منہیہ (عیدین اور ایامِ تشریق یعنی ذی الحجہ کی ۱۱-۱۲-۱۳ تاریخیں) میں روزہ رکھنے کی منت مانی تو منت پوری کرنی واجب ہے۔ مگر ان دنوں میں نہیں بلکہ اور دنوں میں اِن کی قضا واجب ہے۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال: منت کے بغیر ایامِ ممنوعہ میں روزہ رکھ لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: عیدین یا ایامِ تشریق میں منت مانے بغیر روزۂ نفل رکھا تو اس روزہ کا پورا کرنا واجب نہیں۔ نہ اس کے توڑنے سے قضا واجب۔ بلکہ اس روزہ کا توڑ دینا واجب ہے تاکہ اللہ کی ضیافت سے روگردانی لازم نہ آئے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

سبق ۲۹

نفلی روزوں کا بیان

سوال: نفلی روزے کتنے ہیں؟

جواب: فرض و واجب کے علاوہ اور جتنے روزے ہیں وہ سب نفلی روزے کہلاتے ہیں۔ اِن نفلی روزوں میں وہ روزے بھی شامل ہیں جنہیں مسنون یا مستحب و مندوب کہا جاتا ہے اور وہ بھی داخل ہیں جنہیں شریعت کی زبان میں مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی کہا جاتا ہے۔

سوال: رمضان المبارک کے علاوہ کون سے نفلی روزے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں؟

جواب: رمضان المبارک کے بعد روزہ وغیرہ اعمالِ صالحہ کیلئے سب دنوں سے افضل ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''اللہ عزوجل کو عشرۂ ذی الحجہ سے زیادہ کسی دن کی عبادت پسندیدہ نہیں۔ اُس کے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں اور ہر شب کا قیام (نمازِ تہجد پڑھنا) شب قدر کے برابر ہے۔'' خصوصاً عرفہ کا دن کہ تمام سال میں سب دنوں سے افضل ہے۔ تو اِس کا روزہ بھی اور دنوں کے روزوں سے افضل۔

سوال: عرفہ کے روز روزہ کا ثواب کیا ہے؟

جواب: عرفہ کا روزہ صحیح حدیث سے ہزاروں روزوں کے برابر ہے اور دو سال کامل کے گناہوں کی مغفرت ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''مجھے اللہ پر گمان ہے کہ عاشوراء کا روزہ ایک سال قبل کے گناہ مٹا دیتا ہے۔'' (مسلم) رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کا روزہ خود رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم فرمایا۔ (بخاری و مسلم)

سوال: حضور ﷺ نے عاشوراء کا روزہ سب سے پہلے کہاں رکھا؟

جواب: رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر جب مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشوراء کے دن روزہ دار پایا تو اِرشاد فرمایا ''یہ کیا دن ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟''

یہودیوں نے عرض کی'' یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اُن کی قوم کو اللہ تعالیٰ نے نجات دی اور فرعون اور اُس کی قوم کو ڈبو دیا۔ لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے بطورِ شکر اُس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی روزہ رکھتے ہیں۔(اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جس روز اللہ عزوجل کوئی خاص نعمت عطا فرمائے اس کی یادگار قائم کرنا درست ومحبوب ہے کہ وہ نعمت خاصہ یاد آئے گی اور اِس کا شکرادا کرنے کا سبب ہوگا۔ خود قرآن کریم نے ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوْا اَيَّامَ اللّٰهِ ''خدا اِنعام کے دنوں کو یاد کرو'' اور ہم مسلمانوں کیلئے ولادتِ اقدس سیّد عالم ﷺ سے بہتر کون سادن ہوگا جس کی یادگار قائم کریں کہ تمام نعمتیں انہیں کے طفیل ملیں، ملتی ہیں اور ملتی رہیں گی۔ تو یہ دن عید سے بھی بہتر و برتر ہے کہ انہیں کے صدقہ میں تو عید عید ہوئی اسی وجہ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب اِرشاد فرمایا کہ فِيْهِ وُلِدْتُ اس دن میری ولادت ہوئی۔(بہارِ شریعت وغیرہ)

حضور سیّد اکرم عالم اعلم ﷺ نے اِرشاد فرمایا ''موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موافقت کرنے میں بہ نسبت تمہارے ہم زیادہ مقدار اور زیادہ قریب ہیں۔'' تو حضور نے خود بھی روزہ رکھا اور اِس کا حکم بھی فرمایا۔

عاشوراء کا دن اور بہت سے فضائل والا اور بڑا مبارک دن ہے۔

سوال: روزِ عاشوراء کے کچھ فضائل بیان فرمائیں۔

جواب: یوم عاشوراء وہ مبارک وروشن دن ہے جس میں رب العزت نے ایک جماعت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مخصوص عزت وکرامت سے نوازا اور اُنہیں مزید قرب وشرافت سے سرفراز فرمایا۔

یہی وہ بابرکت دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے

۱) حضرتِ سیّدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو برگزیدہ خلائق کیا، اُنہیں صفی اللہ کا لقب بخشا۔

۲) سیّدنا ادریس علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا۔

۳) سیّدنا نوح علیہ السلام کے سفینہ کو کوہِ جودی پر ٹھہرایا۔

۴) سیّدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خلعتِ خلت پہنایا انہیں اپنا خلیل بنایا۔

۵) اُن پر نارِ نمرود کو گلزار کیا۔

۶) سیّدنا داؤد علیہ السلام کی لغزش کو معاف فرمایا۔

۷) سیّدنا ایوب علیہ السلام سے بلاؤں کو دفع کیا۔

۸) سیّدنا یونس علیہ السلام کو بطن حوت (مچھلی کے پیٹ) سے نکالا۔

۹) سیّدنا یعقوب وسیّدنا یوسف علیہما السلام کو باہم ملایا۔

۱۰) سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور پھر آسمان پر زندہ اُٹھایا۔

۱۱) سیّدنا آدم وحوا علیہما السلام کو پیدا کیا۔

سوال: روزِ عاشوراء کے لئے کچھ اعمالِ خیر ہوں تو بھی بتادیں۔

جواب: روزِ عاشوراء وہ مبارک دن ہے جس کیلئے توراتِ مقدس میں مذکور کہ:

۱) جس نے یوم عاشوراء کا روزہ رکھا گیا اس نے تمام سال روزہ رکھا۔

۲) جس نے آج کسی یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا، رب عزوجل ہر بال کے بدلے جنت میں ایک درخت عالی شان اُسے عطا فرمائے گا جو قیمتی ملبوسات اور زیورات سے لدا ہوگا اور اِن کی تعداد سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں۔

۳) جو آج کسی بھوکے بھٹکے کو سیدھی راہ پر ڈال دے رب عزوجل اُس کے دل کو نور سے معمور فرمائے۔

۴) جو آج کے روز کسی فقیر پر صدقہ کرے گویا اُس نے تمام فقراء پر صدقہ کیا۔

۵) جو آج غصہ کو ضبط کرلے (حالانکہ وہ غصہ اُتارنے پر قدرت رکھتا ہے) اللہ تعالیٰ اُسے اُن میں لکھ دے گا جو راضی برضائے الٰہی ہیں۔

۶) جو کسی مسکین کی عزت بڑھائے، مالک ومولیٰ قبر میں اُسے کرامت بخشے۔

یہی وہ دن ہے، جس کے متعلق نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

۱ جو شخص آج کے دن اپنی اہل و عیال پر وسعت کرے (اُن پر کشادہ دلی سے خرچ کرے) تو اللہ تعالیٰ تمام سال کیلئے اُسے فراخی نصیب فرمائے (بیہقی)

حضرت سفیان بن عُیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے پچاس سال اِس کا تجربہ کیا اور ہر سال فراخی پائی۔

۲۔ جو شخص آج کے دن غُسل کرے، مرض الموت کے علاوہ اُس سال کسی اور مرض میں مبتلا نہ ہو اور جو آج کے روز سرمہ لگائے اُس کی آنکھیں کبھی دکھنے نہ آئیں (یعنی اُس کی چشم بصیرت، دل کی آنکھ ہمیشہ روشن رہے)۔

۳۔ جو عاشوراء کی شب قیام و ذکر میں اور اُس کا دن روزے میں گزارے جب مرے گا تو اُسے اپنی موت کا پتہ بھی نہ چلے گا (یعنی موت کی سختی سے محفوظ رہیگا)۔ (غنیۃ الطالبین، نزہۃ المجالس)

سوال: عشرۂ محرم میں مجالسِ ذکرِ شہادت کرنا کیسا ہے؟

جواب: عشرۂ محرم یا ماہِ محرم میں مجالس منعقد کرنا اور اُن میں واقعاتِ کربلا بیان کرنا جائز ہے جبکہ روایاتِ صحیحہ بیان کی جائیں۔ اِن واقعات میں، صبر و تحمل و رضا و تسلیم کا مکمل درس ہے اور پابندیِ احکامِ شریعت و اِتباع سنت کا زبردست عملی ثبوت ہے کہ دین حق کی حمایت میں اُس جناب شہزادہ گلگوں قبا شہید کربلا رضی اللہ عنہ نے تمام اعزاء و اقرباء و رفقاء اور خود آپ کو راہ خدا میں قربان کیا اور جزع فزع کا نام بھی نہ آنے دیا۔

مگر مجالس میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا بھی ذکرِ خیر ہونا چاہئے تاکہ اہلسنّت و جماعت اور شیعوں کی مجالس میں فرق و امتیاز رہے۔ (بہارِ شریعت)

سوال: عرفہ و عاشوراء کے بعد اور کون سے روزے رکھے جاتے ہیں؟

جواب: شش عید یعنی شوال میں چھ دن کے روزے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ شوال میں رکھے تو ایسا ہے جیسے دہر کا روزہ رکھا (یعنی پورے سال کا) کہ جو ایک نیکی لائے گا اُسے دس ملیں گی۔ تو ماہ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور اِن چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے تو پورے سال کے روزے ہوگئے (نسائی)

اور ایک حدیث میں ہے جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ دن شوال میں رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (طبرانی)

سوال: شش عید کے روزے ایک ساتھ رکھے جائیں یا متفرق؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ یہ روزے متفرق رکھے جائیں اِس طرح کہ ہر ہفتہ میں دو (یا جس میں اُسے سہولت ہو) اور عید کے بعد لگا تار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لئے تب بھی حرج نہیں (درمختار وغیرہ)

سوال: شعبان میں نفلی روزے کب رکھے جاتے ہیں؟

جواب: یوں تو رمضان المبارک کی تعظیم کی خاطر شعبان میں روزوں کا بڑا ثواب ہے۔ لیکن خاص پندرہویں شعبان کیلئے حدیث شریف میں آیا کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اُس رات کو قیامت کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک و تعالیٰ غروب آفتاب سے آسمانِ دنیا پر خاص تجلّی فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ "ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اُسے بخش دوں ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اُسے روزی دوں، ہے کوئی گرفتار بلا کہ اُسے عافیت دوں، ہے کوئی ایسا ہے کوئی ایسا۔" اور یہ اُس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہوجائے (ابن ماجہ) اور دوسری احادیث سے ثابت ہے کہ اِس شب میں اللہ تعالیٰ سب کو بخش دیتا ہے مگر چند لوگ میں کہ محروم کے محروم ہی رہتے ہیں۔ کافر، عداوت والا، رشتہ کاٹنے والا، کپڑا لٹکانے والا، والدین کا نافرمان، شرابی اور قاتل کہ اللہ تعالیٰ اُن کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا۔ (طبرانی، بیہقی)

سوال: ماہ رجب کی کس تاریخ کو روزہ رکھنا مسنون ہے؟

جواب: ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو ۲۷ رجب کا روزہ رکھے اللہ عزوجل اُس کیلئے پانچ برس کے روموں کا ثواب لکھے اور یوں تو روزہ رکھنے کیلئے پورا مہینہ ہے جب چاہے رکھے ثواب ہے۔

سوال: کیا ہر مہینے میں تین روزوں کیلئے کوئی حکم ہے؟

جواب: ہاں' حضرت ابوداؤد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "مجھے رسول اللہ ﷺ نے تین باتوں کی وصیت فرمائی' اُن میں سے ایک یہ کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھوں۔" (بخاری و مسلم) ایک حدیث شریف میں ہے کہ ہر مہینے میں تین دن کے روزے ایسے ہیں جیسے دہر (ہمیشہ) کا روزہ۔ (بخاری) ایک اور حدیث میں ہے کہ رمضان کے روزے اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے' سینہ کی خرابی کو دور کرتے ہیں۔ (امام احمد)

ایک اور حدیث شریف میں فرمایا کہ جس سے ہوسکے ہر مہینہ میں تین روزے رکھے کہ ہر روز دس گناہ مٹاتا ہے اور گناہ سے ایسا پاک کردیتا ہے جیسا پانی کپڑے کو۔ (طبرانی)

سوال: مہینے کے یہ تین دن متعین ہیں یا جب چاہے رکھے؟

جواب: سارے مہینے میں جب چاہے یہ روزے رکھے مگر حدیث شریف میں ہے کہ جب مہینے میں تین دن روزے رکھنے ہوں تو تیرہ چودہ پندرہ رکھو۔ (جنہیں ایام بیض یعنی روشن ومنور دن کہا جاتا ہے)

تو اِن تین تاریخوں میں تین روزے رکھنا مستحب در مستحب یعنی دوہرے مستحب کا ثواب ملے گا۔ ایک تین دن کے روزے دوسرے اِن تین تاریخوں کے روزے۔ اُمید رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اِن مبارک ایام اور روشن راتوں کے طفیل ہمارے قلوب کو روشن ومنور فرمائے' آمین۔

سوال: ہفتہ کے کن ایام میں بالخصوص روزہ رکھنا مستحب ہے؟

جواب: پیر اور جمعرات کے روزے' پسندیدہ روزوں میں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں "پیر اور جمعرات کو اعمال بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوتے ہیں تو میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل اس حالت میں پیش ہو کہ میں روزہ دار ہوں۔ اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کو خیال کرکے روزہ رکھتے تھے۔ (ترمذی شریف)

صحیح مسلم شریف میں مروی ہے کہ حضور ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا "اِس میں میری ولادت ہوئی اور اِسی میں مجھ پر وحی ہوئی۔"

قربان اے دوشنبہ' تجھ پر ہزار جمعے
چمکادیا نصیبہ صبح شب ولادت

سوال: بدھ اور جمعرات کے روزوں میں بھی فضیلت ہے یا نہیں؟

جواب: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو چہار شنبہ اور پنج شنبہ (بدھ جمعرات) کو روزے رکھے اِس کیلئے دوزخ سے برأت لکھ دی گئی ہے۔ (ابویعلی)

اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ جس نے چہار شنبہ پنج شنبہ جمعہ کو روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اُس کیلئے جنت میں ایک مکان بنائے گا جس کا باہر کا حصہ اندر سے اور اندر کا حصہ باہر سے دکھائی دے گا اور دوسری روایت میں ہے کہ جو اِن تین دنوں کے روزے رکھے پھر جمعہ کو تھوڑا یا زیادہ تصدق کرے تو جو گناہ کیا ہے بخش دیا جائے گا اور ایسا ہوجائے گا جیسے اُس دن اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو۔ (طبرانی)

سوال: صرف جمعہ کا روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: خصوصیت کے ساتھ جمعہ کے دن روزہ رکھنا کہ نہ اِس سے پہلے رکھے نہ بعد میں' یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "راتوں میں سے جمعہ کی رات کو قیام کے لئے اور دنوں میں جمعہ کے دن کو روزہ کیلئے خاص نہ کرو' ہاں کوئی کسی قسم کا روزہ رکھتا تھا اور جمعہ کا دن روزہ میں واقع ہوگیا تو حرج نہیں۔ (مسلم شریف) اور ابن خزیمہ کی روایت میں ہے کہ جمعہ کا دن عید ہے لہٰذا عید کے دن کو روزہ کا دن نہ کرو۔ مگر یہ کہ اِس سے قبل یا بعد روزہ رکھو۔" حضرتِ جابر رضی اللہ عنہ سے خانۂ کعبہ کے طواف کے دوران پوچھا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے جمعہ کے روزہ' روزہ سے منع فرمایا ہے' کہا' ہاں اِس گھر کے رب کی قسم' (بخاری و مسلم)

سوال: نفلی روزہ توڑ دینا' کن صورتوں میں جائز ہے؟

جواب: نفلی روزہ بلا عذر توڑ دینا ناجائز ہے مگر بعض صورتوں میں نفلی روزہ توڑ دینے کی اجازت ہے۔ مثلاً مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اُسے ناگوار ہوگا یا یہ کسی کا مہمان ہے اگر کھانا نہ کھائے گا تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑنے کے لئے یہ عذر ہے بشرطیکہ بھروسہ ہو کہ اِس کی قضا رکھ لے گا اور بشرطیکہ ضحوئی کبرہ سے پہلے توڑے بعد کو نہیں۔ ہاں ماں باپ نفلی روزہ رکھنے پر ناراض ہوں (مثلاً شوق میں روزہ رکھ لیا مگر اِس کی برداشت نہیں) تو زوال کے بعد بھی ماں باپ کی ناراضی کے سبب توڑ سکتا ہے اور اِس میں بھی عصر سے قبل توڑ سکتا ہے بعد عصر نہیں (عالمگیری) اور ماں باپ اگر بیٹے کو روزۂ نفل سے منع کر دیں اِس وجہ سے کہ مرض کا اندیشہ ہے تو ماں باپ کی اطاعت لازم ہے۔ (ردالمحتار)

سوال: دعوت کی خاطر روزہ توڑ دینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنا سنت ہے اور اِس کیلئے ضحوۂ کبریٰ سے قبل روزۂ نفل توڑنے کی اجازت ہے۔ (درمختار)

سوال: شوہر کی اِجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے کی بابت کیا حکم ہے؟

جواب: عورت بغیر شوہر کی اِجازت کے نفل اور منت اور قسم کے روزے نہ رکھے اور رکھ لئے تو شوہر تڑوا سکتا ہے مگر توڑے گی تو قضا واجب ہوگی۔ مگر اِس کی قضا میں بھی شوہر کی اِجازت درکار ہے۔ ہاں اگر شوہر کا کوئی ہرج نہ ہو مثلاً وہ سفر میں ہے یا بیمار ہے یا احرام میں ہے تو اِن حالتوں میں بغیر اجازت کے بھی قضاء رکھ سکتی ہے بلکہ اگر وہ منع کرے جب بھی اور اِن دنوں میں بھی بے اُس کی اِجازت کے نفل روزہ نہیں رکھ سکتی۔ رمضان اور قضائے رمضان کیلئے شوہر کی اِجازت کی کچھ ضرورت نہیں۔ بلکہ اِس کی ممانعت پر بھی رکھے (درمختار ردالمحتار)

سبق نمبر ۲۹

اعتکاف کا بیان

سوال: اعتکاف سے کیا مراد ہے ؟

جواب: مسجد میں، اللہ (عزوجل) کے لئے بہ نیتِ عبادت ٹھہرنا اعتکاف ہے۔ یا یوں کہہ لو کہ مسجد میں تقرب الی اللہ کی نیت سے اقامت کرنے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

سوال: اعتکاف کے لئے کون کون سی چیزیں شرط ہیں؟

جواب: اعتکاف کے لئے چند شرطیں ہیں:۔

نیتِ اعتکاف: لہٰذا بلا نیت مسجد میں ٹھہرا تو اعتکاف کا ثواب نہ پائے گا۔ مسلمان ہونا۔ عاقل ہونا: تو جس کے ہوش وحواس قائم نہیں اُسے اعتکاف کا ثواب نہیں۔ ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جہاں امام ومؤذن مقرر ہوں۔ اور عورت اعتکاف کرے تو اس کا حیض و جنابت سے پاک ہونا۔ جنابت سے پاک ہونا۔ (عالمگیری، ردالمحتار وغیرہ) کہ جب کو مسجد میں جانا حلال نہیں۔ اعتکاف کی منت مانی ہو تو اُس کے لئے روزہ دار ہونا۔

سوال: اعتکاف کیلئے بالغ ہونا بھی شرط ہے یا نہیں؟

جواب: بلوغ اعتکاف کے لئے شرط نہیں بلکہ نابالغ جو تمیز اور اچھے برے کا شعور رکھتا ہے اگر اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرے تو یہ اعتکاف صحیح ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال: اعتکاف کے لئے مسجد ہونا شرط ہے یا نہیں؟

جواب: مسجد جامع ہونا اعتکاف کے لئے شرط نہیں بلکہ مسجدِ جماعت میں بھی ہو سکتا ہے۔ مسجد جماعت: وہ ہے جس میں امام ومؤذن مقرر ہوں اگر چہ اُس میں پنجگانہ جماعت نہ ہوتی ہو۔ (عامۂ کتب)

اور آسانی اس میں ہے کہ مطلقاً ہر مسجد مین اعتکاف صحیح ہے اگر چہ وہ مسجد جماعت نہ ہو۔ خصوصاً اس زمانہ میں کہ بہتیری مسجدیں ایسی ہیں جن میں نہ امام ہیں نہ مؤذن (ردالمحتار)

سوال: اعتکاف کس مسجد میں سب سے افضل ہے ؟

جواب: سب سے افضل مسجدِ حرم شریف میں اعتکاف ہے۔ پھر مسجدِ نبوی میں علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام۔ پھر مسجدِ اقصیٰ میں۔ پھر اس میں جہاں بڑی جماعت ہوتی ہے۔ (جوہرہ نیرہ وغیرہ)

سوال: عورت کے لئے مسجد میں اعتکاف کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: عورت کو مسجد میں اعتکاف مکروہ ہے بلکہ وہ گھر میں ہی اعتکاف کرے مگر اس جگہ کرے جو اُس نے نماز پڑھنے کے لئے مقرر کر رکھی ہے جسے مسجدِ بیت کہتے ہیں اور عورت کے لئے یہ مستحب بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے کوئی جگہ مقرر کر لے اور چاہیئے کہ اُسے پاک صاف رکھے اور بہتر یہ ہے کہ اُس جگہ کو چبوترہ وغیرہ کی طرح بلند کرے۔

بلکہ مرد کو بھی چاہیئے کہ نوافل کے لئے گھر میں کوئی جگہ مقرر کرلے کہ نفل نماز گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال: اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ واجب: کہ اعتکاف منت مانی یعنی زبان سے کہا محض دل میں ارادہ سے واجب نہ ہوگا۔

۲۔ سنتِ مؤکدہ: کہ رمضان کے پورے عشرہ میں اخیر میں کیا جائے۔

۳۔ ان دو کے علاوہ اور جو اعتکاف کیا جائے وہ مستحب و سنتِ مؤکدہ ہے۔

سوال: اعتکافِ رمضان کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت، بہ نیتِ اعتکاف مسجد میں ہو اور پورا عشرۂ اخیرہ یعنی آخر کے دن دن مسجد میں گزارے اور تیسویں کے غروب کے بعد، یا انتیس کو چاند ہونے کے بعد نکلے۔ اگر بیسویں تاریخ کو بعد نمازِ مغرب، نیتِ اعتکاف کی تو سنت ادا نہ ہوئی۔ (عالمگیری)

سوال: رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کن پر ہے ؟

جواب: یہ اعتکاف سنتِ کفایہ ہے اگر سب مسلمان ترک کردیں تو سب سے مطالبہ ہوگا اور شہر میں ایک نے کرلیا تو سب بری الذمہ (درمختار)

سوال: اعتکاف مستحب کا کون سا وقت مقرر ہے ؟

جواب: اعتکافِ مستحب کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں۔ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت سے آدمی داخل ہوا بلکہ جب مسجد میں اعتکاف کی نیت کی تو جب تک مسجد میں رہے گا اعتکاف کا ثواب پائے گا جب چلا آیا اعتکاف ختم ہوگیا۔ (عالمگیری وغیرہ)

فائدہ: یہ بغیر محنت کا ثواب مل رہا ہے کہ ادھر نیتِ اعتکاف کی ادھر ثواب ملا۔ تو اسے کھونا نہ چاہیئے۔ مسجد میں اگر یہ عبارت دروازے پر لکھ دی جائے کہ اعتکاف کی نیت کرلو۔ اعتکاف کا ثواب پاؤ گے تو بہتر ہے کہ جو اس سے ناواقف ہیں انہیں معلوم ہو جائے اور جو جانتے ہیں تو ان کے لئے یاددہانی ہو جائے۔ (بہارِ شریعت)

سوال: اعتکاف میں روزہ شرط ہے یا نہیں؟

جواب: اعتکافِ مستحب کے لئے روزہ شرط نہیں اور اعتکافِ سنت یعنی رمضان شریف کی پچھلی دس تاریخوں میں جو کیا جاتا ہے اس میں روزہ شرط ہے اور منت کے اعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

سوال: مریض یا مسافر نے بلا روزہ اعتکاف کیا تو سنت ادا ہوئی یا نہیں؟

جواب: اگر کسی مریض یا مسافر نے اعتکاف کیا مگر روزہ نہ رکھا تو سنت ادا نہ ہوئی بلکہ نفل ہوا (ردالمحتار) نفل کا ثواب پائے گا۔

سوال: بغیر روزہ اعتکاف کی منت مانی تو اب روزہ رکھنا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: منت کے اعتکاف میں روزہ شرط ہے یہاں تک کے اگر ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی اور یہ کہہ دیا کہ روزہ نہ رکھے گا جب بھی روزہ رکھنا واجب ہے۔ (درمختار۔ عالمگیری)

سوال: رات کے اعتکاف کی منت صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: رات میں اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ رات میں روزہ نہیں ہوسکتا۔ یوں ہی اگر آج کے اعتکاف کی منت مانی اور کھانا کھا چکا ہے تو منت صحیح نہیں۔ یوں ہی اگر ضحوۂ کبریٰ کے بعد آج کے اعتکاف کی منت مانی اور روزہ نہ تھا تو یہ منت صحیح نہیں کہ اب روزہ کی نیت نہیں کرسکتا۔ بلکہ اگر روزہ کی نیت کرسکتا ہے مثلاً ضحوۂ کبریٰ سے قبل منت مانی جب بھی منت صحیح نہیں کہ یہ روزہ نفلی ہوگا۔ اور اس اعتکاف میں روزۂ واجب درکار ہے۔ بلکہ اگر نفلی رکھا تھا اور اس دن کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں کہ اعتکاف واجب کے لئے نفلی روزہ کافی نہیں۔ اور یہ روزہ واجب ہو نہیں سکتا۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)

سوال: مہینہ بھر اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں ادا ہو سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: ایک مہینے کے اعتکاف کی منت مانی تو یہ منت رمضان میں پوری نہیں کرسکتا بلکہ خاص اس اعتکاف کے لئے روزے رکھنے ہوں گے۔ (عالمگیری)

سوال: اعتکاف کی حالت میں مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: اعتکاف واجب میں، معتکف (اعتکاف کرنے والے) کو مسجد سے بلا عذر نکلنا حرام ہے اگر نکلا تو اعتکاف جاتا رہا۔ یوں ہی اعتکاف سنت بھی بغیر عذر نکلنے سے جاتا رہتا ہے۔ (عالمگیری)

سوال: عورت اعتکاف میں، مسجدِ بیت سے نکل سکتی ہے یا نہیں؟

جواب: عورت نے مسجدِ بیت (یعنی اپنے گھر میں نماز کے لئے مخصوص جگہ) میں اعتکاف کیا، خواہ یہ اعتکاف واجب ہو یا مسنون۔ تو بغیر عذر وہاں سے نہیں نکل سکتی۔ اگر وہاں سے نکلی اگرچہ گھر ہی میں رہی اعتکاف جاتا رہا۔ (عالمگیری۔ ردالمحتار)۔

سوال: اعتکاف میں مسجد سے نکلنے کے لئے کیا عذر ہے؟

جواب: معتکف کو مسجد سے نکلنے کے لئے دو عذر ہیں۔ ایک حاجتِ طبعی (جس کا تقاضا انسانی طبیعت کرتی ہے) جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل دوسری حاجتِ شرعی مثلاً عید یا جمعہ کے لئے جانا۔ یا اذان کہنے کے لئے منارہ پر جانا جبکہ منارہ پر جانے کا باہر ہی سے راستہ ہو۔ اور اگر منارہ کا راستہ اندر سے ہو تو غیرِ موذن بھی منارہ پر جاسکتا ہے۔ موذن کی تخصیص نہیں۔
(درمختار، ردالمحتار)۔

سوال: معتکف وضو و غسل مسجد میں کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب: معتکف کو وضو و غسل کے لئے جو مسجد سے باہر جانے کی اجازت ہے اس میں یہ شرط ہے کہ مسجد میں پانی کی کوئی بوند نہ کرے کہ وضو و غسل کا پانی مسجد میں گرانا ناجائز ہے۔ اور اگر لگن وغیرہ موجود ہو کہ اس میں وضو اس طرح کرسکتا ہے کہ کوئی چھینٹ مسجد میں نہ گرے تو وضو کے لئے مسجد کے سے نکلنا جائز نہیں۔ نکلے گا تو اعتکاف جاتا رہے گا۔ یوں ہی اگر مسجد میں وضو یا غسل کے لئے جگہ بنی ہوئی ہو یا حوض ہو تو باہر جانے کی اجازت نہیں۔ (درمختار، ردالمحتار)

سوال: قضائے حاجت کے، بعد کسی اور ضرورت کے لئے مسجد سے باہر ٹھہر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: معتکف، قضائے حاجت کے لئے مسجد سے باہر گیا تو حکم ہے کہ طہارت کر کے فوراً مسجد میں چلا آئے۔ ٹھہرنے کی اجازت نہیں۔ اور اگر معتکف کا مکان مسجد سے دور ہے اور اس کے دوست کا مکان قریب تو یہ ضروری نہیں کہ دوست کے یہاں قضائے حاجت کو جائے بلکہ اپنے مکان پر بھی جاسکتا ہے۔ اور اگر خود اس کے دو مکان ہیں، ایک نزدیک دوسرا دور، تو نزدیک والے مکان میں جائے کہ بعض مشائخ فرماتے ہیں دور والے میں جائے گا تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ (ردالمحتار۔ عالمگیری)

سوال: معتکف، نماز، جمعہ پڑھنے کے لئے، مسجدِ اعتکاف سے کب نکلے؟

جواب: جس مسجد میں اعتکاف کیا اگر وہاں جمعہ نہ ہوتا ہو اور قریب کی مسجد میں ہوتا ہو تو آفتاب ڈھلنے کے بعد اس وقت جائے کہ وہاں پہنچ کر اذانِ ثانی سے پیشتر سنتیں پڑھ لے۔

سوال: نمازِ جمعہ کے بعد یہ معتکف کب تک اس مسجد میں رہ سکتا ہے ؟

جواب: فرضِ جمعہ کیک بعد اس معتکف کو چاہئے کہ چار یا چھ رکعتیں سنتوں کی پڑھ کر واپس مسجدِ اعتکاف میں چلا آئے اور ظہر احتیاطی پڑھنی ہے (کہ کسی شرط کے فوت ہوجانے کے باعث، ادائیگی فرضِ جمعہ میں شک ہے) تو اعتکاف والی مسجد میں آکر پڑھے۔
(درمختار وغیرہ)

سوال: ایسا معتکف اگر جامع مسجد میں ہی رہ گیا تو اعتکاف گیا یا رہا؟

جواب: یہ معتکف کہ صرف نمازِ جمعہ ادا کرنے اس مسجد میں آیا تھا اگر پچھلی سنتوں کے بعد اپنی مسجد میں واپس نہ آیا وہیں جامع مسجد میں ٹھہرا رہا۔ اگرچہ ایک دن رات تک وہیں رہ گیا یا اپنا اعتکاف وہیں پورا کیا تو بھی وہ اعتکاف فاسد نہ ہوا مگر ایسا کرنا مکروہ ہے۔
(درمختار، ردالمحتار)

سوال: معتکف نمازِ باجماعت کے لئے دوسری مسجد میں جاسکتا ہے یانہیں؟

جواب: اگرایسی مسجد میں اعتکاف کیا جہاں جماعت نہیں ہوتی تو نماز جماعت سے پڑھنے کے لئے اس مسجد سے نکلنے کی اجازت ہے۔ (ردالمحتار)

سوال: حاجتِ شرعی یاحاجتِ طبعی کے علاوہ اورکسی حاجت سے مسجد سے نکل سکتا ہے؟

جواب: حاجتِ شرعی وطبعی کے علاوہ ایک اور حاجت بھی ہے یعنی حاجتِ ضروریہ۔ مثلاً جس مسجد میں اعتکاف کیا تھاوہ مسجد گرگئی یاکسی نے مجبور کرکے وہاں سے نکال دیا۔ اُسے قوی اندیشہ ہے کہ اگراس مسجد میں رہاتو اسے جانی یامالی ناقابلِ برداشت نقصان اٹھاناپڑے گاتو ضروری ہے کہ یہ دوسری مسجد میں جائے لہٰذادوسری مسجد میں چلاگیاتو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ (عالمگیری،نورالایضاح)

سوال: کسی ڈوبتے کوبچانے یاایسی ہی کسی ضرورت سے مسجد سے نکلاتوکیاحکم ہے؟

جواب: اگرڈوبتے یاجلنے والے کوبچانے کے لئے مسجد سے باہرگیا۔ یاگواہی دینے کے لئے گیا۔ یامریض کی عیادت یانمازِ جنازہ کے لئے گیا اگرچہ کوئی دوسراپڑھنے والانہ ہوتوان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوگیا۔ (عالمگیری)

سوال: اعتکاف میں بھولے سے روزہ میں کھاپی لیاتو اعتکاف رہایاگیا؟

جواب: معتکف نے دن میں بھول کرکھاپی لیاتو اعتکاف فاسد نہ ہوا۔ گالی گلوچ یاجھگڑے کرنے سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتامگربے نوراور بے برکت ہوجاتا ہے۔ (عالمگیری)

سوال: اعتکاف کن چیزوں سے فاسد ہوجاتا ہے ؟

جواب: مسجداعتکاف سے بلاضرورت نکلنا،عورت سے جماع کرنا،خواہ انزال ہویانہ ہو،قصداً ہویابھولے سے،مسجد میں یاباہر،رات میں ہویا دن میں عورت کابوسہ لینایاچھونایاگلے لگانابشرطیکہ انزال ہوجائے،اورعورت اعتکاف میں ہوتوحیض ونفاس کاجاری ہوجانا۔ یاجنون طویل اوربے ہوشی کہ روزہ نہ ہوسکے۔ ان سب صورتوں میں اعتکاف فاسد ہوجاتا ہے اورعورت کابوسہ لینایاچھونایاگلے لگانامعتکف کو یوں بھی حرام ہے اگرچہ انزال نہ ہوکہ یہ معنوی طور پر وطی ہیں۔ (عالمگیری وغیرہ) ہاں احتلام سے اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔

سوال: معتکف کومسجد میں کون کون سے امور جائز ہیں ؟

جواب: معتکف نکاح کرسکتا ہے اورعورت کورجعی طلاق دی ہے توقول سے رجعت بھی کرسکتا ہے۔ یوں ہی معتکف مسجد ہی میں کھائے، پیئے ،سوئے مگران تمام امور کے لئے مسجد سے باہرہوگاتو اعتکاف جاتارہے گا(عالمگیری ودرمختاروغیرہ) اورکھانے پینے میں یہ احتیاط لازم ہے کہ مسجد آلودہ نہ ہواورمعتکف کے سوااورکسی کومسجد میں کھانے پینے سونے کی اجازت نہیں اوریہ کام کرناچاہے تواعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں جائے اورنمازپڑھے یاذکرِالٰہی کرے پھریہ کام کرسکتا ہے۔ (ردالمحتار)

سوال: کسی ضرورت سے معتکف کوخریدوفروخت کرناجائز ہے یانہیں؟

جواب: قرآن مجید کی تلاوت،حدیث شریف کی قرأت،درودشریف کی کثرت علم دین کادرس وتدریس نبی کریم (ﷺ) ودیگرانبیائے کرام (علیہم السلام) کے سیر(سیرت کابیان) ذکرواذکار،اوراولیاء وصالحین کی حکایات اورامورِدین کی کتابت،یامسجد میں درس وتدریس و ذکرِخیر کی مجلس ہوتوسماعت۔ (درمختاروغیرہ)

سوال: اعتکاف چھوڑدے تواُس کی قضاہے یانہیں؟

جواب: اعتکاف نفل اگرچھوڑدے تواُس کی قضانہیں کہ وہیں تک ختم ہوگیااوراعتکافِ مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لئے بیٹھاتھا،اُسے توڑاتوجس دن توڑافقط اُس ایک دن کی قضاکرے۔ پورے دس دنوں کی قضاواجب نہیں۔ اورمنت کااعتکاف توڑاتو اگرکسی معین مہینے کی منت تھی توباقی دنوں کی قضاکرے۔ ورنہ اگرعلی الاتصال (مسلسل،لگاتار،بلاناغہ) اعتکاف واجب ہواتوسرے

سے اعتکاف کرے۔ اور اگر علی الاتصال واجب نہ تھا تو باقی کا اعتکاف کرے۔ (ردالمحتار)۔

سوال: اعتکاف بلاقصد ٹوٹ جائے تو اُس کی قضا ہے یا نہیں؟

جواب: اعتکاف کی قضا صرف قصداً توڑنے سے نہیں بلکہ اگر عذر کی وجہ سے چھوڑا۔ مثلاً بیمار ہوگیا۔ یا بلا اختیار چھوڑا۔ مثلاً عورت کو حیض یا نفاس آگیا یا جنون و بیہوشی طویل طاری ہوئی۔ ان میں بھی قضا واجب ہے۔ اور اگر ان میں بعض دن کا اعتکاف فوت ہو تو کل کی قضا کی حاجت نہیں۔ بلکہ اُسی بعض کی قضا کردے۔ اور کل فوت ہوا تو کل کی قضا ہے۔

اور منت میں علی الاتصال واجب ہوا تھا تو علی الاتصال، یعنی مسلسل بلاناغہ کل کی قضا ہے۔ (ردالمحتار)

سبق نمبر ۳۰

شکر رب دوجہاں جل جلالہٗ

شکر خالق ، کس طرح سے ہو ادا — اک زباں اور نعمتیں بے انتہا !

پھر زباں بھی کسی کی ؟ مجھ ناچیز کی — وہ بھی کیسی ؟ جس کو عصیاں کا مزا

اے خدا کیوں کر لکھوں تیری صفت — اے خدا کیونکر کہوں تیری ثنا

گننے والے ، گنتیاں محدود ہیں — تیرے الطاف و کرم بے انتہا

سب سے بڑھ کر، یہ فضل تیرا، اے کریم — ہے وجودِ اقدسِ خیر الوریٰ

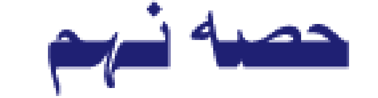
ہر کرم کی وجہ ، یہ فضلِ عظیم — صدقہ ہیں سب نعمتیں اس فضل کا

فضل اور پھر وہ بھی ایسا شاندار — جس پہ سب افضال کا ہے خاتمہ

اولیاء اُس کے کرم سے خاصِ حق — انبیاء اُس کی عطا سے انبیاء

خود کرم بھی، خود کرم کی وجہ بھی — خود عطا بھی خود باعثِ جودو عطا

اس کرم پر، اس عطاو جود پر — ایک میری جان کیا ، دوعالم فدا



حصہ نہم

سبق نمبر ۳۱

حج کا بیان

سوال: حج کسے کہتے ہیں؟

جواب: حج کے لغوی معنیٰ قصد اور ارادے کے ہیں۔ اور اصطلاحِ شریعت میں حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا، مکہ کے مختلف مقاماتِ مقدسہ میں حاضر ہو کر کچھ آداب و اعمال بجالانا بھی حج میں شامل ہے، حج کیلئے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے ورنہ نہیں۔ (عامۂ کتب)

سوال: حج کب فرض ہوا اور عمر میں کتنی بار حج فرض ہے؟

جواب: حج ۹ھ میں فرض ہوا اور اس کی فرضیت قطعی ہے جو اسکی فرضیت کا انکار کرے کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج مگر عمر میں صرف ایک بار فرض ہے۔ (عالمگیری درمختار وغیرہ)

سوال: اسلام میں حج کی کیا اہمیت ہے ؟

جواب: حج کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ:

۱۔ حج اسلامی ارکان میں سے پانچواں رکن ہے۔

۲۔ حج ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔ (مسلم)

۳۔ حج کمزوروں اور عورتوں کا جہاد ہے۔ (ابن ماجہ)

۴۔ حج محتاجی کو دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔ (ترمذی)

۵۔ حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی)

۶۔ حاجی کی مغفرت ہوجاتی ہے اور جس کے لئے حاجی استغفار کرے اسکی بھی۔ (طبرانی)

۷۔ حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا۔ (بزار)

۸۔ حاجی اللہ کے وفد ہیں، اللہ نے انہیں بلایا یہ حاضر ہوئے انہوں نے سوال کیا اللہ نے انہیں دیا۔ (بزار)

۹۔ حاجی کے لئے دنیا میں عافیت ہے اور آخرت میں مغفرت۔ (طبرانی)

۱۰۔ جو حج کے لئے نکلا اور مر گیا قیامت تک اس کے لئے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا۔ اس کی پیشی نہیں ہوگی اور بلا حساب جنت میں جائیگا۔ (دار قطنی)

۱۱۔ جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ عزوجل کی ضمان میں ہے، اگر مر جائیگا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کو واپس کر دے، تو اجر و غنیمت کے ساتھ واپس کریگا۔ (طبرانی)

ان فضائل وہ برکات کے علاوہ:

۱۲۔ مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف رنگتوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص میں رابطۂ دین کو مضبوط کرنے اور ساری کائنات کے مسلمانوں کو دینِ واحد کی وحدت میں شامل ہونے کے لئے حج اعلیٰ ترین ذریعہ بھی ہے۔ احکامِ اسلام کا منشا بھی یہی ہے کہ افرادِ مختلفہ کو ملتِ واحدہ بنا کر کلمۂ توحید پر جمع کر دیا جائے۔

۱۳۔ حج میں سب کے لئے وہ سادہ بغیر سِلا لباس جو ابو البشر سیدنا آدم علیہ السلام کا تھا تجویز کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی رسول، ایک ہی قرآن، ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت، ایک ہی لباس، ایک ہی ہیئت اور ایک ہی سطح پر نظر آئیں اور چشمِ ظاہر بین کو بھی اتحادِ معنوی رکھنے والوں کے اندر کوئی اختلافِ ظاہری محسوس نہ ہوسکے۔

۱۴۔ حج سے مقصود شوکتِ اسلام کا اظہار بھی ہے اور مسلمانوں کو بحری، بری اور اب فضائی سفروں سے جو فوائد سمندروں، میدانوں اور فضاؤں سے حاصل ہوسکتے ہیں وہ بھی اس مقصود کے ضمن میں داخل ہیں۔

۱۵۔ بادشاہ کا جو مقصود شاندار درباروں کے انعقاد سے کانفرنس کا جو مقصود سالانہ جلسوں کے اجتماع سے اور ایوانِ تجارت کا جو

مقصود عالمگیر نمائشوں کے قیام سے ہوتا ہے سب حج کے اندر ملحوظ ہیں۔

۱۶۔ آثار قدیمہ اور طبقات الارض کے ماہرین کو تاریخِ عالم کے محققین کو جغرافیۂ عالم کے ماہرین کو جن باتوں کی تلاش وطلب ہوتی ہے وہ سب امور حج سے پورے ہوجاتے ہیں۔

۱۷۔ حج کے مقامات عموماً پیغمبرانہ شان اور ربانی نشان کی جلوہ گاہ ہیں جہاں پہنچ کر اور جنہیں دیکھ ان مقدس روایات کی یادیں تازہ ہوجاتی ہیں اور خدائی رحمت و برکت کے وہ واقعات یاد آجاتے ہیں جو ان سے وابستہ ہیں الغرض محمد رسول (ﷺ) جس شریعت کا صحیفہ لے کر آئے اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ وہ دین وہ دنیا کی جامع ہے اور اس کا ایک ایک حرف مصلحتوں اور حکمتوں کے دفتروں سے معمور ہے اور اس کے احکام وعبادات کے دنیاوی واخروی فوائد و اغراض خود بخود چشمِ حق بین کے سامنے آجاتے ہیں اور تا قیامت آتے رہیں گے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جس نے خدا کے لئے حج کیا اور اس میں ہوسِ نفسانی اور گناہ کی باتوں سے بچا تو وہ ایسا ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔

یعنی حاجی ایک نئی زندگی ایک نئی حیات اور ایک نیا دور شروع کرتا ہے جس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائیاں اور کامیابیاں شامل ہوتی ہیں، تو حج اسلام کی طرف مذہبی رکن ہی نہیں بلکہ وہ اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی یعنی قومی و ملی زندگی کے ہر رخ اور ہر پہلو پر حاوی اور مسلمانوں کی عالمگیر بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بڑا بلند منارہ ہے۔

سوال: حج کے اخلاقی فوائد کیا ہیں؟

جواب: عام مسلمان جو دور دراز مسافتوں کو طے کر کے اور ہر قسم کی مصیبتوں کو جھیل کر دریا، پہاڑ، جنگل، آبادی اور صحرا کو عبور کر کے یہاں جمع ہوتے، ایک دوسرے سے ملتے، ایک دوسرے کے درد و غم سے واقف اور حالات سے آشنا ہوتے ہیں۔ جس سے ان میں باہمی اتحاد اور تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے اور سب مل کر باہم ایک قوم ایک نسل اور ایک خاندان کے افراد نظر آتے ہیں۔

حج کے لئے یہ ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے لے کر احرام اتارنے تک ہر حاجی نیکی و پاکبازی اور امن وسلامتی کی پوری تصویر ہو، وہ لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد نہ کرے، کسی کو تکلیف نہ دے یہاں تک کہ بدن، کپڑوں کی جوں یہاں تک کہ کسی چیونٹی تک کو نہ مارے شکار تک اس کے لئے جائز نہیں کیوں کہ وہ اس وقت ہمہ تن صلح و آشتی اور مجسم امن و امان ہوتا ہے۔

قرآنِ کریم کا ارشاد ہے: فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ

''یعنی حالتِ احرام میں نہ عورتوں کے سامنے شہوانی تذکرہ ہو، نہ کوئی گناہ، نہ کسی سے جھگڑا۔''

کیسا صریح حکم ہے کہ زمانہ حج میں حالتِ احرام میں اشارۃً یا کنایۃً بھی شہوانی خیالات زبان پر نہ لائے جائیں پھر حالتِ احرام میں جب متعدد جائز مشغلے مثلاً شکار ناجائز ہوجاتے ہیں تو بڑی چھوٹی قسم کی معصیت و نافرمانی کی گنجائش ظاہر ہے کہاں نکل سکتی ہے، یونہی اس زمانہ میں مار پیٹ، ہاتھا پائی الگ رہی زبانی حجت و تکرار جو اکثر ایسے موقعوں پر ہوجایا کرتی ہے سب احرام کی حالت میں ممنوع ہے حتیٰ کہ خادم کو ڈانٹنا تک جائز نہیں۔ اور عبادت میں طہارت و پاکیزگی کا اسلام کا قائم کیا ہوا یہ وہ معیار ہے جو آپ اپنا جواب ہے اور جس نے اپنوں ہی کو نہیں بیگانوں کو بھی متاثر کیا ہے۔

سبق نمبر ۳۲

حج کے ارکان و شرائط اور واجبات کا بیان

سوال: حج میں ارکان یعنی فرض کتنی چیزیں ہیں؟

جواب: حج میں یہ دس چیزیں فرض ہیں:۔

۱۔ احرام کہ یہ شرط ہے۔ ۲۔ وقوفِ عرفہ۔ ۳۔ طوافِ زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے۔ (یہ ۲ اور ۳ دونوں چیزیں رکن مانی جاتی ہیں)۔

۴۔ ان چاروں پھیروں میں طواف کی نیت۔ ۵۔ ترتیب یعنی پہلے احرام ہو پھر وقوفِ عرفہ پھر طوافِ زیارت۔ ۶۔ ہر فرض کا اپنے وقت پر ہونا ج، اس کے بعد طواف کرنا اس کا وقت وقوف کے بعد سے آخر عمر تک ہے۔ ۷۔ وقوف کا عرفات میں ہونا۔ ۸۔ طواف کا مسجد الحرام میں ہونا۔ ۹۔ طواف کا اپنے وقت میں ہونا۔ ۱۰۔ وقوف سے پہلے جماع سے بچنا۔

ان میں سے ایک بھی رہ جائے تو حج نہ ہوگا۔ (درمختار ردالمحتار وغیرہ)

سوال: حج کے واجبات کتنے ہیں؟

جواب: حج کے واجبات یہ ہیں:۔

۱۔میقات سے احرام باندھنا۔۲۔صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا اسکو سعی کہتے ہیں۔۳۔سعی کو صفا سے شروع کرنا۔۴۔اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا۔۵۔دن میں وقوفِ عرفہ کرنے والے کو آفتاب کے بعد تک انتظار کرنا۔۶۔سعی کا کم از کم طواف کے چار پھیروں کے بعد ہونا۔

۷۔وقوف میں رات کا کچھ جزو آجانا۔۸۔عرفات سے واپسی پر امام کے ساتھ کوچ کرنا۔۹۔مزدلفہ میں ٹھہرنا۔۱۰۔مغرب وعشاء کی نماز کا وقتِ عشاء میں آکر پڑھنا۔۱۱۔دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرۃ العقبہ پر اور گیارہویں بارہویں کو تینوں جمروں پر رمی کرنا۔۱۲۔جمرۃ العقبہ کی رمی پہلے حلق سے پہلے ہونا۔۱۳۔ہر روز کی رمی کا اسی دن ہونا۔۱۴۔حلق (سر منڈانا) تقصیر (بال کتروانا) ۱۵۔حلق یا تقصیر کا ایامِ نحر میں اور۔۱۶۔خاص زمین حرم میں ہونا۔۱۷۔قِران اور تمتع والے کو قربانی کرنا اور۔۱۸۔اس قربانی کا حرم اور۔۱۹۔ایامِ نحر میں ہونا حلق سے پہلے اور رمی کے بعد۔۲۰۔طوافِ افاضہ یعنی طوافِ زیارت کا اکثر حصہ ایامِ نحر میں ہونا۔۲۱طواف کا حطیم کے باہر ہونا۔۲۲۔داہنی طرف سے طواف کرنا۔۲۳۔عذر نہ ہو تو پا پیادہ (ننگے پاؤں) طواف کرنا۔۲۴۔طواف کرنے میں نجاستِ حکمیہ سے پاک ہونا یعنی جنب اور بے وضو نہ ہونا۔۲۵۔طواف کرتے وقت سترِ عورت ہونا۔۲۶۔طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا۔۲۷۔رمی جمار، ذبح اور حلق اور طواف میں ترتیب ہونا۔۲۸۔طوافِ عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع نہ ہونا۔احرام کے ممنوعات مثلاً سلا ہوا کپڑا پہننے سے منہ اور سر چھپانے سے بچنا۔ (درمختار، ردالمحتار وغیرہ)

سوال: حج کی سنتیں کیا کیا ہیں؟

جواب: ۱۔طوافِ قدوم۔۲۔طواف کا حجرِ اسود سے شروع کرنا۔۳۔طوافِ قدوم یا طوافِ فرض میں رمل کرنا۔۴۔صفا و مروہ کے درمیان جو دو میل اخضر ہیں ان کے درمیان دوڑنا۔۵۔امام کا مکہ میں ساتویں کو۔۶۔عرفات میں نویں کو اور۔۷۔منٰی میں گیارہویں کو خطبہ پڑھنا۔

۸۔آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منٰی میں پانچ نمازیں پڑھ لی جائیں۔۹۔نویں رات منٰی میں گزارنا۔۱۰۔آفتاب نکلنے کے بعد منٰی سے عرفات روانہ ہونا۔وقوفِ عرفہ کے لئے غسل کرنا۔۱۲۔عرفات سے واپسی میں مزدلفہ میں رات کو رہنا۔۱۳۔آفتاب نکلنے سے پہلے یہاں سے منٰی کو چلے جانا۔۱۴۔دس اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں ان کو منٰی میں گزارنا۔۱۵۔ابطح یعنی وادیٔ محصب میں اترنا یعنی منٰی سے مکہ معظمہ کو جاتے ہوئے اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہو یہاں رکنا وغیرہ ذالک۔ (عامۂ کتب)

سوال: حج واجب ہونے کے لئے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہ ہوگا۔۱۔مسلمان ہونا،۲۔دارالحرب میں ہو تو اسے یہ معلوم ہونا کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے۔۳۔بالغ ہونا، نابالغ نے حج کیا تو وہ حج نفل ہوا یہ حج فرض کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔

۴۔عاقل ہونا، مجنون پر حج فرض نہیں۔۵۔آزاد ہونا، باندی، غلام پر حج فرض نہیں۔۶۔تندرست ہونا کہ اعضاء سلامت ہوں انکھیارا ہو، اپاہج اور فالج والے اور بوڑھے پر کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکتا ہو حج فرض نہیں۔۷۔سفر خرچ کا مالک اور سواری پر قادر ہونا یعنی اس کے پاس سواری نہ ہو تو اتنا مال ہونا کہ کرایہ پر لے سکے۔۸۔حج کے مہینوں میں تمام شرائط کا پایا جانا۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: وجوبِ ادا کی شرائط کیا ہیں ؟

جواب: شرائطِ ادا یعنی وہ شرائط کہ جب پائی جائیں تو خود حج کو جانا ضروری ہے اور سب نہ پائی جائیں تو خود جانا ضروری نہیں بلکہ دوسرے کو حج کرا سکتا ہے یا وصیت کر جائے، یہ ہیں:۱۔راستہ میں امن ہونا۔۲۔عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو۔(یعنی پا پیادہ مطابق معمول) تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم کا ہونا خواہ وہ عورت جوان ہو یا بڑھیا اور محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہے مثلاً بیٹا، بھائی، سسر، داماد وغیرہ۔۳۔جانے کے زمانہ میں عورت عدت میں نہ ہو۔۴۔قید میں نہ ہو مگر کسی حق کی وجہ سے قید میں ہو اس کے ادا کرنے پر قادر ہو تو یہ عذر نہیں اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا تو یہ عذر ہے۔ (درمختار وغیرہ)

سوال: صحتِ ادا کے لئے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: صحتِ ادا کے لئے نو شرطیں ہیں کہ اگر وہ نہ پائی جائیں تو حج نہیں۔ ۱۔ اسلام ۲۔ احرام ۳۔ زمانہ حج ۴۔ مکان، طواف کی جگہ مسجد الحرام شریف ہے، وقوف کے لئے عرفات، مزدلفہ، رمی کے لئے منٰی۔ قربانی کے لئے حرم یعنی جس فعل کے لئے جو جگہ مقرر ہے وہ وہیں ہوگا۔ ۵۔ تمیز۔ ۶۔ عقل، جس میں تمیز نہ ہو جیسے ناسمجھ بچہ یا جس میں عقل نہ ہو جیسے مجنون، یہ خود وہ افعال نہیں کر سکتے جن میں نیت کی ضرورت ہے مثلاً احرام یا طواف بلکہ ان کی طرف سے کوئی اور کرے اور جس فعل میں نیت شرط نہیں جیسے وقوف عرفہ، وہ یہ خود کر سکتے ہیں۔ ۷۔ فرائض حج کا بجالانا مگر جبکہ عذر ہو۔ ۸۔ احرام کے بعد اور وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا اگر ہوگا۔ حج باطل ہو جائے گا۔ ۹۔ جس سال احرام باندھا اسی سال حج کرنا۔

سوال: حج فرض ادا ہونے کے لئے کتنی شرطیں ہیں؟

جواب: حج فرض ادا ہونے کے لئے نو شرطیں ہیں۔ ۱۔ اسلام ۲۔ مرتے وقت تک اسلام ہی پر رہنا۔ ۳۔ عاقل ہونا۔ ۴۔ بالغ ہونا۔ ۵۔ آزاد ہونا۔ ۶۔ اگر قادر ہو تو خود ادا کرنا۔ ۷۔ نفل کی نیت نہ ہونا۔ ۸۔ دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت نہ ہونا۔ ۹۔ فاسد نہ کرنا۔ (ان امور کی تفصیل بڑی کتابوں میں مذکور ہیں، علماء سے دریافت کریں)۔

سوال: حج ادا کرنے کے کتنے طریقے ہیں؟

جواب: حج تین طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ نرا حج کرے عمرہ اس کے ساتھ نہ ملائے۔ اسے اِفراد کہتے ہیں اور حاجی کو مفرد، دوسرا یہ کہ میقات سے احرام باندھتے وقت صرف عمرے کی نیت کرے اور افعال عمرہ سے فارغ ہو کر حلال ہو جائے پھر مکہ معظمہ میں حج کے لئے دوبارہ احرام باندھے اسے تمتع کہتے ہیں اور حاجی کو متمتع۔ تیسرا یہ کہ زمانہ حج میں حج و عمرہ دونوں کی یہیں سے نیت کرے اور حج و عمرہ دونوں کو ایک احرام سے ادا کرے اور یہ سب سے افضل ہے اسے قران کہتے ہیں اور حاجی کو قارن۔

سوال: عمرہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: احرام کی حالت میں خانہ کعبہ کا طواف اور طواف کے بعد صفاء و مروہ پر سعی ان دونوں کے مجموعہ کا نام عمرہ ہے اس کے لئے کوئی وقت معین نہیں بہ خلاف حج کہ اس کا وقت مقرر ہے کسی اور وقت میں نہیں ہو سکتا۔

سوال: اَشْھُرِ حج کسے کہتے ہیں؟

جواب: شوال اور ذی قعد کے پورے پورے مہینے اور ذی الحجہ کے پہلے ۱۰ دن اَشْھُرِ حج کہلاتے ہیں۔

سبق نمبر ۳۳

احرام اور اس کے احکام

سوال: احرام باندھنے سے پہلے کے کیا احکام ہیں ؟

جواب: خوب مل کر نہائیں اور نہ نہا سکیں تو وضو کریں چاہیں تو سر منڈالیں کہ احرام میں بالوں کی حفاظت سے نجات ملے گی ورنہ کنگھی کر کے خوشبودار تیل ڈالیں، ناخن کتریں خط بنوائیں، موئے بغل و زیرِ ناف دور کریں، خوشبو لگائیں کہ سنت ہے مرد سلے کپڑے اتار دیں، ایک نئی چادر ورنہ دُھلی اوڑھیں اور ایسا ہی ایک تہ بند باندھیں یہ کپڑے سفید بہتر ہیں۔ میقات آجائے تو دو رکعت بہ نیت احرام پڑھیں پہلی میں فاتحہ کے بعد قل یاایھا الکافرون اور دوسری میں قل ھو اللہ پڑھیں اور بعد سلام حج یا عمرہ کی نیت کریں اور لبیک بآواز بلند کہیں، یہ احرام ہے اس کے ہوتے ہی پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں۔

سوال: احرام میں جو باتیں حرام ہیں وہ کون کون سی ہیں؟

جواب: احرام کی حالت میں جو کام حرام ہیں وہ یہ ہیں:۔

۱۔ عورت سے صحبت کرنا یا بوسہ لینا یا بشہوت ایسے ہی دوسرے کام کرنا۔

۲۔ عورتوں کے سامنے ہیجان انگیز باتیں کرنا۔

۳۔ فحش گناہ ہمیشہ حرام تھے اب سخت حرام ہو گئے۔

۴۔ کسی سے دنیاوی لڑائی جھگڑا اگر چہ اپنا خادم وماتحت ہی ہو۔

۵۔ جنگل کا شکار کرنا یا کسی شکاری کی کسی طرح اعانت کرنا۔

۶۔ پرندوں کے انڈے توڑنا، پکانا، بھوننا، بیچنا، خریدنا، کھانا یا اسے آزار پہنچانا یا جنگلی جانور کا دودھ دوہنا۔

۷۔ ناخن کترنا یا سر سے پاؤں تک کہیں سے کوئی بال جدا کرنا اور داڑھی مونڈنا یا کترنا اور زیادہ حرام۔

۸۔ منہ یا سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا یا بستر یا کپڑوں کی گٹھری وغیرہ سر پر رکھنا۔

۹۔ عمامہ باندھنا، برقع دستانے یا موزے یا جرابیں وغیرہ جو پنڈلی اور قدم کے جوڑ کو چھپائے یا سلا ہوا کپڑا پہننا، یونہی ٹوپی پہننا۔

۱۰۔ خوشبو بالوں یا بدن یا کپڑوں میں لگانا۔

۱۱۔ ملاگیری یا کسی خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جبکہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں۔

۱۲۔ خالص خوشبو، لونگ، الائچی، دارچینی، زعفران وغیرہ کھانا یا آنچل میں باندھنا۔

۱۳۔ سر یا داڑھی کسی خوشبو دار یا ایسی چیز سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں۔

۱۴۔ وسمہ یا مہندی کا خضاب لگانا اور سیاہ خضاب ہمیشہ حرام ہے احرام میں اور زیادہ۔

۱۵۔ گوند وغیرہ سے بال جمانا۔

۱۶۔ زیتون یا تل کا تیل اگر چہ بے خوشبو ہو بدن یا بالوں میں لگانا۔

۱۷۔ کسی کا سر مونڈنا اگر چہ اس کا احرام نہ ہو۔

۱۸۔ جوں مارنا پھینکنا، کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا۔

۱۹۔ کپڑوں کو جوں مارنے کے لئے دھونا یا دھوپ میں ڈالنا۔

۲۰۔ بالوں میں پارہ وغیرہ جوں کے مرنے کو لگانا غرض جوں کے ہلاک پر کسی طرح باعث ہونا۔ (ردالمحتار فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: احرام میں کون کون سی باتیں مکروہ ہیں؟

جواب: احرام میں یہ باتیں مکروہ ہیں:۔

۱۔ بدن کا میل چھڑانا یا بال یا بدن کھلی یا صابن وغیرہ بے خوشبو کی چیز سے دھونا۔

۲۔ کنگھی کرنا یا اسطرح کھجانا کہ بال ٹوٹے یا جوں گرے۔

۳۔ انگرکھا یا چغہ یا کرتا پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا۔

۴۔ خوشبو کی دھونی دیا ہوا کپڑا کہ ابھی خوشبو دے رہا ہے پہننا یا اوڑھنا۔

۵۔ قصداً خوشبو سونگھنا اگر چہ خوشبودار پھل یا پتہ ہو جیسے لیموں پودینہ وغیرہ۔

۶۔ سر یا منہ پر پٹی باندھنا یا ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا۔

۷۔ غلاف کعبہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف شریف سر یا منہ سے لگے۔

۸۔ کوئی ایسی چیز کھانا پینا جس میں خوشبو پڑی ہو اور نہ وہ پکائی گئی ہو نہ زائل ہو گئی ہو۔

۹۔ بے سلا کپڑا رفو کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا۔

۱۰۔ تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھا لیٹنا اور تکیہ سر یا گال کے نیچے رکھا تو مکروہ نہیں۔

۱۱۔ مہکتی خوشبو ہاتھ سے چھونا جبکہ ہاتھ میں لگ نہ جائے ورنہ حرام ہے۔

۱۲۔ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگر چہ بے سلے کپڑے میں لپیٹ کر ہو۔

۱۳۔ بلا عذر بدن پر پٹی باندھنا اور منہ اور سر کے سوا کسی اور جگہ زخم پر پٹی باندھنا جائز ہے۔

۱۴۔ سنگھار کرنا، ہاں آئینہ دیکھنا مکروہ نہیں۔

۱۵۔ چادر اوڑھ کر اس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا۔ جبکہ سر کھلا ہو، ورنہ حرام ہے۔

۱۶۔ تہ بند کے دونوں کناروں میں گرہ دینا۔

۱۷۔ تہ باندھ کر کمر بند یا رسی سے کسنا۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: احرام کی حالت میں کون کون سی باتیں جائز ہیں؟

جواب: یہ باتیں احرام میں جائز ہیں:

۱۔ انگرکھا، کرتا، جبّہ وغیرہ لپیٹ کر اوپر سے اس طرح ڈال لینا کہ سر اور منہ نہ چھپے۔

۲۔ ان چیزوں یا پاجامہ کا تہ بند باندھ لیا یا چادر کے آنچلوں کہ تہ بند میں گھرسنا۔

۳۔ ہمیانی یا پٹی پر ہتھیار باندھنا۔

۴۔ بے میل چھڑائے پانی میں نہانا، غوطہ لگانا، اگرچہ سر کے اوپر پانی سے سر چھپ جائے۔

۵۔ کپڑے دھونا جبکہ جوں مارنے کی غرض سے نہ ہو۔

۶۔ مسواک کرنا، انگوٹھی پہننا، بے خوشبو کا سرمہ لگانا۔

۷۔ کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنا یا چھتری لگانا۔

۸۔ داڑھ اکھاڑنا، ٹوٹے ہوئے ناخن کو جدا کرنا، آنکھ میں جو بال نکلے اسے جدا کرنا، ختنہ کرنا۔

۹۔ بغیر بال مونڈے پچھنے کرانا، فصد لینا، دنبل یا پھنسی توڑ دینا۔

۱۰۔ سر یا بدن اس طرح آہستہ کھجانا کہ بال نہ ٹوٹے، جوں نہ گرے۔

۱۱۔ احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی تھی اس کا لگا رہنا۔

۱۲۔ پالتو جانور کا ذبح کرنا، پکانا، کھانا اس کا دودھ دوہنا یا انڈے وغیرہ توڑنا بھوننا، کھانا۔

۱۳۔ کھانے کے لئے مچھلی کا شکار کرنا یا دوا کے لئے کسی دریائی جانور کا مارنا اور دوا ریا غذا کے لئے نہ ہو نری تفریح کے لئے جس طرح لوگوں میں رائج ہے تو شکار دریا کا ہو یا جنگل کا خود ہی حرام ہے اور احرام میں سخت تر حرام۔

۱۴۔ سر یا ناک پر اپنا یا دوسرے کا ہاتھ رکھنا۔

۱۵۔ گدّی کا کان کپڑے سے چھپانا یا تھوڑی کے نیچے داڑھی پر کپڑا آنا۔

۱۶۔ سر پر سینی یا بوری اُٹھانا۔

۱۷۔ جس کھانے کے پکنے میں مشک وغیرہ پڑے ہوں اگرچہ خوشبو دیں یا بے پکائے جس میں خوشبو ڈالی اور بو نہیں دیتی اس کا کھانا پینا۔

۱۸۔ کڑوا تیل یا ناریل یا کدو یا کاہو کا تیل کہ بسایا نہ گیا ہو، بدن یا بالوں میں لگانا۔

۱۹۔ خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جبکہ ان کی خوشبو جاتی رہی ہو مگر کُسم کیسر کا رنگ مرد کو ویسے ہی حرام ہے۔

۲۰۔ دین کے لئے لڑنا جھگڑنا بلکہ حسب حاجت فرض و واجب ہے۔

۲۱۔ جوتا پہننا جو پاؤں کے جوڑ کو نہ چھپائے یعنی تسمہ کی جگہ نہ چھپے۔

۲۲۔ بے سلے کپڑے میں تعویذ لپیٹ کر گلے میں ڈالنا۔

۲۳۔ ایسی خوشبو کا چھونا جس میں فی الحال مہک نہیں جیسے اگر لوبان، صندل یا اس کا آنچل میں باندھنا۔

۲۴۔ نکاح کرنا۔

۲۵۔ بیرون حرم کی گھاس اکھاڑنا یا درخت کاٹنا۔

۲۶۔ چیل، کوا، گرگٹ، چھپکلی، سانپ، بچھو، مچھر، پسو مکھی وغیرہ خبیث وموذی جانوروں کا مارنا۔

۲۷۔ جس جانور کو غیر محرم نے شکار کیا اور کسی محرم نے کسی طرح اس میں مدد نہ کی اس کا کھانا بشرطیکہ وہ جانور نہ حرم کا ہو نہ حرم میں ذبح کیا گیا ہو۔ (ردالمحتار فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: ان احکام میں مرد وعورت برابر ہیں یا کہیں کوئی فرق ہے؟

جواب: ان مسائل میں مرد وعورت برابر ہیں مگر عورت کو چند باتیں جائز ہیں:۔

۱۔ سر چھپانا بلکہ نامحرم اور نماز میں فرض تو سر پر بقچہ وغیرہ اُٹھانا بدرجۂ اولیٰ جائز۔

۲۔ گوند وغیرہ سے بال جمانا۔

۳۔ سر وغیرہ پر پٹی خواہ بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا اگرچہ سی کر۔

۴۔ غلافِ کعبہ کے اندر یوں داخل ہونا کہ سر پر ہے، منہ پر نہ آئے۔

۵۔ دستانے، موزے اور سلے ہوئے کپڑے پہننا۔

۶۔ عورت اتنی آواز سے لبیک نہ کہے کہ نامحرم سنے ہاں اتنی آواز ہر پڑھنے میں ہمیشہ سب کو ضرور ہے کہ اپنے کان تک آواز آسکے۔

تنبیہ:

احرام میں منہ چھپانا عورت کو بھی حرام ہے نامحرم کے آگے کوئی پنکھا وغیرہ منہ سے بچا ہوا سامنے رکھے۔

سوال: احرام کی ناجائز باتیں بلاقصد ہو جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب: جو باتیں احرام میں ناجائز و حرام ہیں وہ اگر کسی عذر سے یا بھول کر ہوں تو گناہ نہیں مگر ان پر جو جرمانہ مقرر ہے ہر طرح دینا پڑے گا۔ اگرچہ بے قصور ہون یا سہواً یا جبراً یا سوتے میں علم و واقفیت کے ساتھ ہوں یا لاعلمی میں ہوش میں ہوں یا بیہوشی میں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سبق نمبر ۳۴

مقامات و اصلاحات حج

۱) احرام:

وہ بغیر سلا لباس جس کے بغیر آدمی میقات سے نہیں گزر سکتا یعنی ایک چادر نئی یا دھلی اوڑھنے کیلئے اور ایسا ہی ایک تہ بند کمر پر لپیٹنے کے لئے، یہ کپڑے سفید اور نئے بہتر ہیں یہ گویا رب العالمین جل جلالہٗ کی بارگاہ میں حاضری کی ایک وردی ہے، صاف ستھری، سادہ، تکلف اور زیبائش سے خالی۔

۲) میقات:

وہ جگہ کہ مکہ معظمہ کو جانے والے کو احرام کے بغیر وہاں سے آگے بڑھنا جائز نہیں اگرچہ تجارت وغیرہ کسی اور غرض سے جاتا ہو۔

۳) تلبیہ:

یعنی لبیک کہنا، لبیک یہ ہے:۔

لبیک اللھم لبیک ط لبیک لا شریک لک لبیک ط

ان الحمد و النعمۃ لک والملک ط لاشریک لک ط

احرام کے لئے ایک مرتبہ زبان سے لبیک کہنا ضروری ہے اور نیت شرط۔

٤) حرمِ کعبہ:

مکہ معظمہ کے گرداگرد کئی کوس کا جنگل ہے ہر طرف حدیں بنی ہوئی ہیں ان حدود کے اندر وہاں کے جبشی جانوروں حتیٰ کہ جنگلی کبوتروں کو تکلیف و ایذاء دینا بلکہ تر گھاس اکھیڑنا تک حرام ہے، تمام مکہ مکرمہ، منٰی، مزدلفہ یہ سب حدودِ حرم میں ہیں البتہ عرفات داخلِ حرم نہیں۔

۵) حِلّ :

حدودِ حرم کے بعد جو زمین میقات تک ہے اسے حِل کہتے ہیں۔

٦)طواف:

مسجد الحرام میں خانہ کعبہ کے اردگرد بطریق خاص چکر لگانے کا نام طواف ہے۔

۷)مطاف:

مسجد الحرام ایک گول وسیع احاطہ ہے جس کے کنارے کنارے بکثرت دالان اور آنے جانے کے راستے ہیں بیچ میں خانہ کعبہ کے اردگرد ایک دائرہ ہے یہی مطاف ہے یعنی طواف کرنے کی جگہ۔

۸)رکن :

خانہ کعبہ کا گوشہ جہاں اس کی دو دیواریں ملتی ہیں جسے زاویہ کہتے ہیں کعبۂ معظمہ کے چار رکن ہیں۔

۱۔ رکنِ اسود: جنوب و مشرق کے گوشہ میں، اسی میں زمیں سے اونچا سنگِ مرمر نصب ہے۔

۲۔ رکنِ عراقی: شمال و مشرق کے گوشہ میں، دروازۂ کعبہ انہیں دو رکنوں کے بیچ کی شرقی دیوار میں زمین سے بہت بلند ہے۔

۳۔ رکنِ شامی: شمال و مغرب کے گوشہ میں سنگِ اسود کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوں تو بیت المقدس سامنے پڑے گا۔

۴۔ رکنِ یمانی: مغرب اور جنوب کے گوشہ میں۔

۹)ملتزم:

مشرقی دیوار کا وہ ٹکڑا جو رکنِ اسود سے دروازۂ کعبہ تک ہے۔ طواف کے بعد مقامِ ابراہیم پر نماز و دعا سے فارغ ہو کر حاجی یہاں آتے اور اس سے لپٹتے اور اپنا سینہ و پیٹ اور رخسار اس پر رکھتے اور ہاتھ اونچے کر کے دیوار پر پھیلاتے ہیں۔

۱۰)میزاب رحمت:

سونے کا پرنالہ کہ رکنِ عراقی شامی کی بیچ کی شمالی دیوار پر چھت پر نصب ہے۔

۱۱)حطیم:

اسی شمالی دیوار کی طرف زمین کا ایک حصہ جس کے گرداگرد ایک قوسی (کمان کے انداز کی) چھوٹی سی دیوار دی گئی ہے اور دونوں طرف آمدورفت کا دروازہ ہے۔

۱۲)مستجار :

رکنِ یمانی و شامی کے بیچ میں غربی دیوار کا وہ ٹکڑا جو ملتزم کے مقابل ہے۔

۱۳)مستجاب:

رکنِ یمانی اور رکنِ اسود کے بیچ میں جنوبی دیوار، یہاں ستر ہزار فرشتے دعا پر آمین کہنے کے لئے مقرر ہیں اس لئے اس کا نام مستجاب رکھا گیا ہے۔

۱۴)اضطباع :

شروع طواف سے پہلے چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر اس طرح ڈال دینا کہ داہنا مونڈھا کھلا رہے۔

۱۵)رمل:

طواف کے پہلے تین پھیروں میں جلد جلد چھوٹے قدم رکھنا اور شانے ہلانا جیسے کہ قوی و بہادر لوگ چلتے ہیں نہ کودنا نہ دوڑنا۔

۱۶)استلام:

دونوں ہتھیلیاں اوران کے بیچ میں منہ رکھ کر حجرِ اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ یا لکڑی سے چھو کر چوم لینے کا اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دینا۔

۱۷)حجر اسود:

یہ کالے رنگ کا پتھر ہے حدیث میں ہے کہ حجرِ اسود جب جنت سے نازل ہوا دودھ سے زیادہ سفید تھا بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔(ترمذی) خانۂ کعبہ کے طواف کے شروع کرنے کے لئے وہ ایک نشان کا کام دیتا ہے۔

۱۸)مقامِ ابراھیم:

دروازۂ کعبہ کے سامنے ایک قبہ میں وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ بنایا تھا ان کے قدمِ پاک کا اس پر نشان ہو گیا جو اب تک موجود ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آیاتِ بینات میں شمار فرمایا۔

۱۹)قبۂ زمزم شریف:

یہ قبہ مقامِ ابراہیم سے جنوب کو مسجد شریف ہی میں واقع ہے اوراس قبہ کے اندر زمزم کا چشمہ ہے۔

۲۰)باب الصفا:

مسجد شریف کے جنوبی دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جس سے نکل کر سامنے کوہِ صفا ہے۔

۲۱)صفا:

کعبۂ معظمہ سے جنوب کو ہے یہاں زمانہ قدیم میں ایک پہاڑی تھی کہ زمین میں چھپ گئی ہے اب وہاں قبلہ رخ ایک دالان سا بنا ہے اوراوپر چڑھنے کی سیڑھیاں۔

۲۲)مروہ:

دوسری پہاڑی صفا سے جانبِ شرق تھی یہاں بھی اب قبلہ رخ دالان سا بنا ہے اور سیڑھیاں صفا سے مروہ تک جو فاصلہ ہے اب یہاں بازار ہے صفا سے چلتے ہوئے داہنے ہاتھ کو دکانیں اور بائیں ہاتھ کو احاطۂ مسجد حرام ہے۔

۲۳:میلین اخضرین:

اس فاصلہ کے وسط میں جو صفا سے مروہ تک ہے۔دیوار حرم شریف میں دو سبز میل نصب ہیں جیسے میل کے شروع میں پتھر لگا ہوتا ہے۔ اب تو وہاں سبز رنگ کے ٹیوب بجلی کے ہمیشہ شب و روز روشن رہتے ہیں۔

۲۴)مسعٰی:

وہ فاصلہ کہ ان دونوں نشانوں کے درمیان ہے اس فاصلے کو دوڑ کر طے کیا جاتا ہے مگر نہ حد سے زائد دوڑتے نہ کسی کو ایذا دیتے۔

۲۵)سعی:

صفا سے مروہ اور پھر مروہ سے صفا کی طرف جانا اور میلین اخضرین کے درمیان دوڑنا سعی ہے۔

۲۶) حلق:

سارا سر منڈانا اور یہ افضل ہے۔

۲۷)تقصیر :

بال کتروانا کہ اس کی اجازت ہے۔

۲۸)وقوف عرفہ :

نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنا اور اللہ کے حضور ازی اور خالص نیت سے ذکر و لبیک و دعا و درود و استغفا اور کلمۂ توحید میں مشغول رہنا اور نمازِ ظہر و عصر ادا کرنا اور نماز سے فراغت کے بعد بالخصوص غروبِ آفتاب تک دعا میں اپنا وقت گزارنا۔

۲۹)موقف :

عرفات میں وہ جگہ کہ نماز کے بعد سے غروبِ آفتاب تک وہاں کھڑے ہو کر ذکر و دعا کا حکم ہے۔

۳۰)بطن عرنہ:

عرفات میں حرم کے نالوں میں سے ایک نالہ ہے مسجدِ نمرہ کے مغرب کی طرف یعنی کعبۂ معظمہ کی طرف، یہاں وقوف جائز نہیں یہاں قیام یا وقوف کیا تو حج ادا نہ ہوگا۔

۳۱)مسجد نمرہ :

میدانِ عرفات کے بالکل کنارہ پر ایک عظیم مسجد ہے اس کی مغربی دیوار اگر گرے تو بطن میں گرے گی۔

۳۲)جبل رحمت:

عرفات کا ایک پہاڑ ہے زمین سے تقریباً ۳۰۰ فٹ اونچا اور سطح سمندر سے ۳۰۰ فٹ اونچا ہے۔ اسے موقفِ اعظم بھی کہتے ہیں اسی کے قریب حضور (ﷺ) کا موقف ہے جہاں سیاہ پتھروں کا فرش ہے۔

۳۳)مزدلفہ:

عرفات اور منیٰ کے درمیان ایک کشادہ میدان ہے عرفات سے تقریباً تین میل دور یہاں سے منیٰ کا فاصلہ بھی تقریباً اتنا ہی ہے کہتے ہیں کہ عرفات میں قبولِ توبہ کے بعد حضرت آدم اور اماں حوا علیہم السلام مزدلفہ ہی میں ملے تھے۔

۳۴)مازنین:

عرفات اور مزدلفہ کے پہاڑوں کے درمیان ایک تنگ راستہ ہے۔ حضور اقدس (ﷺ) عرفات اسی راستے سے تشریف لائے تھے۔

۳۵)مشعر حرام:

اس خاص مقام کا نام ہے جو مزدلفہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے اور خود سارے مزدلفہ کو بھی مشعرِ حرام کہتے ہیں۔ مزدلفہ میں حضورِ اقدس (ﷺ) کے وقوف کی جگہ گنبد بنا دیا گیا تھا آج کل یہاں ایک مسجد بھی ہے جسے مسجدِ مشعر الحرام کہا جاتا ہے مشعرِ الحرام کو قذح بھی کہتے ہیں۔

۳۶)وادیٔ مُحسر :

یہ وہی مقام ہے جہاں اصحابِ فیل کے ہاتھی تھک کر رہ گئے اور مکۂ معظمہ کی طرف آگے نہ بڑھ سکے اور سب ہلاک ہوگئے۔

۳۷)منیٰ:

ایک وسیع اور کشادہ میدان جو پہاڑوں کے دامن میں واقع ہے۔ مزدلفہ سے یہاں آکر رمی جمار، قربانی وغیرہ افعال ادا کیے جاتے ہیں

۳۸) مسجد خیف:

منیٰ کی بڑی اور مشہور مسجد کا نام ہے خیف وادی کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس مسجد میں ستر نبی آرام فرما رہے ہیں۔ مسجدِ خیف پر ہشت پہلو قبہ ہے۔ اس قبہ کی جگہ کے مطابق کہا جاتا ہے کہ بہت سے پیغمبروں نے نمازیں یہاں ادا فرمائی ہیں حضور (ﷺ) کا خیمہ بھی یہاں نصب کیا گیا تھا۔

۳۹: رمی:

منیٰ میں واقع تین جمروں پر کنکریاں مارنے کو کہتے ہیں۔

۴۰: جمار:

منیٰ کے میدان میں پتھر کے تین ستون کھڑے ہیں ان ہی کا نام جمار ہے ان میں سے پہلے کا نام جمرۂ اولیٰ ہے، دوسرے کا نام جمرۂ وسطیٰ اور تیسرے کا نام جمرۂ عقبیٰ ہے یہ مکہ معظمہ سے منیٰ آتے ہوئے پہلا منارہ ہے۔ (عامہ کتب فتاویٰ وشرح متون)

سوال: مکہ اور مکہ کے قرب وجوار میں قابلِ زیارت مقامات کون کونسے ہیں ؟

جواب: یہ مقامات اگرچہ اب اپنی اصل شکل وصورت میں باقی نہیں تاہم ان کی زیارت اور وہاں پہنچ کر اپنے اور دوسرے مسلمانوں کے لئے دعائے خیر میں مفت کی برکات حاصل ہوتی ہیں تو ان سے محرومی کا داغ لئے آدمی کیوں پلٹے بہر حال وہ مقامات یہ ہیں:۔

۱۔جنۃ المعلیٰ :

یہ مکہ کا مشہور قبرستان ہے منیٰ کے راستہ میں مسجد الحرام سے تقریباً ایک میل دور ہے یہ قبرستان مدینہ منورہ کے قبرستان جنۃ البقیع کے علاوہ دنیا کے تمام قبرستانوں سے افضل ہے بعض صحابہ وتابعین اور بہت سے اولیائے کاملین وصالحین یہاں زیرِ زمین آرام فرما رہے ہیں۔ اب اس قبرستان کے بیچ میں سڑک ہے مکۂ معظمہ کی طرف والا حصہ نیا اور منیٰ کی جانب والا پرانا، حضرت بی بی خدیجہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا مزار شریف پرانے حصے میں واقع ہے۔

۲۔مکانِ خدیجۃالکبریٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا):

یہ وہ جگہ ہے جہاں ہجرت کے زمانہ تک حضور (ﷺ) کا قیام رہا یہیں حضرتِ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش ہوئی۔

۳۔مولد شریف:

یہ وہ مقدس گھر ہے جہاں حضور (ﷺ) کی ولادت شریفہ ہوئی اب اس مقام پر ایک لائبریری قائم کر دی گئی ہے یہ شعب علی میں ہے۔

٤۔مکانِ صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ):

حضور (ﷺ) اس میں بہت مرتبہ تشریف لے گئے ہجرت کے لئے اسی مکان سے غارِ ثور تک روانگی عمل میں آئی اب یہاں آپ کے نام پر ''مسجدِ ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ)'' ہے۔

۵۔دارارقم:

یہ جگہ حضور (ﷺ) کا تبلیغی مرکز رہی ہے حضرتِ عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہُ) یہیں اسلام لائے تھے یہ جگہ صفا کی سمت میں بنے ہوئے مسجدِ حرام کے دروازوں میں سے پہلے دروازے کے سامنے ہے اس دروازے کی محراب پر ''دار ارقم'' لکھا ہوا ہے۔

٦۔غار ثور:

یہ غار مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل دور جبلِ ثور میں ہے میل ڈیڑھ میل کی چڑھائی کے بعد یہ غار آتا ہے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ حضور (ﷺ) مکہ

معظمہ سے ہجرت فرما کر اسی غار میں تین دن رات ٹھہرے تھے۔

۷۔غار حرا:

یہ غار مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل دور جبلِ ثور میں واقع ہے چڑہائی زیادہ نہیں تقریباً ۱۵ فٹ لمبا اور دس فٹ چوڑا ہے حضور (ﷺ) پر پہلی وحی اسی غار میں نازل ہوئی غار کے قریب ترکوں کے زمانہ کا بنا ہوا ایک چھوٹا سا تالاب ہے یہ غار قبلہ رخ ہے۔

۸۔غار مرسلات:

یہ غار مسجدِ خیف کے قریب عرفات جاتے ہوئے دائیں ہاتھ پر ہے یہیں سورۂ مرسلات نازل ہوئی اسی غار کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس میں حضور جانِ عالم (ﷺ) کے سرِ اقدس کا نشان ہے۔

ان مقامات کے علاوہ مکہ اور اس کے اردگرد حسبِ ذیل مقامات قابلِ زیارت ہیں۔ مسجدِ حمزہ، مسجدِ جن، مسجدِ شجرہ، مسجدِ خالد، مسجدِ سوق اللیل، مسجدِ اجابت، مسجدِ جبل ابوقبیس، مسجدِ عائشہ، مسجدِ کوثر، مسجدِ بلال، مسجدِ عقبہ، مسجدِ جعرانہ، مسجدِ النحر، مسجدِ الکبش یا منحر ابراہیم، مسجدِ شق القمر وغیرہا۔

سوال: مدینہ طیبہ میں مقاماتِ زیارت کون کون سے ہیں؟

جواب: روضۂ انور حضور پر نور (ﷺ) اور خود مسجد النبی کا چپہ چپہ بالخصوص مسجدِ قدیم کا گوشہ گوشہ جہاں قدم قدم پر قدم رکھتے ہیں کہ ''جا اینجاست''۔

حضور پر نور (ﷺ) کا منبر اطہر، پھر جنت کی کیاری کہ منبر و حجرہ منورہ کے درمیان ہے پھر مسجد شریف کے ستون کہ محل برکات ہیں خصوصاً بعض خاص خصوصیت۔

جنت البقیع:

مدینہ منورہ کا عظیم قبرستان جس میں تقریباً دس ہزار صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) مدفون ہیں اور تابعین و تبع تابعین اور اولیاء و علماء و صلحاء وغیرہم کی گنتی نہیں، یہیں اکثر ازواج مطہرات اور ائمۂ اطہار میں سے سیدنا امام حسن مجتبیٰ و امام زین العابدین و امام محمد باقر و امام جعفر صادق (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے مزاراتِ طیبہ ہیں۔ افسوس کہ اب ان مزارات کے نشانات بھی مٹا دیئے گئے ہیں۔

مسجد قبا:

کہ اس میں دو رکعت نماز عمرہ کی مانند ہے احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم (ﷺ) ہر ہفتہ قبا تشریف لے جاتے کبھی سوار کبھی پیدل۔

مسجد القبلتین:

تحویلِ کعبہ کا حکم بحالت نماز اسی مسجد میں نازل ہوا حضورِ اقدس (ﷺ) نمازِ ظہر صحابۂ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے ساتھ اسی مسجد میں ادا فرما رہے تھے دو رکعت نماز بیت المقدس کی جانب منہ کر کے ادا فرما چکے تھے کہ حکمِ الٰہی (عزوجل) تحویلِ قبلہ کا نازل ہوا، تعمیلِ حکمِ الٰہی (عزوجل) میں آپ (ﷺ) دورانِ نماز ہی بیت المقدس سے خانۂ کعبہ کی طرف پھر گئے اور باقی دو رکعتیں ادا فرما کر نماز پوری کی اسی لئے یہاں دو محرابیں موجود ہیں ایک بیت المقدس کی جانب اور دوسری خانۂ کعبہ کی سمت۔

ان کے علاوہ بھی مساجدِ کریمہ ہیں جن سے اسلامی تاریخ وابستہ ہے مثلاً مسجدِ کبیر، مسجدِ جمعہ، مسجدِ شمس، مسجدِ بنی قریظہ، مسجدِ ابراہیم، مسجدِ ظفر، مسجدِ الاجابت، مسجدِ فتح، مسجدِ بنی حرام، مسجدِ ذباب وغیرہ۔

شہدائے اُحد:

کہ حضور (ﷺ) ہر سال کے شروع میں قبورِ شہدائے احد پر آتے، یہیں سیدالشہداء حضرت حمزہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا مزار شریف

ہے۔

مدینۂ طیبہ کے کنویں:

جو حضور (ﷺ) کی طرف منسوب ہیں یعنی کسی سے وضو فرمایا کسی کا پانی پیا اور کسی میں لعابِ دہن ڈالا۔ مثلاً بیئر اریس، بیئر غرس، بیئر بضاعہ، بیئر حا، بیئر رومہ، بیئر اہاب، بیئر انس بن مالک، بیئر بُصہ، بیئر عہن، ان میں کچھ باقی ہیں۔ کچھ نے نشان ہو گئے۔

سبق نمبر ۳۵

حج و عمرہ ادا کرنے کا طریقہ

سوال: حج و عمرہ ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: حج و عمرہ کی ادئیگی کا طریقہ اور اس کے آداب یہ ہیں:۔

۱۔ راہ چلتے وقت اپنے دوستوں، عزیزوں سے ملے اور اپنے قصور معاف کرائے اور وقتِ رخصت سب سے دعا لے اور ان سب کے دین و جان، اولاد و مال اور تندرستی و عافیت خدا کو سونپے کہ یہ بھی برکتیں پائے گا اور وہ بھی خدا کی حفاظت میں رہیں گے۔

۲۔ میقات آجائے تو دو رکعت بہ نیتِ احرام پڑھے اور حج یا عمرہ جو بھی ادا کرنا ہے، بعد سلام نیت میں اس کا نام زبان سے لے اور لبیک کہے،

قِران میں کہے: لبیک با العمرۃ و الحج اور تمتع میں لبیک با العمرۃ اور افراد میں لبیک بالحج کہے۔

۳۔ احرام کی حالت میں جو امور ممنوع و مکروہ ہیں ان سے کلی اجتناب کرے ورنہ ان پر جو جرمانہ ہے ہر طرح دینا آئے گا اگرچہ قصداً ہوں سہواً یا جبراً یا سوتے میں۔

۴۔ جب مدعٰی میں پہنچے جہاں سے کعبۂ معظمہ نظر آئے صدقِ دل سے دعا کرے اور ذکرِ خدا اور سول (عزوجل) و (ﷺ) کرتا باب السلام تک پہنچے اور اس آستانہ پاک کو بوسہ دے کر داخل ہو اور سب کاموں سے پہلے متوجہ طواف ہو بشرطیکہ نماز فرض خواہ وتر یا سنتِ موکدہ کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو یا جماعت قائم نہ ہو۔

۵۔ شروع جماعت سے پہلے مرد اضطباع کرلے اور کعبہ کی طرف منہ کرکے حجرِ اسود کی داہنی جانب رکنِ یمانی کی طرف سنگِ اسود کے قریب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے سیدھے ہاتھ کو رہے۔

۶۔ پھر طواف کی نیت کرکے کعبہ کو منہ کئے ہوئے اپنی داہنی جانب ذرا بڑھ کر سنگِ اسود کے مقابل ہو کر کانوں تک ہاتھ اس طرح اُٹھائے کہ ہتھیلیاں حجر کی طرف رہیں اور کہے بِسۡمِ اللّٰہِ وَ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ

۷۔ میسر ہو سکے تو حجرِ اسود کو بوسہ دے اور اَللّٰھُمَّ اِیۡمَانًا بِکَ وَ اتِّبَاعًا لِّسُنَّۃِ نَبِیِّکَ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہوئے کعبہ تک بڑھے۔

۸۔ جب حجرِ اسود سے گزر جائے تو خانۂ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ پر لے کر مرد رمل کرتا ہوا بڑھے۔

۹۔ جب ملتزم، پھر رکنِ عراقی پھر میزابِ رحمت پھر رکنِ شامی کے سامنے آئے تو خاص خاص دعائیں جو ان موقعوں کے لئے آئی ہیں وہ پڑھے اور افضل یہ ہے کہ یہاں اور تمام موقعوں پر اپنے لئے دعا کے بدلے اپنے حبیب (ﷺ) پر درود بھیجے۔

۱۰۔ جب رکنِ یمانی کے پاس آئے تو اسے تبرکاً چھوئے اور چاہے تو بوسہ بھی دے یہاں ہاتھوں سے اشارہ کرکے ہاتھ چومنا نہیں۔

۱۱۔ رکنِ یمانی سے بڑھ کر مستجاب پر آئے تو دعا کرے یا پھر درود شریف پڑھے کہ عظیم برکتیں حاصل ہوں گی۔

۱۲۔ دعا و درود چلا چلا کر نہ پڑھے بلکہ آہستہ اس قدر کہ اپنے کان تک آواز آئے۔

۱۳۔ اب کہ دوبارہ آدمی حجر تک آیا یہ ایک پھیرا ہوا، یوں ہی سات پھیرے کرے مگر رمل صرف پہلے تین پھیروں میں ہے اور باقی چار میں معمولی چال سے چلے۔

۱۴۔ جب ساتویں پھیرے ہو جائیں تو پھر حجرِ اسود کو بوسہ دے اور استلام کرے۔

۱۵۔ بعد طواف مقامِ ابراہیم پر دو رکعت کہ واجب ہیں پڑھے اور وقت کراہت ہو تو یہ وقت نکل جانے پر پڑھے اور دعا مانگے۔

۱۶۔ پھر ملتزم پر جائے اور قریب اسود اس سے لپٹے۔

۱۷۔ پھر زم زم پر آئے اور کعبہ کو منہ کر کے تین سانسوں میں جتنا پیا جائے خوب پیٹ بھر کر پئے اور بدن پر ڈالے اور پیتے وقت دعا کرے کہ قبول ہے۔

۱۸۔ پھر ابھی ورنہ آرام لے کر صفا و مروہ میں سعی کے لئے حجرِ اسود پر آئے اور اسی طرح بوسہ وغیرہ دے کر باب صفا و مروہ سے جانب صفا روانہ ہو اور ذکر و دعا میں مشغول صفا کی سیڑھیوں پر اتنا چڑھے کہ کعبہ معظمہ نظر آئے اور کعبہ رخ ہو کر دیر تک تسبیح و تہلیل و دعا و درود کرے۔

۱۹۔ پھر مروہ کو چلے اور جب پہلا میل آئے مرد دوڑنا شروع کردے یہاں تک کہ دوسرے میل سے نکل جائے پھر آہستہ ہو لے اور مروہ پر پہنچے اور روبہ کعبہ دعا وغیرہ کرے۔

۲۰۔ پھر صفا کو جائے اور آئے یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم کرے۔ واضح ہو کہ عمرہ صرف انہیں افعال طواف و سعی کا نام ہے قارن اور مفرد جس نے افراد کیا تھا لبیک کہتے ہوئے احرام کے ساتھ مکہ میں ٹھہریں گے مگر جس نے تمتع کیا تھا وہ اور نرا عمرہ کرنے والا شروع طواف سے سنگِ اسود کا بوسہ لیتے ہی لبیک چھوڑ دیں اور طواف و سعی کے بعد حلق یا تقصیر کرائیں اور احرام سے باہر آئیں اور منیٰ جانے کیلئے حسب مکہ معظمہ میں آٹھویں تاریخ کا انتظار کریں۔

۲۱۔ یوم الترویہ کہ آٹھ تاریخ کا نام ہے۔ جس نے احرام نہ باندھا ہو باندھ لے اور جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلے اور ہو سکے تو پیادہ کہ آرام سے بھی رہے گا اور ثواب عظیم بھی پائے گا۔

۲۲۔ منیٰ میں رات کو ٹھہرے، آج ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں مسجدِ خیف میں پڑھے اور شب عرفہ منیٰ میں ہو سکے تو ذکر و عبادت میں جاگ کر گزارے۔

۲۳۔ صبح مستحب وقت میں نماز پڑھ کر آفتاب چمکنے پر عرفات کو چلے، راستے پھر ذکر و درود میں بسر کرے، لبیک کی کثرت کرے۔

۲۴۔ عرفات میں جبلِ رحمت کے پاس یا جہاں جگہ ملے راستے سے بچ کر اترے اور دوپہر تک زیادہ وقت اللہ کے حضور زاری او تصدق و خیرات اور ذکر و لبیک میں مشغول رہے۔

۲۵۔ دوپہر ڈھلتے ہی مسجد نمرہ جائے اور نماز پڑھتے ہیں موقف کو روانہ ہو جائے وہ خاص نزولِ رحمت کی جگہ ہے یہاں کھڑے بیٹھے جیسے بن پڑے ذکر و دعا کرے، اپنے رب کریم کی طرف متوجہ ہو اور لرزتے کانپتے ڈرتے امید کرتے دستِ دعا آسمان کی طرف سر سے اونچا پھیلائے، تکبیر و تہلیل لبیک حمد، ذکر، دعا، توبہ میں ڈوب جائے یہ وقوف ہی حج کی جان اور اس کا بڑا رکن ہے۔

۲۶۔ جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے فوراً مزدلفہ چلے راستے بھر ذکر و درود و دعا و لبیک میں مصروف رہے اور وہاں پہنچ کر جہاں جگہ ملے اترے۔

۲۷۔ یہاں پہنچ کر عشاء کے وقت میں مغرب حتی الامکان امام کے ساتھ پڑھے۔ اس کا سلام ہوتے ہی معاً عشاء کے فرض پڑھے اس کے بعد مغرب و عشاء کی سنتیں اور وتر پڑھے۔

۲۸۔ باقی رات ذکر و لبیک و درود و دعا میں گزارے اور نہ ہو سکے تو باطہارت سو رہے اور صبح چمکنے سے پہلے ضروریات سے فارغ ہو کر نماز صبح اول وقت میں ادا کرے۔

۲۹۔ جب طلوعِ آفتاب میں دو رکعت پڑھنے کا وقت رہ جائے منیٰ کو چلے اور یہاں سے سات چھوٹی چھوٹی کنکریاں پاک جگہ سے اُٹھا کر تین بار دھو کر اپنے ساتھ لے لے بلکہ تینوں دنوں کے لئے لے لے تو اور اچھا ہے۔

۳۰۔ جب منیٰ پہنچے سب کاموں سے پہلے جمرۂ عقبہ کو جائے، رمی سے فارغ ہو اور فوراً واپس آجائے۔

۳۱۔ اب قربانی میں مشغول ہو جائے، یہ حج کا شکرانہ ہے اور یہاں بھی جانور کی عمر و اعضاء میں وہی شرطیں ہیں جو عید کی قربانی میں۔

۳۲۔ بعد قربانی رُو بقبلہ بیٹھ کر مرد حلق کریں اور عورتیں ایک پور برابر بال کتروائیں۔

۳۳۔ بال دفن کر دے اور یہاں حلق یا تقصیر سے پہلے نہ ناخن کتروانا ہے نہ خط بنوانا۔

۳۴۔ اب عورت سے متعلق چند باتوں کے علاوہ جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہو گیا۔

۳۵۔ افضل یہ ہے کہ آج دسویں ہی تاریخ فرض طواب کے لئے مکہ معظمہ جائے اور بدستور مذکور طواف کرے مگر اس طواف میں اضطباع نہیں۔

۳۶۔ جو دسویں کو نہ جائے وہ گیارہویں کو یا بارہویں کو کر لے اس کے بعد بلا عذر تاخیر گناہ ہے جرمانہ میں قربانی کرنی ہو گی، ہاں مثلاً عورت کو

حیض آگیا تو وہ اس کے ختم ہونے کے بعد کرے۔

۳۷۔ بہر حال بعد طواف دو رکعتیں ضرور پڑھیں، حج پورا ہو گیا کہ اس کا دوسرا رکن یہ طواف ہے۔

۳۸۔ دسویں، گیارہویں، بارہویں راتیں منیٰ ہی میں بسر کرنا سنت ہے۔

۳۹۔ گیارہویں تاریخ بعد نماز ظہر پھر رمی کو چلے اور رمی جمرۂ اولیٰ سے شروع کرے پھر جمرۂ وسطیٰ پر جائے، رمی کرکے نہ ٹھہرے فوراً پلٹ آئے، پلٹنے میں دعا کرے۔

۴۰۔ بعینہٖ اسی طرح بارہویں تاریخ تینوں جمرے بعد زوال رمی کرے اور بارہویں کی رمی کرکے غروب آفتاب سے پہلے مکہ معظمہ کو روانہ ہو جائے اور جب عزم رخصت ہو طواف وداع بجالائے مگر اس میں نہ رمل ہے، نہ سعی، نہ اضطباع، پھر دو رکعت مقامِ ابراہیم پر پڑھے پھر زمزم پر آئے اور پانی پیے اور بدن پر ڈالے اور دروازۂ کعبہ پر کھڑے ہو کر بوسہ دے اور الٹے پاؤں مسجد شریف سے باہر آجائے۔

سبق ۳۶

فضائلِ حرمین طیّبین(مکہ معظمہ و مدینہ منورہ)

سوال: مکہ معظمہ اور کعبۃ اللہ کے فضائل بیان کریں؟

جواب: مکہ معظمہ اِس اِنسانی ترقی کے تمام مدارج (درجوں) اور مراتب (مرتبوں) کی ایک مرتب تاریخ ہے۔ وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے عہد میں ایک خاص خاندان کا تبلیغی مرکز بنا۔ پھر حضرت اِسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ میں وہ چند خیموں اور جھونپڑیوں کی مختصری آبادی میں ظاہر ہوا' پھر رفتہ رفتہ اِس نے عرب کے مذہبی شہر کی جگہ حاصل کر لی اور پھر محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد وہ اِسلامی دنیا کا مرکز قرار پایا' قرآنِ کریم کا اِرشادِ گرامی ہے کہ تمام حرم یعنی مکہ معظمہ کے اِردگرد میلوں تک پھیلا ہوا زمین کا رقبہ روئے زمین پر موجود تمام مسلمانوں کے لئے مرجع و مامن بنادیا گیا ہے' عام زائری کا جوتانتا کعبۃ اللہ زیارت اور عمرہ کا سال کے ہر موسم' ہر فصل' ہر زمانہ میں لگا رہتا ہے اِس سے قطعِ نظر تصور میں نقشہ ان لاکھوں مسلمانوں کا جمائیں جو صرف حج کے موقع پر کھنچے چلے آتے ہیں' صرف حجاز یا ملک عرب ہی کے ہر حصے سے نہیں بلکہ روئے زمین کے ہر خطے' ہر علاقے' ہر ملک سے اور پھر یہ ذہن میں رکھ لیں کہ یہ سلسلہ دس بیس سال سے نہیں بلکہ حضرتِ ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے زمانہ یعنی تقریباً چار ہزار سال سے قائم ہے اور حرمِ کعبہ کا مامن اور اس کا ہر فتنہ وشر سے مامون ہونا' اِس سے ظاہر ہے کہ صرف عمارتِ کعبہ یا مسجد حرام ہی نہیں بلکہ اِردگرد کی ساری زمین داخلِ حرم ہے جہاں اِنسان کی جان لینا الگ رہا جانور تک کا شکار جائز نہیں اور یہ حکم تو خیر شریعتِ اِسلامی کا ہے' زمینِ حرم کا مامن اور مرجع امن و امان ہونا زمانہ جاہلیت یعنی زمانہ قبلِ ظہور اِسلام میں بھی مسلّم رہا ہے' بڑے بڑے مجرم مشرکوں کے دورِ حکومت میں بھی جرم کر کے خانۂ کعبہ کی دیواروں کے درمیان آ کر پناہ پا جاتے تھے۔

حضرتِ ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانۂ کعبہ کی دیواریں اُٹھاتے ہوئے جو دعائیں مانگی تھیں' ان میں ایک دعا یہ تھی کہ شہرِ مکہ کو امن والا بنادیا جائے یہ خود ایک معجزہ ہے امن و امان کے لحاظ سے حرم کعبہ' مکہ اور اِس کے مضافات کی سرزمین آپ اپنی نظیر ہے نہ وہاں ڈاکے پڑتے ہیں نہ قافلے لٹتے ہیں نہ لاشے تڑپتے ہیں بلکہ خونی بھی اگر آ کر خانۂ کعبہ میں پناہ گزیں ہو جائے تو اُسے وہاں قتل نہیں کیا جاسکتا۔ مکہ کی مقدس سرزمین اور خانۂ کعبہ کا اِتنا اِحترام مشرکینِ عرب نے بھی ہمیشہ ملحوظ رکھا' حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی دوسری دعا یہ تھی کہ مکہ والوں کو پھل پھلاری کھانے کو ملتے رہیں اور دنیا جانتی ہے کہ مکہ واقع ایسی جگہ ہے کہ ساری زمین یا سخت ریتلی ہے یا سخت پتھریلی' بارش بھی بہت قلیل مقدار میں ہوتی ہے اور کاشتکاری و باغبانی کو تو کوئی جانتا ہی نہیں لیکن اِن سب کے باوجود جتنے تازہ تازہ پھل' میوے' ترکاریاں چاہیے شہر تک میں خرید لیجئے' الغرض مکہ معظمہ اور خانۂ کعبہ اہلِ عرب کے درمیان مقدس اور ایک عبادت گاہ کی حیثیت سے بہت ہی قدیم زمانہ سے چلا آرہا ہے' اِسکی اوّلین تعمیر حضرتِ آدم علیہ السلام نے کی تھی اور اِس کے منہدم ہو جانے کے بعد از سرِ نو تعمیر حضرت ابراہیم و حضرتِ اِسمٰعیل علیہما السلام نے' قرآنِ کریم نے خانۂ کعبہ کو سب سے پہلا معبد یعنی عبادت گاہ بتایا اور اِس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ کعبہ بیت المقدس سے بھی قدیم تر ہے' بکہ مکہ ہی کا دوسرا نام ہے اور یہی وہ مقام ہے جس میں مادی اور روحانی' دنیاوی اور دینی برکتیں جمع کردی گئی ہیں' اِس پاک شہر اور پاک گھر کی دائمی عظمت و تقدس اور برتری کا اِعلان قرآن کریم میں اور احادیثِ شریفہ میں جگہ جگہ اور مختلف عنوانات سے کیا گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے کہ "یہ اُمت ہمیشہ خیر کے ساتھ رہے گی جب تک اِس (حرم مکہ کی) حرمت کی پوری تعظیم کرتی رہے گی اور جب لوگ اِسے ضائع کردیں گے ہلاک ہو جائیں گے۔" (ابن ماجہ)

یہی وہ شہر ہے جسے رحمۃ للعالمین ﷺ کا وطن اور آپ کی ولادت گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے' یہیں سے اِسلام کی آواز بلند ہوئی اور یہی اِسلامی تعلیمات کا پہلا مرکز ہے' یہی آیاتِ بینات کی تجلیاں اہلِ اِسلام کے سینوں کو منور و مجلا بناتی ہیں۔

یہی وہ مبارک شہر ہے کہ جب ایک پرقوت مسیحی سلطنت کے گورنر ابرہہ نے جو یمن کا حاکم تھا حجاز' مکہ بلکہ خود خانہ کعبہ پر چڑھائی کردی اور اپنی پوری قوت کے ساتھ مکہ معظمہ پر فوج کشی تو بجائے خانہ کعبہ کے برباد کرنے کے خود ہی مع اپنے لشکر کے برباد ہوگیا اور اِس کا بنابنایا کھیل بگڑ گیا' ہوا یہ کہ یک بیک سمندر کی طرف سے پرندوں کا ایک ٹڈل دل نظر آیا جن کے پنجوں اور چونچوں میں کنکریاں تھیں جن سپاہیوں پر وہ کنکریاں پڑتیں اِن کا بدن پھوڑ کر باہر نکل آتیں اور فوراً ہی اعضاء گلنے اور سڑنے لگتے تھے نتیجہ یہ نکلا کہ تھوڑی دیر میں سارا لشکر زیروزبر ہوگیا' ابرہہ یہ ماجرا دیکھ کر پریشان ہوکر بھاگا اور یمن پہنچتے ہی دنیا سے سدھار گیا۔

کہتے ہیں کہ ابرہہ نے فوج کو حکم دیا کہ وہ مکہ کی جانب بڑھے۔ اِس کی فوج میں ہاتھی بھی تھے جو عرب میں بالکل ایک نئی چیز تھے جیسا کہ آج کل کی جنگ میں آتشیں اژدھے یعنی ٹینک وغیرہ' تو ہاتھیوں کی قطار میں سے سب سے پہلے اس ہاتھی نے آگے بڑھنے سے اِنکار کردیا جس پر خود ابرہہ سوار تھا' فیل بان اگرچہ اس پر آنکس پر آنکس لگاتا اور مبانی ڈپٹ رہا تھا مگر وہ کسی طرح آگے نہ بڑھنے کا نام نہ لیتا تھا لیکن جب اِسے یمن کی جانب چلاتے تو وہ تیزی کے ساتھ چلنے لگتا تھا' اِسی حالت میں لشکر کو پرندوں نے آگھیرا اور تباہ کردیا' اِس واقعہ سے خانہ کعبہ اور مکہ معظمہ کی عظمت وجلالت کی اہمیت اور بھی نمایاں ہوگئی۔

سوال: مدینہ طیبہ کو کن فضائل کی وجہ سے مقدس و منور کہا جاتا ہے؟

جواب: مدینہ طیبہ وہ پاک و مبارک شہر ہے:

ا۔ جہاں خود حضور اقدس سرورِ اکرم جانِ دوعالم ﷺ کی تربتِ اطہر اور روضۂ انور ہے جس پر کروڑوں مسلمانوں کی جانیں قربان ہیں۔

۲۔ جس کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں اِس میں نہ دجال آئے نہ طاعون (بخاری ومسلم)

۳۔ جو تمام بستیوں پر باعتبار فضائل وبرکات غالب ہے۔ (بخاری ومسلم)

۴۔ جو لوگوں کو اس طرح پاک وصاف کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو (بخاری)

۵۔ جو شخص اہلِ مدینہ کے ساتھ فریب کرے گا' ایسا گھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۶۔ جو شخص اہلِ مدینہ کو ڈرائے گا' اللہ اِسے خوف میں ڈالے گا۔ (ابنِ ماجہ)

۷۔ جو اہلِ مدینہ پر ظلم کرے اور اِنہیں ڈرائے وہ خوف میں مبتلا ہوگا اور اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت اور اِس کا نہ فرض قبول کیا جائے گا نہ نفل۔ (طبرانی' نسائی)

۸۔ جسے خود مولائے کریم وجلیل نے اپنے حبیب کی ہجرت گاہ کیلئے منتخب فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

۹۔ جو مدینہ کی تکلیف ومشقت پر ثابت قدم رہے گا حضور روزِ قیامت اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ (مسلم)

۱۰۔ جو شخص مدینہ میں مرے گا حضور ﷺ کی شفاعت پائے گا اور بخشا جائے گا۔ (ترمذی)

۱۱۔ جس کے لئے حضور ﷺ نے دعائیں فرمائیں کہ:-

ا۔ الٰہی! تو ہمارے لئے ہماری کھجوروں میں برکت دے۔

ب۔ ہمارے صاع ومد (دوپیمانے) میں برکت دے۔

ج۔ ہمارے مدینہ میں برکتیں اُتار۔

د۔ یااللہ! بیشک ابراہیم تیرے بندے' تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور بیشک میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں' اُنہوں نے مکہ کیلئے تجھ سے دعا کی اور میں مدینہ کے لئے تجھ سے دعا کرتا ہوں اسی کی مثل جس کی دعا مکہ کیلئے اُنہوں نے کی اور اتنی ہی اور (یعنی مدینہ کی برکتیں مکہ سے دوچند ہوں) (مسلم وغیرہ)

ر۔ یا اللہ! تو مدینہ کو ہمارا محبوب بنادے جیسے ہم کو مکّہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو ہمارے لئے درست فرمادے اور اس کے صاع و مد میں برکت عطا فرما اور یہاں کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ میں بھیج دے۔

یہ دعا اُس وقت فرمائی تھی جب ہجرت کر کے مدینہ طیّبہ تشریف لائے اور یہاں آب و ہوا صحابہ کرام کو ناموافق ہوئی کہ پیشتر یہاں وبائی بیماریاں بکثرت ہوتیں اسی لئے اِس کا نام یثرب تھا یعنی ناموافق آب و ہوا والی بستی اب یہ یثرب نہیں بلکہ طیّبہ ہے۔

سوال: روضۂ انور کی زیارت کے فضائل کیا ہیں؟

جواب: یہی فضیلت کیا کم ہے کہ مولائے قدوس جلّ جلالہ نے تمہیں اس پاک شہر میں پہنچا کر اپنے محبوب ﷺ کا مہمان بنایا اور دنیا و آخرت میں تمہاری کامرانی و بخشش و نجات و شفاعت کا مژدہ اپنے حبیب کی زبانِ وحی ترجمان سے سنایا ارشاد فرماتے ہیں ﷺ ”جو میری قبر کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہے“ (بیہقی) نیز فرمایا ”جس نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو ایسا ہے جیسے میری حیات میں زیارت سے مشرف ہوا“ (طبرانی)

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جو حرمین میں مرے گا قیامت کے دن امن والوں میں اُٹھے گا“ (بیہقی)

ایسی عظیم بشارتوں کو سن کر بھی جس کا دل نہ پسیجے اور آستانہ پر حاضری نہ دے تو ظاہر ہے کہ بڑی بدنصیبی و محرومی کی راہ چلا ایسوں ہی کے بارے میں فرمایا ”جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر جفا کی“ (ابن عدی)

خود قرآنِ عظیم قیامِ قیامت تک مسلمانوں کو اس زیارت کی طرف بلاتا اور انہیں ترغیب دیتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا ۔۔۔ یعنی اگر ایسا ہو کہ وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں یعنی گناہ و جرم کریں تیری بارگاہِ بیکس پناہ میں (اے محبوب) حاضر ہوں پھر خدا سے ۔۔۔۔۔ مانگیں اور مغفرت چاہے ان کیلئے رسول تو بے شک اللہ عزوجل کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضورِ اقدس ﷺ کے حالِ حیات اور حالِ وفات دونوں کو شامل ہے اور مزارِ پُر انوار پر حاضری قریب بہ واجب ہے۔

امام قاضی عیاض نے شفا شریف میں فرمایا کہ ”قبرِ اقدس حضور والا ﷺ کی طرف سفر کر کے جانا واجب ہے زیارتِ قبر شریف میں نبی ﷺ کی تعظیم ہے اور نبی ﷺ کی تعظیم واجب۔“

اِسی لئے امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ ”جو باوجودِ قدرت زیارتِ مزارِ اقدس ترک کر دے اس نے حضور ﷺ پر جفا کی“۔ جیسا کہ ابھی حدیث گزری۔

بہت لوگ طرح طرح سے بہکاتے ہیں خبردار! کسی کی نہ سنو اور ہر گز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو۔

سبق ۳۷

حاضریٔ سرکارِ اعظم ﷺ

سوال: مسجدِ نبوی اور روضۂ انور کی زیارت کے آداب کیا ہیں؟

جواب: سرزمینِ عرب کا یہ وہ مبارک قطعہ ہے جس کی باب کہا گیا کہ

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید اینجا

اِس لئے ”با ادب بانصیب“ کا سراپا بن کر حاضریٔ دربار والا کو مقصود بناؤ۔

۱۔ حاضری میں خاص زیارتِ اقدس کی نیت کرو اور راستہ بھر درود و ذکر شریف میں ڈوب جاؤ۔

۲۔ جب حرم مدینہ نظر آئے روتے سر جھکاتے آنکھیں نیچی کئے ہوئے اور ہو سکے تو پیادہ ننگے پاؤں چلو اور جب شہرِ اقدس تک پہنچو تو جلال و جمالِ محبوب کے تصور میں غرق ہو جاؤ۔

۳۔ جب قبۂ انور پر نظر پڑے درود و سلام کی کثرت کرو۔

۴۔ حاضریٔ مسجد سے پہلے تمام ضروریات سے جن کا لگاؤ دل بٹنے کا باعث ہو نہایت جلد فارغ ہو کر وضو اور مسواک کرو اور غسل بہتر' سفید و پاکیزہ کپڑے پہنو اور نئے بہتر' سرمہ اور خوشبو لگاؤ اور مشک افضل۔

۵۔ اب فوراً آستانۂ اقدس کی طرف نہایت خشوع و خضوع سے متوجہ ہو اور درِ مسجد پر حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے تھوڑا ٹھہرو جیسے سرکار سے اجازت مانگتے ہو۔

۶۔ بسم اللہ کہہ کر سدھا پاؤں پہلے رکھ کر ہمہ تن ادب ہو کر داخل ہو' آنکھوں' کانوں' مہان' ہاتھ' پاؤں' دل سب خیالِ غیر سے پاک کرو اور سرکار ہی کی طرف لو لگائے بڑھو۔

۷۔ ہرگز ہرگز مسجد اقدس میں کوئی حرف چلا کر نہ نکلے۔

۸۔ یقین جانو کہ حضورِ اقدس ﷺ سچی حقیقی دنیاوی جسمانی حیات سے ویسے ہی زندہ ہیں جیسے وفات شریف سے پہلے تھے' اِن کی اور تمام انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت صرف وعدۂ خدا کی تصدیق کو ایک آن کے لئے تھی' اِن کا اِنتقال صرف نظرِ عوام سے چھپ جانا ہے۔

۹۔ اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جاؤ کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق مہلت دے اور وقت کراہت نہ ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد اور شکرانہ حاضری دربار محراب نبی ہیں ورنہ جہاں تک ہو سکے اس کے نزدیک ادا کرو۔

۱۰۔ ادب کمال میں ڈوبے ہوئے لرزتے کانپتے گناہوں کی ندامت سے پسینہ پسینہ ہوئے عفو و کرم کی اُمید رکھتے ہوئے مواجہۂ عالیہ میں حاضر ہو' حضور کی نگاہِ بیکس پناہ تمہاری طرف ہوگی اور یہ بات دونوں جہاں میں تمہارے لیئے کافی ہے۔ والحمدللہ۔

۱۱۔ اب بکمال ادب جالی مبارک سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے سے قبلہ کو پیٹھ اور مزارِ انور کو منہ کر کے نماز کی طرح ہاتھ باندھے کھڑے ہو' اب کہ دل کی طرح تمہارا منہ بھی اس پاک جالی کی طرف ہے نہایت ادب وقار کے ساتھ معتدل آواز سے مجرا و تسلیم بجالاؤ اور جہاں تک زبان یاری دے صلوٰۃ و سلام کی کثرت کرو اور عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ – اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللهِ – اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ خَلْقِ اللهِ – اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاشَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ – اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ وَاُمَّتِکَ اَجْمَعِیْنَ ط

۱۲۔ حضور سے اپنے لئے اپنے ماں باپ' پیر اُستاذ' اولاد' عزیزوں' دوستوں اور جب مسلمانوں کیلئے شفاعت مانگو اور بار بار عرض کرو اَسْئَلُکَ الشَّفَاعَةَ یَارَسُوْلَ اللهِ۔

۱۳۔ پھر اگر کسی نے عرضِ سلام کی وصیت کی ہو بجالاؤ' شرعاً اس کا حکم ہے۔

۱۴۔ پھر اپنے داہنے ہاتھ یعنی مشرق کی طرف ہاتھ بھر ہٹ کر حضرتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے چہرۂ نورانی کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرو

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاخَلِیْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ – اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ فِی الْغَارِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

۱۵۔ پھر اتنا ہی اور ہٹ کر حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روبرو کھڑے ہو کر عرض کرو

وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ – اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا مُتَمِّمَ الْاَرْبَعِیْنَ – اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاعِزَّ الْاِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ۔

۱۶۔ پھر بالشت بھر مغرب کی طرف پلٹو اور دونوں کے درمیان کھڑے ہو کر عرض کرو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَا خَلِیْفَتَیْ رَسُوْلِ اللهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاوَزِیْرَیْ رَسُوْلِ اللهِ ط اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاضَجِیْعَیْ رَسُوْلِ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَسْئَلُکُمَا الشَّفَاعَةَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَعَلَیْکُمَا وَبَارَکَ وَسَلَّمَ۔

۱۷۔ یہ سب حاضریاں محلِ اجابت ہیں' دعاء میں کوشش کرو' دعائے جامع کرو' درود پر قناعت بہتر۔

۱۸۔ پھر منبرِ اطہر کے قریب پھر پھر روضۂ جنت میں آ کر دو رکعت نفل جب کہ وقتِ مکروہ نہ ہو پڑھ کر دعا کرو‘ یونہی مسجدِ قدیم کے ہر ستون کے پاس نماز پڑھو اور دعا مانگو۔

۱۹۔ جب تک مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہو‘ ایک سانس بیکار نہ جانے دو‘ ضروریات کے سوا اکثر اوقات مسجد شریف میں باطہارت حاضر رہو‘ نماز و تلاوت‘ درود میں وقت گزارو‘ دنیا کی بات کسی مسجد میں نہ کرنی چاہئے نہ کہ یہاں‘ ہمیشہ ہر مسجد میں جاتے نیتِ اعتکاف کرلو۔

۲۰۔ یہاں ہر نیکی ایک کی پچاس ہزار لکھی جاتی ہے لہٰذا عبادت میں زیادہ کوشش کرو کھانے پینے میں کمی ضرور کرو اور مدینہ طیبہ میں روزہ نصیب ہو جائے خصوصاً گرمی میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔

۲۱۔ روضۂ انور پر نظر بھی عبادت ہے تو ادب کے اس کی کثرت کرو اور اس شہر میں یا شہر سے باہر جہاں کہیں گنبدِ مبارک پر نظر پڑے فوراً دست بستہ اُدھر منہ کر کے صلوٰۃ و سلام عرض کرو‘ بغیر اس کے ہرگز ہرگز نہ گزرو کہ خلافِ ادب ہے۔

۲۲۔ قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم یہاں اور حطیم کعبۂ معظمہ میں کرو۔

۲۳۔ پنجگانہ یا کم از کم صبح شام مواجہہ شریف میں عرضِ سلام کیلئے حاضری دو۔

۲۴۔ ترکِ جماعت بلا عذر ہر جگہ گناہ ہے اور کئی بار ہو تو سخت حرام و گناہِ کبیرہ اور یہاں تو گناہ کے علاوہ کیسی سخت محرومی ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ”جسے میری مسجد میں چالیس نمازیں فوت نہ ہوں اس کیلئے دوزخ و نفاق سے آزادیاں لکھی جائیں‘ لیکن یہ بات پیشِ نظر رہے کہ امام صحیح العقیدہ سنی اور دل میں حضور ﷺ کا ادب و احترام رکھنے والا ہونا چاہئے۔

۲۵۔ قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو اور حتی الامکان نماز میں بھی ایسی جگہ کھڑے ہو کہ پیٹھ کرنی نہ پڑے۔

۲۶۔ روضۂ انور کا نہ طواف کرو‘ نہ سجدہ‘ نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔

۲۷۔ وقتِ رخصت مزارِ پر انوار پر حاضری دو اور مواجہہ شریف میں حضور سے بار بار اس نعمت کی عطا کا سوال کرو اور تمام آدابِ رخصت بجالاؤ اور سچے دل سے دعا کرو کہ الٰہی ایمان و سنت پر مدینہ طیبہ میں مرنا اور بقیع پاک میں دفن ہونا نصیب ہو۔ آمین آمین یا ارحم الراحمین۔

سبق ۳۸

حج و عمرہ کے متفرق مسائل

سوال: حج و عمرہ کے افعال میں قصور واقع ہو جائے تو اس کا کفارہ کیا ہے؟

جواب: بحالتِ احرام کسی جنایت یعنی جرم کا ارتکاب ہو جائے تو اس کا کفارہ مختلف ہے۔ بعض جرائم ایسے ہیں کہ ان کے ارتکاب پر بدنہ یعنی اُونٹ یا گائے کی قربانی کا حرم کی سرزمین پر ذبح کرنا لازم آتا ہے اور کہیں دم واجب ہوتا ہے یعنی بھیڑ بکری وغیرہ کا ذبح کرنا اور کہیں صدقۂ فطر کے برابر دینا ضروری ہوتا ہے کہیں اس سے بھی کم دینا پڑتا ہے غرض جیسا جرم ویسی سزا۔ اس مختصر سے رسالے میں ان جنایات اور ان کے کفاروں کی تفصیل کی گنجائش کہاں‘ یہ تفصیل بڑی کتابوں میں دیکھیں یا بوقتِ ضرورت علمائے کرام اہلسنّت کی جانب متوجہ ہوں البتہ یہاں دو باتیں ذہن نشین کرلیں۔

۱۔ جہاں دم کا حکم ہے وہ جرم اگر بیماری یا سخت گرمی یا شدید سردی یا زخم یا پھوڑے یا جوؤں کے ایذاء کے باعث ہوگا تو اسے جرم غیر اختیاری کہتے ہیں اس میں اختیار ہوگا کہ دم کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک صدقہ دیدے یا تین روزے رکھ لے اور اگر اس میں صدقہ کا حکم ہے اور مجبوری کیا تو اختیار ہوگا کہ صدقے کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔

۲۔ کفارے اس لئے ہیں کہ بھول چوک سے یا سونے میں یا مجبوری سے جرم ہوں تو کفارہ سے پاک ہو جائیں نہ اس لئے کہ جان بوجھ کر بلا اعذار جرم کرو اور کہو کہ کفارہ دے دیں گے دینا جب بھی آئے گا مگر قصداً حکمِ الٰہی کی مخالفت سخت ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (فتاوٰی رضویہ)

سوال: محرم کو احرام میں جوڑ لگانا عند الشرع جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سلی ہوئی چیز سے بچنا چاہئے اور حالتِ ضرورت مستثنیٰ ہے (فتاوٰی رضویہ)

سوال: عورت کا حج کو جانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: حج کی فرضیت میں عورت مرد کا ایک حکم ہے. جو راہ کی طاقت رکھتا ہو اس پر فرض ہے مرد ہو یا عورت' جو ادا نہ کرے گا عذاب جہنم کا مستحق ہو گا عورت میں اتنی بات زیادہ ہے کہ اسے بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لئے سفر کو جانا حرام ہے اور کسی نیک پارسا' خدا ترس بی بی کے ساتھ لگ جانا امام اعظم کے نزدیک کافی نہیں لیکن اگر بغیر محرم کے چلی گئی اور حج کر لیا تو فرض ساقط اور حج مکروہ ہوا اور اس فعلِ ناجائز کا وبال جدا کہ ہر قدم پر گناہ لکھا جائے گا۔ عورت واہ جوان ہو یا بوڑھی سب کا حکم ایک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: کسی کے والدین پر قرضہ ہے اور وہ اسے حجِ فرض سے روکتے ہیں تو یہ کیا کرے؟

جواب: جب کہ یہ شخص اپنے ذاتی روپے سے استطاعت رکھتا ہے تو حج اس پر فرض ہے اور حجِ فرض میں والدین کی اجازت درکار نہیں بلکہ والدین کی ممانعت کا اختیار نہیں اس پر لازم ہے کہ حج کو چلا جائے اگرچہ والدین منع کریں اور والدین پر قرضہ ہونا اس شخص پر فرضیت حج میں خلل انداز نہیں' صاحبِ استطاعت ہے تو حج اس پر فرض ہے۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: سرما میں احرام کی چادر کے اوپر کمبل وغیرہ کوئی اور کپڑا اوڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: کمبل یا بانات یا اونی چادر وغیرہ بے سلے کپڑے اگرچہ دو چار اوڑھنے کی اجازت ہے بلکہ سوتے وقت اوپر سے روئی کا انگرکھا چغہ لبادہ چہرہ چھوڑ کر بدن پر ڈال لینا یا نیچے بچھا لینا بھی ممنوع نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: حجِ اصغر اور حجِ اکبر کسے کہتے ہیں؟

جواب: ج اصغر عمرہ کو کہتے ہیں کہ اس میں بھی طواف وسعی وغیرہ افعالِ حج ادا کئے جاتے ہیں اور اس کے مقابل حجِ اکبر ہے جس میں ان افعال کے علاوہ وقوفِ عرفات ووقوفِ مزدلفہ اور منیٰ کے افعال داخل ہیں۔

سوال: وقوفِ عرفات یعنی ذی الحجہ کی نویں اگر جمعہ کو ہو تو یہ بھی حجِ اکبر ہے یا نہیں؟

جواب: وقوفِ عرفات خواہ کسی دن ہو' یہ حج حجِ اکبر ہی کہلائے گا کہ عمرہ نہیں۔ جسے حجِ اصغر کہتے ہیں البتہ اگر حسنِ اتفاق سے اس تاریخ کو جمعہ میسر جائے تو زہے نصیب! حج میں چار چاند لگ جاتے ہیں' حضور ﷺ کا حجۃ الوداع جمعہ ہی کے روز واقع ہوا تھا تو حضور کے طفیل یہ موافقت ومشابہت اور بھی زیادہ برکات کی موجب ہے' کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن کا حج ستر حج کے برابر ہے تو ایک حج میں ستر کا ثواب کیا کم فضیلت ہے؟ جو جمعہ کے باعث حاصل ہوئی۔ پھر جمعہ کا دن مسلمانوں کے حق میں یومِ عید ہے اور عرفہ تو ہی ہے عید تو ایک دن میں دو عیدیں میسر آ جائیں' یہ کرم بالائے کرم ہے اور نورٌ علیٰ نور۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ایک یہودی نے کہا کہ آیہ کریمہ **الیوم اکملت لکم دینکم** ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے' آپ نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری جمعہ اور عرفہ کے دن یعنی ہمیں اس دن کو عید بنانے کی ضرورت نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس دن یہ آیت اُتاری اس دن دوہری عید تھی کہ جمعہ وعرفہ' یہ دونوں دن مسلمانوں کے لئے عید ہیں اور اس دن یہ دونوں جمع تھے کہ جمعہ کا دن تھا اور نویں ذی الحجہ (ترمذی) غالباً عوام الناس اسی کثرتِ ثواب اور دوہری عیدوں اور خوشیوں کے باعث اسے حجِ اکبر کہتے ہیں' واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: حج بدل کی کیا کیا شرطیں ہیں؟

جواب: حج بدل یعنی نائب بن کر دوسرے کی طرف سے حج فرض ادا کرنا کہ اس پر سے فرض ساقط ہو جائے' اس کیلئے متعدد شرطیں ہیں ازاں جملہ یہ کہ زندگی میں جو کوئی حج بدل اپنی طرف سے بوجہ عجز ومجبوری کرائے اس حج کی صحت کیلئے شرط ہے کہ وہ مجبوری آخر عمر تک دائم وباقی رہے۔ اگر حج بدل کرانے کے بعد مجبوری جاتی رہی اور بذاتِ خود حج کرنے پر قدرت پائی تو اس سے پہلے ایک یا جتنے حج بدل اپنی طرف سے کرائے ہوں سب ساقط ہو گئے' حج نفل کا ثواب رہ گیا فرض ادا نہ ہوا اب اس پر فرض ہے کہ خود حج کرے' باقی شرائط کی تفصیل بڑی کتابوں سے معلوم ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ وغیرہ)

سوال: میّت کا حج بدل کرنے والے کو خاص مکّہ معظمہ میں وہاں کا زمانہ حج کا خرچ دے کر مقرر کر لینا کافی ہے یا نہیں؟

جواب: اِس قسم کے جو حج بدل کرائے جاتے ہیں ان سے فرض تو اُتر سکتا نہیں، حج عبادتِ بدنی اور مالی دونوں سے مرکب ہے جس پر حج فرض تھا اور معاذ اللہ بے کئے مر گیا ظاہر ہے کہ بدنی حصے سے تو عاجز ہو گیا رب عزوجل کی رحمت ہے کہ صرف مالی حصہ سے اِس کی طرف سے حج بدل قبول فرماتا ہے جب کہ وہ وصیت کر جائے اور رحمت پر رحمت یہ کہ وارث کا حج کرانا بھی قبول فرمایا جاتا ہے اگر چہ میت نے وصیت نہ کی تو حج بدل والے کو اسی شہر سے جانا چاہئے جو شہر میت کا تھا کہ مال صرف پورا ہو مکہ معظمہ سے حج کرا دینا اس میں داخل نہیں، رہا ثواب تو اس کی اُمید بھی بخیر ہے۔ حج کرنے والے صاحب اس پر اُجرت لیتے ہیں اور جب اُجرت لی ثواب کہاں اور جب انہیں کو ثواب نہ ملا میت کو کیا پہنچائیں گے خصوصاً جب کہ بعض پیشہ ور یہ ظلم کرتے ہیں کہ چار چار شخصوں سے حج بدل کے روپے لے لیتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے' آمین۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: جس پر قربانی واجب ہے خواہ شکرانے کی خواہ کسی جنایت وقصور کی' وہ اس کے عوض جانور کی قیمت خیرات کر دے یا وطن واپس آ کر یا حرم کے علاوہ کہیں اور قربانی کر دے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نہ یہ جائز نہ وہ درست کہ یہاں خود ذبح مقصود ہے اور اللہ عزوجل کیلئے جان دینا' تو قیمت اس کے بدلے خیرات کرنا کافی نہیں جیسا کہ عید قربان پر وجوب کی صورت میں بغیر قربانی کئے یہاں عہدہ برآ نہیں ہو سکتا' یونہی وطن واپس آ کر ایک جانور کی جگہ ہزار جانور قربان کر دیں وہ واجب ادا نہ ہوگا کہ اس کے لئے حرم کی سرزمین شرط ہے۔ (درمختار' فتاویٰ رضویہ)

سوال: جس کے پاس روپیہ تنخواہ اور رشوت وغیرہ کا خانگی خرچ سے فاضل موجود ہو تو اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟

جواب: اگر اس کے پاس مالِ حلال کبھی اتنا نہ ہوا جس سے حج کر سکے اگر چہ رشوت کے ہزار ہا روپے ہوئے تو اس پر حج ہی نہ ہوا کہ مالِ رشوت مالِ مغصوب (چھینا ہوا) ہے وہ اس کا مالک ہی نہیں اور اگر مالِ حلال اِس قدر اس کے پاس ہے یا کسی موسم میں ہوا تھا تو اس پر حج فرض ہے مگر رشوت وغیرہ حرام مال کا اس میں صرف کرنا حرام ہے اور وہ حج قابلِ مقبول نہ ہوگا اگر چہ فرض ساقط ہو جائے گا' حدیث میں اِرشاد ہوا جو مالِ حرام لے کر حج کو جاتا ہے جب وہ لبیک کہتا ہے فرشتہ جواب دیتا ہے۔ ''نہ تیری حاضری قبول نہ تیری خدمت مقبول اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود جب تک تو یہ حرام مال جو تیرے ہاتھوں میں ہے واپس نہ کر دے۔''

اِس کے لئے چارۂ کار یہ ہے کہ قرض لے کر فرض ادا کرے اور وجہ حلال سے مال پیدا کر کے قرض ادا کرے' اگر ادا ہو گیا فبہا ورنہ حدیث میں اِرشاد ہوا ہے کہ جو حج یا جہاد یا نکاح کے لئے قرض لے وہ قرض اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے اور مالِ حلال کی طرف توجہ نہ دی اِسی حرام سے قرض ادا کیا اور اپنے مصارف میں صرف کرتا رہا تو یہ ایک گناہ ہے اور حجِ فرض ادا نہ کرتا تو دو گناہ تھے' ایک گناہ سے بچ گیا یہ کیا کم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سوال: طواف وغیرہ اعمال کا ثواب ہر موسم کے لئے ہے یا صرف زمانہ حج میں؟

جواب: حرم محترم کے اعمال کا ثواب اِس زمین پاک کے اِعتبار سے ہے نہ کہ زمانہ حج کی خصوصیت سے' ایک نیکی پر لاکھ کا ثواب جیسے زمانہ حج میں ملے گا ویسے ہی دوسرے اوقات میں اور طواف کعبہ معظمہ جو حج میں کیا جائے گا اگر وہ طواف عمرہ ہے تو اس کے ثواب میں بکرمہ تعالیٰ کوئی کمی نہ ہوگی اور خصوصاً رمضان المبارک میں اس کا طواف ذی الحجہ سے بہت زیادہ ہے۔

حدیث ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اِرشاد فرماتے ہیں:

''رمضان مبارک میں ایک عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔''

سوال: حج کے سفر میں پہلے مدینہ طیبہ جائے یا مکہ معظمہ؟

جواب: علمائے کرام نے دونوں صورتیں لکھی ہیں چاہے پہلے سرکارِ اعظم میں حاضر ہو اس کے بعد حج کرے یہ ایسا ہوگا جیسے صبح کے فرضوں سے سنتیں مقدم ہیں اور بارگاہِ مقدس کی حاضری اسکے لئے قبولِ حج کا سامان فرما دے گی اِنشاء اللہ الکریم ثم رسولہ الرؤف الرحیم علیہ وعلیٰ آلہٖ اکرم الصلوٰۃ والتسلیم اور چاہے تو حج کے بعد حاضر ہو یہ ایسا ہوگا جیسے مغرب کے فرضوں کے بعد سنتیں' حج اگر مبرور (ہر قصور سے پاک) ہے اسے گناہوں سے پاک کر کے اس قابل کر دے گا کہ زیارتِ قبر انور کرے۔

پاک ؎ شو اوّل وپس دیدہ برآں پاک انداز!

؎ پہلے پاک صاف ہو پھر آنکھیں اِس پاک سرزمین پر فرش کر۔

یہ سب اس صورت میں ہے کہ مکہ معظمہ کو جاتے ہوئے مدینہ طیبہ راستہ میں نہ پڑے اور گر ایسا ہے جیسا شام سے آنے والوں کے لئے' تو پہلے حاضری دربارِ انور ضروری ہے خلافِ ادب ہے کہ بے حاضر ہوئے حج کو چلا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ)

سبق ۳۹

پیارے نبی کی پیاری باتیں

حضور معطی العطاوالسرور دافع البلاء والشرور فرماتے ہیں:

۱۔ دو خصلتیں ایسی ہیں کہ ان سے بہتر کوئی چیز نہیں' اللہ پر ایمان اور مسلمانوں کو نفع رسانی اور دو خصلتیں ایسی ہی کہ ان سے بد تر کوئی شے نہیں' اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانا۔

۲۔ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک کرنے والی اور تین چیزیں درجے بڑھاتی ہیں اور تین چیزیں گناہوں کا کفارہ ہیں۔

نجات دینے والی تین چیزیں یہ ہیں:

۱) علانیہ اور پوشیدہ خدا سے ڈرنا۔

۲) تنگدستی اور فارغ البالی میں درمیانی راہ چلنا۔

۳) خوشی وغضب کے وقت اِنصاف پر رہنا۔

ہلاک کرنے والی تین چیزیں یہ ہیں:

۱) سخت بخیل یا حریص ہونا۔

۲) اپنی خواہش نفس کی پیروی کرنا۔

۳) خود پسندی (کہ تکبر کا زینہ ہے)

درجے بڑھانے والی تین چیزیں یہ ہیں:

۱) آپس میں سلام پھیلانا۔

۲) محتاجوں کو کھانا کھلانا۔

۳) راتوں کو نماز (نفل) پڑھنا جب کہ دنیا سوتی ہے۔

اور گناہوں کا کفارہ یہ تین چیزیں ہیں:

۱) سخت سردی میں کامل وضو کرنا۔

۲) نماز باجماعت کے لئے پیادہ جانا۔

۳) ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے اِنتظار میں رہنا۔

(ان امور کی برکت سے صغیرہ گناہ خود بخود معاف ہوجاتے ہیں مگر کبیرہ کیلئے توبہ ضرور)

۳۔ چار چیزیں بدبختی کی علامت ہیں' اپنے گذشتہ گناہوں کو بھول جانا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک لکھے ہوئے محفوظ ہیں' اپنی نیکیوں کا چرچ کرنا جبکہ وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ مقبول ہوئیں یا مردود' اپنی نظر میں ایسوں کو رکھنا جو دنیاوی اِعتبار سے اس سے بڑھ کر ہیں اور صرف ان لوگوں کو دیکھنا جو دین میں اِس سے کمتر ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کے ساتھ خیر کا اِرادہ کیا لیکن اس نے مجھے اپنی مراد نہ بنایا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔

اور چار چیزیں نیک بختی کی نشانی ہیں:

اپنے گناہوں کو یاد رکھنا (کہ توبہ کی توفیق ہوگی) کوئی نیکی کر کے بھول جانا' ایسے بندہ کو دیکھنا جو دین میں اِس سے برتر ہے (کہ دین کی طرف سبقت کا باعث ہے) اور ایسوں کو دیکھنا جو دنیا میں اِس سے بدتر حال میں ہیں (کہ موجب شکر ہے)

۴۔ میرے اُمتیوں پر ایک ایسا وقت بھی آئے گا انہیں پانچ چیزوں سے محبت ہوگی اور پانچ چیزوں کو بھول جائیں گے:

دنیا سے انہیں محبت ہوگی اور آخرت کو بھول جائیں گے

اپنے گھروں سے انہیں محبت ہوگی اور قبروں کو بھول جائیں گے

مال سے انہیں محبت ہوگی اور حسابِ آخرت کو بھول جائیں گے

اہل وعیال سے انہیں محبت ہوگی اور حور (وقصور) کو بھول جائیں گے

اپنی خواہشِ نفس سے انہیں محبت ہوگی اور اللہ کو بھول جائیں گے

وہ مجھ سے بری ہیں اور میں ان سے بیزار۔

۵۔ چھ آدمیوں پر میری لعنت' اللہ کی لعنت اور ہر نبی مستجاب الدعاء کی لعنت۔

۱) وہ جو قرآن میں کمی بیشی یا تحریف کرے۔ ۲) وہ کہ تقدیرِ الٰہی کو جھٹلائے۔ ۳) وہ جو زبردستی دوسروں پر مسلط ہو جائے تا کہ جسے اللہ نے عزت دی ہے اسے ذلیل کرے (مثلاً علمائے حق کی) اور جسے اللہ نے ذلیل رکھا ہے اسے عزت بخشے (مثلاً کم اصل کمینہ کو)۔ ۴) وہ جو حرم الٰہی کی حرمت کو اپنے لئے حلال کرلے (اور اس کی بے حرمتی پر اُتر آئے) ۵) وہ جو میری اولاد پر ان باتوں کو حلال جانے جنہیں اللہ نے حرام کیا ہے (مثلاً ناحق ایذاء وظلم)۔ ۶) وہ جو میری سنت کریمہ کو چھوڑے (اور اِسے ترک کرنا اپنا معمول بنالے) اللہ تعالیٰ کل بروزِ قیامت ان پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔

۶۔ سات شخص وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قیامت میں اپنے عرش کے سایہ میں رکھے گا جب کہ اس سایہ کے سوا کوئی اور سایہ میسّر نہ ہوگا۔

۱) امامِ عادل وحاکم منصف۔ ۲) وہ جوان جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں پلا بڑھا۔ ۳) وہ بندۂ خدا جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور خوفِ خدا سے اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکے۔ ۴) وہ شخص کہ اس کا دل مسجد میں لگا ہوا ہے کہ پھر مسجد پہنچے۔ ۵) وہ شخص جس نے راہِ خدا میں صدقہ کیا اور اس طرح کہ بائیں ہاتھ کو پتہ نہ چلا کہ دائیں نے کیا خرچ کیا اور وہ دو شخص جنھوں نے اللہ کیلئے آپس میں محبت کی۔ ۷) وہ شخص جسے کسی حسین عورت نے اپنی طرف گناہ کی دعوت دی اور اس نے اِنکار کردیا اور کہہ دیا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔

۷۔ آٹھ چیزیں ایسی ہیں کہ اِن کا پیٹ آٹھ چیزوں سے کبھی نہیں بھرتا۔

۱) آنکھ کا دیکھنے یعنی نظر بد سے۔ ۲) زمین کا بارش سے۔ ۳) مادہ کا نر سے۔ ۴) عالم دین کا علم دین سے۔ ۵) گدا کا گداگری سے۔ ۶) حریص کا مال جمع کرنے سے۔ ۷) سمندر کا پانی سے اور ۸) آگ کا لکڑی سے۔

۸۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کی طرف توریت میں وحی کی کہ تین چیزیں تمام گناہوں کی اصل ہیں۔ ۱) غرور ۲) حسد اور ۳) حرص۔ ان تین خصلتوں سے چھ برائیاں اور پیدا ہوتی ہیں اور اس طرح یہ نو بن جاتی ہیں۔

۱) شکم سیری ۲) نیند کی زیادتی ۳) آرام طلبی ۴) مال کی ناجائز محبت ۵) اپنی تعریف وتوصیف سے لگاؤ اور ۶) حکومت (اور اہل حکومت) کی طرف رغبت۔

۹۔ نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس باتیں پوشیدہ ہیں:

چہرہ کا حسن' دل کا نور' بدن کی راحت' قبر میں اُنس' رحمت کا نزول' آسمان کی کنجی' میزان کا وزن' رب کی رضا' جنت کی قیمت اور جہنم سے حجاب۔ تو جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اِسے چھوڑ دیا اس نے دین کو ڈھا دیا۔

۱۰۔ جو مرد یا عورت شب عرفہ (وہ رات جو نویں ذی الحجۃ کے بعد آئے گی) یہ دس کلمے ایک ہزار بار پڑھ کر جو دعا کرے گا وہ مقبول ہوگی جب تک کہ قطعِ رحم اور گناہ کی دعا نہ کرے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ عَرْشُهٗ — سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْاَرْضِ مُلْكُهٗ وَقُدْرَتُهٗ

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْبَحْرِ سَبِیْلُهٗ — سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْهَوَآءِ رُوْحُهٗ

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی النَّارِ سُلْطَانُهٗ — سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْاَرْحَامِ عِلْمُهٗ

سُبْحٰنَ الَّذِیْ فِی الْقُبُوْرِ قَضَآئُهٗ — سُبْحٰنَ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمَآءَ بِلَاعَمَدٍ

سُبْحٰنَ الَّذِیْ وَضَعَ الْاَرْضَ سُبْحٰنَ الَّذِیْ لَامَلْجَاً وَلَامَنْجَاً مِنْهُ اِلَّا اِلَیْهِ

(اوّل وآخر کم از کم تین بار درود شریف پڑھنا سند قبولیت ہے)

سبق ۴۰

ایک قابل حفظ اور نفیس دعا

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ[1] کی جب آئے سخت رات
اُن کے پیارے منہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار وگیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و سخا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بیباکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِ سلم کہنے والے غم زُدا[2] کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو!!

تمت بالخیر

[1] یعنی تاریک قبر

[2] یہاں غمزدہ بمعنی ''غم کا مارا ہوا'' نہیں بلکہ غم زُدا (زبر پیش کے ساتھ) بمعنی ''غم کو مٹانے والا'' مستعمل ہے، رسم الخط بھی آخر میں ہ سے نہیں الف سے ہے۔